www.KitaboSunnat.com

خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز

صلیبیوں پر مجاہدین کی ولولہ انگیز یلغاریں اور پرستاران صلیب کی اسلام دشمن مکروہ
سازشوں و سیاسی چالوں کی خفیہ کہانی۔ ایک انگریز کی زبانی

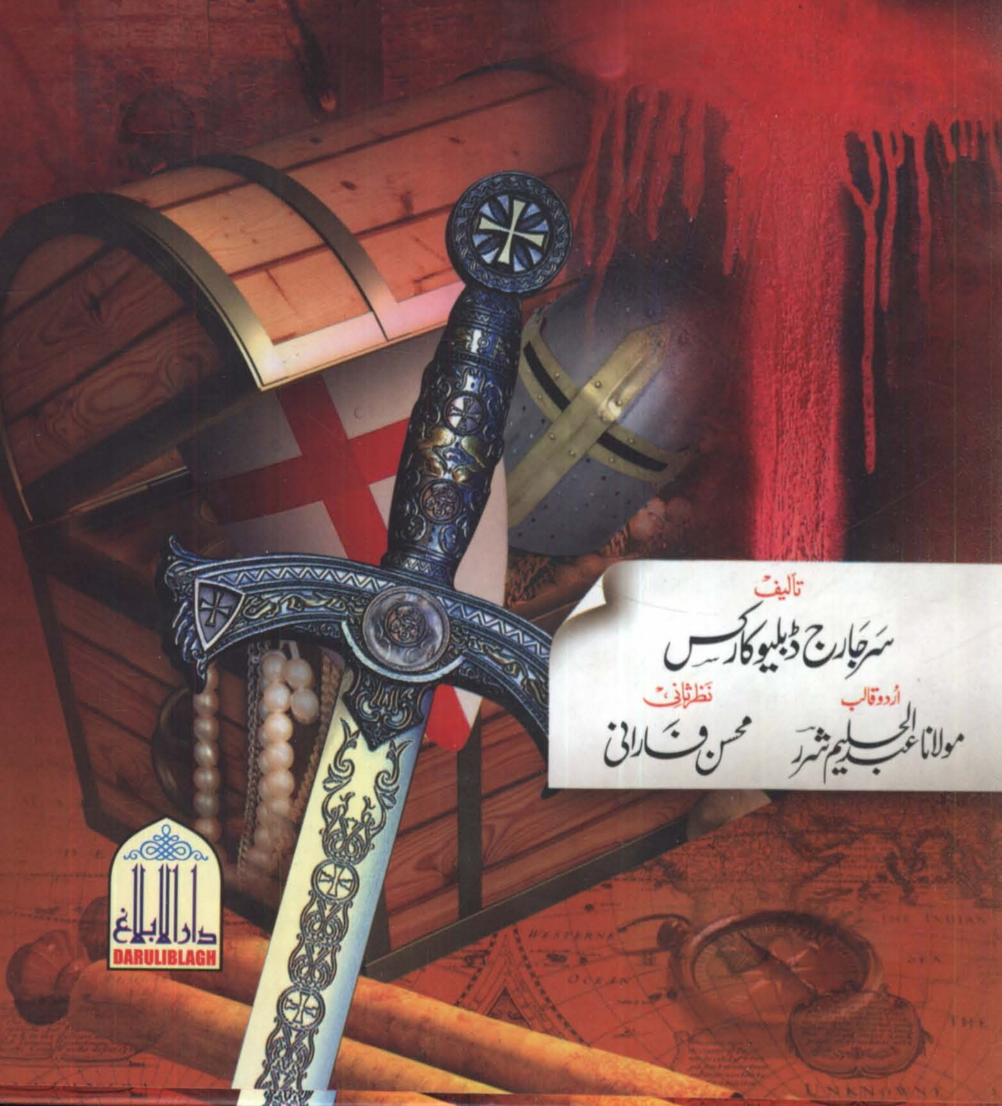

تالیف
سر جارج ڈبلیو کاکس

اُردو قالب
مولانا عبدالحلیم شرر

نظرِ ثانی
محسن فارانی

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

جملہ حقوق اشاعت برائے دار الابلاغ محفوظ ہیں

خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز

تالیف: .... سر جارج ڈبلیو کاکس

اردو قالب: .... مولانا عبد الحلیم شرر

نظر ثانی: .... محسن فارانی

www.KitaboSunnat.com ڈاکٹر عبد القدیر خان

اشاعت اول .... اپریل 2013ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- **لاہور**۔ دار الاندلس 37230549 ۔ دار السلام شوروم 37232400 ۔ مکتبہ قدوسیہ 37230585 ۔ مکتبہ سلفیہ 37237184 ۔ کتاب سرائے 37320318 ۔ اسلامی اکیڈمی 37357587 ۔ نعمانی کتب خانہ 37321865 ۔ مکتبہ رحمانیہ 37224228 ۔ مکتبہ دار الھدیٰ 37639557 ۔ البلاغ 35717842 ۔ البلاغ (جیل روڈ 042-35717842 گلبرگ 042-35717842 ماڈل ٹاؤن 042-35942233)
- **راولپنڈی**۔ تسہیلات طیبہ کشمیری بازار 5535168 ۔ دار الفکر اسلامی 0321-5216287 ۔ مکتبہ عائشہ 0321-5075075, 051-5551014 ۔
- **اسلام آباد**۔ المسعود اسلامک بکس 2261356 ۔ البلاغ 2281420 ۔ دار السلام شوروم 0321-5370378 ۔ الھدیٰ انٹرنیشنل 0321-8014008, 051-4434615 ۔
- **کراچی**۔ فضلی سنز 32212991 ۔ مکتبہ دار القرآن ۔ 021-32211998 علمی کتب خانہ اردو بازار 32628939 ۔
- **فیصل آباد**۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204 ۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 041-2629292, 0300-6628021
- **پشاور**۔ معراج کتب خانہ 214720 ۔ **حیدر آباد**۔ مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264 ۔ **واہ کینٹ**: البلاغ 051-4541148
- **سیالکوٹ**۔ مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911 مکتبہ الاذان 0332-8787866

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0300-4453358, 042-37361428

ضروری نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور انسانی بساط و طاقت کے مطابق ہم نے اس کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ خاص طور پر عربی عبارات میں تصحیح اغلاط میں پوری طرح احتیاط کی ہے۔ لیکن پھر بھی بشری تقاضے کے تحت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں۔ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز

صلیبیوں پر مجاہدین کی ولولہ انگیز یلغاریں اور پرستاران صلیب کی اسلام دشمن مکروہ
سازشوں و سیاسی چالوں کی خفیہ کہانی۔ ایک انگریز کی زبانی

تالیف
سر جارج ڈبلیو کاکس

اردو قالب
مولانا عبدالحلیم شرر

نظر ثانی
محسن فارانی

تقدیم
ڈاکٹر عبدالقدیر خان

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور
0300-4453358, 042-37361428

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

......حکیم باری تعالیٰ......

صلیبیوں کو دوست مت بناؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡیَهُوۡدَ وَ النَّصٰرٰۤی اَوۡلِیَآءَ ؔ
بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَی الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ
مَّرَضٌ یُّسَارِعُوۡنَ فِیۡهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَخۡشٰۤی اَنۡ تُصِیۡبَنَا دَآئِرَۃٌ ؕ
فَعَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّاۡتِیَ بِالۡفَتۡحِ اَوۡ اَمۡرٍ مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَیُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَاۤ
اَسَرُّوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ نٰدِمِیۡنَ ﴿ؕ۵۲﴾

”اے ایمان والو!...... یہود اور نصاریٰ کو دوست اور محافظ نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست اور محافظ ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان سے دوڑ دوڑ کر ملے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ ہم پر (ان سے الگ رہنے کی بناء پر) کہیں زمانے کی گردش (عتاب) نہ آ جائے، سو قریب ہے کہ اللہ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر نازل فرمائے پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو یہ چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

www.KitaboSunnat.com

خونریز صلیبی جنگوں کے سربستہ راز

○ حرف تمنا......اس کتاب کی کہانی ۳۰

باب : ۱

صلیبی جنگوں کے اسباب

○ صلیبی جنگیں یعنی ایک عوام پسند لڑائیوں کا سلسلہ ۳۱
○ صلیبی جنگوں اور قرون وسطیٰ کی دیگر لڑائیوں میں فرق ۳۱
○ ان جذبات کا عیسائیوں کی قدیم روایات میں پتہ نہ تھا ۳۳
○ مقدس پولوس کی مسیحیت ۳۵
○ شہنشاہ روم کی مسیحیت ۳۵
○ یونان و مصر کے قدیم مذاہب ۳۷
○ قدیم مذاہب کا مسیحیت پر اثر ۳۸
○ بلاد ارض مقدس میں رہنے کا خیال بڑھنا ۳۹
○ ارض مقدس کے شہروں کی زیارت کا شوق زیادہ ہونا ۴۰
○ روحانی حصہ مذہب کا تدریجاً گھٹنا ۴۲
○ بزرگوں کا زیارت کی اور جرأت دلانا ۴۲
○ زیارت کے پردے میں تجارت ۴۳
○ روم و فارس کی طویل لڑائیاں ۴۳
○ قیصر روم ہرقل کی معرکہ آرائیاں ۴۴
○ ۶۲۸ء میں اصلی صلیب کا ایرانیوں سے واپس ملنا ۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ارض فلسطین کا فتح ہونا ۴۶
- عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجوزہ شرائط بیت المقدس والوں کے لیے ۴۶
- سیدنا عمرؓ اور مسیحیوں کا مقتدا سفرونیوس ۴۷
- زیارت بیت المقدس پر فتح عرب کا اثر ۴۸
- سلسلۂ زیارت کا بلا مزاحمت قائم رہنا ۴۸
- ۱۰۱۰ء میں مصر کے خلیفہ حاکم کی دست برد بیت المقدس پر ۴۹
- زائرین سے یروشلم کے پھاٹکوں پر محصول لیا جانا ۵۰
- ۱۰۰۰ء کے بعد قیامت کا انتظار ۵۰
- سلجوقی ترکوں کا عروج ۵۱
- یونانی شہنشاہ الیکسوس کی رومی و لاطینی عیسائیت سے امداد طلبی ۵۳
- ۱۰۷۶ء میں بیت المقدس پر سلجوقیوں کا قبضہ اور مسیحی زائرین پر سختی ۵۳
- مشرقی تجارت کا تنزل ۵۴
- مغرب کے مسیحیوں کی عام برہمی ۵۵
- جوش کو باضابطہ بنانے کے لیے مذہبی منظوری کی ضرورت ۵۶

باب : ۲

کلر مانٹ کی کونسل

- اگلے پاپاؤں پر رومی اصول شہنشاہی ۵۷
- پاپائیت ۵۸۷ء سے ۱۰۸۵ء تک ۵۸
- گریگری ہفتم کی تدابیر و اغراض ۶۰
- اطالیہ کی نارمن مہم (۱۰۸۱ء) ۶۲
- پیاسنزا کی کونسل ۱۰۹۵ء ۶۳
- کلر مانٹ کی کونسل (۱۰۹۵ء) اور پطرس کا سفر زیارت بیت المقدس ۶۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پطرس کا عام لوگوں میں اپنی تقریر سے جوش پیدا کرنا ۶۷
- فیوڈل سسٹم اور سیاسی عدم استحکام ۶۹
- ہنگامی اصلاحات ۷۱
- پوپ اربن کی محرک جنگ جوشیلی تقریر ۷۱
- دوران تقریر حاضرین کا جوش اور پوپ کی تلقین ۷۳
- حروب صلیبیہ کی وجہ تسمیہ ۷۴
- اسقف ایڈ ہیمار: سب سے پہلے صلیبی نشان بنانے والا ۷۵
- یوم ایسمپشن (۱۵ اگست) کوچ کا دن ۷۵
- حروب صلیبیہ کے شرکاء کے مختلف نقطہ ہائے نظر ۷۵
- گیبرٹ کا خلاف جنگ نظریۂ ایمانیت ۷۶
- حروب صلیبیہ کے طفیل چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں کا ختم ہو جانا ۷۹
- پوپ کی طاقت واختیارات میں بے پناہ اضافہ ۸۰
- اراضی کا انتقال، حفاظت میں دینا، یا رہن رکھنا ۸۱
- صلیبی مہم کی بعض کمزوریاں ۸۲

باب : ۳

پہلی صلیبی لڑائی

- صلیبی جنگجوؤں کے پہلے غول کی روانگی ۸۵
- ٹنکرڈ: ''نیک'' باپ کا حرامی بیٹا ۹۲
- کن اسباب اور اثرات سے سپہ گری پیدا ہوئی ۹۲
- اگست ۱۰۹۶ء میں صلیبی فوج کا بماتحتی گاڈفرے روانہ ہونا ۹۷
- ورمانڈوا کے ہیوغ کی گرفتاری ۹۸
- صلیبی جنگجوؤں کے لیے الیکسوس کی کفالت وسرپرستی ۱۰۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- طولوز کے ریمنڈ کا دشوار گزار سفر قسطنطنیہ تک ۱۰۱
- ریمنڈ کا الیکسوس کی فرمانبرداری سے انکار کرنا ۱۰۲
- الیکسوس کا برتاؤ صلیبیوں کے ساتھ ۱۰۳
- صلیبی جنگجوؤں کا باسفورس سے اُترنا ۱۰۴
- یونانیوں اور لاطینی صلیبیوں کے باہمی مذہبی وثقافتی اختلافات ۱۰۴
- جون ۱۰۹۷ء میں نیقیہ کا محاصرہ اور اہل شہر کا الیکسوس کی اطاعت کرنا ۱۰۷
- کوگنی اور لیڈیا سے انطاکیہ کی طرف کوچ ۱۰۸
- بالڈون کے ہاتھوں ایڈیسا فتح ۱۰۹
- صلیبی جنگجوؤں کا انطاکیہ پہنچنا ۱۱۰
- محاصرۂ انطاکیہ ۱۱۱
- مسیحی لشکر گاہ میں قحط ۱۱۲
- فاطمی خلیفۂ مصر کی سفارت ۱۱۳
- فاطمی خلیفۂ مصر کی شرائط نامنظور ۱۱۳
- عیسائیوں اور ترکوں میں سخت لڑائی ۱۱۴
- جون ۱۰۹۸ء میں انطاکیہ پر بوہیمانڈ کا قبضہ ۱۱۷
- چارٹرس کے اسٹیفن نے ساتھ چھوڑ دیا ۱۱۸
- انطاکیہ میں صلیبیوں کی ہمت ٹوٹ گئی ۱۱۹
- متبرک برچھی کا برآمد ہونا ۱۲۰
- معرکۂ انطاکیہ ۱۲۱
- ہیوغ کی سفارت قسطنطنیہ کی طرف ۱۲۴
- پوئی کے بشپ ایڈہیمار کی موت ۱۲۴
- مفتوحین کے ساتھ ظلم اور زیادتیاں ۱۲۵
- مئی ۱۰۹۹ء صلیبیوں کا انطاکیہ سے آگے بڑھنا ۱۲۶
- جون ۱۰۹۹ء میں محاصرۂ بیت المقدس ۱۲۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ روضۂ مسیح میں داخل ہو کے مسیحی عبادت کرتے ہیں ۱۲۹

○ بیت المقدس میں دوسرے دن کا سخت قتل عام ۱۳۰

○ سیدنا عمر کے عفو و درگزر اور گاڈفرے کے ظلم و ستم کا مقابلہ ۱۳۱

○ بیت المقدس کی بادشاہی گاڈفرے کے حصے میں ۱۳۱

○ میدان عسقلان میں خلافت فاطمیہ مصر کو شکست ۱۳۲

باب : ۴

بیت المقدس کی لاطینی سلطنت

○ گاڈفرے کی سلطنت ۱۳۳

○ بیت المقدس کی مسیحی سلطنت کے قوانین ۱۳۳

○ گاڈفرے نے جو عدالتیں قائم کیں ۱۳۴

○ بوہیمانڈ کے بقیۃ الذکر حالات (۱۱۰۲ء) ۱۳۷

○ یونانی شہنشاہی پر صلیبی لڑائیوں کا اثر ۱۳۸

○ شہنشاہ الیکسوس کی موت: ۱۴۰

○ بالڈون دوم شاہ بیت المقدس (۱۱۱۸ء سے ۱۱۳۱ء تک) ۱۴۰

○ ۱۱۱۵ء میں شہر صیدا کی فتح ۱۴۱

○ صور عسقلان کی فتح (۱۱۲۴ء) ۱۴۱

○ فلک بادشاہ بیت المقدس (۱۱۳۱ء سے ۱۱۴۴ء تک) ۱۴۱

باب : ۵

دوسری صلیبی لڑائی

○ دوسری صلیبی لڑائی کا داعی برنارڈ ۱۴۳

○ برنارڈ کا اثر پڑنے کے اسباب ۱۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فرانس کے بادشاہ لوئی ششم کی موت ۱۴۵
- ۱۱۴۶ء ویزلے کی کونسل ۱۴۵
- صلیبی لڑائی کی شرکت میں جرمن بادشاہ کونراڈ کی سستی ۱۴۸
- راہب رڈالف کے اشتعال سے یہودیوں پر ظلم و جور ۱۴۹
- کونراڈ اور لوئیس کی سرداری میں صلیبیوں کا کوچ کرنا ۱۵۰
- قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینوئل کی ملاقات سے کونراڈ کا انکار ۱۵۱
- مینوئل پر دغا بازی کا گمان ۱۵۱
- کونراڈ اور لوئیس کا تباہ کن سفر ۱۵۱
- بادشاہ فرانس کا بیت المقدس میں پہنچنا ۱۵۳
- سینٹ برنارڈ کو الزام دیا جانا ۱۵۷
- برنارڈ کی لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوششیں ۱۵۷
- (۱۱۵۳ء) برنارڈ کی موت ۱۵۸

باب : ۶

بیت المقدس کا مسیحیوں کے قبضے سے نکل جانا

- عسقلان کا عیسائیوں کے قبضہ میں آنا ۱۶۰
- حکومت ہائے مصر و حلب کے ساتھ المریق کے تعلقات ۱۶۱
- خلیفۂ مصر اور المریق کی دوستی ۱۶۴
- شیرکوہ اور المریق کی کشمکش (۱۱۶۷ء) ۱۶۴
- المریق کی مصر سے ناکام واپسی ۱۶۶
- مصر میں صلاح الدین کا عروج ۱۶۷
- تیسری صلیبی لڑائی کا جوش پیدا کرنے کی کوشش (۱۱۶۹ء) ۱۶۷
- صلاح الدین اور سلطانِ حلب میں باہمی نزاع ۱۶۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- نور الدین کی زندگی کے اخلاق و عادات ۱۶۹
- معرکہ طبریہ (۱۱۸۷ء/۵۸۳ھ) ۱۷۲
- صلاح الدین کو اس فتح سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے ۱۷۵
- بیت المقدس کا محاصرہ اور اُس پر مسلمانوں کا قبضہ ۱۷۶
- بیت المقدس میں صلاح الدین کا داخلہ ۱۸۰
- صلیبی سلطنت بیت المقدس کے زوال ۱۸۱

باب : ۷

تیسری صلیبی لڑائی

- انگلستان کے رچرڈ اول کی خیالی اور کہانیوں کی سی تصویریں ۱۸۷
- تیسری صلیبی لڑائی کے مجاہدوں کا حقیقی چال چلن ۱۸۸
- صلیبی جہاد کے جوش کا انحطاط ۱۸۹
- صلیبی لڑائیوں کی نوعیت بدل جانا ۱۹۰
- انگلستان کا ہنری دوم اور بیت المقدس کا اسقف اعظم ۱۹۱
- پوپ اربن سوم کی وفات (۱۱۸۷ء) ۱۹۳
- ہنری دوم اور فرانس کے فلپ آگسٹس کا معرکہ صلیب کو اختیار کرنا (۱۱۸۸ء) .. ۱۹۴
- کل جائیداد کا دس فیصد صلیبی ٹیکس ۱۹۴
- صلیبی جنگ کے لیے یہودی رقوم ۱۹۴
- ہنری دوم کے خاندان میں ریاست کا جھگڑا (۱۱۸۸ء) ۱۹۵
- انگلستان میں یہودیوں سے نفرت ۱۹۸
- قلعہ یارک میں یہودیوں کا انجام ۱۹۸
- مسیح کے دشمنوں کو غارت کر دو ۱۹۹
- یہودیوں کا خودکشی کا فیصلہ ۱۹۹
- قبول عیسائیت بھی نامقبول ۲۰۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- فریڈرک اول باربروسا کا کوچ قسطنطنیہ کی طرف ۲۰۲
- فریڈرک اول کی موت ۲۰۳
- محاصرۂ عکہ (۱۱۸۹ء) ۲۰۴
- ٹیوٹانک جماعت کا عروج ۲۰۵
- صلیبی جہاد کا رخ شمالی بت پرستوں کی طرف ۲۰۵
- سبیلا ملکہ بیت المقدس کی موت اور کونراڈ کا دعوائے بادشاہت (۱۱۹۰ء) ۲۰۶
- انگریزی بیڑے کا سفر لزبن اور مسینا تک ۲۰۶
- صقلیہ میں رچرڈ اول کا طرز عمل (۱۱۹۰ء) ۲۰۷
- رچرڈ اور فلپ آگسٹس میں جھگڑا ۲۰۸
- رچرڈ اور جزیرۂ قبرص کے کامنینی شہنشاہ میں لڑائی (مارچ ۱۱۹۱ء) ۲۰۹
- رچرڈ داعی حرب صلیب کے روپ میں ۲۰۹
- رچرڈ اور فلپ کی باہمی کشمکش ۲۱۰
- رچرڈ کی علالت اور محاصرہ عکہ ۲۱۰
- رچرڈ اور فلپ کا عارضی اتفاق اور فتح عکہ ۲۱۱
- شرائط جان بخشی ۲۱۱
- فلپ کی فرانس واپسی ۲۱۹
- مقتول مسلمانوں کے پیٹ پھاڑ کر سونا تلاش کیا جاتا ہے ۲۱۹
- مسلمانوں کے پتے کا بطور دوائی استعمال ۲۲۰
- رچرڈ کی فتح ارسوف ۲۲۰
- صلاح الدین سے بے نتیجہ مراسلت ۲۲۱
- شاہ انگلستان اور نواب آسٹریا کی باہمی عداوت ۲۲۲
- برادر صلاح الدین کو رچرڈ کی بہن کے رشتہ کی پیشکش ....
- رچرڈ کا بیت المقدس کی طرف بڑھنا ۲۲۵
- [illegible] بیت المقدس کی [illegible] معاہدہ صلح ۲۲۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رچرڈ زیارت بیت المقدس سے اہل فرانس کو روک دیتا ہے ۲۲۹
- تیسری صلیبی لڑائی کا انجام ۲۲۹
- رچرڈ کی حسرت زدہ واپسی ۲۳۰
- آسٹریا میں رچرڈ اول کی اسیری ۲۳۰
- کوششیں جو رچرڈ کے چھڑانے کے لیے کی گئیں (۱۱۹۳ء) ۲۳۲
- رچرڈ سیجنیو کی کونسل کے سامنے ۲۳۳

باب : ۸

چوتھی صلیبی لڑائی

- چوتھی کروسیڈ کے اصلی محرکوں کے اغراض ۲۳۵
- سلطان صلاح الدین کی وفات اور اُس کے نتائج (۱۱۹۳ء) ۲۳۵
- شہنشاہ ہنری ششم کا خاص غرض سے اس صلیبی جہاد کا جوش بڑھانا ۲۳۶
- ہنری ششم کی موت (۱۱۹۷ء) ۲۳۷
- جرمن افواج ارض مقدس میں ۲۳۷
- قلعۂ طوروان کا محاصرہ (۱۱۹۷ء) ۲۳۹
- شاہ جرمنی کی وفات اور چوتھی صلیبی مہم کا اختتام ۲۴۱
- یافا پر مسلمانوں کا قبضہ اور محاربین صلیب کی مے خوری (۱۱۹۷ء) ۲۴۲
- المریق آف لوزگنن بیت المقدس اور جزیرۂ قبرص کا بادشاہ ۲۴۲
- اصل سیاسی مصلحت ۲۴۲

باب : ۹

پانچویں صلیبی لڑائی

- پوپ انوسنٹ ثالث کا انتخاب (۱۱۹۸ء) ۲۴۳
- حروب صلیبیہ کی بدولت پوپوں کے روز افزوں اختیارات ۲۴۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- رومی کلیسا کے دربار کی مالی و دیگر معاملات میں عوامی بے اعتباری ۲۴۶
- بے اعتباری دور کرنے کے لیے انوسنٹ کی کوششیں ۲۴۶
- چندہ کمیٹیوں کی تشکیل ۲۴۷
- پوپ اور اس کے ماتحتوں کا دس فیصد چندہ کا بار ۲۴۷
- عصا نہ ہو تو کلیمی ۲۴۷
- نغمہ سنج پطرس کی آخری وصیت ۲۴۸
- پوپ کی نئی چال ۲۴۹
- وعظ کی تاثیر عام کے لیے ''کرامات'' کے کرشمے ۲۴۹
- عظیم واعظ کی وفات ۲۵۰
- پانچویں صلیبی لڑائی (۱۲۰۰ء) کے سردار اور افسر ۲۵۰
- شہرزارا پر حملہ کر کے باقی ماندہ رقم کی ادائیگی کی تجویز ۲۵۳
- نصف مال غنیمت کی شرط پر وینس کی باقاعدہ شمولیت ۲۵۴
- شہنشاہِ قسطنطنیہ کے تخت سے اُتارے جانے کی بابت اسحاق اینجلوس کی سفارت (۱۱۹۵ء) ۲۵۴
- پوپ کا دریا مظلوم کی بجائے ظالم طاقتوں کا ساتھ دیتا ہے ۲۵۵
- اہل وینس کا استقلال کے ساتھ شہرزارا پر فوج کشی کرنے پر اصرار ۲۵۵
- زارا پر حملہ کے مسئلہ پر لشکر میں پھوٹ ۲۵۶
- صلیبی مشن سے انحراف ۲۵۶
- زارا کی فتح (۱۵ نومبر ۱۲۰۲ء) اور تقسیم غنیمت ۲۵۷
- صلیبی لڑائی کے التوا اور الیکسوس پھر قسطنطنیہ کا شاہنشاہ بنانے کی تجویز ۲۵۷
- الیکسوس کی مجوزہ شرائط منظور کرنے کی مجبوری ۲۵۸
- پوپ کی پے در پے نافرمانیاں اور نوابوں کی من مانیاں ۲۵۹
- انوسنٹ کی اس مہم کی مزاحمت کے لیے ناکام کوششیں ۲۶۰
- صلیبی بیڑے کا قسطنطنیہ پہنچنا (۱۲۰۳ء) ۲۶۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- غاصب الیکسس کا بھاگ کھڑا ہونا ۲۶۱
- صلیبیوں کی موسم سرما قسطنطنیہ میں بسر کرنے کی مجبوری ۲۶۲
- الیکسوس کا تخت سے اُتارا جانا اور قتل ہونا ۲۶۴
- اہل وینس واہل فرانس کی انوکھی سیاست ۲۶۴
- حامیان مغربی کلیسا کی مشرقی کلیسا پر فتح اور انتہائی شرمناک مناظر ۲۶۵
- پوپ کا صلیبی محاربین کے بارے میں ننگا تبصرہ ۲۶۶
- نواب فلانڈرس بالڈون کا شہنشاہ مشرق منتخب ہونا ۲۶۷
- ٹامس موروسینی کا قسطنطنیہ کا اُسقف اعظم منتخب ہونا ۲۶۸
- دربار پوپ میں بالڈون اور اہل وینس کی سفارتیں ۲۶۹
- بالڈون کا خط ۲۶۹
- جواب میں انوسنٹ ثالث کا خط ۲۷۰
- اس صلیبی جہاد سے پوپ اور اہل وینس کو کیا فوائد حاصل ہوئے؟ ۲۷۱

باب : ۱۰

قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت

- یونانیوں اور لاطینیوں کا اختلاف ۲۷۵
- قدیم شہنشاہی کی تہذیب منسوخ کرنے کی کوشش ۲۷۵
- یونانی لاٹ پادری کے ساتھ پوپ کا طرز عمل ۲۷۶
- کیتھولک پوپ مغرب کا انتہائی فرقہ وارانہ طرز عمل ۲۷۷
- سلطنت یونان کا سرداران صلیبی میں تقسیم ہونا ۲۷۹
- نیقیہ، طرابزون اور دیورازو میں ایک نئی شہنشاہی کا پیدا ہونا (۱۲۰۴ء) ۲۸۰
- بلغاریہ کے کالوجان کے حکم سے تھریس میں لاطینیوں کا قتل عام ۲۸۱
- بادشاہ بالڈون کی گرفتاری (اپریل ۱۲۰۵ء) ۲۸۲
- لاطینی بادشاہ کے جیل میں قتل کا معمہ ۲۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ بالڈون کا بھائی ہنری شہنشاہ قسطنطنیہ ۲۸۳
○ کالو جان کا قتل ہونا ۲۸۳
○ ہنری یونانیوں کی محرومیوں کا ازالہ کرتا ہے ۲۸۴
○ کسی فرقے کی سرپرستی کی بجائے مذہبی آزادی دیتا ہے ۲۸۴
○ ہنری کی وفات (۱۲۱۶ء) اور پطرس کورٹنے کی عبوری بادشاہی ۲۸۵
○ نئے بادشاہ پطرس کی گرفتاری اور موت ۲۸۵
○ قسطنطنیہ کی بادشاہی ایک جوا ۲۸۶
○ بادشاہ رابرٹ اور خانہ جنگی ۲۸۶
○ ابتری کی اصل وجہ ۲۸۷
○ بادشاہ رابرٹ شہید عشق ہوتا ہے ۲۸۷
○ جان برین شہنشاہ قسطنطنیہ ۲۸۷
○ بالڈون دوم کی گداگرانہ بادشاہی (۱۲۶۱ء) ۲۸۸
○ بت پرستوں کے سنگ انہیں کا ہم رنگ ۲۸۹
○ بالڈون مسیح و مریم کے تبرکات فروخت کرتا ہے ۲۸۹
○ عصاہائے موسیٰ کی لوٹ سیل ۲۸۹
○ ۱۲۵۵ء میں واطاطزیس کی موت ۲۹۰
○ آسان ترین فتح اور مشرق کی مغرب سے آزادی ۲۹۰
○ بالڈون کا فرار ۲۹۱
○ بالڈون تیرہ سال تک شہنشاہی خطاب کے سہارے جیا ۲۹۱
○ مشرقی کلیسا کی مغربی کلیسا سے نفرت اور بعد کے اسباب ۲۹۱

باب : ۱۱

چھٹی صلیبی لڑائی

○ چھٹی صلیبی لڑائی کے خصائص ۲۹۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ارض فلسطین میں قیامت خیز زلزلہ ۲۹۳
- سعدی شیرازی صلیبیوں کا قیدی مزدور ۲۹۳
- سیف الدین کی صلح کی پیشکش مسترد (۱۲۰۴ء) ۲۹۴
- اعداد کے سہارے پوپ کا خلاف اسلام جھوٹا پروپیگنڈہ ۲۹۵
- پوپ کا سیف الدین کو مغرورانہ خط ۲۹۵
- رابرٹ آف کورسون ۲۹۶
- لاطران کی چوتھی کونسل (۱۲۱۵ء) ۲۹۶
- پہلی صلیبی مہم کی نسبت بعد کی مہمات کی تیاری میں بہت زیادہ وقت لگا ۲۹۶
- پرجوش اینڈرجو بہت جلد تھک کر لوٹ آیا ۲۹۷
- صلح کے لیے مسیحیوں کو حیرت انگیز پیشکش ۲۹۹
- اس پیشکش کے تسلیم کرنے سے صلیبیوں کا مجنونانہ انکار ۲۹۹
- فتح دمیاط اور ۷۰۰۰۰ مسلمانوں کی شہادت ۲۹۹
- قاہرہ کی طرف مسیحیوں کا کوچ (۱۲۲۰ء) ۳۰۰
- اہل مصر کا انوکھا دفاعی حربہ ۳۰۰
- باربروسا کا پوتا فریڈرک دوم ۳۰۱
- فریڈرک کا تالمیس (بندرگاہ عکہ) میں اترنا ۳۱۰
- فریڈرک بیت المقدس میں ۳۱۲
- پوپ گریگوری نہم کا اس معاہدے کو باطل قرار دینا ۳۱۳
- شہنشاہ کا صلیبیوں کے ساتھ یورپ واپس آنا ۳۱۴

باب : ۱۲

ساتویں صلیبی لڑائی

- رومیوں کا بادشاہ رچرڈ ارل آف کارنوال ۳۱۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پوپ کے تحصیلداروں پر بے جا تصرف کا الزام ۳۱۷
- فریڈرک کی صلح کو سبوتاژ کرنے کے لیے زائرین کے قتل کی افواہیں ۳۱۸
- پوپ اور شہنشاہ کا جدید صلیبی لڑائی سے انکار (۱۲۳۰ء) ۳۱۸
- فرانسیسی صلیبیوں کی عکہ پہنچ کر شرمناک ناکامی ۳۱۸
- انگلستان کے صلیبی دمشق اور مصر کے تنازع سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۱۲۴۰ء)... ۳۱۹
- اہل خوارزم کا صلیبی مقبوضہ فلسطین پر حملہ (۱۲۴۲ء) ۳۱۹
- اہل خوارزم کا سلطان مصر سے اتحاد اور جلد ہی اختلاف ۳۲۰

باب : ۱۳ www.KitaboSunnat.com

آٹھویں صلیبی لڑائی

- لیون کی کونسل ۳۲۱
- فرانس کا متصوف بادشاہ لوئی نہم (۱۲۲۶ء) ۳۲۱
- لوئی کی نفس کشی و تصوف کی داستان ۳۲۲
- لوئی نہم کا معرکۂ صلیب اختیار کرنا (۱۲۴۵ء) ۳۲۸
- فرانس سے لوئی کی روانگی ۳۲۹
- دمیاط پر صلیبیوں کا قبضہ ۳۳۰
- صلیبی فوج کا قاہرہ کی طرف بڑھنا ۳۳۰
- توران شاہ کا قتل ۳۳۴

باب : ۱۴

نویں صلیبی لڑائی

- صلیبی محاربین کے اچھے اور برے اوصاف ۳۳۷
- ٹیونس میں وبا کا حملہ اور لوئی کی وفات (۱۲۷۰ء) ۳۴۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- انگلستان کے ہنری سوم کے بیٹے ایڈورڈ کا ناصرہ پر قبضہ (۱۲۷۱ء)............ ۳۴۰
- ایڈورڈ کا انتہائی ظلم اور اس پر فدائی حملہ ۳۴۱
- یورپ واپس آنا (۱۲۷۲ء) ۳۴۱
- یروشلم کی برائے نام سلطنت کے دعوے ۳۴۲
- عکہ کا قبضے سے نکل جانا (۱۲۹۱ء) ۳۴۳
- مسلمانوں کی دعوت صلح صلیبی مجاہد مسترد کرتے ہیں ۳۴۳
- ہنری دوم بہانہ کر کے فرار ۳۴۴
- شکست خوردہ مجاہدین صلیب کی خودکشی ۳۴۴

باب : ۱۵

صلیبی لڑائیوں کے بعد کا حال

- صلیبی لڑائیوں کے جوش کا رفتہ رفتہ زائل ہو جانا اور پوپوں کی انتہا پسندی کا فطری ردعمل ۳۴۵
- فرانس اور انگلستان میں صلیبی محاربین پر پابندیاں' گرفتاریاں اور جائیدادوں کی ضبطی ۳۴۶
- ۱۲۰۸ء لغایت ۱۲۴۹ء البیشین صلیبی لڑائیاں ۳۴۷
- بچوں کی صلیبی لڑائیاں ۳۴۹
- صلیبی لڑائیوں کے یورپی تہذیب وتمدن پر اثرات ۳۵۰

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف تمنا

اس کتاب کی بازیافت اور دریافت کی کہانی

کافی عرصہ قبل میں قیام پاکستان کے بعد کی رسائل و جرائد کی فائلیں دیکھ رہا تھا۔ صلیبیوں کی چیرہ دستیوں اور صلیبی جنگوں پر خصوصی مطالعہ جاری تھا۔ اسی دوران میری نظر سے کسی مصنف (شائد رئیس امروہوی) کی تحریر گزری۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء کی فائلوں میں ایک تحریر کسی سیرۃ النبی نمبر میں تھی، تو یوں یہ دونوں تحریریں نادر و نایاب دو کتابوں کی نشاندہی کر رہی تھیں۔ میں نے پوری تندہی سے ان کتابوں کو پرانی لائبریریوں کے خزانوں سے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ہر ممکن کوشش بیکار گئی، بڑے بڑے سکالروں سے مشورہ کیا لیکن سب ان دو کتابوں کے وجود سے ہی لا علم تھے۔ میرے ایک بہت پیارے دوست علی ارشد چوہدری علیہ الرحمۃ تھے، جو فیصل آباد کے رہنے والے تھے، اور ایک نایاب کتب پر مبنی لائبریری کے مالک تھے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ کریم ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

ایک دن وہ میرے غریب خانہ پر میری لائبریری میں آئے تو میں نے ان کو کچھ نادر و نایاب کتب کے علاوہ دیگر کتب کے دو کارٹن بھر کر تحفہ میں دیے۔ وہ کتابوں کے نہایت عاشق تھے، بہت خوش ہوئے۔ پھر میں نے ان سے اپنی جستجو، تجسس اور مطلوبہ کتابوں کے تلاش کے سفر کی مکمل روئیداد سنائی۔ تو اسے سن کر وہ اپنے مخصوص سٹائل میں معنی خیز انداز میں مسکرائے، تو میں تڑپ اٹھا۔ کیونکہ یہ ان کے مسکرانے کا ایک خاص موقع کے لیے مخصوص انداز تھا۔ کہنے لگے: تو سمجھیں کہ دونوں میں سے ایک کتاب کی تلاش کا سفر ختم ہونے والا ہے لیکن اس سے پہلے آپ کو میرے چند سوالوں کے جواب دینے پڑیں گے۔ میں فوراً انٹرویو کے لیے تیار ہو گیا تو ان کا پہلا سوال تھا......

جس کتاب کو آپ شد و مد سے رات دن تلاش کر رہے ہیں اس کا اردو نام ''حروبِ صلیبیہ'' تو نہیں؟ میں نے فوری کہا: ہاں ہاں یہی ہے۔ پھر بولے: اس کے مصنف کا نام سر جارج ڈبلیو کارکس ہے، اور میں نے فوری بے یقینی کے عالم میں جواب دیا: جی جی بالکل یہی ہے۔ پھر مسکرا کر کہنے لگے: اس کے مترجم کا نام ''عبدالحلیم شرر'' ہے ناں؟ میں نے تھوک نگلتے ہوئے بے قراری کے عالم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا: ہاں ہاں بالکل یہی ہے۔ آپ کیونکر اتنا سسپنس ڈال رہے اور تڑپا رہے ہیں، اب بتا بھی دیں کہ آپ نے بھی اس کا تذکرہ میری طرح کسی کتاب میں ہی پڑھا ہے یا اس کا کہیں وجود بھی ہے اور کیا آپ نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پڑھا بھی ہے؟ کہنے لگے: نہیں میں نے اسے پڑھا تو نہیں ...... لیکن وہ کہیں پہ موجود ہے ...... پھر سوچوں میں گم ہواؤں میں گھورتے ہوئے بولے ...... کہاں ہے وہ! ...... کہاں ہے؟ ...... ہاں ہاں ...... بالکل ہاں ...... طاہر نقاش صاحب ...... وہ ہے ...... بالکل ہے ...... اور آپ کے دوست ...... آپ کے بھائی ...... علی ارشد کی لائبریری میں ہے اور اس وقت بھی موجود ہے۔

پھر انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصل آباد پہنچ کر مجھے وہ تاریخ کی نادر و نایاب کتاب بھیج دی۔ میں نے جب کھول کر دیکھا تو وہ ہاتھ لگاتے ہی بھر جاتی تھی ...... اس کا ورق ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ...... اب پریشاں ہوا کہ اشاعت کے ایک سو سال بعد یہ کتاب میرے ہاتھ لگی ضرور، لیکن میں اسے پڑھ نہیں سکتا، بہت ناقص اور بوسیدہ تھی پھر میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی، میں نے ایک کمپیوٹرائزڈ فوٹو کاپی والے سے ایک معاہدہ کیا۔ اسے کہا کہ مجھے اس کتاب کا عکس کاغذ پر چاہیے، لیکن بڑی احتیاط سے کوئی ایک صفحہ کٹ پھٹ کر کتاب کے نامکمل ہونے کا الزام نہ دے دے۔ اس نے کتاب کی حالت دیکھ کر انکار کر دیا لیکن میں نے اس کو منہ مانگی اجرت ڈبل ٹریل یا اس سے بھی زیادہ جتنی مانگے دینے پر تیار ہو گیا۔ لہٰذا اس نے نہایت احتیاط اور کمال تجربے و فنکاری سے اس کتاب کا عکس چند دن بعد مجھے بڑے کاغذ پر دے دیا۔

میں اسے پڑھنے لگا تو پڑھتا چلا گیا۔ اس میں صلیبی درندوں کے متعلق بہت بڑے بڑے راز تھے جو آج تک تاریخ کے سینے میں دفن تھے۔ یاد رہے پہلے اسے منشی محمد امیر مرزا نے اردو قالب میں ڈھالا لیکن اس میں کئی سقم تھے، جن کے پیش نظر مولانا عبدالحلیم شرر نے اسی ترجمے کو ایک جدید قالب میں ڈھالا اور اس کے ضروری حواشی بھی لکھے۔ میں نے فوری مؤرخ دوراں، محقق العصر جناب محسن فارانی صاحب کو یہ عکسی نسخہ دیا اور اس کی نظر ثانی کی درخواست کی۔ انہوں نے میرے کمال شوق اور اسلام کے حق اور صلیبیوں کی حقیقی تصویر کی نقاب کشائی کے جذبے کو دیکھ کر اس پر ایک عرصہ تحقیقی کام کیا۔ اب یہ کتاب نُورٌ علیٰ نُور اور سونے پر سہاگہ ہو چکی تھی۔ پھر میں نے کتاب کا یہ عکس کہنہ مشق کمپوزنگ کے ماہر مشتاق، نیلی آنکھوں والے صاحب کو دیا۔ انہوں نے اسے موتیوں اور ہیروں کی شکل دے کر میرے سپرد کیا۔ اب ایک بار پھر فارانی صاحب نے کرم فرمائی کی اور اس کے تمام سقم، کمیاں اور کوتاہیاں دور کیں، بعض تاریخی اغلاط کو دور کیا۔ اور تحقیق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدقیق اور تشریحی فٹ نوٹس کے زیور سے آراستہ کر کے مجھے لوٹا دی۔ اللہ کریم ان کو صحت مند اور ایمان والی لمبی زندگی عطا کرے۔ اس کے بعد اسے محترم حکیم علی حیدر نواسہ استاذ الحکماء حکیم محمد عبداللہ آف جہانیاں نے، کمپیوٹر میں کام کر کے خوبصورت شکل دے کر میرے حوالے کیا۔ اب یہ تاریخ کے دبیز پردوں میں چھپ جانے والی کتاب تحقیق و تسہیل کے مراحل سے گزر کر موتیوں اور ہیروں کی کان کی شکل میں آپ کے پاس ہے۔ اب اس میں محسن پاکستان وطن عزیز کی ایٹمی ٹیکنالوجی کے خالق جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا پُر مغز مقدمہ بھی شامل ہے۔ وہ مجھ جیسے ادنیٰ محب سے اس قدر محبت کرتے ہیں اور بندہ ناچیز کو اپنے دوستوں میں شمار کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ان کے بڑے پن کا ثبوت ہے۔

اس نادر و نایاب تاریخی کتاب کو شائع کرنے کی سعادت دَارُالاِبلاغ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اس وقت عالم اسلام پر یہود و ہنود کی طرف سے نئی صلیبی جنگوں کا دور شروع ہو چکا ہے، جس کی طرف محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خاں ﷾ نے بھی اشارہ کیا ہے۔ امید ہے اہل دل و اہل حمیت حضرات اس کتاب کی روشنی میں صلیبیوں کی اصل حقیقت اور اسلام کے خلاف ان کی جاری ریشہ دوانیوں کو تاریخ کے تناظر میں سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی ذمہ داری کو محسوس کریں گے۔ اور اہل صلیب کی اسلام کے خلاف جاری سازشوں منصوبوں اور گھناؤنی حرکتوں سے امت محمد کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے کہ جس امت کو اس وقت اپنے دفاع کے لیے جرأت مندانہ اقدامات کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ میرے ساتھ اس پر کام کرنے والی تحقیقاتی ٹیم کو دنیا اور آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ میں ان سب احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر تاریخ کے اس مدفون خزانے کو منظر عام پر لانے میں میری مدد کی، ورنہ میں اکیلا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اسے قبول و منظور فرما کر ہماری آگہی و نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔ چلتے چلتے آپ کو دوسری نایاب کتاب کا بھی بتا دوں تا کہ شاید کسی کے ہاں مل جائے وہ تھی ''تبرکات نبوی'' مصنف سید نذیر حسین دہلوی۔ اس کی تلاش مجھے آج بھی لائبریریاں کھنگالنے پر ابھارتی ہے اللہ کرے کبھی مل جائے اور تلاش کا یہ سفر ختم ہو۔

والسلام

خادم کتاب و سنت

محمد الطاف شاہد

۲۱ مارچ ۲۰۱۳ء لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

مولود عیسائی انتہا پسند اور

مسلم دنیا پر مسلط موجودہ صلیبی جنگ

از

محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، ایٹمی سائنسدان

صلیبی جنگوں اور ان میں حصہ لینے والے مذہبی انتہا پسندوں کی تاریخ تقریباً ایک ہزار سال پرانی ہے۔ سب سے پہلی صلیبی جنگ، یعنی عیسائیوں کی مسلمانوں کے خلاف جنگ ۱۰۹۶ء میں ہوئی، جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھیننے کی کوشش کی۔ یہ جنگ ۱۰۹۹ء تک جاری رہی۔ میں بعد میں مسلمانوں کے خلاف ان عیسائی مہمات کا تذکرہ کروں گا۔ (ان شاء اللہ) درحقیقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ صلیبی جنگیں اور اس سے پہلے کے واقعات اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ عیسائیوں کی مسلمان دشمنی اس سے بھی زیادہ پرانی ہے۔ یہ اُسی وقت شروع ہوگئی تھی جب ہمارے پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ کا پیغام (توحید) پھیلانا شروع کیا۔ یہودی اور عیسائی بہت با اثر تھے، ان کو اپنی قوت کھو جانے کا خطرہ پیدا ہوا تو انہوں نے فوراً ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مسلمانوں نے قوت حاصل کر لی اور مکہ و مدینہ اور عرب سے باہر فتوحات شروع کیں اور اس وقت کی طاقتور ترین عیسائی مملکتوں کو شکست دی اور جب ان پر قبضہ کر لیا تو عیسائیوں کو شدید دھچکا لگا، یوں ان میں مسلمانوں کے خلاف سخت نفرت پیدا ہوگئی۔

کچھ ہی عرصہ میں نہایت طاقتور عیسائی ممالک مثلاً مصر، شام، عراق، ایران (آتش پرست)، اسپین، وسط ایشیا، آرمینیا، آذر بائیجان، گریٹ اور قبرص پر قبضہ کر لیا۔ اس سے پیشتر عیسائی حکومتیں عربوں کو اونٹ چرانے والے، جاہل اور نا اہل سمجھتی تھیں۔ انہیں جلد ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس ہو گیا کہ نئے عرب یعنی مسلمان نہایت اعلیٰ کردار کے مالک ہیں اور بے حد بہادر ہیں۔ ان فتوحات اور ہر میدان میں (سائنس ٹیکنالوجی، انتظام حکومت، آرکیٹکچر، ملکی پلاننگ اور سب سے بڑھ کر اعلیٰ کردار کی) ترقی نے سب کو حیران کر دیا تھا۔

بدقسمتی سے یہ اعلیٰ اوصاف اب مسلمانوں میں عنقا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی قوم نے عیسائی مذہب اور ان کی تہذیب و تمدن کو اس طرح نہیں ہلایا تھا اور ان کو تباہ کرنے کا خطرہ پیش نہیں کیا تھا۔ عیسائی آج تک مسلمانوں کی اس برتری کو نہیں بھولے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت نفرت ہے، اور یہ روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے۔ جب بھی ان عیسائی حکمرانوں کو کوئی موقع ملتا ہے یہ مسلمان ممالک کو اور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرنے اور نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کرتے۔ وہ پرانی نفرت و حقارت اب بھی جوں کی توں ان میں موجود ہے بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوا ہے، اور آئے روز ہی اس کی مثالیں ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ ابھی تازہ مثال ان عیسائیوں کا لیبیا پر جارحانہ حملہ ہے۔ جب یہودی روزانہ فلسطینیوں کا قتل عام کرتے ہیں تو ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ لیبیا پر نہایت جدید ہلاکت خیز ٹیکنالوجی سے لیس ہوائی جہازوں اور کروز میزائلوں سے حملے کئے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں لاتعداد شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ ہم قذافی کے حامی نہیں مگر یہ بھی ناقابل قبول ہے کہ عیسائی ممالک اس کے شہریوں کا بیمانہ قتل کریں۔ روس کے وزیراعظم پوٹن نے اس جارحانہ عمل کو پرانے زمانے کی صلیبی جنگ سے تشبیہ دی ہے۔ روس نے اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں لیبیا کے خلاف ''نوفلائی زون'' قرار دیے جانے پر ووٹ سے اجتناب کیا مغربی ممالک نے (نومولود انتہا پسند عیسائیوں) کو یہ حق دے دیا کہ وہ لیبیا کے خلاف جس طرح چاہیں طاقت استعمال کریں۔ اگر روس اور چین ووٹنگ میں حصہ لیتے اور جارحیت کے خلاف سخت شرائط لگا دیتے تو مغربی ممالک یہ بدمعاشی نہ کرتے۔ روس اور چین یہ نہیں دیکھتے کہ اس طرح مغربی ممالک اپنا اثر و رسوخ بڑھا رہے ہیں اور ان کو تنہا کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی جنگوں کا پہلا مرحلہ

پہلی صلیبی جنگ میں دوبارہ صلیبی جنگوں کا تذکرہ کروں گا۔ پہلی صلیبی جنگ جس میں یورپ کے طاقتور ترین ممالک نے حصہ لیا ۱۰۹۶ء میں ہوئی۔ اس کے لیے پوپ اربن دوم نے عیسائیوں کو اُکسایا تھا۔ عیسائیوں نے بیت المقدس، فلسطین اور اس سے ملحقہ علاقے مسلمانوں سے چھین لیے۔

دوسری صلیبی جنگ ۱۱۴۷ء سے ۱۱۴۹ء تک لڑی گئی۔ اس میں افواج کی سربراہی جرمنی کا بادشاہ کونراڈ سوئم اور فرانس کے لوئی سوئم کر رہے تھے۔ اس کا خاص مقصد عماد الدین زنگی کی مخالفت اور اس کو عیسائیوں کے پاس مسلمانوں کے مقبوضہ ہو جانے والے علاقہ جات کو آزاد کرانے سے روکنا تھا۔ عماد الدین زنگی کا جنگ کے دوران انتقال ہو گیا اور فوج کی کمان اس کے بہادر بیٹے نور الدین زنگی نے سنبھال لی اور اس نے عیسائی فوجوں کا حشر نشر کر دیا اور یوں تمام صلیبی ناکام و نامراد واپس ہوئے۔

تیسری صلیبی جنگ ۱۱۸۹ء سے ۱۱۹۲ء تک لڑی گئی۔ یہ سب سے بڑی اور اہم جنگ تھی اور یورپ کے تمام عیسائی اس میں شامل تھے صلیبیوں کی برپا کردہ اسی جنگ کا واحد مقصد مشہور مسلمان جرنل صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح کو روکنا تھا۔ عیسائی فوجوں کی کمان انگلستان کا بادشاہ رچرڈ شیر دل فرانس کا بادشاہ فلپ اور جرمنی کا بادشاہ فریڈرک باربار وسا کر رہے تھے۔ یہ صلاح الدین کے مقابلہ میں ایک بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے اور صلاح الدین نے ان کو ہلین کے مقام پر فیصلہ کن شکست دی۔ باربار وسا پہلے ہی ترکی میں ایک دریا پار کرتے ڈوب گیا تھا۔ صلاح الدین نے بیت المقدس فتح کر لیا اور گائی آف بیت المقدس کو قیدی بنا لیا، کرک کے ریجنالڈ کو قتل کر دیا۔

چوتھی صلیبی جنگ ۱۲۰۲ء سے ۱۲۰۴ء تک لڑی گئی لیکن اس میں عیسائی آپس میں ہی لڑ پڑے اور بجائے مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ کرنے کے قسطنطنیہ (آج کا استنبول) پر قبضہ کر لیا، جو عیسائی حکومت کا دارالسلطنت تھا۔

پانچویں صلیبی جنگ ۱۲۱۸ء سے شروع ہو کر ۱۲۲۱ء تک جاری رہی۔ عیسائیوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر پر حملہ کیا مگر کوئی کامیابی نہیں ہوئی اور ایوبی نے شکست دے کر ان کو بھگا دیا۔

چھٹی صلیبی جنگ ۱۲۲۸ سے ۱۲۲۹ء تک لڑی گئی اور اس کی سربراہی فریڈرک دوم (جرمنی کا بادشاہ) کر رہا تھا۔ جنگ نہیں ہوئی اور مصلحتاً ملک کامل ایوبی نے بیت المقدس عیسائیوں کے حوالے کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے ۱۲۴۴ میں بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

ساتویں صلیبی جنگ ۱۲۴۸ اور ۱۲۴۹ء میں ہوئی جس کی راہنمائی فرانس کا بادشاہ لوئی نہم کر رہا تھا۔ ان کو شکست ہوئی اور لوئی گرفتار کر لیا گیا اور بمشکل جنگی تاوان دے کر جان چھڑا کر بھاگا مگر بعد میں یہ باز نہیں آیا۔

آٹھویں صلیبی جنگ (۱۲۷۱ء۔۱۲۷۰ء) میں ہوئی اور اس میں لوئی نہم اور انگلستان کا بادشاہ ایڈورڈ شامل تھے مگر فلسطین کے بجائے یہ تیونس پر حملہ آور ہوئے اور وہاں لوئی نہم مر گیا۔

ایک اور صلیبی جنگ بھی ہوئی، مغربی عیسائیوں نے کہا چونکہ ہمارے بالغ گنہگار ہیں اس لیے معصوم کم سن لڑکوں کی فوج بنائی جائے۔ کئی ہزار بچے اکٹھے کر کے فرانس کی بندرگاہ مارسے روانہ کر دیئے گئے۔ وہاں بالغ سپاہیوں نے ان پر ہلہ بول دیا۔ ان کی عزت دری کی، اپنا ملازم بنا لیا اور غلام بنا کر فروخت کر دیا۔

صلیبی جنگ کا دوسرا مرحلہ

یہ صلیبی جنگوں کا پہلا مرحلہ تھا۔ دوسرے مرحلہ کا آغاز عیسائی مغربی ممالک نے صنعتی ترقی یا انقلاب کے بعد شروع کیا اور یہ تیرھویں صدی کے اواخر اور چودھویں صدی کے شروع میں ظہور پذیر ہوا۔ انگریز، فرانسیسی، ہسپانوی، ولندیزی اور جرمن حکومتوں نے مسلمان حکومتوں پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی مہم شروع کر دی اور لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر کے مراکش، تیونس، الجیریا، لیبیا، مصر، سوڈان، نائجیریا، چاڈ، یوگنڈا، سینی گال، شام، فلسطین، فلپائن، انڈونیشیا، ملائشیا، انڈیا، گمبیا، برگینا فاسو، مالی گنی وغیرہ پر قبضہ کر لیا، اور ان کے مظالم کے مسلمان ہی تختہ مشق بنے۔ روسیوں نے وسطی ایشیا کی تمام مسلمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنتوں پر قبضہ کر لیا اور اس طرح مرے ہوئے جانور کو بھیڑیوں کی طرح نوچ کھایا۔ لاکھوں مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو افریقہ سے پکڑ کر غلام بنا کر شمالی اور جنوبی امریکہ بھیج دیا۔

صلیبی جنگوں کا تیسرا مرحلہ

''صلیبی مہمات'' کا تیسرا سلسلہ چند عشرے پیشتر ہوا جب خود ساختہ ''نومولود عیسائی انتہا پسند'' (Reborn Christians) جارج بش، ٹونی بلیئر، سرکوزی اور دوسرے عیسائی حکمرانوں نے مسلمانوں کو تہس نہس کرنے کے منصوبوں پر عمل شروع کیا۔ بش اور بلیئر نے فخر یہ اقرار کیا کہ وہ ''نومولود عیسائی ہیں اور سماوی فرض سمجھ کر یہودیوں کی مدد اور مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ پہلے عراق کے صدام کی مدد سے ایران کی حکومت کو نا قابل قبول نقصان پہنچا۔ لاکھوں مسلمان قتل ہوئے اور اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ پھر انہوں نے حملہ کر کے عراق کو تباہ کر دیا، امیر ترین ملک فقیر بن گیا اور انہوں نے اس کے تیل پر مکمل قبضہ کر لیا۔ متحدہ امارات، سعودی عرب اور بحرین و قطر وغیرہ کے ذخائر پر ان کا پہلے ہی قبضہ ہے۔ صرف لیبیا تھوڑا آزاد تھا اور وہ بہانہ ڈھونڈ رہے تھے، اور بہانہ یا نا بہانہ ایک شاطرانہ چال سے بین الاقوامی منظوری لے کر حملہ کر دیا۔ اگر ان کو نہتے شہریوں کی جان و مال کی پرواہ ہے تو پھر ساٹھ سال سے فلسطینیوں کے لیے ہمدردی اور مدد کہاں ہے؟ وہاں تو روز قتل عام ہو رہا ہے، عربوں کو زبردستی اپنی جائدادوں سے محروم کیا جا رہا ہے، اور لوگوں کو (بغیر کسی جرم کے) جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ بہر حال مغربی حکمرانوں نے تمام مسلمان حکمرانوں کو صاف صاف یہ پیغام دے دیا ہے کہ ہماری غلامی اختیار کرو، اگر سر اُٹھایا تو تمہیں دوسروں کے لیے عبرتناک مثال بنا دیں گے، اور اب یہی ہو رہا ہے۔ سوئیکارنو اور بھٹو کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

ہمیں جب بھی مارا غیروں نے نہیں اپنوں نے مارا

اب ہمیں اپنی تاریخ اور کردار کے بارے میں بھی جاننا ضروری ہے جب بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی ممالک نے کہیں کامیابی حاصل کی وہ صرف مسلمانوں میں چھپے اپنے غداروں کی موجودگی سے حاصل کی۔ مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک ہر ملک میں غدار پیدا ہوئے اور اپنے مفاد کی خاطر ان سے سمجھوتہ کیا، سازش کی اور اپنے ممالک کو غلام بنوا دیا۔ مغربی ممالک نے عیاری سے ہر ملک میں غدار پیدا کیے، ان کو تخت پر بٹھایا اور پھر ان کے ذریعے نہ صرف حکومت کی بلکہ اس ملک کی بنیادیں ہلا دیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنا لیا۔ ان کی تمام تر کوشش تیل پر قبضہ کرنے کی ہے۔ صرف لیبیا برائے نام تھوڑا آزاد تھا تو آخر اس کا نمبر بھی آ گیا۔ جن اسلامی ممالک نے اپنی خودمختاری اور آزادی کھوئی وہ ان کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

آپ کو یاد دلاؤں کہ کس طرح اس مردود شریف مکہ نے ترکوں کے خلاف سازش میں انگریزوں کا ساتھ دیا اور نتیجہ پورے عرب ممالک کی غلامی اور موجودہ ذلت وخواری کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ آپ خود ذرا شریف مکہ (جس نے انگریزوں سے مل کر ترکوں کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور لارنس آف عریبیا کا ساتھ دے کر عرب ممالک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مغربی ممالک کا غلام بنا دیا (اور نتیجہ میں فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہوئی(حسنی مبارک، البرادی، عراق کا شاہ فیصل، ایران کا شاہ اور سب سے بڑھ کر ہمارے غدار پرویز مشرف کے کردار پر نظر ڈالئے، کس طرح انہوں نے اپنے وطن کو ذاتی مفاد کی خاطر فروخت کر دیا۔

میں یہاں آپ کو صلیبی جنگوں کا ایک اہم واقعہ (اور عیسائیوں کی سربریت) کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ جب عیسائیوں نے ۱۰۹۸ء میں بیت المقدس پر قبضہ کیا تو وہاں موجود تمام مسلمان مرد، عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ جن لوگوں نے مسجد اقصیٰ میں پناہ لی تھی ان کو بھی بے رحمی سے قتل کر دیا۔ خود مغربی تاریخ دانوں نے اس سربریت کے بارے میں کھل کر لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں مسلمانوں کا اس قدر خون جمع تھا کہ عیسائی سپاہیوں کے گھوڑوں کے کھر اس میں ڈوب گئے تھے، لیکن جب صلاح الدین ایوبی نے ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس کو دوبارہ فتح کیا تو اس نے تمام بوڑھے مرد، عورتیں اور زخمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپاہیوں اور بچوں کو جانے کی اجازت دے دی، سپاہیوں پر ایک جزیہ لگایا کہ وہ ادا کر کے بحفاظت واپس اپنے اپنے گھر جا سکتے ہیں۔ سپاہیوں کے پاس رقم نہ تھی، جب صلاح الدین کے بھائی ملک عادل کو علم ہوا تو اس نے اپنی جیب سے پوشیدہ طور پر ان تمام قیدیوں کا جزیہ ادا کر دیا اور یوں ان کو واپس اپنے وطن جانے کی اجازت مل گئی۔ یہ حقائق مشہور مغربی تاریخ دان کیرن آرمسٹرونگ نے اپنی مشہور کتاب صلیبی جنگیں (The Crusades) میں بیان کیے ہیں۔

خلاصہ و نتیجہ

اب میں آپ کی خدمت میں ان باتوں کا نچوڑ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ تمام تباہی، ذلالت، غلامی خود ان کے کردار اور اعمال کی وجہ سے آئی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہ صرف بھلا دیا ہے بلکہ کھلم کھلا اس کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ سورہ المائدہ، آیات ۵۲۔۵۱ میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف الفاظ میں انتباہ کیا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

(المائدہ: ۵/ ۵۱، ۵۲)

"اے ایمان والو!...... یہود اور نصاریٰ کو دوست اور محافظ نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست اور محافظ ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان سے دوڑ دوڑ کر ملے جاتے ہیں اور کہتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہمیں خوف ہے کہ ہم پر (ان سے الگ رہنے کی بناء پر) کہیں زمانے کی گردش (عتاب) نہ آ جائے، سو قریب ہے کہ اللہ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر نازل فرمائے پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو یہ چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔"

اس کے علاوہ سورہ محمد، آیت ۳۸ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾

(محمد: ٤٧/ ٣٨)

"اگر تم راہ راست کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو لے آئے گا جو تمہاری طرح نہ ہوں گے۔"

اب آج ذرا اسلامی ممالک میں حکمرانوں کے کردار اور اعمال کا جائزہ لیجئے...... ان کی پالیسیاں دیکھئے...... ان کا عیسائیوں اور یہودیوں کی گود میں بیٹھنا دیکھئے...... اور ان کی غلامانہ ذہنیت دیکھئے...... اور ان لوگوں کی متعصبانہ پالیسیوں پر خاموش ردعمل دیکھئے...... اور یہ دیکھئے ابھی بھی وہ ان کو اپنا دوست اور محافظ سمجھتے ہیں...... یقیناً یہ اعمال ان کو وہی ذلت اور عتاب دیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے اور اللہ اپنے وعدہ سے کبھی انحراف نہیں کرتا۔

خادم ملت اسلامیہ

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

۱۸ مارچ ۲۰۱۳ء اسلام آباد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

صلیبی جنگوں کے اسباب

صلیبی جنگیں یعنی عوام پسند لڑائیوں کا سلسلہ

صلیبی جنگیں ان لڑائیوں کو کہتے ہیں جن میں مسلمانوں کے مقابل عیسائی رضا کار جنگجو فوجی تمغوں کی جگہ صلیب کے نشان اپنے سینوں پر بنا کے میدان میں آتے اور اس مذہبی نشان کی بدولت اپنے آپ کو اس امر کا ذمہ دار سمجھتے تھے کہ ارض مقدس اور سیدنا مسیح کے روضے کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیں۔ اس مہم کا خیال ''دور اندیش'' پاپاؤں اور پرجوش مسیحیوں کے دل میں ایک مدت سے چلا آتا تھا۔ لیکن پہلے پہل اس کا اظہار اس وقت ہوا جب کہ کلر مانٹ ① کی کونسل میں پوپ اربن ثانی کی پر اثر تقریر سننے کے بعد سب سامعین نے یک زبان ہو کے کہہ دیا کہ ''ایسی متبرک لڑائی خدا کی مرضی کے موافق ہوگی''۔

صلیبی جنگوں اور قرون وسطیٰ کی دیگر لڑائیوں میں فرق

اگر ہم ان لڑائیوں کو محض انتہا درجے کے عوامی جوش کا نتیجہ خیال کریں تو غالباً یہ صحیح نہ ہوگا، اس لیے کہ اس قسم کی لڑائیاں نہ کبھی مسیحی دنیا میں آپس میں ہوئی تھیں اور نہ کبھی اس طرح اور اس شان کے ساتھ مسیحی سلطنتیں کسی غیر سلطنت سے لڑی تھیں۔ مدبران ملک قطع

① جس طرح مسلمانوں کی فقہ میں اجماع کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اسی طرح مسیحیوں میں ''کونسل'' کے فتوے اور فیصلے ان کے نزدیک واجب العمل ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ہر کونسل پوپ کے زیر صدارت یا اس کی رضا مندی سے منعقد ہو اور انعقاد کی خبر باضابطہ طور پر ساری دنیا کے مقتدایان دین عیسوی کو کر دی گئی ہو۔ ایسی بہت سی کونسلیں عیسائیوں میں قائم ہو کر دین میں تغیر وتبدل کرتی رہی ہیں۔ انھیں میں سے ایک کلر مانٹ کی کونسل تھی جو ۱۰۹۵ء میں فرانس کے شہر کلر مانٹ میں منعقد ہوئی۔ اور اسی کونسل نے فیصلہ کیا کہ بیت المقدس کے لیے لڑنا جائز ہے۔ ورنہ اس سے پیشتر عیسائیوں میں مذہب کے لیے لڑنا ناجائز سمجھا جاتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر اس سے کہ پوپ ہوں یا بشپ' بادشاہ ہوں یا صوبہ دار' اس جوش سے فائدہ ضرور اٹھا سکتے تھے ① جو جوش و خروش پیٹر دی ہرمٹ نے اپنے وعظ و پند سے پیدا کر دیا تھا۔ ورنہ روم کے ''پاپاؤں'' بازنطینی ''شہنشاہوں'' اور یورپ کے دیگر ''فرماں رواؤں'' غرض کسی کا اثر اس قدر نہیں ہو سکتا تھا کہ اس بحر تعصب کے راستے یکا یک ایسے کھل جائیں کہ اس کا پانی دشمنوں کو بے دست و پا کر کے جس طرف چاہے بہا لے جائے۔ اس بالکل نئی قسم کی لڑائی لڑنے کی باضابطہ تحریک لوگوں میں یا تو پیاسنزا کی کونسل میں پیدا ہوئی جو ۱۰۹۴ء میں منعقد ہوئی تھی' یا مذکورہ بالا کلر مانٹ کی کونسل میں۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ یہ جوش صرف پوپ اربن ثانی کی ایک ''برکت'' تھا' اس لیے کہ اس نے پادریوں کو آمادہ کیا کہ مسلمانوں کو بزور شمشیر دین عیسوی میں شامل کریں تو یہ بھی درست نہیں اس لیے کہ ایسی ہی برکت اس واقعہ سے تقریباً ۳۰ سال پیشتر پاپائے روم ہلڈی برینڈ نے بھی اپنے دوست نارمن ولیم کو دی تھی جس نے کوشش کی تھی کہ آزادی پسند اہل انگلستان کو قتل کر کے وہاں کے منتخب شدہ فرماں روا کا تخت چھین لے۔

لیکن نارمن ولیم کا انگلستان پر چڑھائی کرنا صرف ایک ایسے بادشاہ کا فعل تھا جسے اپنے فائدے کی ضرورت ہو اور جسے ان ذرائع پر پورا اطمینان ہو جن کی مدد سے وہ اپنا مطلب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ بیشک نارمن ولیم نے اس جھنڈے کے نیچے جو پوپ الگزینڈر ثانی نے اسے بھیجا تھا، بہت سے لوگ انگلستان کی مہم کے لیے جمع کر لیے تھے' لیکن ان لوگوں میں اگر کوئی جوش تھا تو صرف اس خیال سے کہ ہمیں اس مہم کی تکلیف کے صلے میں انگلستان جیسا ملک مل جائے گا۔

اس مہم میں اور حروب صلیبیہ میں' جن کا بانی مبانی پیٹر دی ہرمٹ، ہوا' بڑا نمایاں فرق یہ تھا کہ ان لڑائیوں میں وہ مسیحی جو اپنے گلوں میں صلیب لٹکا کے گھر سے چلے تھے' شکست' بربادی اور موت کو بھی ویسا ہی قابل رشک سمجھتے تھے جیسا فتح اور بڑے بڑے کارہائے نمایاں

① پیٹر دی ہرمٹ' یعنی پطرس راہب ہی وہ شخص ہے جس نے بیت المقدس کے عیسائیوں پر مسلمانوں کے تشدد کے افسانے تراشے اور اطالیہ (اٹلی)' فرانس' جرمنی اور تمام ممالک یورپ کی سڑکوں پر روتا پھرا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں سے چھینو۔ اور جب پوپ اربن ثانی نے بھی اس کی تائید کی تو سارا یورپ ثواب سمجھ کر لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور اسی وقت سے حروب صلیبیہ کی ابتدا ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو۔ ان کو اس سرزمین میں جانے کی جلدی تھی جہاں ان کے باطل عقیدے کے مطابق ان کے ''روحانی بادشاہ'' نے اپنے آسمانی تخت سے اتر کر انسانی جامہ پہنا تھا اور جہاں ''خدا کے بیٹے'' نے برسوں صبر کے ساتھ مشقت کی تھی، بیماروں کو اچھا کیا تھا، (ان کے عقیدے کے مطابق) مصیبت زدوں کو مصیبت سے چھڑایا تھا اور مردوں کو زندہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ آخرکار وہ اپنی صلیب کندھے پر لے کر' کالوری (۱) کی چوٹی پر گیا تھا اور وہاں اپنی قربانی چڑھا کے' ایسی حالت میں جب کہ زلزلہ نے اس کی قبر کو شق کر دیا تھا' اس نے اس باعث تحقیر جامۂ انسانی کو جسم سے اتار پھینک دیا تھا۔ ان کے خیال میں یہ کل سرزمین سیدنا مسیح کے قدموں کی برکت سے متبرک ہوگئی تھی۔

ان جذبات کا عیسائیوں کی قدیم روایات میں پتہ نہ تھا

لہٰذا اصل یہ ہے کہ یہ صلیبی لڑائی جس کا جوش پیدا کرنے کے لیے پیٹر دی ہرمٹ نے وعظ کیا تھا اور اس کی تصدیق و تائید پوپ اربن ثانی نے کی تھی' صرف عام اعتقاد اور پوپ کے فتوے دے دینے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ یہ فتویٰ روم کے شاہی خاندان کی آبائی روایات کے مطابق تھا اور یہ اعتقاد اس تعصب کی بدولت تھا جو ہر مذہب والے کو ہوتا ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں سیدنا مسیح اور ان کے شاگردوں کی اس تعلیم کے بالکل خلاف تھیں جو نئے عہد نامہ (انجیل) میں درج ہے کہ کسی مقام کو بلحاظ برکت و تقدس دوسرے مقام پر ترجیح دینا درست نہیں۔ انجیل کے اس فقرے کو ملاحظہ کیجیے:

> ''اب وہ وقت آ گیا ہے کہ لوگوں کو باپ کی پرستش صرف یروشلم یا کوہ سمارٹن پر نہ کرنی چاہئے۔''

اس ارشاد مسیح سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سب لوگ سب مقامات پر خدا سے برابر کی قربت رکھتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) کالوری: وہ پہاڑی جس پر سیدنا مسیح علیہ السلام کے لیے سولی کھڑی کی گئی تھی۔

(۲) مسیحیوں سے سیدنا مسیح کا مطلب سمجھنے میں پہلی غلطی یہی ہوئی ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ سیدنا سلیمان کا بنایا ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر انجیل کے اس حصہ کو دیکھئے جو کہ ''رسولوں (حواریوں) کے اعمال'' کی بابت ہے تو اس میں کہیں کسی بات سے یہ معنی نہیں پیدا ہوتے کہ بیت اللحم' بیت المقدس' ناصرہ اور بحیرہ گلیل بذات خود ایسے مقامات ہیں جن کی وجہ سے کوئی جوش پیدا ہونا چاہیۓ۔ اس حصہ انجیل میں مسیح کے شاگردوں کے افعال واقوال وقتی ضرورتوں کے متعلق معلوم ہوتے ہیں:

- ''قبل اس کے کہ انسان کی نسل ختم ہو، ابن آدم پھر دنیا میں آ کر انصاف کرے گا اور اس کے اجلاس پر مردے اپنی قبروں سے اٹھ کر آئیں گے۔
- لہٰذا کسی مقام کو دوسرے مقام پر ترجیح دینا ایسے لوگوں کی رائے کے بالکل خلاف ہے جن کا قول تھا کہ ''وقت بہت کم ہے۔''
- جن لوگوں کی بیویاں ہیں ان کو یہ سمجھنا چاہیۓ کہ ان کی بیویاں نہیں ہیں۔

← ہوا پرانا خانہ خدا تعلیمات عیسوی کے بعد متروک ہوگیا۔ مگر یہ بالکل غلط فہمی ہے۔ اور سیدنا مسیح نے جو یہ فرمایا:

''تم میرے باپ کے گھر کو کھود ڈالو۔ میں تین دن کے بعد پھر بنا کے کھڑا کر دوں گا''۔

اس جملے سے یہ مطلب نکالنا کہ خانہ خدا کو آپ ترک کراتے تھے بالکل حماقت ہے۔ بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اسے اپنے باپ (یعنی پروردگار) کا گھر تسلیم کرتے تھے۔ باقی رہا مسیح کا یہ امر کہ:

''اب نماز وعبادت اسی گھر میں نہیں بلکہ ہر جگہ ہوسکتی ہے۔''

اس سے بھی یہ نہیں لازم آتا کہ خانہ خدا کی وقعت کم ہوگئی۔ یہود ہیکل سلیمانی کے سوا اور کہیں عبادت نہیں کرتے تھے۔ اس حکم کو سیدنا مسیح نے عام کر دیا کہ نماز جہاں چاہو پڑھو' مگر یہ بھی سمجھتے رہو کہ یہ خانہ خدا اور مقدس مقام ہے' جیسا کہ دین اسلام میں ہے کہ نماز ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں مگر کعبہ کی بزرگی ویسی ہی قائم ہے جیسی کہ پہلے تھی۔

مسیحیوں کے سچے پیرو مسیح فرقے نے ہیکل سلیمانی کو نہیں چھوڑا تھا مگر وہ تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد کلیسائے روم نے ہیکل سلیمانی کو چھوڑ دیا' مگر سیدنا مسیح کی جائے ولادت اور مقبرے وغیرہ کو نہایت مقدس ومتبرک ماننے لگے۔ لیکن آخر میں لوتھر کے شاگردوں نے یعنی پروٹسٹنٹ مذہب والوں نے یہ فیصلہ کر دیا کہ کسی جگہ یا کسی شہر کو کسی اور جگہ یا شہر پر ترجیح نہیں ہے۔ اور دلیل انجیل کے اسی مضمون کو قرار دیا کہ ہر جگہ نماز ہوسکتی ہے۔ مصنف چونکہ پروٹسٹنٹ ہے لہٰذا حروب صلیبیہ کے محاربین پر' جو رومن کیتھولک تھے اعتراض کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ ارض مقدس کو کوئی خاص فوقیت نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ جنھوں نے، کچھ خریدا ہو وہ یہ جانیں کہ انھوں نے نہیں خریدا۔ اور جو لوگ غم و خوشی میں مبتلا ہوئے ہوں انھیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ نہ غم تھا اور نہ خوشی تھی''۔

مقدس پولوس کی مسیحیت ①

علاوہ اس کے مقدس پولوس نے کہا ہے کہ:

''میں نے مسیح کو جامۂ انسانی مین جانا لیکن اب کبھی ان کو اس حیثیت سے نہیں جانوں گا''۔

لہٰذا اُس کی رائے میں بانی مذہب عیسوی کی شکل محض روحانی تھی۔ اور جو خطوط اس نے نو مسیحی کلیساؤں کے پادریوں کو لکھے ان سے کسی طرح یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ بیت المقدس یا ناصرہ کا خیال کرنے یا ان کے دیکھنے سے اس کے دل میں بہ نسبت ایسے مقامات کے جن سے کسی تاریخی واقعے کا تعلق نہ ہو کچھ زیادہ خیال پیدا ہوگا۔ کہیں یروشلم کا ذکر ہوتا بھی ہے تو اس طرح نہیں کہ اس میں کوئی خاص تقدس ہے۔ اس کا مشن تھا کہ اس مذہب کی تعلیم دے جس کو زمانے اور جگہ سے کوئی علاقہ نہ تھا اور جس میں اس کے مالک کی ''جسے وہ پیار کرتا تھا'' ظاہری یادگاروں سے مدد لینا غیر ضروری ہی نہیں' بلکہ ممنوع تھا۔

شہنشاہی روم کی مسیحیت

یہ مقدس پولوس کا دین عیسوی تھا اور یہ دین عیسوی ہتھیار لے کے کفر کے مستحکم قلعے توڑنے کو نکلا تھا۔ اس کے تین سو برس بعد ہم دین عیسوی کو شہنشاہی روم پر حکمران پاتے ہیں۔ لیکن اب اس کی ظاہری حیثیت اور عمل درآمد میں بہت بڑا اور قابل لحاظ تغیر ہو گیا تھا۔ یہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ اس کی وجہ صرف اتنی ہی بات تھی کہ دنیا نے اس مذہب کو تسلیم کر لیا۔ ممکن ہے کہ اقانیم ثلاثہ کے تعلقات' خدا کے صورت انسانی اختیار کرنے کے

① پولوس جسے انگریزی میں سینٹ پال کہتے ہیں' یونانی النسل یہودی تھا جو مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں کو سخت سزائیں دلوایا کرتا تھا' پھر اچانک وہ مسیحی بن گیا اور اس نے دین عیسوی میں کفارہ اور ابنیت کے باطل عقائد شامل کر دیے۔ (محسن فارانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رموز اور اسی طرح کے اور بے انتہا مباحث جن سے دین عیسوی کی ابتدائی تاریخ بھری ہوئی ہے' اس امر کے معین و باعث ہوئے ہوں' کہ لوگ اس سرزمین کو جہاں ان کا نجات دہندہ پیدا ہوا تھا اور اس نے وعظ و پند کا دروازہ کھولا تھا ایک خاص نظر سے دیکھنے لگیں۔ لیکن اتنی سی بات سے ایسا عظیم الشان تغیر نہیں ہو سکتا جیسا کہ قسطنطنیہ کے زمانۂ عروج سے پیشتر ہی دین عیسوی میں ہو چکا تھا۔ اب تک کفر پر جو فتح حاصل ہوئی تھی اسے اگر برائے نام نہ کہیں پھر بھی بہت خفیف تھی۔ شہنشاہی روم کا قدیم مذہب اس خدا کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا تھا جو ایک اور ابدی ہے اور تمام انسانوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے سچے قانون کی فوراً متابعت اختیار کریں۔ اور اپنی بہتری بس اس کی روحانی محبت میں سمجھیں۔

دارالحکومت کے مذہب ''کیپی ٹولن'' کا دارومدار جیوپیٹر یعنی مشتری کے مندر پر تھا' جو شہر روما میں واقع تھا، یا قیاصرہ روم کی ظاہری شان وشوکت پر۔ لیکن وہ اصلی چیزیں جو مقدس پولوس کے مذہب عیسوی کو اندر ہی اندر خراب کر رہی تھیں ادنیٰ درجے کے لوگوں میں کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ اور ابتدائی دو صدیوں تک جن لوگوں نے دین عیسوی اختیار کیا وہ عموماً اسی درجے اور اسی طبقے کے لوگ تھے۔ ان نئے عیسائیوں کے عقائد میں واقعی تغیر واقع ہو گیا تھا اور یہ تغیر ان کے اس عقیدے سے بخوبی ظاہر ہوتا تھا کہ خدا کا قانون سب کے واسطے ہے اور روم کی حالت بہت ہی قابل شرم ہے۔

جس مسیح کی تعلیم مقدس پولوس نے دی اسے لوگ نیک اور تعلیم دینے والا سمجھتے تھے' ''جس نے ملحد فرماں رواؤں اور گمراہوں کی بے انصافیوں کو ناجائز قرار دیا' انھیں ان کے بے انصافی کے افعال کی سزا دی۔ اور وہ ایسا مہربان نجات دہندہ ہے کہ جس کی آغوش میں تھکے ماندے آرام پا سکتے ہیں اور ایسا جلیل القدر منصف ہے کہ جس دن دنیا کی عمر ختم ہو گی اپنے بڑے سفید تخت پر بیٹھا ہو گا۔ اور کل بنی نوع انسان اپنے افعال کی سزا و جزا پانے کے لیے اس کے سامنے لا کے کھڑے کیے جائیں گے۔'' ان عقائد سے لوگوں کے دلوں میں جو دنیاوی انسانی محبت پیدا ہو گئی اس کی بدولت ان کے خیالات بھی ایسے ہو گئے اور دلوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی باتیں پیدا ہو گئیں جن کے نکالنے کے لیے سینکڑوں برس درکار تھے۔

یونان و مصر کے قدیم مذاہب کے دیو مالائی عقائد

مذکورہ خیالات کی پرورش انسانی طبیعت کے اس رجحان سے ہوتی رہی ہوتا ہے کہ دیوتاؤں یا قومی ناموروں کے فرضی تاریخی واقعات کے ساتھ کوئی خاص جگہ بھی مختص کی جائے۔ یہ بات سوائے مذہب عیسوی کے تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے۔[1] اور اگر رومن مؤرخین کا بیان صحیح سمجھا جائے تو ان دنوں کل مذاہب کے لوگ روم میں موجود تھے۔

❀ مصر کی دیوی آئسس کے پروہت اور پجاری بھی تھے جو اُسیرس دیوتا کی کنواری ماں تھی اور وہ دیوتا صلیب دیے جانے کے بعد دنیا کو اپنی شکست سے مسرور کرنے کے واسطے پھر زندہ ہو گیا تھا۔

پارسیوں کے دیوتا متھراز (سورج) کے ماننے والے بھی تھے' جس کی نسبت ان کا اعتقاد تھا کہ وہ جاڑوں کے موسم میں راس الجدی میں پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے بعد اس کی قوت بڑھتی رہتی ہے' یہاں تک کہ اعتدال ربیعی کے بعد تاریکی کے دیوتاؤں پر فتح حاصل کر لیتا ہے۔

لیکن یہ اُسیرس دیوتا کا مارا جانا اور پھر جی اٹھنا کوئی نیا خیال نہ تھا کہ کہا جائے اسے مصریوں یا فارس والوں نے ایجاد کر لیا۔ مصری دیوتا اُسیرس کی حکایت اسی طرح اور اسی شان سے یونانیوں کی دیو بانی میں پوسیڈون اور ممنون اور ٹیٹانوس وغیرہ دیوتاؤں کے ناموں کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان دیوتاؤں کی پیدائش کے مقامات اور وہ مقامات جہاں انہوں نے مبینہ طور پر کارہائے نمایاں کیے متبرک مقامات ہو گئے تھے۔ ہر ایک کی جگہ جداگانہ حکایت تھی اور ہر جگہ سینکڑں آدمی زیارت کو جاتے تھے۔

---

[1] یہ صرف دعویٰ ہے۔ اور وہ بھی فقط پروٹسٹنٹ فرقہ والوں کا۔ ورنہ مسیحیت ہیکل سلیمانی کی تعظیم کو صاف طور پر تسلیم کر رہی ہے۔ خود سیدنا مسیح آخر عمر تک ہیکل سلیمانی یعنی قدیم اسرائیلی معبد کی زیارت کو آتے رہے۔ مقدس پولس کو جو یہاں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی' تو اس لیے نہیں کہ مذہب نے اس شہر سے سروکار نہ رکھا تھا بلکہ اس لیے کہ اس بے چارے کو جب یہاں آیا ذلت نصیب ہوئی۔ اور یہودی ہی اس کے دشمن نہ تھے بلکہ [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم مذاہب کا مسیحیت پر اثر

لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اگر ان دیوتاؤں یا انہی جیسے دوسرے دیوتاؤں کے ماننے والوں نے مسیح کا مذہب اختیار کرنے کے بعد اپنے پرانے اعتقاد کا اس قدر حصہ جس سے اس نئے مذہب کی تردید نہ ہوتی ہو اپنے ذہن میں باقی رہنے دیا ہو۔ یا مسیح کی پیدائش کی خوشی کے جلسے کو اس زمانے میں کرنے لگے ہوں جب کہ موسم سرما میں دن بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ اور اس کے جی اٹھنے کی خوشیاں اس وقت سے منانے لگے ہوں جب موسم بہار میں روشنی کو تاریکی پر فتح حاصل ہو جاتی ہے۔

مصری آمون (بھیڑ) کے ماننے والوں نے جب خدا کی بھیڑ [1] یعنی ''مسیح'' کا مذہب اختیار کیا' تو اپنے پرانے خیالات کو اس کی طرف منتقل کر دیا۔ اور جو روشنی یونانی قصہ موز یولیسس میں اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ کنواری لڑکی اپنی غمزدہ ماں کے پاس واپس آتی ہے بعینہٖ اسی طرح ایک معجزے کی شان سے مسیحیوں میں دکھائی جانے لگی کہ ہر سال بیت المقدس کا مقتدائے دین عیسوی اشارہ کر کے کہتا ہے ''دیکھو وہ مسیح کی قبر پر آسمان سے نور کا بقعہ اتر رہا ہے۔'' [2]

---

[1] یہ مسیحی مذہب کی اصطلاح ہے کہ کفارے یا قربانی کی رعایت سے سیدنا مسیح کو بھیڑ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ انجیل میں ہے کہ مسیح کی صورت دیکھتے ہی بپتسمہ دینے والے یوحنا نے کہا تھا کہ ''دیکھو اس خدا کی بھیڑ کو جو انسان کا گناہ لے جائے گی''۔ بس اسی وقت سے یہ اصطلاح شروع ہوئی۔

[2] بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ لائق مصنف کو یہ تو نظر آ گیا کہ سیدنا مسیح کے وطن کی عزت کرنا عیسائیوں نے قدیم بت پرستی کے عقائد سے لیا اور یہ نہ دکھائی دیا کہ مصلوبیت اور اس کے بعد جی اٹھنا' کنواری ماں سے پیدا ہونا اور اس کا کفارہ ہو جانا صاف اور نمایاں طور پر مصری بت پرستوں کے اس قصے سے لیا گیا معلوم ہوتا ہے کہ آئسس کنواری دیوی کا بیٹا اُسیرس مصلوب ہو کے جی اٹھا' خدا یا دیوتا بنا اور ذریعۂ نجات ہوا۔ اگر اتنی بات اور نظر آ جاتی تو پھر شاید ہم میں اور مصنف میں کوئی اعتقادی فرق باقی نہ رہتا۔ اور لطف یہ کہ اسی مصنف نے اس قصے کو نقل بھی کیا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ یونانیوں میں بھی ایسے قصے عام تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاد ارض مقدس میں رہنے کا خیال بڑھنا

اس طرح اگر دوسری نہیں تو تیسری صدی کے عیسائیوں کے لیے ارض یہود یا فلسطین ایک پاک و معتبر زمین ہوگئی۔ اور مسیح کی انسانی صورت کے ساتھ جس قدر محبت بڑھتی گئی اسی قدر لوگ ہر اس مقام کو جہاں سیدنا مسیح گئے تھے اور ہر اس یادگار کو جسے وہ چھوڑ گئے تھے زیادہ عزت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ جب یہ خیال پیدا ہوگیا تو پھر اس کا روکنا دشوار تھا۔ انجیل کی ہر حکایت کسی خاص جگہ کے ساتھ مختص کر دی گئی۔ اور ان ہزار ہا آدمیوں میں سے، جو سمجھتے تھے کہ ان مقامات کے دیکھنے سے خدا کی قربت حاصل ہو جاتی ہے اور ان مقامات کی زیارت بجائے خود روح کو پاک و صاف کر دیتی ہے، کسی نے کبھی اس عقیدے پر اعتراض نہ کیا۔ وہ اپنے ''نجات دہندہ'' کی پیروی اس غار سے لے کر جہاں وہ پیدا ہوا اور جہاں مشرق کے عقل مندوں نے اس کے سامنے اپنی نذریں پیش کیں اس پہاڑی تک کرتے تھے جہاں اس کی زبان سے نیکوں، رحم دلوں اور صلح پسندوں پر برکت نازل ہوئی۔ اور پھر اس پہاڑی سے اس پہاڑی تک جہاں اس نے تمام دنیا کے گناہوں کے کفارے میں اپنی قربانی چڑھائی، جن مقامات کا مسیح کی تعلیم، دفن، یا پھر جی اٹھنے سے تعلق تھا ان کا متبرک ہونا لوگوں کے دلوں میں جم گیا اور اس خیال کو اس صلیب کے ملنے سے جس پر مسیح چڑھائے گئے تھے مع ان دونوں صلیبوں کے جن پر چور چڑھائے گئے تھے اور بھی استحکام حاصل ہوگیا۔

اگر اس لوح کی وجہ سے، جو پونتیس پیلاطس یعنی رومی والیٔ ارض مقدس کی لکھوائی ہوئی تھی، اس بات میں شک باقی رہا کہ ان تینوں صلیبوں میں سے کون سی صلیب ہے، جس کی یہ لوح ہے، جس پر سیدنا مسیح چڑھائے گئے تھے اور جو ان کی ذات سے تعلق رکھنے کے باعث قابل تعظیم ہے، تو یہ کل شکوک اس وقت رفع ہو گئے جب ایک قریب المرگ عورت کی کمر سے دو صلیبوں کے مس کرنے سے کچھ اثر نہ ہوا اور تیسری صلیب کے مس کرتے ہی وہ مبینہ طور پر بالکل صحیح و تندرست ہوگئی۔ (۱)

(۱) موجودہ انجیلوں کے بیان اور موجودہ مسیحیوں کے اعتقاد کے موافق سیدنا عیسیٰ کالوری کی پہاڑی پر رومی گورنر ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارض مقدس کے شہروں کی زیارت کا شوق زیادہ ہونا

وہ عمدہ گرجے' جو بیت اللحم ① کے غار پر قسطنطین اور اس کی ماں ہیلینا کے دینی ولولے کی وجہ سے تعمیر ہوئے اور بیت المقدس کا متبرک روضہ جس میں سیدنا مسیح کے تین دن تک مدفون رہنے کا خیال تھا' مسیحیوں کے نزدیک ویسے ہی متبرک ہو گئے جیسے کہ بیت المقدس کا معبد یہودیوں کے نزدیک تھا اور جس طرح مکہ کا متبرک حجر اسود اور مدینے کی تربت نبوی اہل اسلام کے لیے مستوجب تعظیم قرار پائے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ شہنشاہ قسطنطین نے جو اپنی ابتدائی عمر سے یونانیوں اور رومیوں کے سورج دیوتا کا معتقد تھا' اسی دیوتا اپالو کے اوصاف' مثلاً حلیم و رحمدل ہونا' مسیح کی طرف منسوب کر دیئے' جن کی تعلیم کو وہ آخر تک بالکل نہیں سمجھ سکا تھا۔ وہ ہزار ہا زائر جن کی تعداد ہر سال بڑھتی جاتی تھی تا تاری

← یروشلم کے حکم اور یہود کے الزام دینے سے دو چوروں کے ساتھ مصلوب کیے گئے تھے۔ برابر تین صلیبیں کھڑی کی گئیں۔ دونوں جانب وہ دونوں چور اور درمیان میں سیدنا مسیح ایک ہی وقت میں لٹکائے گئے تھے۔ ان صلیبوں پر رومی گورنر کے حکم سے ایک ایک تختی بھی لگا دی گئی تھی جس میں غالباً مجرموں کا نام لکھا ہوا تھا۔
اس کے دو سو نوے سال بعد ۳۲۶ء میں جب دین عیسوی کو قسطنطین اعظم کے ہاتھوں پرانے مذہب پر غلبہ حاصل ہوا اور قسطنطین نے ایک سیاسی خواب میں دیکھ کر پہلا صلیبی جھنڈا بلند کیا تو اس کی ماں ہیلینا ارض مقدس کی زیارت کو آئی۔ اس نے جا بجا کنیسہ بنوائے اور سیدنا مسیح کا روضہ بنوایا' جس کے لیے یہ تمام صلیبی لڑائیاں ہوئیں۔ اور اسی سلسلے میں کسی ''کرامت'' کے زور سے اسے یہ بھی معلوم ہو گیا' کہ سیدنا مسیح جس صلیب پر لٹکائے گئے تھے وہ فلاں مقام پر زمین میں دفن ہے۔ وہ جگہ کھودی گئی۔ اور وہ تینوں صلیبیں (چوروں والی اور سیدنا مسیح والی) ایک ساتھ ملیں۔ اب ایک بیمار عورت کسی مرض مہلک میں مبتلا تھی۔ اس کے بچھونے کے پاس تینوں صلیبیں باری باری لا کے رکھی گئیں۔ دو سے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا' مگر تیسری صلیب کے لاتے ہی وہ عورت مبینہ طور پر اچھی ہو گئی۔ اور سمجھ لیا گیا کہ یہی وہ اصلی صلیب ہے جس پر سیدنا مسیح علیہ السلام لٹکائے گئے تھے۔ الغرض اس طرح اصلی صلیب کا پتہ لگا جس کی طرف مصنف نے مختصر اشارہ کیا ہے۔

① شہر بیت المقدس کے جنوب میں کچھ فاصلے پر بیت اللحم نامی ایک قصبہ ہے۔ اسی کے ایک غار میں عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق سیدنا مسیح پیدا ہوئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوارہ گردوں کی طرح محض سیر و سیاحت کے شوق میں بیت المقدس نہیں آتے تھے۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے، یورپی آریا کوئی خانہ بدوش قوم نہ تھی کہ اس زمانے میں اس کثرت سے سفر کرنے لگتی۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ جو لوگ ایک ہی مقام پر قیام پذیر رہنا پسند کرتے ہیں' وہ بھی دور دراز سفرِ اختیار کرنے پر بڑی سرگرمی سے آمادہ ہو جائیں گے' اگر ان کو صرف اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس سفر کی وجہ سے ہمارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ جو زائر خشکی و تری کا دور دراز سفر کر کے دریائے اُردن میں نہانے اور اپنے رہبر (مسیح) کی جائے پیدائش اور روضے میں عبادت کرنے کی غرض سے آتے تھے ان کا یہی اعتقاد تھا۔ جو لوگ زیادہ سمجھ دار اور دور اندیش ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس اعتقاد میں کیا کیا نقص تھے۔

اگسٹائن نے ① جو اپنے اقوال کی وجہ سے ہزاروں ایسے آدمیوں میں مشہور ہو گیا' جو اس کی زندگی کے حالات اور اس کی تعلیم سے بالکل ناواقف تھے' تمام عیسائیوں سے یہ کہہ سکتا تھا کہ نیکی کی تلاش کے لیے نہ مشرق جانے کی ضرورت ہے اور نہ رحم دلی کی تلاش کے لیے مغرب جانے کی۔ اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لیے' جس کی قربت صرف سچے اعتقاد سے حاصل ہو جاتی ہے' بحری سفر بالکل فضول ہیں۔ ان اقوال میں نیقیہ کے گریگری اور جروم ② کے پائے کے لوگ اس کی تائید کرتے۔

جروم باوجودیکہ دعویٰ کرتا تھا کہ زیارت کے واسطے کہیں جانا محض فضول ہے اور کسی مقام پر دعا بہ نسبت دوسرے مقام کے زیادہ قبول نہیں ہو سکتی۔ مگر خود اس نے بیت اللحم کے غار میں رہنا شروع کر دیا تھا جہاں گوشہ نشینی اختیار کر کے وہ رومی خواتین کے سامنے وعظ کہا کرتا، اس لیے کہ اکثر رومی عورتیں سمندر پار کر کے اس کی طلاقت لسانی سننے کے لیے ارض مقدس میں حاضر ہوا کرتیں اور اس کی باتیں سنتیں۔ اور وہ زور دے کر کہا کرتا کہ بہشت جزائر برطانیہ سے اتنی ہی نزدیک ہے' جس قدر کہ بیت المقدس سے۔

① عیسائیوں کا ایک بڑا مستند عالم اور ولی (سینٹ) جو ۳۵۴ء میں پیدا ہوا اور ۴۳۰ء میں وفات پائی۔

② جروم کلیسا کا بہت بڑا بزرگ اور مسیحیوں کا زبردست مذہبی مصنف ہوا ہے جو ۳۴۵ء میں پیدا ہوا اور ۴۱۲ء میں وفات پائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روحانی حصۂ مذہب کا تدریجاً گھٹنا

لیکن خود اس کے افعال اس کے اقوال کی تردید کرتے تھے۔ اور بہ نسبت اس کی زبانی نصیحت کے لوگوں پر اس کے اس غار میں رہنے کا زیادہ اثر پڑتا تھا۔ خالص روحانی مذہب جس پر جروم زور دیتا تھا اس زمانے سے ویسا ہی بعید تھا جیسے بعد کے زمانے کے روحانی خیالات ان خیالات سے دور تھے جو ایک پر جوش عورت کے طرز عمل سے ظاہر ہوئے۔ یہ عورت سینٹ لوئی کی صلیبی لڑائی میں اس شان سے نظر آئی کہ اس کے داہنے ہاتھ میں آگ کی انگیٹھی اور بائیں ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی (بقول جوئن ول کے) وہ اس انگیٹھی کی آگ سے بہشت کو جلا دینا چاہتی تھی۔ اور بوتل کا پانی ڈال کے دوزخ کو ٹھنڈا کر دینے کی فکر میں تھی۔ ان ارادوں میں اس پر جوش عورت کا منشاء یہ تھا کہ دوزخ و جنت کو فنا کر دینے کے بعد پھر نہ کوئی بہشت ملنے کے شوق میں نیکی کرے گا اور نہ دوزخ سے محفوظ رہنے کے لیے بدی سے باز آئے گا۔ کیونکہ نیکی انسان کو صرف اس جوش محبت سے کرنی چاہئے جو اسے اپنے خالق سے ہونا لازمی ہے۔ اور یہی محبت اصل میں نیکی کی بنیاد ہے۔

جروم کے خیالات اس دھن کے بالکل خلاف تھے جو اسے بیت اللحم لائی اور جس کی وجہ سے یہ سرزمین ان لوگوں سے لبریز ہونے لگی جنھیں نہ جروم کا ایسا علم تھا اور نہ وہ اس کی ایسی سمجھ رکھتے تھے۔

بزرگوں کا زیارت کی اور جرأت دلانا

یورپ میں شوق زیارت کی وبا روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ پوپ کے قریب ہر ملک اور صوبے سے لوگ ناصرہ کو روانہ ہونے لگے اور اس انتہائی اعتقاد کے ساتھ کہ جس کرتے کو پہن کے گھر سے نکلے ہیں ارض مقدس میں داخل ہوتے وقت اگر اس کرتے کا کفن مل جائے تو اس کی برکت سے سیدھے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ ایسے قابل تعریف اور مذہبی کام سے دینداروں کو ہمدردی ہوئی۔ اور امراؤ روساء میں فیاضی و سخاوت کا جوش پیدا ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ اب زائرین کو نہ کھانے کی فکر تھی اور نہ مکان کا تردد۔ راستے کی تمام منزلوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اور خود بیت المقدس میں جہاں ہر جگہ سے زائر زیارت کو آتے تھے، کاروان سرائیں اور مہمان خانے بن گئے۔ یہاں پہنچتے ہی زائرین کا خیر مقدم اس عالیشان مکان میں کیا جاتا تھا جو پوپ گریگری اعظم نے اپنی سخاوت سے تعمیر کرا دیا تھا۔

جوش عقیدت اس درجے کو پہنچ گیا تھا کہ اگر کوئی زائر راستے میں مر جاتا تو اس کے اعزہ واقارب بجائے اس کے کہ اس کی لاش پر کھڑے ہو کے آہ و بکا کریں' اس کی خوش قسمتی پر رشک کرتے تھے۔ اگر زندہ و سالم واپس آ جاتا تو لوگ یہ خیال کر کے کہ اپنے گناہ دھو آیا ہے' اس کی تعظیم و تکریم کرتے۔ بلکہ محض اس امید پر کہ یہ اپنی جھولی میں ایسے تبرکات لائے ہوں گے' جن کے چھو لینے سے بھی زیارت کا ثواب حاصل ہو جائے گا' یہ لوگ جدھر سے گزرتے اور جہاں کہیں ان کا جانا ہوتا وہاں سے اصلی صلیب کے ٹکڑے بھی مل سکتے تھے۔ اور جو لوگ ان ٹکڑوں کے عوض میں ان کے وزن سے زیادہ سونا دیتے تھے' ان کا اعتقاد انھیں اس بات پر غور کرنے کی بھی اجازت نہ دیتا تھا کہ صلیب کتنے بڑے عظیم الشان درخت سے عبارت ہے کہ جس کے ٹکڑے، نکلتے ہی چلے آتے ہیں اور روز بروز بڑھتے جاتے ہیں؟!

زیارت کے پردے میں تجارت

ابتدائی زمانے میں بھی جو تجارت ان زیارتوں کے پیرایے میں ہوتی تھی وہ محض تبرکات تک ہی محدود نہ تھی۔ ارض مشرق صرف دین عیسوی کا گہوارہ ہی نہ تھی' بلکہ وہاں قسم قسم کی چیزیں ریشم' سونا اور جواہرات بھی بکثرت ملتے تھے۔ لہٰذا تیز نظر تاجر بھی جنھیں محض دنیاوی منفعت سے غرض تھی اس زائر کی طرح جو اپنے سفر کے عوض صرف بہشت لینا چاہتا تھا' مشرق کا سفر کرنے لگے۔

روم و فارس کی طویل لڑائیاں

ان زائروں اور تاجروں کی خوش قسمتی میں ابتدائی خلل تو ان لڑائیوں میں سے صرف ایک معرکے سے واقع ہوا' جو فارس و روم کے درمیان سات سو برس سے ہوتی چلی آتی تھیں۔ تاجدار فارس نے مغربین والوں سے مظالم کا بدلہ لینا چاہا جو سکندر اعظم نے کیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اور جس مہم کی بنیاد خسرو عجم یعنی نوشیروان عادل نے ڈالی تھی' اس کے پوتے خسرو دوم نے اس کے چالیس برس بعد اس مہم کو انجام دینے کی کوشش کی۔ معرکہ آرائی کے ابتدائی زمانے میں بیت المقدس پر ایرانیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس انقلاب میں اگر ہیلینا اور قسطنطین اعظم کے گرجے آگ سے برباد نہ ہوئے تو اور بات تھی ورنہ اہل فارس نے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ نوے ہزار عیسائی قتل کیے گئے لیکن اس عہد کے مذاق کے مطابق ان سے بھی زیادہ جانوں کے نقصان کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اہل فارس اصلی صلیب چھین کر ایران لے گئے۔ اب فتوحات عجم کی لہریں ارض فلسطین کے جنوب کی طرف بڑھ کے مصر میں پہنچیں۔ اور خسرو پرویز کی عظمت و جبروت کی کوئی انتہا نہ تھی کہ اچانک مکے کے ایک گمنام شخص نے اسے اس جانب متوجہ کیا کہ خداوند کو لاشریک اور محمد (ﷺ) کو اس کا رسول برحق تسلیم کرے۔ تاجدار فارس نے نامہ رسالت کو پھاڑ کے پرزے پرزے کر ڈالا۔ اور اس مکی نژاد شخص نے جس کے جانشین (۱) ہلالی جھنڈے کو بیت المقدس، دمشق، دریائے نیل اور بحیرۂ روم کے سواحل اور ہسپانیہ کے پہاڑوں تک لے جانے والے تھے' اسے دھمکی دی کہ "تیری سلطنت کی بھی یہی حالت ہو گی جو حالت تو نے میرے خط کی کی ہے"۔

قیصر روم ہرقل کی معرکہ آرائیاں

لیکن فی الحال اس پیشین گوئی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ قیصر روم کو ایرانیوں سے دب کے مجبور ہونا پڑا کہ ایک صلح نامے پر دستخط کرے اور تاجدار فارس کو سالانہ خراج ادا کرنا قبول کرے۔ اس ذلت کے بعد ہرقل قیصر روم یکایک اس خواب خرگوش سے چونکا' جس میں اپنی سلطنت کے ابتدائی دور میں وہ غافل پڑا رہا تھا اور مقابلے کے لیے آمادہ ہوا۔ کوہسار طوروس (ترکی) کی گھاٹیوں میں اہل فارس کو شکست ہوئی۔ اور زرتشت کی جائے

(۱) ہلال ترکان آل عثمان کا شعار ہوا۔ صحابہ کے جھنڈوں پر ہلال کا ہونا کسی تاریخی شہادت سے ثابت نہیں۔ مگر یورپین مصنفین عموماً اسلام کو ہلال ہی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولادت کی تباہی و بربادی سے اس نقصان کا کسی قدر انتقام مل گیا جو [۱] ہیلینا اور قسطنطین اعظم کے گرجوں کو پہنچایا گیا تھا۔ دو سال بعد قیصر روم اپنے حریف کی خاص قلمرو کے درمیان گھس پڑا۔ نینوا (عراق) کے میدان میں اسے نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ اور ایرانیوں کا سپہ سالار ریزار خاص اس کے ہاتھ سے لقمہ اجل ہوا۔ خسرو پرویز بھاگ کے دریائے دجلہ کے اس پار ہو رہا۔ خیر دشمنوں کے ہاتھ سے تو وہ اپنی جان بچا لے گیا مگر خود اپنے بیٹے کے پھندے سے نہ بچ سکا جس نے قابو پاتے ہی باپ کو گرفتار کر لیا۔ اور خسرو پرویز کے اس کی قید میں جان دینے کے ساتھ خاندان آل ساسان کے اقبال کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ یہی خاندان تھا جس کے تابع فرمان ہونے کے ساتھ ہی دولت عجم تیسری صدی عیسوی میں اس خواب مرگ سے چونکی تھی جس میں سکندر اعظم کی فتوحات نے اسے سلا دیا تھا۔ [۲]

۶۲۸ء میں اصلی صلیب کا ایرانیوں سے واپس ملنا

خسرو پرویز کے بعد اس کے بیٹے اور اس کے قاتل شیرویہ [۳] سے قیصر روم نے صلح کی، جس کے نتیجے میں نہ صرف اس کی رعایا کو اسیری و قید سے آزادی حاصل ہوئی بلکہ وہ نقصان بھی دور ہو گیا جو اصلی صلیب کے چھن جانے سے مقدس روضۂ مسیح کے کلیسا کو برداشت کرنا پڑا تھا۔ اب وہ چیز پھر بیت المقدس میں آئی جو زیارت کا مرکز اور مرجع عام

---

[۱] قسطنطین اعظم پہلا عیسائی شہنشاہ روم تھا اور ہیلینا اس کی ماں کا نام ہے۔ بیت المقدس میں اکثر عالیشان مذہبی عمارتیں، جو عیسائیوں کے لیے بنیں، وہ انھیں ماں بیٹوں کی بنوائی ہوئی ہیں۔

[۲] سکندر سے شکست کھانے کے بعد مملکت فارس میں ایک مدت تک طوائف الملوکی رہی تھی۔ اور سلطنت فارس بالکل تباہ و ویران تھی۔ آخر اردشیر بابکان نے جو ساسانیوں کا پہلا بادشاہ ہے اور ساسان اول کہلاتا ہے، ایک جدید مضبوط سلطنت قائم کر کے ایران کی گذشتہ عظمت کو پھر زندہ کر دیا۔ اس وقت سے سلطنت اسی کی نسل میں رہی اور روز افزوں ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ خسرو پرویز کے بعد عربوں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے اس سلطنت و دولت کا خاتمہ ہو گیا۔

[۳] خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے تخت سے اتار کے قید کر لیا۔ اور اسی کے اشارے سے وہ قید خانے میں قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ ۷ھ/ ۶۲۸ء میں پیش آیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ دوسرے برس خود ہرقل شکرانے کی منت پوری کرنے کے لیے بیت المقدس میں حاضر ہوا۔ جس جلوس نے اس رسم کو رونق دی تھی، اس کے ساتھ ہرقل کی سلطنت کی عظمت و شان بھی ختم ہو گئی۔ اور جو صوبے اس نے ایرانیوں سے چھینے تھے وہ اپنے مرنے سے پیشتر ہی اسے مجبوراً اصحاب محمد (ﷺ) کے حوالے کرنے پڑے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ارض فلسطین کا فتح ہونا

ہرقل کو بیت المقدس کی زیارت کیے ہوئے صرف آٹھ برس گزرے تھے کہ وہ عربی فوجیں جو دمشق پر قبضہ کر چکی تھیں شہر مقدس کا محاصرہ کرنے کو بڑھیں۔ چار مہینے قلعہ بند رہنے کے بعد عیسائیوں کے مقتدائے دین سفرونیوس کو یقین ہو گیا کہ عساکر اسلام کے مقابلے میں استقلال دکھانا اور ان کے حملے کی تاب لانا ناممکن ہے۔ تاہم اس نے عہد نامہ صلح کی تکمیل کے لیے خود خلیفۂ اسلام کے موجود ہونے کی شرط لگائی۔ یہی معاہدہ تھا جس کی رو سے اصحاب رسالت ایک دوسرے مقدس شہر پر قبضہ کرنے والے تھے۔ کسی قدر رد و کد کے بعد اس کی یہ شرط قبول کر لی گئی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا رسالت مآب ﷺ کے خلیفہ و جانشین قرار پائے تھے ایک اونٹ پر سوار ہو کے مدینے سے بیت المقدس کو روانہ ہوئے' مگر اس سادگی سے کہ جس اونٹ پر سوار تھے اسی پر یہ مختصر آبدار خانہ اور باورچی خانہ بھی لدا ہوا تھا کہ ایک پانی کی چھاگل' خرمے اور ستو کی دو زنبیلیں اور ایک لکڑی کا کٹھرا (پیالہ) تھا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجوزہ شرائط بیت المقدس والوں کے لیے

جو شرائط خلیفۂ اسلام نے پیش کیں ان کی رو سے عیسائی نمایاں طور پر محکومی کی شان سے رہنے پر تو البتہ مجبور ہو گئے تھے' مگر ان پر کسی قسم کی سختی نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کے ساتھ بڑی برد باری کا برتاؤ کیا گیا تھا۔ مسیحی کوئی نیا گرجا تعمیر نہیں کر سکتے تھے۔ اور جو پرانے گرجے ان کے قبضے میں تھے ان میں بھی ضرور تھا کہ مسلمان لوگ دن رات جس وقت آنا چاہیں نہ روکے جائیں۔ ان کی عمارتوں کے بیرونی رخ پر صلیب لگانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا بنائے جانے' یا سڑکوں پر صلیب لگانے اور پھرائے جانے کی اجازت نہ تھی۔ گرجوں کے گھنٹوں کی نسبت بھی حکم تھا کہ زور سے نہ بجائے جائیں۔ زین اور اسلحہ کے استعمال کی بھی انہیں ممانعت تھی۔ اور مسیحیوں پر جن کا لباس فتح یاب قوم سے ممتاز قرار دیا گیا تھا' فرض تھا کہ مسلمانوں کو دیکھ کے تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔ ان شرائط کی پابندی کرنے کے بعد صرف اتنا ہی نہ تھا کہ عیسائیوں کو اپنی جان و مال کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ بلکہ ان کے اپنی مذہبی رسمیں بجا لانے اور اپنے گرجوں سے کام لینے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی جاتی تھی۔

سیدنا عمرؓ اور مسیحیوں کا مقتدا سفرونیوس

اس آخری معاملے میں یعنی مسیحیوں کے اپنے گرجوں پر قابض رہنے کے متعلق خلیفہ اسلام نے خود مسیحی مقتدائے دین سفرونیوس سے بھی زیادہ عاقبت اندیشی سے کام لیا اگرچہ سفرونیوس نے حاضر مرقد مسیح کے کنیسے میں ان کے داخل ہونے کو نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھا تھا۔ [1] اتفاقاً سیدنا عمرؓ اس کنیسے کے اندر ہی تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ اور انھوں نے سفرونیوس سے پوچھا ''میں کہاں نماز پڑھوں''؟ جواب ملا ''یہیں پڑھیے''۔ مگر سیدنا فاروقؓ نے قطعاً انکار کیا۔ پھر جب قسطنطین اعظم کے کنیسے میں لے جا کے نماز پڑھنے کو کہا گیا تو انھوں نے دوبارہ انکار کیا۔ آخر اس آخرالذکر کنیسے ہی کے باہر اس کی سیڑھیوں پر نماز پڑھی اور بعد فراغت مسیحی مقتدائے دین سے کہا ''اگر میں اس عمارت کے اندر نماز پڑھ لیتا تو جس دستاویز کی رو سے مسیحیوں کو اپنے کنیسوں پر قبضہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے وہ بیکار ہو جاتی۔'' ان کے اس بیان کی پوری پوری تصدیق ان کے پیروؤں کے جوش سے اس وقت ہو

[1] ایک وہ زمانہ تھا کہ سیدنا رسالت مآب ﷺ عیسائی مہمانوں سے خاص اپنی مسجد کے اندر بہ خوشی و مرحمت ملتے اور دوسری طرف سیدنا عمر کے مسیحی معبد میں داخل ہونے کو عیسائی مقتدائے دین نے نفرت سے دیکھا۔ اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ عیسائی مسلمانوں کو خوشی سے اپنے گرجوں میں آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ کسی عیسائی نے ان کی مسجد میں قدم رکھا اور وہ چھوت ہو گئی۔ افسوس! یہی نہیں ہمیں ہر بات میں ایسا ہی انقلاب نظر آتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی جب انھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ جن سیڑھیوں پر خلیفۂ رسول اللہ نے نماز پڑھی تھی وہاں ہم مسجد تعمیر کریں گے۔ لیکن وہ مسجد جو سیدنا عمر کے نام سے منسوب اور مشہور ہے وہ خاص ہیکل سلیمانی کی اس بڑی قربان گاہ پر قائم ہوئی جہاں قربانی کی چیزیں چڑھائی جاتی تھیں اور جو سنگ یعقوب کے نام سے مشہور تھی۔ ①

زیارت بیت المقدس پر فتح عرب کا اثر

ممکن تھا کہ عربوں کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح ارض مقدس میں زائرین کے ہجوم و ازدحام کو روک دیتی۔ لیکن اس کی وجہ سے جو دقتیں پیدا ہوئیں انھوں نے زیارت کی وقعت اور اس کے فوائد کو اور بڑھا دیا۔ اور واقعی سیدنا عمرؓ کی فتح سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ یہ پاک شہر دو ایسی قوموں کے حصے میں آ گیا جن میں سے ہر ایک اس کو پاک و مقدس سمجھتی تھی اور ان نیک اور متبرک بزرگوں کے تبرکات کی عزت و حرمت کرتی تھی جن کے پاک اجسام اس سرزمین کے نیچے آرام کر رہے تھے۔ مسیحیوں کے لیے سوائے اس کے اور کسی شکایت کی گنجائش نہ تھی کہ جس نجات دہندہ کی وہ پرستش کرتے تھے اسے فاتح لوگ صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتے تھے' اور اس پایے کا کہ اگر اپنے پیغمبر کے ہم رتبہ نہیں تو ان سے بس کسی قدر کم مانتے تھے۔ ②

سلسلۂ زیارت کا بلا مزاحمت قائم رہنا

سفرونیوس کو سیدنا عمرؓ کے آگے سر اطاعت جھکائے ہوئے تقریباً چار سو برس گزر گئے تھے اور اس طولانی زمانے کی نسلوں کے عہد میں ارض مغرب بغیر کسی مزاحمت کے اپنے

① اس چٹان پر اموی خلیفہ عبدالملک نے ہشت پہلو گنبد تعمیر کرایا جو قبۃ الصخرہ کہلاتا ہے۔ انگریزی میں Dome of the Rock کہتے ہیں۔ یہیں سے نبی ﷺ معراج کے لیے آسمانوں پر گئے تھے۔ اہل یورپ قبلۃ الصخرہ کو مسجد عمر کا نام دیتے ہیں۔ (م ف)

② قدمائے اسلام اور عموماً محدثین کا یہ مذہب ہے کہ ہم پیغمبروں میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ ان کے مراتب قائم کرنا صرف اللہ کا کام ہے۔ اور رسالت مآب ﷺ نے بھی اشارۃً ایسا ہی فرمایا ہے۔ مگر ہاں متاخرین اسلام میں اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ رسالت مآب ﷺ تمام انبیائے سلف سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زائروں کے قافلے اور لشکر برابر ارض مقدس کو بھیجتی رہی جن کے ساتھ ساتھ یورپین تاجروں کو بھی دنیاوی منفعت کا موقع ملتا۔ اگر وہ زمانہ باقی نہیں رہا تھا جبکہ زائر اس سرزمین کو خاص اپنی ملکیت سمجھتے تھے تو کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی جو انھیں بہت ناگوار گزرے یا جو مسیحی دنیا کو سخت غصہ دلا کے اور برہم کر کے جوش میں لانے کی محرک ہو۔

۱۰۱۰ء میں مصر کے خلیفہ حاکم کی دست برد بیت المقدس پر

اس حالت میں کوئی قابل لحاظ تغیر اس کشت وخون سے بھی نہیں ہوا' جو مصر کے مجنون فاطمی خلیفہ حاکم کی بدولت عمل میں آیا تھا جب کہ اپنے متقدمین خلفاء کے برعکس تعصب کے جوش میں آ کر اس نے یہ ارادہ کیا کہ مسیحیوں کے مقدس معبد کو جو بیت المقدس میں واقع تھا' تباہ و مسمار کر دے۔ بغداد کے خلفائے عباسیہ کے عہد حکومت کی بہ نسبت مصر کے ابتدائی زمانے کے بادشاہوں ① کی حکومت سے عیسائیوں کو زیادہ فائدہ ہوا تھا۔ لیکن حاکم نے نہ اپنے ملک کے دنیاوی فائدوں کا لحاظ کیا اور نہ ان فائدوں کا جو ان کافروں (عیسائیوں) کی تجارت سے اسے حاصل ہو سکتے تھے۔ اور اس کے سپاہی اس کار ہائے نمایاں یعنی بیت المقدس کے گرجے کو منہدم کرنے اور اپنے ہتھوڑوں سے اس غار کو منہدم کرنے میں مشغول ہو گئے جس کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ ''نجات دہندہ'' اس میں دفن ہوا تھا۔ اس کام میں ان لوگوں کو بہت ہی کم کامیابی ہوئی۔ اور حاکم کو ایک سال تک عیسائیوں کے'' نور کے بقعے کا نزول'' نہ ہونے سے اگر کوئی فائدہ ہوا بھی ہو تو غالباً وہ فائدہ اس نقصان سے بدرجہا کم ہوگا جو اس طرح ہوا کہ تمام عیسائی فرماں رواؤں نے اپنی بحری فوجیں فراہم کر کے اور باہم مل کر ایک ساتھ حملہ کر دیا۔

فی الحال کسی ایسے اتحاد کا اندیشہ نہ تھا۔ لیکن بہت سے عیسائی شہروں میں یہودیوں پر ظلم ہونا اس بات کا پتہ دیتا تھا کہ ان دونوں فرقوں میں جو ایک ہی قادر مطلق خدا کو ماننے کا

① فاطمی خلفاء سے پہلے مصر پر اخشیدی اور طولونی حکمران رہے تھے جو اہل سنت تھے۔ ۹۷۰ء میں فاطمیوں نے طولونیوں سے مصر چھینا اور قاہرہ تعمیر کر کے اسے دار الخلافت بنا لیا تھا۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کرتے ہیں بہت دوری ہوتی جاتی ہے۔

زائرین سے یروشلم کے پھاٹکوں پر محصول لیا جانا

فاطمی خلیفہ حاکم کے اٹھائے ہوئے اس سخت لیکن چند روزہ طوفان کے بعد ارض مقدس کے مسیحی زائرین کی حالت قریب قریب ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ پہلے تھی۔ ہاں اگر فرق تھا تو بس اس قدر کہ اب ہر ایک زائر سے بیت المقدس کی شہر پناہ کے پھاٹک میں داخل ہونے کے وقت کچھ محصول لے لیا جاتا تھا۔ لیکن یہ محصول بجائے ناگوار ہونے کے عیسائیوں کو خوشگوار معلوم ہوتا ہوگا۔ اس کی بدولت امیر لوگ اپنے غریب دینی بھائیوں کی طرف سے محصول ادا کر کے اور زیادہ امتیاز و ناموری حاصل کر سکتے تھے۔

۱۰۰۰ء کے بعد قیامت کا انتظار

بہ ظاہر اب دنیا کی حالت بدل گئی تھی اور ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب عرصے تک امن و امان قائم رہے گا۔ دس برس پیشتر عیسائی دنیا میں یہ غل مچا ہوا تھا کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے۔ ایک ہزاری کے اختتام پر جو ۱۰۰۰ء کے خاتمے کے ساتھ ظہور پذیر ہونے والا تھا مسیحی دنیا میں یہ خیال پھیل گیا اور ہر شخص اس امر کا منتظر ہوا کہ اب مردے قبروں سے طلب کیے جائیں گے اور اس گناہ آلودہ دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ آخر سالہا سال کا انتظار ختم ہوا۔ وہ دن آیا۔ مگر آفتاب اسی طرح طلوع و غروب ہوتا رہا' جس طرح کہ پیشتر طلوع و غروب ہوتا تھا۔ اور زائرین کا ایک بہت بڑا سیلاب ہمیشہ سے زیادہ طغیانی کے ساتھ مشرق کی طرف اٹڈا۔ ہر طبقے اور ہر درجے کے لوگ سیدنا مسیح کے روضے پر دعا کرنے کے لیے اپنے گھروں سے نکلے۔ پادریوں نے اپنے گوشہ عافیت اور بادشاہوں نے اپنی سلطنتیں ان مقامات کو جا کر دیکھنے کی غرض سے چھوڑ دیں' جہاں ''نجات دہندہ'' نے تکلیفیں اٹھائی تھیں اور جہاں آخر کار اسے امتحان میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

اس جماعت میں بلحاظ تعداد' سرگرمی اور جوش کے اہل فرانس یعنی اہل فرنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فرینک) سب سے زیادہ تھے۔ اور اسی وجہ سے اس وقت کے ممالک مشرق میں تمام یورپی قوموں کا لقب فرنگی ہو گیا۔ کمزوروں اور نا تجربہ کاروں' عورتوں اور نو عمروں کے لیے یہ زیارت کا سفر تو زیادہ پر خطر ہوا ہی ہو گا مگر قوی سے قوی لوگ بھی اس سفر میں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو جانے کے اندیشے سے خالی نہ تھے۔ ولیم فاتح کا ایک پیش دست منشی جس کا نام انگلف تھا' وہ تیس مسلح سوار ہمراہ لے کر ارض مقدس کو روانہ ہوا۔ ان میں سے صرف بیس آدمی پا پیادہ واپس آئے' جن کے پاس سوائے جھولوں اور چربیوں کے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ لیکن غالباً ان لوگوں کو ایسے دشمنوں سے نقصان نہیں پہنچا تھا جو نوع انسان سے ہوں۔ اور ان میں سے جو لوگ مارے گئے وہ اگر شہادت کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو صرف اس حیثیت سے جس طرح کہ ہیروڈ کے حکم سے پاک و معصوم بچے ذبح کیے گئے تھے۔ ①

اگر تمام حیثیتوں سے دیکھا جائے تو یہ سفر اس وحشیانہ اور بد انتظامی کے زمانے کے خطروں اور دشواریوں سے بالکل پاک و صاف ہو گیا تھا' خصوصاً ملک ہنگری کے باشندوں کے عیسائی ہو جانے سے یورپ کے عین درمیان میں سے زائرین کے لیے بے خطر راستہ کھل گیا۔ اور حامیٔ دین بادشاہ سینٹ اسٹیفن زائرین ارض مقدس کا بہت بڑا حامی اور دوست ثابت ہوا۔

سلجوقی ترکوں کا عروج

لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لائے ہوئے تغیر سے بدرجہا بڑھا ہوا انقلاب اس قوت کے ہاتھوں بپا ہوتا نظر آتا تھا' جو مشرق کے دور دراز مقامات سے بڑھتی چلی آتی تھی اور جس سے اندیشہ ہو چلا تھا کہ ایسا نہ ہو عربی سلطنت ② کو بھی تہ و بالا کر ڈالے۔ وسط ایشیا کے

① ہیروڈ وہ یہودی بادشاہ ہے جس کے عہد میں سیدنا مسیح پیدا ہوئے تھے۔ اس نے ولادت مسیح کی خبر کاہنوں سے پا کر اپنے زوال کے اندیشے سے گھبرا کے حکم دیا کہ بیت اللحم میں دو سال کے اندر جتنے بچے ہوں سب قتل کر ڈالے جائیں۔ ان کی مثال دینے سے غالباً مصنف کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ بے لڑے بھڑے بغیر ہتھیار اٹھائے مارے گئے۔

② عربی سلطنت سے مراد بغداد کی عباسی خلافت ہے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریگستانوں سے سلجوقی ترک مغرب کی جانب بڑھتے ہوئے چلے اور سلطنت فارس [1] کو زیرو زبر کر کے ایشیائے کوچک پر جو قیاصرۂ روم کے ورثہ میں تھا قابض ہو گئے۔ یہ انقلاب پیدا کرنے میں انہیں ان عیسائی باشندوں کے سکوت سے کچھ کم مدد نہیں ملی جو مسلمانوں کی قلمرو میں کثرت سے آباد تھے اور جو مختلف ٹیکسوں اور مولویوں کے مظالم [2] کی وجہ سے مسلمانوں کے اگر جانی دشمن نہیں تو ان سے ناراض ضرور رہتے۔ بیزنطیم یعنی قسطنطنیہ کے فرماں رواؤں نے ان حملہ آوروں کے لیے حتی الامکان راستہ صاف کر دیا۔ اب کئی مختلف مالکوں کے قبضے میں رہنے سے اس سرزمین کے باشندوں کی تعداد بہت کم ہو گئی' جو کہ نہایت مخدوش بات تھی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں ان ترکوں کی تعداد کپادوقیہ' فریجیا' اور غلاطیہ [3] کے علاقوں میں بہت بڑھ گئی۔ اور جس ملک کو انہوں نے ابھی کل لیا تھا اس میں ان کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ حروب صلیبیہ کے جوش میں جو مسیحی گھروں سے نکل کر ارض مقدس کو جانا چاہتے تھے ان کی پوری طرح مزاحمت کر سکیں۔

سلجوقی بادشاہوں نے جو قسطنطنیہ کی جانب بہت دور تک بڑھ آئے تھے' شہر نیقیہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا [4] جہاں ۳۲۵ء میں مسیحی دنیا کی اس پہلی عام کونسل نے اجلاس کیا تھا جس میں مذہب کیتھولک مسئلہ تثلیث و توحید سے وابستہ کیا گیا تھا۔ [5] یہاں قبضہ کر کے ان

---

[1] یہ ایران کی بویہی سلطنت تھی۔ آل بویہ شیعہ تھے اور انہوں نے خود مختار سلطنت قائم کر کے خلافت بغداد میں خاصا اثر و رسوخ حاصل کر لیا تھا۔ اُدھر سلجوقی ترک اہل سنت مسلمان تھے۔ (م۔ف)

[2] ''مولویوں کے مظالم'' مسیحی مصنف کی محض خیال آرائی ہے۔ (م۔ف)

[3] کپادوقیہ (Capadocia) ، فریجیا (Phrygia) اور غلاطیہ (Galatia) ایشیائے کوچک یا ایشیائی ترکی (اناطولیہ) میں شامل ہیں۔ (م ف)

[4] یہ سلجوقی بادشاہ سلیمان بن قتلمش اور اس کا جانشین قلیچ ارسلان داؤد تھے جو ۱۰۷۷ء تا ۱۰۹۷ء نیقیہ اور اس کے گرد و نواح میں حکمران رہے۔ (م ف)

[5] اسی نیقیہ کی کونسل نے جو سیدنا مسیح کے سوا تین سو برس بعد منعقد ہوئی تھی توحید کو مٹانے کے عقیدۂ تثلیث و توحید کی بنا ڈالی اور مسیحیوں کو مشرک بنایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے پیشتر عیسائیوں میں تثلیث نہ تھی۔ جن عیسائیوں نے اس موقع پر تثلیث قبول نہ کی وہ مردود قرار دیئے گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت کوئی حملہ آوروں نے رسالت محمدی کا آوازہ بلند کیا اور ایسے احکام نافذ کیے جن کی رو سے گرجوں کا انہدام اور عیسائی نوجوانوں اور ان کی دوشیزہ لڑکیوں کو بے عزتی کے ساتھ نیلام کرنا اور بے قدر و بے آبرو لونڈیاں بنایا جانا جائز ہو گیا۔ [۱] وہ پہاڑ جو کنیسہ سینٹ صوفیہ کے گنبد پر سے دکھائی دیتے تھے ترکی سلطنت کی حدود میں داخل تھے۔

یونانی شہنشاہ الیکسوس کی رومی و لاطینی عیسائیت سے امداد طلبی

یہ خطرہ بہت خوفناک معلوم ہوا اور مشرقی رومی شہنشاہ یعنی قسطنطنیہ کے یونانی فرماں روا الیکسوس نے رومی و لاطینی مسیحیت سے امداد طلب کی۔ [۲] لیکن چونکہ ابھی آگ اچھی طرح مشتعل نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس کی استدعاء بیکار ہوئی۔

۱۰۷۶ء میں بیت المقدس پر سلجوقیوں کا قبضہ

اس کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا کہ سلجوقیوں میں سے امیر تتش [۳] بیت المقدس کا مالک ہو گیا اور عیسائیوں کو نقصان اٹھا کے یہ معلوم ہو گیا کہ وسط ایشیا کے ریگستانوں کے سنگدل خانہ بدوشوں کی غلامی اور امی قوم کے خلیفہ سیدنا عمر کی اطاعت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جو باضابطہ محصول زائرین سے لیا جاتا تھا' اب اس کے بجائے اس سرزمین میں ہر جگہ ڈاکہ زنی ہونے گی۔ اب لوگوں کا مال و اسباب زبردستی چھینا جاتا تھا اور بیت المقدس کا سفر

(۱) پیٹر راہب اور پوپ اربن دوم کے پھیلائے ہوئے جھوٹے افسانوں کے زیر اثر عیسائی مصنف نے گرجوں کے انہدام وغیرہ کی بے بنیاد باتیں لکھی ہیں ورنہ اگر سلجوقی ترک مسلمان ایسی زیادتیاں کرتے تو آج ترکی ۹۰ فیصد مسلم اکثریت کا ملک ہرگز نہ ہوتا۔ (م۔ف)

(۲) ان دنوں قسطنطنیہ کی مسیحیت اور روما و ایطالیا کی مسیحیت میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ روم والے کلیسائے روم کے تابع تھے اور قسطنطنیہ والے کلیسائے یونان کے پیرو۔ اور اسی وجہ سے باہم دونوں میں ہمدردی نہ تھی۔ یہ اختلاف آج بھی موجود ہے۔ مما لک عثمانیہ اور اس کے عیسائی کلیسائے یونان کو مانتے ہیں۔

(۳) تتش سلجوقیوں کے مشہور سلطان ملک شاہ کا بھائی ہے اور تاج الدولہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ملک شاہ نے اسے اپنی طرف سے ارض شام پر قبضہ کرنے کی اجازت دی' جسے اس نے بنی فاطمہ مصر کے ہاتھ سے چھینا اور عباسیوں کا خطبہ جاری کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا پرخطر ہو گیا کہ بہادر سے بہادر لوگوں کو بھی اس کا خیال کر کے خوف معلوم ہوتا تھا۔ زائرین کی تضحیک و تذلیل کے ساتھ پاک مقامات اور ان کے مجاوروں کی بھی توہین ہونے لگی حتی کہ مسیحیوں کی عبادت میں خلل اندازی کی گئی۔ اور ان کے اسقف اعظم کی یہ گت بنی کہ لوگ اسے بالوں سے پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔ لے جا کے قید خانے میں ڈال دیا اور کہا کہ جب تک ایک رقم کثیر نہ ادا کرو گے نجات نہ ملے گی۔ ①

مشرقی تجارت کا تنزل

زائرین کے لیے اگرچہ یورپ کے راستے میں بھی خطرات تھے۔ لیکن اب اس سے دس گنا زیادہ خطرات ہلسپانٹ ② کے مشرقی ساحل پر پیدا ہو گئے۔ اس وقت تک انہیں اس سفر میں آرام ملا کیا تھا اور تاجروں کے بڑے بڑے گروہ ان کے ساتھ ہو جایا کیے' جن کی وجہ سے حفاظت و امن کی بابت اور زیادہ اطمینان ہو جاتا تھا۔ ارض مقدس میں مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کی یادگار میں جو میلہ ہوا کرتا تھا اس کی وجہ سے جنوا اور پیسا ③ کے جہازوں کے بیڑے شام کی بندرگاہوں پر آتے تھے۔ اور ان کے آنے سے الملفی کے ان تاجروں کی سخاوت کا معقول معاوضہ مل گیا تھا جنہوں نے ولی یوحنا کی یادگار میں ایک ہسپتال بنوا دیا تھا' لیکن یہ سب امن و امان کے زمانے کی باتیں تھیں۔ اہل تجارت کو دریائی اور خشکی کے خطروں سے کوئی دلچسپی نہ ہو سکتی تھی۔ تاجر لوگ صرف دولت حاصل کرنے کے لیے آتے تھے' لہٰذا راحت کے بجائے مصیبت میں ساتھ نہ دے سکتے تھے۔

---

① یورپ کے عیسائیوں کو جوش دلانے کے لیے پیٹر راہب اور پوپ اربن دوم کا یہی جھوٹا پروپیگنڈہ تھا جس نے یورپ والوں کو ارض مقدس پر یلغار کرنے پر اکسایا۔ (م۔ف)

② ہلسپانٹ اس آبنائے کو کہتے ہیں جو قسطنطنیہ کے نیچے یورپ و ایشیا کے درمیان میں واقع ہے۔ اس وقت یہی حد مسلمانوں اور مسیحیوں کے ملک کی تھی۔ ہلسپانٹ کے مغربی ساحل پر عیسائی تھے اور مشرقی ساحل پر مسلمان ان دنوں اسے درہ دانیال کہتے ہیں۔ (م ف)

③ مغربی رومی سلطنت کی شکست و ریخت کے بعد اطالیہ (اٹلی) جنوا' وینس' پیسا' نیپلز وغیرہ ریاستوں میں بٹ گیا تھا (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض اس بدنظمی کی وجہ سے ان بیڑوں کا آنا بھی موقوف ہو گیا۔ اور خشکی کے سفر صرف ان لوگوں تک محدود رہ گئے جو بیت المقدس کے معبد کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ وہاں جانے میں چاہے جو اور جیسی مشکلیں اور مصیبتیں پیش آئیں انہیں گوارا تھیں۔ یہ لوگ اب اس شان سے جاتے کہ سو سو کے غول بن کے گھر سے نکلتے۔ لیکن سمندری سفر کی مشکلات کے باعث ان میں سے بعض اوقات صرف دس آدمی اور بعض حالات میں صرف ایک ہی متنفس واپس آتا۔ وہ ان مصیبتوں اور تکلیفوں کو ہم وطن مسیحیوں میں بیٹھ کے بیان کرتا جو زائرین کو برداشت کرنی پڑتی تھیں اور ان فرضی مظالم کی تصویریں کھینچ کے دکھاتا جو بیت المقدس کے عیسائیوں بلکہ عموماً مشرق کے کل مسیحیوں پر ہو رہے تھے۔ ①

مغرب کے مسیحیوں کی عام برہمی

الغرض مسلمانوں کے خلاف مسیحی دنیا کے تمام لوگوں کے دلوں میں ناراضی کا جوش بڑھتا جا رہا تھا اور انتقام کے دریا کو گویا صرف ایک تحریک کا انتظار تھا کہ چھیڑ ہو اور طغیانی پر آ کے اس تمام سرزمین کو ڈبو دے جسے دین کے دشمنوں نے غارت کر رکھا تھا۔ ② لوگ تو خیر تیار ہوں گے ہی جیسا کہ عام ناراضی خود بہ خود ایک سخت طوفان کی طرح پھیلتی چلی گئی لیکن بادشاہ کچھ عرصے کے لیے تو اپنی سلطنتیں چھوڑنے پر رضا مند ہو جاتے لیکن ظاہر ہے کہ بیرونی و اندرونی مشکلات کی وجہ سے وہ بہت جلد اس کام سے تھک جاتے۔

---

① عموماً تمام مسیحی مورخین حروب صلیبیہ کی بنیاد اس امر کو قرار دیتے ہیں کہ عربوں کی حکومت جانے کے بعد سلجوقی ترکوں نے عیسائیوں پر ایسے ظلم شروع کیے کہ مسیحی تاب نہ لا سکے اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ سلجوقیوں کے عہد میں خلفائے عباسیہ کے زمانے جیسی آزادی و عدل پروری نہیں رہی تھی اور وہ کسی حد تک زیادتیاں کرنے لگے تھے' مگر حروب صلیبیہ کی بنیاد یہ تھی کہ اس سے پیشتر مسیحی لوگ پاپاؤں اور اسقفوں کی گرفت میں اس قدر نہ تھے' لہٰذا پادریوں کو اپنے دل کی آرزوئیں پوری کرنے کا اس قدر موقع نہ ملتا تھا۔ جب ان کی حکومت غالب ہوئی' مسیحی سلطنتیں ان کی تابع فرماں بنیں تو انہوں نے مذہبی جہاد کا فتویٰ دیا اور تعصبات بڑھانے کی کوشش کرنے لگے اور ان کی انہی کوششوں کا نتیجہ صلیبی لڑائیاں تھیں۔

② مسیحی یورپ میں پادریوں نے فرضی قصے سنا سنا کر مسلمانوں کو "دین کے دشمن" مشہور کر رکھا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلیبی تحریک کے لیے مذہبی منظوری کی ضرورت

اب صرف کسی ایسی مجبور کرنے والی قوت کی ضرورت تھی جو انہیں ان عہدوں پر قائم رکھے جن کے فرمان صرف اسی زندگی تک محدود نہیں بلکہ بعد وفات بھی موثر رہیں۔ اور ایسے فرمان صرف وہی شخص دے سکتا تھا جس کے ہاتھوں میں آسمانی سلطنت کی کنجیاں تھیں اور جس کا تخت رسولوں (حواریوں) کے بادشاہ یعنی پطرس حواری کی پہاڑی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

کلر مانٹ کی کونسل

اگلے پاپاؤں پر رومی اصول شہنشاہی

پوپ روم کا سب سے بڑا اسقف ہے۔ اور یہ روایات کا کمال ہے کہ اس کی وسیع سلطنت کی ابتدائی ذلت کو بھی روحانی و مادی و دنیاوی حکومت بتاتے ہیں۔ ارض گلیل کا غریب [۱] ماہی گیر "پطرس حواری" اس قدیم ازلی [۲] شہر "رومتہ الکبریٰ" میں جب کبھی داخل ہوا تھا تو ایک ایسے اجنبی شخص کی طرح داخل ہوا تھا جو صرف ان چند لوگوں کا رہنما اور دوست بننے کو آیا ہو' جو روم کی سوسائٹی کو الگ سے دیکھتے تھے' اس سے نفرت کرتے تھے' اور اس کی برائیوں سے علیحدہ رہنا چاہتے تھے۔ لیکن ارض مغرب میں مذہب مسیحی کے داخل ہونے کے بعد جب ان لوگوں کے خیالات اور ہی قسم کے عقائد و رسوم سے بدلنے لگے جنہیں انہوں نے اختیار کیا تھا تو اقتدائی اور سرگروہی دین میں بھی بے ارادہ آپ ہی آپ اس ملک کے رسم و رواج کے مطابق ترمیم ہو گئی' حالانکہ یہی وہ ملک تھا جس سے مسیحیت کو پہلے سخت جھگڑا کرنا پڑا تھا۔ روم معمولی شہروں کے مثل نہ تھا۔ لہٰذا اس کا اسقف بھی دیگر گرجوں کے

---

[۱] پطرس حواری (St. Peter) ارض گلیل کا ایک مچھلی والا تھا اور تمام پوپ اس کے جانشین مانے جاتے ہیں۔ گلیل موجود شہر طبریہ کا عبرانی نام ہے۔ عربی میں اسے "جلیل" لکھا جاتا ہے۔ (م۔ف)

[۲] رومتہ الکبریٰ کو قدیم رومی بت پرست ازلی و ابدی مانتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادریوں کی طرح خاموش نہیں بیٹھا رہ سکتا تھا۔ اسے رعایا سے تعلق رکھنا تھا۔ اور وہ اس وسیع ملک کے عین وسط میں قیام پذیر تھا۔ وہ روایتیں' جو روم کے اصول شہنشاہی سے علاقہ رکھتی تھیں اور پشت ہاپشت سے چلی آتی تھیں' ممکن نہ تھا کہ ان کا اثر اس نئے مذہب پر نہ پڑتا۔ لہٰذا تھوڑے ہی عرصہ میں اس صدا کا شور وغل آسمان تک پہنچ گیا کہ "مسیح زندہ ہیں" "مسیح حکومت کرتے ہیں" اور "مسیح شہنشاہ ہیں"۔ ①

پاپائیت ۵۸۷ء سے ۱۰۸۵ء تک

اس غیر مرئی شہنشاہ "مسیح" کے قائم مقاموں یعنی اساقفہ کو آخر رفتہ رفتہ اتنی قوت حاصل ہو گئی جو اولوالعزم سے اولوالعزم بادشاہوں کو بھی نہ میسر ہوئی ہو گی۔ اس قوت کو گریگری اعظم نے گوشہ نشینی اور نفس کشی کے پیرایے میں صرف کیا۔ اور اسی قوت سے گریگری ہفتم ہلڈ یبرینڈ نے بہ حیثیت ایک فوجی سپہ سالار کے کام لیا۔ گریگری اول ایک فقیر تھا اور تمام مادی چیزوں کو نجس الاصل خیال کرتا تھا۔ گریگری ہفتم کو اگر اس کے فلسفہ کی طرف کچھ رجحان تھا بھی تو مذہبی حکومت حاصل کرنے کا ولولہ اس سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ روحانی فوجوں کے ذریعے سے ساری دنیا کو فتح کر لے۔ اور اس فتح کا نتیجہ صرف امور آخرت ہی تک محدود نہ رہے بلکہ وہ چاہتا تھا کہ اس فتح کے ذریعے سے اسے تمام سلطنتوں پر حکومت حاصل ہو جائے۔ بادشاہ اس کے احکام کے تابع ہوں اور اسے ان کی فوجوں اور خزانوں پر پورا اختیار حاصل ہو۔ اس کا منشاء تھا کہ مقتدایان دین ہی خودمختاری

---

① مسیحی مذہب کے موجودہ پیرووں میں یہ عجیب بات ہے کہ اپنے مذہبی انقلابات کو تاریخی حیثیت سے بخوبی جانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اپنی غلطیوں پر متنبہ نہیں ہوتے۔ سب کو معلوم ہے کہ تثلیث کا مسئلہ قسطنطین اعظم کے وقت میں طے ہو کے جزو دین بنا۔ مسیح کے خدا کا بیٹا بنائے جانے کی ابتدا پہلے بتائی جا چکی ہے۔ اور خود مصنف نے بتایا ہے کہ یہ مصر کے بت پرستوں کا عقیدہ تھا۔ اب اس امر کو بھی مصنف تسلیم کر رہے ہیں کہ مسیح کی بادشاہت کا عقیدہ روم کی قدیم بت پرستی اور شان وشوکت سے نکل کے مسیحیت میں آیا۔ یہ سب جاننے کے بعد حیرت ہے کہ زائد اور بعد کے عقائد کو نکال کے سیدنا مسیح کی خالص تعلیمات کو کیوں نہیں منتخب کر لیتے کہ اپنے میں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہ پائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ملکی انتظام کریں۔ گو کہ پوپ ہلڈ یبرینڈ کو اس قدر کامیابی ہوئی کہ پادریوں کی حکومت کے کامل ہو جانے میں بہت ہی تھوڑی کسر چھوڑ گیا تھا' جس کو دور کر کے پوری کامیابی حاصل کر لینا اس کے جانشینوں کے ذمے ہوا۔ مگر اس کے بعد والوں نے صرف اتنا ہی کیا کہ عوام کے جوش اور بادشاہوں کے حوصلوں سے ہوشیاری کے ساتھ فائدہ اٹھالیں۔

چنانچہ پوپ، اگر یورپ کی باہمی لڑائیوں کے بانی نہیں تو محرک ضرور ہوئے تھے۔ پوپ ہی کی اجازت سے بے قدر مروونجین بادشاہ کی معزولی میں مدد ملی۔ اسی کے حکم سے پہلا کیرولنجین ① بادشاہ مقرر ہوا۔ وہ قیصری کا تاج جو چارلس اعظم ② کے سر پر تھا، پوپ لیوسوم ہی کا عطا کیا ہوا تھا۔ خود ہلڈ یبرینڈ نے الیگزینڈر دوم ③ کے ذریعے سے انگلستان کی سلطنت گاڈون کے بیٹے سے لے کر نارمنڈی کے ولیم دی باسٹرڈ کو عطا کی تھی۔ ④ لوگوں نے یہ خوب کہا کہ گو ابھی تک حروب صلیبیہ کا نام بھی نہیں سنا گیا تھا مگر پہلی صلیبی لڑائی پر وعظ کا سلسلہ دراصل اسی زمانے میں شروع ہو گیا تھا۔ اور یہی وعظ اس آواز میں کیا گیا تھا جو انگلستان کی آزادیوں کے خلاف روم میں بلند ہوئی تھی۔ ہم یہ بھی بتا سکتے ہیں کہ روم میں یہ آواز اسی مسیحی مقتدائے دین نے بلند کی تھی جس کو سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت ہوئی تو اسے یقین دلا دیا کہ گو طریق عبادت اور طرز عقیدت میں فرق ہے' لیکن دراصل ہم دونوں ایک ہی خدا کے ماننے والے اور ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں۔ اور سلطان مراکش کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی تھی کہ اس نے اپنی قلمرو میں مسیحی رعایا

---

① کیرولنجین یا کارلونجین فرانس کا شاہی خانوادہ تھا جس کا بانی چارلس اعظم یا شارلمین (Carl the Great) تھا جو ۸۱۴ء میں فوت ہوا۔ (م۔ف)

② چارلس اعظم (Charlemagne) جسے عرب مورخین ''شارلمین'' لکھتے ہیں، خلیفہ ہارون الرشید کا ہم عصر تھا۔ (م ف)

③ پوپ الیگزینڈر دوم (۷۳-۱۰۶۱ء) گریگری ہفتم ہلڈ یبرینڈ (۸۵-۱۰۷۳ء) کا پیشرو تھا۔ (م۔ف)

④ نارمنڈی (فرانس) کے حکمران ''ولیم حرامی'' کو انگلستان کی فتح (۱۰۶۶ء) کے بعد ''ولیم فاتح'' کہا جانے لگا۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کچھ خاص رعایتیں کی تھیں۔

گریگری ہفتم کی تدابیر واغراض

اب پاپاؤں کو یہ قدرت حاصل تھی کہ بڑی بڑی فوجوں کو لڑا دیتے اور عوام کے جوش کی آگ کو جو افسردہ ہوگئی تھی مشتعل کر کے انتہائی درجے پر پہنچا دیتے۔ اور شام کے ''دشمن دین'' فاتحین ''مسلمانوں'' کے مقابلے پر یورپ کی قوت کو آمادہ کر دینے کے لیے صرف انھی دو باتوں کی ضرورت تھی۔ گریگری ہفتم کی تاریخ دیکھنے سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس غرض کی جانب جب تک عام لوگوں کے خیالات مرکوز نہ ہو جاتے' پاپاؤں کو بالکل کامیابی نہیں حاصل ہوسکتی تھی۔ ہیسٹنگز میں ہیرلڈ کے قتل میں مدد دینے کے آٹھ برس بعد ہلڈ بیر ینڈ نے ایک خط ان لوگوں کے نام لکھا جنھیں کیتھولک اصول کی مسیحیت سے محبت تھی اور اس کے حامی تھے۔ اس خط میں ان لوگوں سے استدعاء کی گئی تھی کہ دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کے پہلے اس دینی خدمت کو انجام دیں کہ سلجوقی ترکوں کو مشرقی رومی سلطنت کی سرحد سے مار کے نکال دیں کیونکہ اب سات پہاڑیوں والے نئے شہر یعنی قسطنطنیہ کو بھی ان وحشیوں کی طرف سے خطرہ ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ کتنی جلد یہی خطرہ خود شہر رومتہ الکبریٰ کے لیے بھی پیدا ہو جائے گا؟ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ مسیحی لوگ اپنے اعتقاد' اپنے جوش اور اپنی سپہ گری کی بدولت ان ''بے اصول بے ایمانوں'' سے میدان صاف کر دیں گے۔ اور ''ایمان دار عیسائیوں'' کی فتح سے پاپاؤں کو بھی بہت کچھ نفع حاصل ہوگا۔ ترکوں کے ہاتھ سے نجات پانے کا معاوضہ شہنشاہ روم (قسطنطنیہ) یوں ادا کرے گا کہ رومتہ الکبریٰ میں پاپاؤں کی جو مذہبی کونسل قائم ہے اس کا تابع فرمان ہو جائے گا۔ اور بازنطینی سلطنت یعنی قسطنطنیہ کے مقتدائے اعظم کا یہ دعویٰ بھی جاتا رہے گا کہ وہ پطرس حواری کے جانشین کا ہم رتبہ وہم پایہ ہے۔ (1) لیکن باوجودیکہ اس تدبیر میں بڑی ہوشیاری سے لاطینی یعنی رومی

---

(1) قدیم سلطنت روم' جس کا مرکز سلطنت اطالیہ کا پرانا شہر رومتہ الکبریٰ تھا' قسطنطین اعظم کے کچھ عرصہ بعد دو جدا گانہ شہنشاہیوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ ایک سلطنت مشرقی جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ قرار پایا۔ اور ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیسائے مسیحیت کے فروغ دینے کی کوشش کی گئی تھی' عیسائیوں کی زیادہ تر جماعت نے اسے محض ایک ملکی مہم خیال کیا اور کسی کو بھی مشرقی شہنشاہ کے خطروں اور مصائب کا خیال کر کے اس سے ہمدردی نہیں پیدا ہوئی۔ قسطنطنیہ کا تاجدار بھی ایسا شخص نہ تھا کہ خواہ مخواہ ان لوگوں سے زیادہ محبت کرنے لگتا یا ان کے لیے اپنا خون بہاتا جنہیں اس پر ظلم کرنے میں مزہ آتا تھا۔ اور ہلڈیبرینڈ نے غلطی سے جو ارتداد کا فتویٰ نیسفورس سوم ''شہنشاہ قسطنطنیہ'' کے خلاف دیا تھا اس کی وجہ سے مشرق کے مسیحیوں کے دل میں کچھ ایسے خیالات پیدا ہو گئے تھے' جو پاپائے روم کے ان منصوبوں کے بالکل مخالف تھے۔ ہلڈیبرینڈ کے خط میں کسی مذہبی کمیٹی کے سامنے استغاثہ نہیں پیش کیا گیا تھا۔ اس میں یہ بھی نہیں لکھا تھا کہ متبرک مقامات میں کیسے کیسے ناجائز افعال عمل میں آتے ہیں یا دیندار زائروں پر کیا کیا ''ظلم'' ہوتے ہیں۔ اس ''سرمدی اجر'' کی بابت بھی کچھ نہیں ظاہر کیا گیا تھا جو زائروں کو صرف زیارت کر لینے سے حاصل ہو جاتا تھا۔ رواروی میں صرف اس قدر کہہ دینا کہ میری رہنمائی سے پچاس ہزار بہادر ''خدا'' کے دشمنوں سے لڑنے اور اس کے روضے پر پہنچ جانے کی تمنا رکھتے ہیں' یہ بھی چنداں کارآمد نہ تھا۔ ہلڈیبرینڈ کو یہ نہ سوجھا کہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کون سا

← دوسری سلطنت مغربی جس کا صدر مقام وہی قدیم شہر رومتہ الکبریٰ تھا۔ اختلاف سلطنت کے بعد ان دونوں سلطنتوں میں اختلاف مذہبی بھی پیدا ہو گیا۔ قسطنطنیہ والے کلیسائے یونان کے تابع ہوئے جس کا مذہب آج بھی یونان سے لے کر روس تک پھیلا ہوا ہے۔ اور ان کا مرکز دین کنیسہ سینٹ صوفیہ قرار پایا جو آج مسلمانوں کی عظیم الشان مسجد بنا ہوا ہے۔ ☆ دوسری طرف رومتہ الکبریٰ میں کلیسائے روم تھا جس کی مقتدائی کا تاج پاپاؤں کے سر پر تھا۔ یہ پوپ سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں کہ وہ سیدنا مسیح کے حواری پطرس کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ مگر کلیسائے یونان والے ان کے اس دعوے کو نہیں مانتے۔ اسی وجہ سے پوپ نے اس موقع پر قسطنطنیہ کی مشرقی سلطنت کی مدد بھی کی تو اس شرط پر کہ وہاں کا تاجدار پوپ کو سچا جانشین پطرس تسلیم کر کے اپنا مذہب چھوڑ دے اور کلیسائے روم کا پیروکار ہو جائے۔

☆ سینٹ صوفیہ کو ترکوں نے پندرھویں صدی عیسوی میں مسجد بنایا تو اسے جامع ایا صوفیہ کہنے لگے لیکن مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت ختم کر کے ترکی میں سیکولرزم رائج کیا تو دیگر خرافات رائج کرنے کے ساتھ ہی مسجد ایا صوفیہ کو عجائب گھر بنا دیا۔ (محسن فارانی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اسے نظر نہ آ سکا کہ ارض مغرب خود ہی اپنے دین کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے کمر باندھ رہی ہے۔

اطالیہ کی نارمن مہم (۱۰۸۱ء)

جب نارمن فاتح رابرٹ گس کارڈ ڈیڑھ سو جہاز اور تیس ہزار فوج لے کر برنڈیزی' جنوبی اطالیہ سے چلا ہے تو ممکن ہے کہ ہلڈیبرینڈ کو یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ یہ عظیم الشان آگ اب بھڑک اٹھی۔ مگر وہ فاتح جس نے اطالیہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے تھے' بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرق میں گویا کچھ بھی نہ کر سکا۔ ایک طرف ڈیورازو (البانیہ) کی فصیل کے سامنے تو اس کی فوج نے اپنی پوری قوت صرف کر دی' مگر دوسری طرف بحری فوج کو جس پر اس کا بیٹا بوہیمانڈ سپہ سالار تھا، شکست فاش ہوگئی۔ ① مگر صرف اس بغض و عناد کی وجہ سے جو شہنشاہ الیکسوس کو اپنے سپہ سالار پیلولوگوس کے ساتھ تھا' گس کارڈ کی فوج تباہی و بربادی سے بچ گئی اور اس کی شکست بھی فتح کی صورت میں نمایاں ہوئی۔ اس کے بعد جب گس کارڈ اطالیہ واپس جانے پر مجبور ہوا تو اس مہم کے سر کرنے کے لیے اپنے بیٹے بوہیمانڈ کو وہیں چھوڑ گیا۔ بوہیمانڈ نے باپ کے جانے کے بعد اپائرس (مغربی یونان) پر قبضہ کر لیا اور تھسلی ② کا شہر لارسا فتح کرنے کو تھا کہ یکایک اسے بھی فوج اور روپے کی ضرورت پیش آئی اور جس قدر جلد ممکن ہوا وہ بھی اطالیہ کو واپس چلا گیا۔ اس کی غیر موجودگی میں اس کے قائم مقام برٹن کو جو اینولیا کا سپاہی تھا' شہنشاہ قسطنطنیہ کی فوج سے دب کے مجبور ہونا پڑا کہ کسٹوریہ ③ کے محاصرے سے ہاتھ اٹھالے اور اقرار کرے کہ مشرقی تاجدار کے ملک پر پھر

① یہ لڑائی اطالیہ والوں یعنی پوپ کے طرفداروں اور کلیسیائے یونان کے پیروؤں' یعنی الیکسوس شہنشاہ قسطنطنیہ کے سپاہیوں کے مابین ہوئی تھی۔ فتح اگرچہ آخرالذکر بادشاہ ہی کو حاصل ہوئی مگر چونکہ اسے اپنے سپہ سالار سے عناد تھا' لہٰذا بے دل سپہ سالار نے دشمنوں کو شکست دے کر بھی تباہ ہونے سے بچا لیا۔

② تھسلی (تھسالیا) شمالی یونان کا ایک علاقہ ہے۔ اس کا مشہور شہر تھسلونیکی نیکا ہے جسے ترک یا سالونیکا کہتے تھے۔ سالونیکا میں اتاترک پیدا ہوا تھا۔ اس وقت یہ شہر سلطنت عثمانیہ میں شامل تھا۔ (ان دنوں صوبہ تھسالیا کا دارالحکومت لارسا ہے۔ (م۔ف)

③ کسٹوریہ شمالی یونان کے صوبہ مغربی مقدونیہ میں واقع ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی حملہ نہ کرے گا۔

چند ہی مہینوں کے بعد رابرٹ گس کارڈ نے مشرقی رومی سلطنت فتح کرنے کے لیے نئی فوج جمع کی۔ اس نے کورفو ① کا محاصرہ کیا اور کیفالونیا تک جا پہنچا تھا کہ موت نے اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ اور معلوم ہوا کہ اب بہ ظاہر اس مہم کا خاتمہ ہو گیا۔ ہلڈ یبرینڈ نے جو آتشِ حرب دولِ اسلام کے مقابلے میں بھڑکانی چاہی تھی' اس کے لیے اس کے جانشین پوپ وکٹر ثالث نے کچھ کم جوش سے وعظ نہیں کیے۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو کوئی اس جنگ میں شریک ہو گا اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے یہ پر جوش الفاظ بھی مسلمانوں سے ارض مقدس کے چھیننے کے لیے سپاہیوں اور جنگ جو لوگوں کے لشکر فراہم نہ کر سکے۔ اس جوش کے پیدا کرنے کا صرف اتنا پھل ملا کہ جنوا اور پیسا کی بحری فوج نے بیت المقدس کے بجائے افریقہ ② کے سواحل کو لوٹ لیا۔ اور جو کچھ مال غنیمت وہاں سے ملا ہزاروں بندگان خدا میں سے صرف ان چند اشخاص کے ہاتھ آیا جو اپنا گھر بار چھوڑ کے ارض پاک کی زیارت کو جانے والے تھے۔

پیاسنزا کی کونسل (۱۰۹۵ء)

ہلڈ یبرینڈ کی وفات کے دس سال بعد تین چار ہزار پادری اور تیس ہزار اہل حرفہ اور ملازمت پیشہ لوگ پیاسنزا ③ کی کونسل میں پوپ اربن ثانی کا وعظ سننے کے لیے جمع ہوئے۔ اتنی بڑی کونسل چونکہ کسی عمارت کے اندر نہیں ہو سکتی تھی لہٰذا شہر کے باہر کھلے میدان میں منعقد ہوئی۔ مشرقی دولت روم کے تاجدار شہنشاہ الیکسوس کامنیوس کے ایلچی بھی اس جلسے

① کورفو مغربی یونان کے جزیرہ کورفو کی بندرگاہ ہے۔ جزیرہ اور شہر کورفو دونوں اب کیرکائرا کہلاتے ہیں۔ (م ف)

② افریقہ کے سواحل پر تمام مسلمان آباد تھے۔ اور مختلف اسلامی سلطنتیں تھیں۔ مسیحی مورخ کہتے ہیں کہ جنوا اور پیسا کی فوجوں نے ایک لاکھ مسلمانوں کے لشکر عظیم کو شکست دی۔ المہدیہ (تیونس) اور سبیطلہ نامی دو شہروں کو لوٹ لیا اور وہاں کے ایک مسلمان فرمان روا کو پوپ کا خراج گذار بنا لیا۔

③ پیاسنزا شمالی اٹلی میں میلان کے جنوب مشرق میں دریائے پو پر واقع ہے (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شریک تھے جو اس غرض کے لیے آئے تھے کہ اپنے شہنشاہ کی مصیبتیں بیان کریں اور ایمان دار ''مسیحیوں'' کے سامنے دلیرانہ مدد کی درخواست پیش کریں۔

ترکوں کی پیش قدمی روکنے کی حکمت عملی نے باوجودیکہ ابھی تک وہ اطالیہ سے معتد بہ فاصلے پر تھے' ممکن ہے کہ ان سامعین پر جو امور مملکت سے واقف تھے' زیادہ اثر ڈالا ہو۔ مگر جو لوگ زیادہ پر جوش اور رقیق القلب تھے وہ مشرقی دولت روم کے سفیروں کی پر اثر تقریرین کے اس درجہ متاثر ہوئے کہ رو ہی پڑے اور چیخ چیخ کے کہنے لگے ''ہمیں دشمن کے مقابلے میں لے چلو!!!''

لیکن پوپ اربن نے جسے اس مہم کی تمام حاضرین سے زیادہ فکر تھی دل میں خیال کیا کہ ابھی قطعی فیصلہ کر دینے کا وقت نہیں آیا ہے۔ وہ ایک ایسے ملک میں تھا جو بہت سے حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ اور خود اس کے دعوائے پاپائیت کا بھی ایک رقیب [1] موجود تھا جس کے بعض لوگ معتقد بھی تھے۔ بلکہ اس کی کونسل کی خاص غرض بھی یہی تھی کہ وہ مدعی تاج پاپائیت اور اس کے پیرو اس دینی حق سے محروم کیے جائیں۔ اس کے علاوہ اور معاملات کو بھی اسے طے کرنا تھا۔ بعض پادری اپنی بیویوں کو چھوڑنے سے اس وقت تک انکار کر رہے تھے۔ اور شہنشاہ ہنری چہارم کی [2] بیوی خاص اہل جلسہ میں موجود تھی جو اپنے شوہر کی یہ شکایت پیش کرنے کو آئی تھی کہ اس پر ایسا ظلم و جور کرتا ہے جو انسان کے وہم و گمان سے بھی باہر ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ضروری تھا کہ شہنشاہ مذکور اور پادریوں کو الزام دیا جائے اور اس کے بعد وہ سب مطیع و فرماں بردار بنا لیے جائیں۔

الغرض پوپ اربن نے خیال کیا کہ اس کارروائی کے بعد مناسب ہوگا کہ وہ اپنی طلاقت لسانی کو کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھے۔ اسی مصلحت سے اس نے الیکسوس کے ایلچیوں کو یہ کہہ کے رخصت کر دیا کہ جب ملک مغرب کے مسیحی روضہ پاک کو لینے کے لیے روانہ ہوں گے تو

---

[1] اس رقیب پاپائیت کا نام گوبرٹ تھا جس کی وجہ سے پوپ ہلڈ بیر ینڈ کچھ عرصہ بہت متردد رہا۔

[2] اس ملکہ کا نام اڈیلیڈ تھا جو ہنری شہنشاہ جرمنی کی جورو تھی اور اپنے شوہر کی شکایت کے ساتھ اس نے اپنی شرمناک بداعمالیاں بھی کونسل کے سامنے پیش کی تھیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس امر کو بھی یاد رکھیں گے کہ انھیں قسطنطنیہ کے قریب بھی ایک مہم سر کرنی ہے۔

پیا سنزا سے روانہ ہو کر پوپ اربن نے کوہ ایلپس کو طے کیا اور چارلس اعظم ① کی سرزمین میں داخل ہوا، جس کا خلیفہ ہارون الرشید کے ایلچیوں سے ملنا دیوتاؤں کی سی ایک کہانی بنا لیا گیا تھا حتی کہ ٹرپن نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو بڑھا اور پھیلا کے ایک پورے باقاعدہ قصے کی حیثیت دے دی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ قسطنطین اعظم کا جو کنیسہ بیت المقدس میں قائم ہے، خاص اس کی دیواروں کے نیچے اس نے مسلمانوں کو اپنے پیروں سے روند ڈالا تھا۔

کوہ ایلپس کے شمالی دامن میں پہنچ کے پوپ اربن کی جان میں جان آئی۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت عنقریب فلپ اول (حکمران فرانس) کی معزولی کا حکم دیا جانے والا تھا جس نے یا تو خود ہی اپنے لیے شاہ فرانس کا خطاب اختیار کر لیا تھا، یا لوگ اسے اس لقب سے یاد کرتے تھے۔ لیکن یہ شاہزادہ جو ہیوکیپٹ کا پرپوتا تھا اپنے دارالسلطنت پیرس اور اورلینز میں چاہے جس قدر قوت اور اختیار رکھتا ہو مگر اصل میں اسے اس سے زیادہ وقعت حاصل نہیں تھی کہ بہت سے زمیندار اور تعلقہ دار جو اس کی سرحد کے باہر رہتے تھے وہ ان کی جماعت عظیم کا برائے نام مالک تھا۔

کلر مانٹ کی کونسل (۱۰۹۵ء) اور پطرس کا سفر زیارت بیت المقدس

پوپ اربن موسم خزاں میں کلگنی کی عظیم الشان خانقاہ سے نکل کر جہاں وہ پوپ ہونے سے پہلے زندگی بسر کیا کرتا تھا، شہر کلر مانٹ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ شہر ان دنوں کونٹ یعنی امیر آورن (فرانس) کے علاقے میں تھا۔ اس کے پہنچتے پہنچتے ہزارہا خیمے شہر کے باہر ان لوگوں

① چارلس اعظم سے مراد وہی شارلیمن (charlemagne) شاہ فرانس ہے جس پر مہربان ہو کے ہارون الرشید نے اسے کچھ تحفے بھیجے تھے اور غرض یہ تھی کہ بنی امیہ جو شارلیمن کی سرحد کے پاس ہی اندلس میں دعوائے سلطنت کر رہے تھے وہ ان کا دشمن بنا رہے اور ان سے لڑنے پر آمادہ ہو۔ اس اتنے سے واقعے کو قدیم مسیحیوں نے اس قدر بڑھایا تھا کہ افسانہ بنا دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے استادہ ہو چکے تھے' جنہیں شہر کے اندر ٹھہرنے کی جگہ نہ مل سکی تھی۔ اور وہ آٹھ دن جن میں اس کونسل کے اجلاس ہوتے رہیں انہی تجاویز میں صرف ہوئے کہ جس مہم کا تذکرہ پوپ نے پیاسنزا کی کونسل میں چھیڑا تھا اس کے لیے کیا کیا انتظام کیے جائیں؟ اور جو لوگ اپنے مالکوں اور سرداروں کی عدم موجودگی میں گھروں پر مقیم رہیں گے' یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نہ جائیں گے ان کی حفاظت کے لیے کیا کیا تدبیریں عمل میں لائی جائیں۔

اب یہاں پس و پیش کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ بہ نسبت ان اضلاع کے جو کوہسار ایلپس کے جنوب میں واقع ہیں' اس کی شمالی طرف کی سرزمین میں زائروں کی مصیبتوں اور مسلمانوں کی فتوحات کا عموماً تمام لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پڑ گیا تھا اور پطرس راہب کی منادی اور جوشیلی تقریروں سے لوگوں کے غصے کی آگ انتہا سے زیادہ مشتعل ہوگئی تھی۔ اس شخص ''پطرس راہب'' [1] نے جو علاقہ پیکارڈی کے شہر نیس میں پیدا ہوا تھا اور امرائے بولونیا [2] کی ملازمت میں کبھی اپنی تلوار سے کام لے چکا تھا، سب، بیوی بچوں کو چھوڑ کے عزلت گزینی و گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور خلوت میں بیٹھ کے تکمیل نفس کرنے کی طرف مشغول ہوا تھا۔ اوروں کی طرح اس کے دل میں بھی ارض مقدس جانے کی بے انتہا آرزو پیدا ہوئی۔ لیکن اس کی یہ آرزو اگر اس طرح پوری ہوئی کہ اس نے نجات دہندہ ''مسیح'' کے روضے پر جا کے عبادت کر لی تو اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ جن واقعات کا فقط ذکر سن کے یورپ ہی میں بیٹھے بیٹھے اس کو غصہ آ جایا کرتا تھا' ان کو یہاں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کے دل میں ایک تحریک بھی پیدا ہوئی۔ یہ متبرک مقام مسلمانوں کے قبضے میں تھا جو اس کے نزدیک بے دین و کافر تھے۔ یہاں کا اسقف اعظم ایک غلام سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور وہ زائر خوش نصیب تھا جو ایسی ایسی سختیاں اور ذلتیں اٹھائے بغیر جن کا بدتر سے بدتر مجرم بھی مستوجب نہیں ہو سکتا' بیت المقدس سے نکل آتا۔ بہت سے عیسائی مردوں کا خون اور

---

[1] اسے انگریزی میں Peter the hermit (پیٹر دی ہرمٹ) کہتے ہیں (م۔ف۔)

[2] بولونیا (Bologna) شمالی اٹلی میں وینس کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ (م۔ف۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سی مسیحی عورتوں کی سخت بے عزتی و توہین ''انتقام! انتقام!'' پکار رہی تھی۔ [1] ان امور کو دیکھ کے اس گوشہ نشین راہب ''پطرس'' نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ اگر خدا نے مدد کی تو میری کوشش سے ان باتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جو گفتگو اس کی بیت المقدس کے اسقف اعظم شمعون سے ہوئی' اس میں شمعون نے مایوسی ظاہر کی کہ ''شہنشاہ یونان یعنی مشرقی دولت روم کا تاجدار اتنی قوت نہیں رکھتا کہ حمایت کرے۔ اور اس کی سلطنت خود ہی ضعیف ہو رہی ہے'' جسے سن کے پطرس راہب بولا ''تو تمہارے معاملے میں مغرب کی قومیں اپنی تلوار سے کام لیں گی''۔ پھر شمعون کی دعا حاصل کر کے پطرس نہایت عجلت کے ساتھ اس شخص کی منظوری حاصل کرنے کو روانہ ہوا' جو مشرق و مغرب کی تمام مسیحی دنیا کا سردار ہونے کا دعویدار تھا' یعنی پوپ اربن۔

پطرس کا عام لوگوں میں اپنی تقریر سے جوش پیدا کرنا

روم کے مقتدائے اعظم یعنی پوپ کے سامنے جا کر پطرس راہب نے ان خرابیوں کو بیان کیا جن کے دور کرنے کی فوری ضرورت تھی۔ مگر اصل میں پوپ اربن کو برانگیختہ کرنے کے لیے کسی قسم کی فصاحت و بلاغت کی ضرورت نہ تھی، اس لیے کہ اس کے دل کو بھی ویسی ہی لگی ہوئی تھی جیسی ان لوگوں کے دلوں کو جو اس مہم میں بذات خود شریک ہوئے۔ مگر ہاں اس خیال نے اس کے دل کو اور ابھارا کہ صلیب کی حمایت میں لڑنے والوں کا حشر چاہے جو کچھ ہو' مگر اس سے یہ ضرور ہو گا کہ میرے اختیارات اور میری قوت کو اور زیادہ اضافہ و استحکام حاصل ہو جائے گا۔ الغرض اس بے تاب و پر جوش راہب کو' جس نے یہ کام اپنے ذمے لیا تھا کہ زمین کے طول و عرض میں پھر کے لوگوں کو ایسا برانگیختہ کرے کہ خوشنودیٔ خدا اور نجات روحانی کا ذریعہ سمجھ کے اس مہم کو اختیار کر لیں' پوپ نے بڑے ذوق و شوق سے برکت کی دعا دی اور وہ ۱۰۹۴ء میں اپنا کام پورا کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا تھا۔

---

[1] فریبی اور مکار پطرس راہب کا یہی جھوٹا جذباتی پروپیگنڈہ تھا جس کے زیر اثر یورپ کے جنونی عیسائی صلیبی پرچم اٹھائے عالم اسلام پر چڑھ دوڑے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پطرس کی تقریر ممکن ہے کہ برجستہ اور فی البدیہہ ہونے کی وجہ سے اکھڑی اور الجھی ہوئی ہو مگر اس نقصان کو اس کا دلی جوش دفع کر دیتا تھا جو اس کی آنکھوں سے نمایاں تھا، اس لیے کہ اس کی نگاہیں لفظوں سے زیادہ قوی اثر رکھتی تھیں۔ اگرچہ وہ ایک پستہ قد غیر وجیہ آدمی تھا' لیکن اس کے سینے میں ایک آگ بھڑک رہی تھی اور اس سے ایسے شعلے اٹھ رہے تھے جو ہر شخص کے دل میں سوز و گداز پیدا کر دیتے اور سننے والوں میں سخت غصہ اور جوش پیدا ہو جاتا۔ اس کی فریاد لوگوں کے دل سے ہر اندیشہ و خیال کو مٹا دیتی تھی۔

پطرس جہاں جاتا امیر و غریب' معمر و نوعمر' نواب اور کسان اس غیر وجیہ اور دبلے پتلے اجنبی کے گرد جمع ہو جاتے جو ننگے سر اور ننگے پاؤں ایک گدھے پر سوار تھا۔ اور ایک بڑی بھاری صلیب ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ یہاں تو صرف ایک خون آلود صلیب لوگوں کی نظر کے سامنے تھی مگر ''اصلی خونریزی'' کو وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا۔ بلکہ لوگوں کے بقول نجات دہندہ ''سیدنا مسیح'' کا ایک خط بھی اسے ملا تھا جو آسمان سے اس پر گر پڑا تھا۔[1] ہر جذبہ جو انسان کے دل کو برانگیختہ کر دے اسے وہ کام میں لاتا اور ہر امر سے جس کا عقیدت مند مسیحیوں پر اثر پڑ سکتا مدد لیتا۔ وہ انھیں پکار پکار کے آمادہ کرتا کہ اس سرزمین کو دشمنوں کے پنجے سے نکالو' جو تمہارے دین کا گہوارہ ہے۔ ان وحشیوں کو سزا دو جو اس کے حسن کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے ان بھائیوں کو بچاؤ جو دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کے ظلم برداشت کرتے ہیں۔ وہ جوش و خروش جس کی وجہ سے اس کے گلے میں پھندا پڑ پڑ جاتا دوسروں کے دلوں میں بھی اس کا سا جوش پیدا کر دیتا۔ اس کی آہوں اور دھاڑیں مار مار کے رونے پر تمام لوگ جو اس کے گرد بھیڑ لگائے ہوتے اور ان زائروں کی دل پاش پاش کر دینے والی سرگذشت سنتے جنھیں پطرس راہب اپنے بیان کی تصدیق کے لیے ان کے سامنے پیش کرتا' وہ رو رو دیتے اور چیخ چیخ اٹھتے۔

---

[1] پطرس راہب کی نسبت عیسائیوں میں عجیب عجیب خیال پھیلے ہوئے تھے۔ وہ خود تو اتنا ہی کہتا تھا کہ مسیح نے مجھے خود اپنی زبان سے اس کام پر مامور کیا ہے۔ لیکن بعض جوشیلے معتقدین دعویٰ کرتے تھے کہ اوپر سے سیدنا مسیح کا تحریری پروانہ بھی آ گیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پر جوش تقریروں سے ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے دل میں اس مہم کی نسبت یہ خیال بھی پیدا ہو گیا ہو کہ دینی فائدوں کے ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوں گے۔ مگر خود اس نے ان دنیاوی منافع کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اپنی آخری اور زیادہ پر جوش التجا میں اس نے اس ترقیٔ مذہب کی طرف بھی اشارہ کیا تھا جسے میکاہ پیغمبر نے مواب کے بادشاہ بلق کی زبان سے ظاہر کیا ہے۔ ①

اس کے سامعین میں سے بعض اتنے بڑے گناہ گار تھے کہ ان گناہوں کا بار انھیں اپنے دل پر اس قدر سخت محسوس ہوتا کہ سمجھتے تھے کبھی معاف نہ ہوں گے۔ ایسے لوگوں سے اس نے وعدہ کیا کہ اگر تم ارض مقدس کو آزادی دلانے میں جوش دل سے شریک ہو گے تو ممکن نہیں کہ تمہاری بخشش نہ ہو۔ کوئی گناہ نہیں جو ایسے متبرک کام کا ارادہ کرنے کے بعد معاف نہ ہو جائے۔ کوئی دینی الزام اس شخص کے ذمے باقی نہیں رہ سکتا جو مسلمانوں سے مقابلہ کر کے شہید ہو۔ وہ وقتی جوش جو اس راہب کے دل میں پیدا ہو گیا تھا تمام سامعین کے دلوں پر بھی اثر کر گیا۔

اس زمانے میں یورپی لوگوں کا اخلاق ذلیل و پست ہوتا جاتا تھا اور مذہب بگڑتا جاتا تھا۔ مگر اس میں ذرا شک نہیں کہ ان دونوں کے چہروں پر اس وقتی جوش نے بہ ظاہر ایک نمائشی رنگ پھیر دیا تھا، تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسی جوش کی بدولت جس نے لوگوں کو ایسی عظیم الشان مہم کے لیے آمادہ کیا تھا، دیکھتے دیکھتے یورپ کی فضا میں ایسا زہریلا مادہ پھیل گیا جو بغیر سخت آندھیوں اور طوفانوں کے آئے کسی طرح دور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

فیوڈل سسٹم اور سیاسی عدم استحکام

پطرس راہب کی جادو بیانی نے کلر مانٹ کی کونسل کے نتائج کو اس کے منعقد ہونے

① میکاہ ایک اسرائیلی پیغمبر تھے جو سیدنا مسیح سے کچھ اوپر سات سو برس پیشتر تھے۔ بائبل کی کتاب عہد نامہ قدیم میں ایک چھوٹا سا صحیفہ ان کی طرف بھی منسوب ہے جس میں وہ بلق بادشاہ مواب (اردن) کی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ قوم اسرائیل زوال کے بعد غالب آئے گی۔ دشمن پسپا اور تباہ ہوں گے۔ اور قدیمی شان و شوکت پھر عود کر آئے گی۔ چنانچہ اسی جانب اس جملے میں اشارہ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے ہی طے کر دیا تھا۔ لیکن پوپ اربن اور وہ تمام اسقف اور راہب جو اس کے گرد جمع تھے خوب جانتے تھے کہ دور کی لڑائی کے لیے پر جوش سپاہیوں کی فوج کے، علاوہ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے۔ موجودہ قوانین اور اس با ضابطہ حکومت کے دور میں ہم سمجھ بھی نہیں سکتے کہ ان دنوں ترقی کے زمانے میں بھی یورپ کی کیا حالت ہوتی تھی؟ بادشاہوں کا اختیار اپنے ماتحت رؤسا پر محض ان کی طاقت و کمزوری کے انداز سے ہوتا تھا۔ اور کوئی ماتحت رئیس اگر بادشاہ کی دوستی کا دعویٰ بھی کرتا' تو بھی اس بات کا پابند نہیں کیا جاسکتا تھا کہ فلاں رئیس و تعلقدار کے ساتھ ایسے اور اس قسم کے تعلقات رکھے۔ اس طرز حکمرانی نے کہ مملکت چھوٹی چھوٹی جاگیروں میں بٹی رہے عوام کے دل میں بدتر سے بدتر جذبات پیدا کر رکھے تھے۔ اور چونکہ کوئی ایسا حاکم اعلیٰ نہ تھا جس کے مقابلے میں سب کا مرتبہ مساوی ہو اور جس کا سب پر یکساں دباؤ پڑے لہٰذا جن لوگوں کو کسی قسم کا آزار پہنچ جاتا یا جن کے دل میں اپنی مظلومی کا خیال پیدا ہوتا وہ قانون کو خود اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔

لیکن یہ خانہ جنگیاں اب ایک قسم کی تجارت کی صورت اختیار کرنے والی تھیں۔ اور بقول ولیم آف مالمسبری ''اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے جاگیر دار چھوٹے چھوٹی بات پر بے وجہ و بے سبب ایک دوسرے کو قید کر لیں اور جب تک کوئی معقول رقم نہ وصول ہو[1] آزادی نہ دیں''۔ دنیاداروں کی اس سپاہیانہ وجنگجویانہ افراتفری و خانہ جنگی کے ساتھ ساتھ پادریوں کی خرابیاں بھی موجود تھیں۔ وہ نہایت بے شرمی کے، ساتھ مذہبی عہدوں

---

[1] جس طرح ہندوستان میں دربار مغلیہ کے آخری عہد تک اور ریاستوں میں بھی مروج رہا کہ بادشاہ کا ملک بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے جاگیرداروں اور منصب داروں میں بٹا ہوتا' اسی طرح اگلے دنوں یورپ میں بھی ساری مملکتیں مختلف سرداروں اور تعلقہ داروں میں بٹی ہوئی تھیں۔ اس طریقہ سلطنت کو انگریزی میں ''فیوڈل سسٹم'' کہتے ہیں۔ یہ طریقہ اب عقلا کے نزدیک غیر مستحسن ہے کیونکہ اس طرح کوئی زبردست سلطنت نہیں پیدا ہوسکتی اور ملک کا انتظام نہیں سنبھل سکتا۔ جاپان کی موجودہ تہذیب و ترقی کا دیباچہ یہی تھا کہ تمام جاگیر دار اور زمیندار اپنے حقوق سے دست و بردار ہو گئے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جیسے سورما اور جان باز سپاہی اور بانکے جیالے جنگجو اس طریقے کے انتظام میں پیدا ہوتے تھے اب نہیں پیدا ہو سکتے۔ اور غالباً آج بھی یورپ کے بعض اہل الرائے جو فیوڈل سسٹم کو پسند کرتے ہیں تو اس کی یہی وجہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرتبوں کا بیوپار کرنے لگے تھے۔ اور مقتدائی کا ہر درجہ اور ہر عہدہ اسی شخص کو ملتا جو زیادہ نذرانہ پیش کرتا۔ ایک ایسی حالت میں ایسے دور دراز مقام کی طرف آدمیوں کا دریا بہا دینا دراصل ان لوگوں کو بے دست و پا اور بے کس و بے بس بنا دینا تھا جو اپنے گھروں میں رہ جائیں‘ اس لیے کہ جو لوگ مشرق کو روانہ کیے جاتے تھے اگر نہ بھیجے جاتے تو اپنے پس ماندوں کی حفاظت وحمایت کر سکتے تھے۔

ہنگامی اصلاحات

الغرض انھیں دشواریوں کے خیال سے کلر مانٹ کی کونسل کی طرف سے اس قسم کے احکام صادر کیے گئے‘ جن کی رو سے خانہ جنگیوں کی ممانعت تھی۔

خدا کے اس حکم کی تائید کی گئی تھی کہ ہفتہ میں چار روز اپنی مخاصمت کو ملتوی رکھو۔

ہدایت کی گئی کہ اپنی عورتوں اور پادریوں کو خدا کے سپرد کر کے گرجے کی امان اور حفاظت میں چھوڑ دو۔

اور ایک خاص طریقے سے تین سال کے لیے تاجروں اور کاشتکاروں کو بھی گرجے میں آنے کی اجازت دی گئی۔

پوپ اربن کی محرک جنگ جوشیلی تقریر

کونسل کی کارروائی ختم ہونے کے بعد جب پوپ اربن ایک اونچے چبوترے پر جا کے کھڑا ہوا اور تقریر شروع کی تو اب اسے حاضرین و سامعین کے دل میں جوش پیدا کرنے کے لیے تازہ دلیلیں لانے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ سب مسیحی دنیا کے اس سردار کی زبان سے اس قسم کے الفاظ سن سن کے خوش ہوتے جن سے ان کے دلوں میں جوش پیدا ہوتا اور ان سے شجاعت و بے تابی ظاہر ہوتی۔ یہ تقریر تین مختلف روایتوں سے ہم تک پہنچی ہے:

(۱) ایک تو ولیم آف ٹائر کی کتاب کے اوراق میں۔

(۲) دوسرے ولیم آف مالمسبری کی تصنیف میں۔

(۳) تیسرے اس قلمی کتاب میں جو ویٹی کن، روم کے عجائب خانے میں رکھی ہوئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہے کہ یہ تینوں روایتیں اس کی تین مختلف اور جداگانہ تقریروں کو ہمارے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ مگر مبحث اور غرض سب کی ایک ہی ہے اور اس کے الفاظ کی اصلی شان کا صاف صاف پتہ چل جاتا ہے۔

کسی قدر کمزور الفاظ میں پہلے اس نے اس بات کو ظاہر کیا کہ ''وحشی لوگ ''مسلمان'' جنھوں نے ارض شام کو فتح کر لیا ہے اور جن کے ظلم و جور کو روکنے کے لیے یہ کارروائی ہو رہی ہے، بزدل اور بودے ہیں''۔

پھر اس نے بیان کیا کہ ''ترک دست بدست لڑنے سے بھاگتے ہیں۔ انھیں صرف اپنے تیر و کمان پر بھروسہ ہے اور اپنے زہر میں بجھے ہوئے تیروں سے حریف کو دور ہی سے ہلاک کرتے ہیں''۔

اس کے بعد کہا ''سرد ملکوں کے رہنے والوں کے مقابلے میں گرم ملکوں کے رہنے والوں کے جسموں میں خون بہت کم ہوتا ہے اور ادنیٰ درجے کا ہوتا ہے''۔

یہ اصول پیش کر کے اس نے یوں استدلال کیا کہ ''تم لوگ ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہو جن کی آب و ہوا معتدل ہے۔ لہٰذا فتح و کامیابی کا استحقاق جس قدر تمہیں حاصل ہو تمہارے دشمنوں کو نہیں ہو سکتا۔

تم میں عقل ہے۔

تم میں اصول کی پابندی ہے۔

تم میں ہنر ہے۔

اور تم میں بہادری ہے۔

لہٰذا تم وہ کام بجا لا کے جس کی خدا نے ہدایت کی ہے اور مقدس پطرس نے اجازت دی ہے اپنے تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو جاؤ گے۔ جب تم سفر کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہو گے' اس وقت اس آزادی کا خیال تمہیں تسکین دے گا۔

اور اگر مر جاؤ گے تو شہادت کا درجہ پاؤ گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید مصیبت اور تکلیف تمہاری قسمت میں لکھی ہو۔ اور تمہیں اس سے سابقہ پڑنے والا ہو۔ مگر ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی چاہے جس قدر زیادہ مہیب و ہولناک تصویر اپنے دل کے صفحے پر کھینچو، مگر خوب یاد رکھو کہ وہ ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے برابر نہیں ہو سکتیں جو تمہیں آئندہ اٹھانی ہوں گی۔

اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ ان جسمانی تکلیفوں کے عوض میں تمہاری روح کو نجات حاصل ہوگی۔

پس محض محبت کے جوش سے کام لینے کے لیے چل کھڑے ہو' اس محبت کے جوش سے جو تمہیں ان دینداروں کے ساتھ ہے جو اس سرزمین پر بستے ہیں' اور بے دینوں سے مغلوب ہو کے بے کس و بے بس ہو گئے ہیں۔

اس محبت کے جوش سے جو علائق دنیوی کی ان تمام زنجیروں سے آزاد کرے گی' جو تمہیں ان قطعات زمین سے وابستہ کیے ہوئے ہیں' جن کا تم نے وطن نام رکھ چھوڑا ہے۔

اصل پوچھو تو یہ تمہارے وطن نہیں ہیں' اس لیے کہ مسیحی شخص کے لیے ساری دنیا پردیس ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ملک اور ہر سرزمین وطن بھی ہے۔

اگر یہاں بہت سی موروثی جائداد تمہیں چھوڑنا پڑے گی تو ارض مقدس میں بہت سی اور اس سے بہتر جائداد کے ملنے کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

تم میں سے جو لوگ مر جائیں گے وہ بہشت کے محلوں میں داخل ہوں گے۔

اور جو زندہ رہیں گے انھیں اپنے خداوند کے روضے کی زیارت نصیب ہوگی۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مہم کا بیڑا اٹھا کے ایسے اجر عظیم کے وارث ہوں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس جہاد کے سپاہیوں کے ساتھ اس غرض سے جائیں کہ ان کے ثواب میں شریک ہوں"۔

دوران تقریر حاضرین کا جوش اور پوپ کی تلقین

یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ جس وقت پوپ اربن یہ تقریر کر رہا تھا عام مجمع میں بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لوگ جوش میں آ کے چلا اٹھے:

"یہی خدا کی مرضی ہے!

یہی خدا کی مرضی ہے!"

مقتدائے اعظم نے ان کلمات کے جواب میں کہا:

ہاں، حقیقت میں خدا کی یہی مرضی ہے۔

اور جس وقت دشمن کے مقابلے میں تم اپنی تلواریں کھینچنا اس وقت بھی یہی کلمہ تمہاری زبانوں پر جاری ہو۔

تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو۔ لہٰذا اپنے سینوں اور شانوں پر خون کے ارغوانی رنگ سے یہی صلیبی نشان بنا لو جو اس شخص کی نشانی ہے، جو تمہاری روحوں کی نجات کے لیے مصلوب ہو کے مر گیا۔

اس نشانی کو اس بات کی علامت تصور کر کے اپنا شعار بناؤ کہ وہ تمہاری مدد میں ہرگز کوتاہی نہ کرے گا۔

اور نیز اس عہد کی مہر قرار دے لو کہ جس کو تم پورا کیے بغیر نہ رہو گے"۔

حروب صلیبیہ کی وجہ تسمیہ

انھیں مذکورہ بالا الفاظ کی بنا پر یہ لڑائیاں جو ترکوں کے مقابلے میں ہوئیں، حروب صلیبیہ کے نام سے نامزد کی گئیں۔ اور اس کے بعد جتنی معرکہ آرائیاں مذہب کے لیے ہوئیں سب اسی نام سے یاد کی جانے لگیں۔ ہزاروں آدمی یہ نشان صلیب، اپنے لباس پر بنا بنا کے صلیبی مجاہدوں کی صفوں میں جا کھڑے ہوئے۔ اگرچہ خود پوپ سے بھی بڑے اصرار کے ساتھ شرکت کی درخواست کی گئی مگر اپنے حریف مدعیٔ پاپائیت کے خوف سے اس نے انکار کیا۔ اور محض دنیاوی اغراض نے اسے جہاد سے محروم رکھا۔ پوپ کی عدم شمولیت شاید اس اندیشے کے پیش نظر بھی رہی ہو کہ جنگ میں اس کے شریک ہونے کے بعد بھی اگر ناکامی اور شکست ہوئی تو رومتہ الکبریٰ کے مقتدائے بزرگ کے موجود ہونے کی وجہ سے کہیں یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کیا جائے کہ یہ مہم خدا کی مرضی کے موافق نہیں تھی۔

اسقف ایڈہیمار سب سے پہلے صلیبی نشان بنانے والا

پادریوں میں سے سب سے پہلے جس نے صلیب کا معرکہ اختیار کیا وہ مقام پوئی کا اسقف ایڈہیمار تھا' جس کے صلے میں وہ جنگجوؤں کے اس لشکر کے ساتھ پاپائے روم کا نائب اور مذہبی مقتدا قرار دیا گیا۔

یوم ایسمپشن (۱۵ اگست) کوچ کا دن

طولوز ① کے رئیس ریمنڈ' نربون کے حکمران اور پراونس کے سردار نے اپنے سفیروں کے ذریعے سے شریک جنگ ہونے کا وعدہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ۱۵۔ اگست کو جس دن کہ ایسمپشن ① کی دعوت ہوگی وہ تیار ہو کے حاضر ہو جائیں گے۔ اس لیے کہ یہی تاریخ صلیبی جنگجوؤں کے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہونے کے لیے معین کی گئی تھی۔

حروب صلیبیہ کے شرکاء کے مختلف نقطہ ہائے نظر

اس طریقے سے ایک ایسے اہم کام کی جرات کی گئی جس سے کسی غائر نگاہ سے دیکھنے والے فوجی افسر یا دور اندیش مدبر سلطنت کی نظر میں کسی نفع کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس میں ایک ایسی کشش تھی جو عام لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ اور اس کے بعد بھی یہ کشش سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کو مشرق کی دور دراز اور پراسرار زمین کی طرف لے جاتی

① طولوز' جنوب مغربی فرانس کا مشہور شہر ہے فتح اندلس کے بعد مسلمان نربون اور طولوز فتح کر کے وسطی فرانس تک بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ ۷۳۲ء میں تورز کے مقام پر چارلس دی مارٹل اور امیر اندلس عبدالرحمٰن غافقی کے لشکروں میں جنگ ہوئی اس جنگ میں غافقی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست اور پسپائی سے یورپ میں اسلامی فتوحات رک گئیں۔ اگر مسلمان یہ جنگ جیت جاتے تو ایک یورپی مورخ کے بقول آج پیرس اور لندن کے گرجوں میں گھنٹے بجنے کے بجائے اذانیں سنائی دیتیں۔ (م ف)

① ایسمپشن (Assumption) اس دن کو کہتے ہیں جس روز رومن کیتھولک عیسائیوں میں سیدنا مریم کے آسمان پر جانے کی یادگار میں ہر سال ایک مذہبی دعوت ہوا کرتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی جب کہ پیہم مصیبتوں اور بربادیوں نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ارض مقدس کا سفر دراصل ملک عدم کا سفر ہے۔

جو لوگ واقعی سمجھ دار اور پرہیز گار تھے اور جن کے دل پر گناہ کا بار نہ تھا انھیں اپنے فرض مذہبی کا خیال تھا اور یہ امید اس طرف کھینچتی تھی کہ اپنے آقا ''مسیح'' سے، جس سے انھیں محبت تھی، دین میں یا دنیا میں بہت نزدیک ہو جائیں گے۔

مختلف زمیندار اور تعلقہ دار لڑائی کا تماشا دیکھنے کے شوق میں جاتے تھے، اس لیے کہ لڑائی ہی ان کا مشغلہ تھا۔ اور شمشیر زنی و سپہ گری سے زیادہ انھیں کسی چیز میں دلچسپی نہ تھی۔ اور اب یہ کشش ان پر اور زیادہ اثر کر گئی تھی، اس لیے کہ جس شغل میں انھیں بے انتہا دلچسپی تھی وہی اب ایک مذہبی کام بن گیا تھا۔ پھر اس کے ساتھ بڑی بھاری فتح حاصل کرنے کا بھی خیال تھا۔

اور بڑے بڑے صوبہ دار جو اپنے علاقے چھوڑ چھوڑ کے جاتے تھے ان کے دل میں یہ امید بھی ہوتی تھی کہ اپنی وطنی ریاست کے عوض میں وہاں انھیں شاید ویسی ہی سلطنت مل جائے جیسی کہ رابرٹ گسکارڈ اور اس کے نارمن نسل کے بہادروں کو اپولیہ اور صقلیہ فتح کر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔

عوام الناس اور اس قسم کے لوگ، جن میں اوباشی کی زندگی نے بزدلی پیدا کر دی تھی، ان کے دلوں میں اس خیال سے تحریک پیدا ہوئی تھی کہ اس ذریعے سے بغیر توبہ کیے اور بغیر مذموم حرکات وسکنات سے باز آئے، ان کے گناہ دھل جائیں گے۔

گیبرٹ کا خلاف جنگ نظریۂ ایمانیت

ایسے چند لوگ بھی نہ تھے جنھوں نے پوپ اربن کے حریف گیبرٹ [1] کے اصول کو

[1] یہی شخص ہے جو پوپ اربن کے مقابلے میں ان دنوں خود پوپ ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اور جس کے خوف سے پوپ اربن بذات خود صلیبی مجاہدوں کے ساتھ نہ جا سکا۔ گیبرٹ کے نظریہ ایمانیت کو آج صلیبی اور ہندو کفار مسلمانوں میں فروغ پاتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ وہ ان سے جہادی روح نکال کر انہیں آسانی سے شکار کر سکیں۔ اور اسی لیے اس نظریہ کے حامل لوگوں کی جو تبلیغی جماعت کے نام سے چل رہے ہیں ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کیا ہو، اس لیے کہ اس نے نہایت جرات کے ساتھ دو متوازی خطوط کھینچ کے کہہ دیا تھا کہ صلیبی لڑائیاں اور رہبانیت یا خلاف جنگ مسیحیت کے اصول اسی طرح جدا ہیں جس طرح یہ دونوں لکیریں جدا ہیں اور کبھی نہیں مل سکتیں۔ اس لڑائی نے یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ جو عظمت صرف راہبوں کو زہد و ریاضت سے حاصل ہو سکتی تھی اب ایک مہم میں شریک ہونے سے عوام کو اپنے معمولی مشاغل میں مصروف رہنے کے ساتھ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ نجات حاصل کرنے کا یہ ایک نیا طریقہ معلوم ہوا تھا۔ اور ان لوگوں کو جو گناہ اور ہلاکت کے راستے پر چل رہے تھے یقین ہو گیا تھا کہ اسی راستے سے وہ بہشت میں پہنچ جائیں گے۔

ان لوگوں میں ملی ہوئی ان لوگوں کی بھی ایک تعداد کثیر تھی جنہیں نجات آخرت کے ساتھ دنیاوی منافع کا بھی خیال تھا۔

پھر مذہبی سرگرمی اور پوپ کے فتوے نے یہ حالت کر دی تھی کہ سینے یا شانے پر صلیب کا نشان بنا لینا کاشتکار کو زمیندار کے پنجے سے چھڑا دیتا تھا۔

ہر قسم کے مجرم کو قید خانے سے آزادی دلا دیتا تھا۔

قرض دار کو، جب تک یہ نشان اپنے لباس پر بنائے رہے، قرض کے سود سے برات مل جاتی تھی اور وہ ایک ایسے مامن میں پہنچ جاتا جہاں تک اس کے قرض خواہوں کی رسائی نہ ہو سکتی تھی۔

پادری کو اس مہم میں یہ دلچسپی تھی کہ اپنے خشک اور بے مزہ فرائض و مشاغل کے ادا کرنے سے مہلت مل جائے گی۔

راہب عزلت گزین اس خیال سے خوش تھا کہ اس مہم کی بدولت اب اس انتہائی گوشہ نشینی سے نجات پا کے اسے لوگوں سے ملنے جلنے کا موقع مل جائے گا۔

← دنیا بھر کے عالم کفر کی طرف سے تائید و پذیرائی ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف یہی کفار جہاد کے علمبردار مسلمانوں کا دنیا کے آخری کنارے تک تعاقب کرنے اور ان کے سروں کی قیمتیں مقرر کرنے جیسے اعلانات کرتے رہتے ہیں۔ اسی مقصد سے اب پاکستان میں صوفی ازم کا پرچار کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود خوار مہاجن اور قرض خواہ لوگ شاید اپنے دل میں خیال کرتے ہوں کہ اس مہم کی وجہ سے ہم پر سختی ہو گی۔ مگر اس مجنونانہ مہم سے ''جو اپنی اغراض کی وجہ سے مجنونانہ نہ تھی' بلکہ اس طرز عمل کی وجہ سے مجنونانہ تھی جو اس کے لیے عمل میں لایا گیا'' انھیں بھی معتد بہ مالی فائدہ حاصل ہوا۔

ممکن تھا کہ بے فکروں کی جماعت عظیم بغیر سامان سفر کیے اور بغیر اس کے کہ کھانے پینے کا بندوبست کریں محض اس اعتقاد پر ارض فلسطین کی طرف چل کھڑی ہو' کہ صحرا کی چڑیوں اور جنگل کے پھولوں کی طرح کا کھانا' کپڑا خزانۂ غیب سے مل جائے گا۔ لیکن جو لوگ اپنے عیش و آرام کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے تھے ان کے لیے ضروری تھا کہ ہنگامی حالات کے لیے ایک معقول رقم اپنے ساتھ لے لیں کیونکہ روپیہ ہی کے ذریعے سے ہر قسم کی ضروریات مہیا ہو سکتی تھیں۔

ڈیوک یعنی بڑے بڑے بہادر سورماؤں اور وڈیروں کو اپنے ساتھ بہت سے آدمیوں کا جلوس رکھنا تھا' اس غرض کے لیے انہیں اپنے علاقے تک رہن رکھنے پڑے۔ اسی طرح ولیم ریوفس نے اپنے بھائی رابرٹ کو دس ہزار مارک جو انگلستان کی غریب رعایا سے جبر و ظلم کر کے وصول کیے گئے تھے'' دے کے اس کا علاقہ پانچ سال کے لیے اپنے قبضے میں کر لیا اور پھر کوشش کی کہ وہ اس جائداد سے کبھی بے دخل نہ ہو سکے۔

تمام رؤسا اور سپاہی جو اس مہم پر جانے والے تھے سب اس کے درپے تھے کہ اپنی اراضی اور جائدادیں بیچ بیچ کے گھوڑے اور ہتھیار خرید لیں جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ اسلحہ اور گھوڑے بہت گراں ہو گئے اور جائدادیں بہت سستی بکنے لگیں۔ ان حالات کے دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت کفایت شعار سوداگروں' ہوشیار مہاجنوں اور ان زمینداروں کو جو ایسے اوقات کے منتظر رہا کرتے ہیں کس قدر فائدہ ہوا ہو گا!؟

تاہم ان لوگوں سے بدرجہا زیادہ فائدہ پوپ اور اس کے ماتحت پادریوں کی جماعت کو ہوا۔ صلیبی لڑائی کے اعلان کی وجہ سے باہم خانہ جنگیاں اگر بغاوت قرار پائیں، کاشتکار اپنے تعلقہ داروں کی ماتحتی سے اگر آزاد ہوئے' اگر ان پر زمینداروں کا اتنا دباؤ نہ رہا کہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی مہم کے علاوہ کسی اور لڑائی کے لیے انھیں اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر سکیں، اسی طرح اگر صلیبی سپاہی مذہب کا حامی و مددگار قرار پاتے ہی اپنی کل ذمہ داریوں سے بری ہو گیا تو یہ سب باتیں کس کے حکم سے ہوئیں؟ صرف پوپ اور اس کے ماتحت پادریوں کے حکم سے!

جو فرماں روا اس مہم پر جانے والے تھے ان کی مملوکہ قلمروؤں کو کلر مانٹ کی کونسل کے فیصلے کے مطابق کلیسا نے اپنی زیر نگرانی لے کے اگرچہ بہت ہی ناکافی انتظام کیا ہوگا' لیکن اس سے یہ ضرور ہوا کہ پاپائے روم کا مرتبہ کل دنیاوی فرمان رواؤں اور بادشاہوں سے بڑھ گیا۔

اور وہ مذہبی قوت جس نے قرض خواہ کے ہاتھ کو قرضدار کے گریبان تک پہنچنے سے روکا تھا آخر ایسی قوت بن گئی جو ہر قسم کا فیصلہ کرنے پر قادر تھی اور جس کے حاصل ہونے سے پوپ ہلڈ بیر ینڈ ایسے شخص کو بھی بے انتہا مسرت ہوتی اور اس کے دل کی غیر ممکن سے غیر ممکن حسرتیں بھی نکل جاتیں۔

خود پوپ اربن ارض فلسطین میں نہیں گیا۔ مگر وہاں بھی اس کے قائم مقام کی حیثیت سے ایڈہیمار موجود تھا اور اس جنگ کی سرداری کا دعویدار تھا جو مذہب کے لیے اختیار کی گئی تھی اور اس کے قدموں سے متبرک ہوگئی تھی۔ بہت سے لوگ جو ابتدا میں اس لڑائی میں شریک ہونے پر آمادہ نہ تھے' چند روز بعد لڑائی کا عہد و پیمان کرنے کو تیار ہو گئے۔ کیا عجب کہ بعض لوگوں نے بیماری' افلاس' یا دلی صدمات یا اور کسی قسم کی ناکامی سے تھک کے یہ مہلک نشان اختیار کر لیا ہو۔ لیکن لباس پر یہ نشان بنانے کے وقت سے روانگی کے زمانے تک سب نے اپنے آپ کو پوپ کے اختیار میں دے دیا۔ اور پوپ نے بعض اوقات ان اختیارات کی بدولت جو اس مہم کی وجہ سے اسے فرمان رواؤں اور شہنشاہوں تک پر حاصل ہو گئے تھے ظالمانہ کارروائیاں بھی کیں۔

حروب صلیبیہ کے طفیل چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں کا ختم ہو جانا

یہ صحیح ہے کہ جو جوش کاشتکاروں کو سیدنا مسیح کے روضے کی طرف لے گیا' اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یورپ کے بادشاہوں نے بھی فائدہ حاصل کیا کیونکہ چھوٹی چھوٹی زمینداریاں ٹوٹ کر ایک بڑا علاقہ بن جانے' اور بڑے بڑے علاقوں کے ٹوٹ کر عظیم الشان سلطنتوں کے بننے سے شاہی اختیارات ایسے بڑھتے کہ وہ پرانا خودمختار ریاستوں کا سلسلہ (فیوڈل سسٹم) ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاتا۔ لیکن ان نتائج کے حاصل ہونے کے لیے ابھی ایک مدت دراز باقی تھی۔ موجودہ فائدوں کی فصل کو پوپ ہی کاٹ رہا تھا۔

پوپ کی طاقت واختیارات میں بے پناہ اضافہ

اس وقت تک معمول تھا کہ پوپ کے وکلا صرف عام و خاص کونسلوں اور مجلسوں میں شریک ہوا کرتے تھے جن کے ذریعے سے وہ مختلف تنازعات کا تصفیہ کرانے میں دخل دیتا اور فرماں رواؤں سے گفتگو کرتا۔ مگر اب حروب صلیبیہ کے لیے وعظ کرنے کی بدولت اسے کافی موقع مل گیا کہ اپنے ایلچی اور سفیر ہر سرزمین اور ہر سلطنت میں بھیجے جو جاتے ہی یہ کام کرتے کہ دینداروں کو جہاد پر آمادہ کرتے۔ ان کے دلی جوش کو ابھارتے۔ اور اس کے ساتھ ان کا یہ بھی فرض تھا کہ صلیبی فوجوں کے مصارف کے لیے دینداروں سے روپیہ وصول کرتے۔ پادریوں اور گوشہ نشین راہبوں پر پوپ کو ایسے اختیارات حاصل تھے کہ انھیں کسی بات میں عذر کرنے کی جرات نہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اس غرض کے لیے ان سے جو مالی مدد طلب کی گئی انھوں نے خواہ دل سے یا صرف بہ ظاہر خوش ہو کے دی۔ اس سے وہ ذرا بھی انکار کرتے تو اگر کفر کا نہیں تو ضعف عقیدت و بد دینی کا فتوی ان کے خلاف ضرور دے دیا جاتا۔ اور یہ ایسا الزام تھا کہ جس سے کچھ عرصہ کے لیے بلکہ مطلقاً اور ہمیشہ کے لیے برباد ہو جانے کا ضرور احتمال تھا۔ یہ خاص اور وقتی چندہ پادریوں اور عوام دونوں کے لیے ایک مستقل ٹیکس بن گیا۔ اور اس روپیہ کے بارے میں پوپ کو اختیار تھا کہ جس کام میں چاہے صرف کرے۔ لیکن ہاں اس زمانے کے اصول کے لحاظ سے صرف اتنی شرط تھی کہ اسے دینی کاموں کے سوا کسی اور کام میں صرف نہیں کر سکتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اراضی کا انتقال' حفاظت میں دینا' یا رہن رکھنا

لیکن پادریوں کو اس ٹیکس کے بدلے ایک معاوضہ بھی ملتا تھا' جو عام لوگوں کو نہ مل سکتا تھا۔ وہ یہ کہ اگر کوئی اسقف (بشپ) صلیب کا معرکہ (نشان) اختیار کر لیتا تو وہ اپنے تعلقہ پر قرض کا بار تو ڈال سکتا تھا مگر اس کا مجاز نہ تھا کہ اسے کسی اور شخص کے نام منتقل کر دے۔ اور اس کی یہ وجہ تھی کہ اساقفہ کو اپنی جائداد پر صرف تاحیات حق حاصل ہوتا تھا جو ان کی موت کے ساتھ ہی جاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ تمام لوگ جو ارض پاک کو صلیبی جنگ کی نیت سے روانہ ہوتے ان کی اراضی بھی' خواہ بذریعہ رہن یا بغرض حفاظت' انھیں اسقفوں اور گوشہ نشین راہبوں کے قبضہ میں آ جاتی تھی۔ یہودی غرض مند صلیبی جنگجوؤں کو روپیہ قرض دیتے تو اس کا خاطر خواہ سود لیتے تھے۔ لیکن انھیں زمینداری اور کاشتکاری سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ اور اکثر ملکوں میں وہ زمین کے مالک ہونے کے مجاز ہی نہ تھے۔ لیکن ان کے مقابل میں اہلکاران کلیسا ہر جگہ اراضی اور علاقوں کی حفاظت کا وعدہ کرنے اور روپیہ دینے کو بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایسے پر جوش عقیدت مند بھی کثرت سے تھے جو اپنے لباس پر صلیب کا معرکہ (نشان) بناتے ہی اپنی تمام اراضی اور کل جائیداد اس مذہبی جماعت کے سپرد کر دیتے اور ان مقدس لوگوں کی دعاء ہی کو اپنے تمام مال و جائداد سے زیادہ قیمتی خیال کرتے۔ ممکن تھا کہ جن لوگوں نے اپنے اہل وعیال کلیسا کی حفاظت میں چھوڑ کے ارض مشرق کا سفر کیا وہاں پہنچ کے مر جائیں۔ اس صورت میں اگر لا وارث مرتے تو یہ پوری جائداد ان متولیوں کی تھی ہی' مگر ان کے واپس آنے کی صورت میں بھی مشقت اور ناکامی کی وجہ سے وہ ایسے شکستہ خاطر' ضعیف اور بد دل ہوتے کہ آتے ہی گوشہ نشینی اختیار کر لیتے اور جو جائداد ان کے پاس باقی ہوتی اسے بھی اس مذہبی جماعت کی نذر کر دیتے۔

جو جائداد اس مذکورہ طریقے سے کلیسا کے قبضے میں آئی' وہ اس جائداد سے کہیں زیادہ تھی جو یوں حاصل ہوئی کہ کوئی معمولی یا ممتاز تائب اور نجات چاہنے والا مرتے وقت اپنی جائداد ان مقتدایان دین کے نام ہبہ کر دیتا یا جو بعض پر جوش دینداروں سے ان کی زندگی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وصول ہو جاتی۔ اس قسم کی زمینیں جو مذکورہ بالا طریقوں سے حاصل ہوتیں اس فرماں روا' یا بادشاہ کے اختیار سے باہر ہو جاتیں جس کی قلمرو میں واقع ہوتیں۔ یوں ہر سلطنت کے اندر اس قسم کی اراضی کی ایک جداگانہ سلطنت قائم ہو گئی تھی۔ اور یہ اندرونی مذہبی سلطنت دنیاوی سلطنت کو ہضم کر جانے کی دھمکی دے رہی تھی۔ اب ایک ایسی لڑائی کا وقت آیا جس کے بعد سخت لوٹ مار اور تباہی و بربادی لازمی تھی۔ اور جب اس کا وقت آ گیا تو مذہبی دولت کی عمارت یکا یک منہدم اور برباد ہو گئی۔

صلیبی مہم کی بعض کمزوریاں

اس مہم میں جس کا الزام لاطینی دنیائے مسیحیت پر ہے اکثر عیسائی سلطنتوں نے بہت ہی کم حصہ لیا تھا۔ بلکہ اصل یوں ہوا کہ انھوں نے بالکل شرکت نہیں کی۔

اور اسی بات سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذہبی مہم میں وہ متفقہ اولوالعزمی کی شان نہ تھی' جیسی کہ عموماً قومی مہمات میں نظر آیا کرتی ہے۔

اس مہم کے لیے کمسریٹ (نظامت) کا کوئی انتظام کیا گیا تھا اور نہ رسد کی کوئی فکر کی گئی تھی۔ اور جو لوگ اس دینی معرکہ آرائی کے لیے روانہ ہوتے تھے وہ یا تو اپنے لیے کھانے پینے کی فکر ہی نہ کرتے تھے۔ اور جو کرتے تھے وہ صرف اپنے لیے نہیں بلکہ اپنے حوالی موالی کے لیے بھی کرتے۔ ان پر جوش چل کھڑے ہونے والوں کی تعداد ان ممالک کی تمدنی حالت کے مطابق تھی جہاں سے وہ روانہ ہوئے۔

اطالیہ میں پوپ اور مخالف پوپ کے جھگڑوں نے اس جوش کی آگ کو سرد کر دیا تھا۔ اور صلیبی جنگجوؤں کی فوج میں بھرتی ہونے کے لیے عموماً سپاہی نارمنڈی (فرانس) والوں میں سے آئے تھے جو رابرٹ گسکارڈ کے ساتھ جنوبی ممالک کا سفر کر چکے تھے۔

ہسپانیہ کے لوگ ایک اور دینی جہاد میں مشغول تھے جو ان کے گھروں کے پاس ہی برپا تھا' اس لیے کہ وہ اسلامی سلطنت اندلس کو' "جس سے کسی زمانے میں خوف پیدا ہو گیا تھا کہیں کوہسار پیرینیز کو طے کر کے بحیرہ بالٹک کے سواحل تک اسلامی پھریرے نہ اڑا دے" جنوب کی طرف پیچھے دھکیلتے اور ہٹاتے جاتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلر مانٹ کی کونسل سے تقریباً دس سال پیشتر گلیشیا (جلیقیہ) کا بادشاہ الفانسو ① طلیطلہ سے اس مسلمان خاندان کو نکال چکا تھا' جو اس پر حکمران تھا۔

قرطبہ کی اسلامی سلطنت بیس برس پیشتر ''۱۰۷۵ء'' میں پامال ہو چکی تھی۔ ②

اور جن دنوں پطرس راہب شمالی یورپ کے ملکوں میں ادھرادھر مارا مارا پھرتا تھا' ہسپانیہ کے مسیحی علاقہ مرسیہ میں فتوحات حاصل کر رہے تھے۔ اور بہادر مسیحی سپہ سالار رئیس بیوار یعنی السڈ کے کارنامے سارے یورپ میں گونج رہے تھے۔ ③

جرمنی کے لوگوں نے بھی روضہ پاک کی مہم کے متعلق سرد مہری ظاہر کی کیونکہ شاہان جرمنی کے رفقا کو اگر خود پوپ اربن نہیں تو اس سے پیشتر والے پوپ خاک میں ملا چکے تھے۔ اور اسی بنا پر انھیں پوپ کے حکم پر عمل کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا۔

سالز برگ' پسو اور اسٹراس برگ ④ کے اساقفہ یعنی معزز مقتدایان دین اور ضعیف

---

① الفانسو ششم دراصل ریاست قشتالیہ (Castile) اور لیون کا حکمران تھا جسے ۱۰۸۶ء میں یوسف بن تاشفین نے جنگ زلاقہ میں شکست فاش دے کر قرطبہ سمیت جنوبی اسپین کو مسیحی دست برد سے چند صدیوں کے لیے بچایا تھا۔ (م۔ف)

② طوائف الملوکی کے زمانے میں ۱۰۷۰ء میں والیٔ اشبیلیہ معتمد ابن عباد نے ریاست قرطبہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۰۷۵ء میں ابن عکاشہ نامی باغی نے معتمد کے بیٹے عباد (حاکم قرطبہ) کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں والیٔ طلیطلہ مامون کی بیعت کی گئی۔ اسی برس مامون قرطبہ میں وفات پا گیا اور تین سال بعد ۱۰۷۸ء میں معتمد نے پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ (م۔ف)

③ اسی زمانے میں مسلمانوں کی وہ قدیم سلطنت جو اندلس میں قائم ہوئی تھی تباہ ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ باہمی نااتفاقی اور ذاتی عداوتوں کی وجہ سے وہ اپنے قومی اور دینی دشمنوں کو بھول گئے۔ اور سارا ملک مختلف فرماں رواؤں میں بٹ گیا' جنھیں باہم لڑا لڑا کے اور ایک کو تباہ کرتے وقت دوسرے کو دوست بنا کے عیسائیوں نے اندلس کی تمام اسلامی سلطنتیں ختم کر دیں۔ اور سچ یہ ہے کہ اس جانب مسلمانوں کے مغلوب نظر آنے ہی سے عیسائیوں میں اتنا حوصلہ پیدا ہوا کہ ارض مقدس فتح کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ورنہ اس سے پیشتر ان میں ایسا خیال بھی نہ پیدا ہو سکتا تھا۔

④ سالز برگ (آسٹریا)، پسو (جرمنی) اور اسٹراس برگ (فرانس) وسطی یورپ کے شہر ہیں۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العمر ڈیوک گیلف نے جو بوریا (جرمنی) کا والی تھا یہ پر خطر سفر اختیار کیا۔ مگر ان میں سے ایک بھی زندہ لوٹ کے نہ آیا۔ اور جب ان کے ہموطنوں کو معلوم ہوا کہ وہ سب ارض مشرق میں جا کے مر گئے تو سب نے ہمت ہار دی۔ اور پھر کسی کو سفر کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

انگلستان فتح کی دشواریوں کے بار سے دبا جاتا تھا۔ وہاں نارمن لوگ زیادہ تر اپنی حالت مضبوط کرنے میں مشغول تھے۔ اور شاہ ولیم احمر بجائے اس کے کہ خود کو کسی خطرے میں ڈالے' اس بات کا موقع ڈھونڈ رہا تھا کہ اپنے بھائی رابرٹ کی محتاجیوں سے نفع اٹھائے۔

گویا اس مہم کا جوش و خروش پیدا ہوا تو صرف ان لوگوں میں جو شلٹ [1] سے کوہستان پرینیز تک آباد تھے۔ یہ لوگ جو یا تو فرانسیسی تھے یا نارمن قوم کے' فوراً اٹھ کھڑے ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ اور لاکھوں آدمی' جو اس بات کا بھی انتظار نہ کر سکے کہ باضابطہ فوج کی طرح مرتب کیے جائیں' اپنے ہی ایسے کوتاہ اندیش اور پر جوش سرداروں کی ماتحتی میں اپنی قسمت کا لکھا پورا کرنے کے لیے جھٹ پٹ چل کھڑے ہوئے۔

❀❀❀

www.KitaboSunnat.com

---

[1] شلٹ ،بلجیم کا ایک دریا ہے۔ بلجیم کی بندرگاہ اینٹورپ اسی پر واقع ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

www.KitaboSunnat.com

پہلی صلیبی لڑائی

(۱۰۹۶ء)

صلیبی جنگجوؤں کے پہلے غول کی روانگی

پطرس راہب اور والٹر مفلس کی ماتحتی میں

صلیبی جنگجوؤں (Knights) کے مجتمع ہونے کے لیے جو مدت معین کی گئی تھی ہنوز اس کا نصف زمانہ بھی نہیں گزرنے پایا تھا کہ تقریباً ساٹھ ہزار مردوں اور عورتوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا' جنھیں اسباب کامیابی فراہم کرنے کی فکر نہ تھی اور نہ پروا تھی۔ اور سب نے اصرار کرنا شروع کیا کہ خود پطرس راہب سردار بن کر اسی وقت ہمیں بیت المقدس کی طرف لے چلے۔ ممکن ہے کہ ان لوگوں میں بعض ممتاز اور صاحب ہوش لوگ بھی ہوں' جو اس خیال سے اس مہم پر روانہ ہونے کو آمادہ ہوئے ہوں کہ ارض مقدس میں جا کے انھیں کچھ نفع حاصل ہو گا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس جماعت میں زیادہ تر ایسے ہی لوگ تھے جو اس لڑائی کا عہد کرنے کو ہر قسم کے گناہوں کا کفارہ خیال کرتے تھے۔ اور یہ بات بالکل یقینی ہے کہ کامیابی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان میں سے ایک چیز بھی ان لوگوں میں موجود نہیں تھی۔ پطرس میں جیسی جہالت تھی ویسے ہی دیوانہ پن سے اس نے اس کام کو اختیار بھی کر لیا۔ والٹر مفلس نے جس میں سپہ گری کے کسی قدر اوصاف پائے جاتے تھے' اس مہم میں پطرس کی مدد کی۔ لیکن بے ضابطگی و بدانتظامی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ یہ پہلا لشکر زیادہ مسافت تک ایک ساتھ سفر نہ کر سکا۔ کولون (جرمنی) پہنچ کر دو گروہ ہوئے۔ پندرہ ہزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمیوں کی ایک جماعت کو والٹر مفلس لے کے ہنگری کی حدود کی طرف روانہ ہوا۔ اور باقی ماندہ جماعت کو لے کر خود پطرس راہب بڑھا۔ یہ جماعت جوں جوں آگے بڑھتی لوگ آ آ کے ملتے جاتے اور آخر کار اس کا شمار چالیس ہزار تھا۔

دوسری فوج جس کی تعداد شاید بیس ہزار تھی لئی تجن کے رئیس امیکو کی سپہ سالاری میں روانہ ہوئی۔

تیسرا لشکر گوٹسچاک راہب کی سربراہی میں روانہ ہوا۔ مگر یہ راہب نہ اپنے تقدس کے لحاظ سے مشہور تھا اور نہ یہ باور کیا جاتا تھا کہ اس مہم میں اسے کسی ذاتی نفع کا خیال نہیں ہے۔

ان لشکروں کے علاوہ مشہور ہے کہ ان کے پیچھے پیچھے دو لاکھ مردوں، بچوں اور عورتوں کا غول تھا جن کے آگے آگے ایک بطخ تھی اور ایک بکری۔ یا جیسا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے جھنڈوں پر ناسٹک اور پالی شنیز [1] فرقوں کی مذہبی نشانیاں (ان جانوروں کی تصویروں کی شکل میں) بنی ہوئی تھیں۔ اس ناپاک اور ذلیل غول میں نہ تو کہیں ضابطہ کا نام تھا اور نہ کسی قسم کے باہمی امتیاز کا پتہ تھا۔ بلا تامل گناہ کرتے اور معاصی میں مبتلا ہوتے ہوئے چلے اور جس مقام سے ہو کے گزرے اسے تباہ و برباد کر دیا اور لوٹ لیا۔ صرف تین ہزار سوار ان کے ساتھ ایسے تھے جو بعض شرفا اور نوابوں کے ماتحت تھے۔ وہ نہ ان کے ساتھ رہ سکے اور نہ ان کی لوٹ مار میں شریک ہو سکے۔

ان لوگوں کو اگر عیسائیوں کے لوٹنے میں کوئی باک نہ تھا تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ صلیبی جنگجوؤں کی حیثیت سے اور اپنے ''پاک'' مذہبی عقائد کا ثبوت دینے کے لیے وہ یہودیوں کو بہت خوشی سے لوٹتے تھے۔ ان پر ظلم و جور کرتے تھے اور انھیں قتل کرتے تھے۔ اس صلیبی لڑائی کا اعلان اگرچہ صرف ترکوں کے مقابلے میں کیا گیا تھا، مگر سمجھا جاتا تھا کہ یہ ''مقدس جنگ'' ان لوگوں کی اولاد کے مقابلے میں بھی ہے جنھوں نے ''نجات دہندہ مسیح''

---

[1] یہ عیسائیوں کے دو فرقے ہیں جن کو الحاد کا الزام دیا گیا۔ مگر اصل میں وہ فلسفہ یونانی اور مصری رموز کے اثر سے پیدا ہوئے تھے۔ یہود کے اور تورات کے دشمن تھے۔ انبیائے بنی اسرائیل کو برا کہتے تھے اور صرف سیدنا مسیح کی خدائی کے قائل تھے۔ ابتدا میں یورپ میں ان کا بڑا زور تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو صلیب پر چڑھا دیا۔ وردون' ٹریوس اور ان بڑے بڑے شہروں کی سڑکیں جو دریائے رائن کے کنارے آباد تھے ان بے گناہ یہودیوں کے خون سے سرخ ہو گئیں' جنھیں ان صلیبی جنگجوؤں نے قتل کیا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ اگر تبدیلیٔ مذہب کا بہانہ کر کے زندہ بچ گئے' تو زیادہ لوگوں نے ۔ بے رحم قاتلوں کے ہاتھوں سے بچنے کے لیے یہ کیا کہ اپنا مال واسباب بھی دریا میں یا آگ کے شعلوں میں ڈال دیا اور خود بھی انھیں میں کود کے مر گئے۔ الغرض اس ''نیک شگونی'' سے وہ عظیم الشان مہم شروع ہوئی جس کی نسبت پوپ اربن نے زور وشور سے فتویٰ دیا تھا کہ اس میں شریک ہونا ہر مسیحی کا فرض ہے۔

اور اسی طرح پاپائے مذکور کے وعظ کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہ ہنری چہارم کی قوت ضعیف ہونے کے بعد از سر نو زندہ ہو گئی' جس نے اس کشت وخون کو روک کر اپنی رعایا کے اس صلح پسند اور مفید حصے کو امن وامان دے دی۔ یہودی سلطنت کی حمایت میں لے لیے گئے۔ اس وقت تو وہ آسائش و آرام کی حالت میں ہو گئے مگر چند روز بعد ان کی اولاد کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو جو شخص اس وقت حمایت وسرپرستی کر رہا ہے وہی موقع پا کے ان کو لوٹنے والا اور ان پر جبر وتعدی کرنے والا بن جائے۔

آسٹریا کی سرحد سے قسطنطنیہ تک چھ سو میل کی مسافت ہے۔ اس ہولناک اور ویران سرزمین میں مفلس والٹر کے ہمراہی افلاس وناداری کے ساتھ گذر رہے تھے۔ اور جو مقامات راستے میں پڑتے ان کے باشندوں کو لوٹ مار کر کے اور ان کے ساتھ بدسلوکیاں کرنے کی بدولت اپنا دشمن بناتے جاتے تھے۔ انھیں بدکاریوں اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے بلغاریہ میں ان کی تباہی کے ایسے اسباب پیدا ہو گئے تھے کہ اگر شہنشاہ قسطنطنیہ کا والیٔ سوس انھیں ان کے دشمنوں کے نرغہ سے نکال کر اور ان کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کر کے بہ حفاظت منزل مقصود تک نہ پہنچا دیتا تو راستہ میں سب کے سب بالکل برباد ہو جاتے۔ تاہم اس کام میں جو سرمایہ صرف ہوا اور جو رقم خرچ کی گئی اس کی ادائیگی یوں ہوئی کہ زائروں میں سے نہتے مردوں اور خصوصاً عورتوں اور بچوں کو بیچ بیچ کے روپیہ فراہم کیا گیا۔ جو لوگ پطرس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راہب کے ساتھ چلے تھے ان کی نسبت مشہور ہے کہ ان میں سے صرف سات ہزار آدمی شہر قسطنطنیہ میں پہنچے۔

شہنشاہ الیکسوس ''قسطنطنیہ کے فرماں روا'' کو ایسے گلّے سے ڈر محسوس کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نارمن لوگوں، ترکوں اور رومیوں کی اس سے بدرجہا زیادہ منظم اور بہادر فوجوں کو وہ دیکھ چکا تھا اور مقابلہ کر چکا تھا۔ اسی اطمینان کی بدولت اس نے اس صلیبی فوج کے مقدمتہ الجیش کی خاطر داری کی اور انھیں اپنا مہمان بنایا۔ مگر ان جوشیلے لوگوں نے بہت جلد ہی اس کی مہمان داری کا معاوضہ احسان فراموشی سے دیا اور اس کے خلاف باتیں کرنے اور جلد جنگ شروع کرنے کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس نے ان لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ تم یہیں ٹھہر کے باقی ماندہ صلیبی جنگجوؤں کا انتظار کرو۔ مگر یہ مشورہ نہ مانا گیا۔ شہنشاہ نے جب یہ سرکشی دیکھی تو اپنی رعایا کی اور خود اپنی سلامتی کے خیال سے انھیں حکم دے دیا کہ اچھا تم باسفورس کے اس پار اتر جاؤ اور ایشیائے کوچک پر قدم رکھ کے خاص اس سرزمین میں خیمہ زن ہو جاؤ جسے ''بے دینوں'' کے ہاتھ سے چھیننے کے لیے آئے ہو۔

الیکسوس نے صرف اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے ان کے ساتھ یہ کارروائی کی تھی۔ اب انھیں آل سلجوق کے زبردست سلطان داود ایسے ہوشیار اور بہادر دشمن کا مقابلہ کرنا تھا جس کا لقب قلیج ارسلان یعنی ''شیر کی تلوار'' تھا۔ یہ آوارہ وطن جنھیں پطرس راہب اور مفلس والٹر بیت المقدس لے جانے کے لیے یہاں تک بڑھا لائے تھے، اس سرزمین پر پہنچتے ہی روٹی کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھرنے لگے۔ اور داود نے ان کے خاص اور سب سے بڑے گروہ کو نہایت آسانی کے ساتھ یہ چکمہ دے دیا کہ تمھارے ساتھیوں نے تو بڑھ کے میرے دارالسلطنت شہر نیقیہ پر قبضہ کر لیا اور اسے لوٹ لوٹ کے خوشیاں منا رہے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی یہ بدقسمت گروہ خوش خوش آگے بڑھا۔ مگر خاص شہر نیقیہ کی دیواروں کے سامنے پہنچ کے اس کا یہ حشر ہوا۔ بعد والی مسیحی فوج جب اس مقام پر پہنچی جہاں سلجوقی سلطان نے ان آوارہ وطنوں کے واسطے جال لگایا تھا اور جہاں اس کے پھندے میں پھنس کے وہ قتل کیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے تو نو وارد مسیحیوں نے ہڈیوں کا ایک بڑا بھاری ڈھیر دیکھا' جو ان اگلے صلیبی جنگجوؤں کی داستان مصیبت سنا رہا تھا۔ مشہور ہے کہ اس وحشیانہ مہم میں تین لاکھ آدمیوں سے کم نے اپنے اعمال کی سزا نہیں پائی۔ یعنی تین لاکھ سے زیادہ مسیحی مارے گئے۔

تاہم پہلی صلیبی لڑائی اسی قسم کی بعد والی سات آٹھ لڑائیوں سے زیادہ کامیاب ہونے والی تھی۔ اور غالبًا یہ کامیابی محض اس وجہ سے تھی کہ اس پہلی مہم میں بڑے بڑے یورپی بادشاہوں میں سے کوئی شریک نہ تھا۔ فرانس کے چارلس اعظم (شارلمین) کا جانشین ہنری چہارم ایک زبردست، مغربی بادشاہ تھا جو پوپ کا دشمن تھا۔ فرماں روائے فرانس کو پوپ اربن مذکورہ بالا کلر مانٹ کی کونسل میں اس کے حقوق سے محروم کر چکا تھا۔ ڈنمارک' اسکاٹلینڈ' سویڈن اور پولینڈ کے بادشاہ اس وقت مسیحیت میں شامل خیال نہیں کیے جاتے تھے۔ ہسپانیہ کے بادشاہ خود اپنے گھر ہی میں صلیبی لڑائیاں لڑ رہے تھے۔ اور یہ بھی ہم کو نظر آتا ہے کہ انگلستان کے فرماں روا ولیم دوم کو بجائے اس کے کہ بیت المقدس کے پھاٹک پر جا کے جہاد کرے' خود اپنے گرد و پیش چھوٹی چھوٹی مملکتیں حاصل کرنے کا زیادہ خیال تھا۔ لہٰذا ارض فلسطین میں ایک لاطینی سلطنت قائم کرنے کا کام صرف ایسے معزز نوابوں اور تعلقہ داروں کے ہاتھ میں تھا جو بادشاہوں سے کم رتبہ رکھتے تھے۔

آخر الذکر طبقہ میں سب سے زیادہ قابل تعریف اور مستحق شہرت گاڈفرے تھا جو شہر بوئیلوں واقع آرڈنس [1] کا باشندہ تھا اور نوابان بولونا (اٹلی) اور لاترنجن (موجودہ لورین) کے رئیس کا عزیز تھا۔ وہ پوپ ہلڈیبرینڈ کے دشمن یا اس کے ہاتھ کے مظلوم شہنشاہ ہنری چہارم کی ملازمت میں تھا۔ یہی گاڈفرے تھا جو سب سے پہلے رومتہ الکبریٰ کی دیواریں پھاند کے خاص شہر کے اندر گھس پڑا تھا' نیز وہ ٹیوٹانک یعنی شمالی اور مغربی اقوام یورپ کی زبان اور فرانسیسی زبان میں بخوبی گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے اپنی بہادری' عقل مندی' اور دیانت داری سے ایسا اثر و رسوخ حاصل کر لیا تھا کہ اس کے جھنڈے کے نیچے اسی ہزار پیدل اور دس

[1] آرڈنس جنوب مشرقی بلجیم میں واقع ہے۔ یہاں پہلی جنگ عظیم میں خونریز لڑائی ہوئی تھی۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہزار سوار جمع ہو گئے جن میں اس کے بھائی بالڈون اور یوسٹاس نواب بولونا بھی شامل تھے۔

گاڈفرے ''جسے عرب لوگ کندفرے کہتے ہیں'' کے ساتھیوں میں سب سے زیادہ نامور ہیوغ تھا جو ورمانڈوا کا نواب تھا۔ اسے لوگ ''اعظم'' کے لقب سے یاد کرتے تھے، بعض اس خیال سے کہ اس کا قد بہت لمبا تھا۔ اس کا ہم پلہ نارمنڈی (فرانس) کے رئیس رابرٹ کو سمجھنا چاہئے جس نے اپنی لاپروائی سے انگلستان کی سلطنت کھو دی تھی اور اپنا حق ریاست ایک بالکل حقیر وظیفہ کے معاوضے میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کی جو تصویر کھینچی گئی ہے وہ ایڈومائٹ کے خاندان کے مورث اعلیٰ کی تصویر سے ملتی ہے۔ وہ آئندہ معاملات کی طرف سے بالکل بے فکر تھا۔ بہ آسانی ہر شخص کا دوست یا دشمن بن جاتا تھا۔ نہ خود اس میں ریاکاری تھی اور نہ کسی اور پر ریاکاری کا شبہ کرتا تھا۔ اپنی سادہ دلی اور خوش مزاجی سے اوروں کو فائدہ پہنچاتا تھا اور خود گھاٹے میں رہتا تھا۔ اور سخاوت و فیاضی میں اپنی مثال نہ رکھتا تھا۔ خلاصہ یہ تھا کہ وہ ایسا شخص تھا کہ سنگدل باپ کے اوصاف میں سے کوئی وصف اپنی ذات میں نہ رکھنے کی وجہ سے قید میں مبتلا ہوا۔ اور آخر کار کارڈف کیسل کے قید خانے میں پڑے پڑے مر گیا۔

جو بڑے بڑے سردار شمالی یورپ کے زائروں کی فوجیں لے لے کے روانہ ہوئے ان کا شمار ان ناموں سے تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ رابرٹ نواب فلانڈرس [1] جسے اس کے پیرو ''عیسائیوں کی شمشیر'' یا ''عیسائیوں کا نیزہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور اسٹیفن رئیس چارٹرس، ٹرالیس اور بلواس جو اگر ہم ۳۶۵ قلعوں کی کہانی کو تسلیم کر لیں تو بڑی بڑی عمارتوں کا مالک تھا، اور فصاحت لسانی میں بھی ویسا ہی خوش نصیب تھا جیسا کہ قلعہ داری میں۔ اسی حساب سے ہم یہ بھی خیال کر سکتے ہیں کہ یہ چھوٹے چھوٹے سردار شمار میں ان بہادروں سے بھی زیادہ تھے جنہیں اگامنون ٹرائے [2] کی لڑائی میں لے گیا تھا۔ اور وہ فہرست بھی غالباً

---

[1] فلانڈرس موجودہ بلجیم کے مغربی علاقے کا نام ہے۔ (م ف)

[2] ٹرائے نامی شہر موجودہ ترکی کے شمال مغربی ساحل پر واقع تھا۔ یونانی حملہ آوروں سے جب شہر فتح نہ ہوا تو کہا جاتا ہے کہ وہ لکڑی کا ایک گھوڑا بہت بڑا (ٹروجن ہارس) بنا کر اس میں اپنے فوجی ٹرائے کی فصیل تک ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسی ہی قرین قیاس یا خلاف قیاس ہو گی جیسی کہ ان یونانی نبرد آزماؤں کی فہرست جن کا قصہ ایلیڈ (۱) میں بیان کیا گیا ہے۔

جنوبی فرقوں کے سرداروں میں سب سے زیادہ ممتاز نیز بلحاظ اپنے لقب کے اور بہ حیثیت اپنے عہدے کے پوپ کا وکیل و نائب ایڈہیمار ''ایمپر'' شہر پوئی (فرانس) کا اسقف تھا جو صلیبی جھنڈے کے نیچے مجاہدوں کے جمع کرنے میں نہیں' بلکہ صرف صفوف جنگ کے معاملات میں اپنے مشوروں سے مدد دیتا تھا۔ مشہور ہے کہ نواب طولوز، ریمنڈ جو آورن اور لینگوڈوک کا مالک تھا، اس کی عظمت و حشمت اور جوش کی ایک لاکھ حواریوں اور پیدلوں کی جماعت نے تصدیق کی۔ وہ لڑتے لڑتے ہی بڈھا ہو گیا تھا اور عقل مندی و بددماغی اور سرکشی و طمع میں شہرت رکھتا تھا۔

رابرٹ گسکارڈ کا بیٹا بوہیمانڈ جسے ہم ڈریشیم میں نبرد آزمائی کرتے اور لارسا (یونان) میں فتح یاب ہوتے دیکھ کے آئے ہیں' بہ نسبت اپنے ساتھیوں کے تعصب کے رنگ میں بہت ہی کم رنگا ہوا تھا اور یقیناً اس کی اولوالعزمی و ہمت بہت سرد تھی۔ وہ اس صلیبی لڑائی کو صرف ایک ایسا جائز ذریعہ خیال کر رہا تھا جس کی بدولت اس تمام سرزمین پر جو ڈالمیشیا کے ساحل سے شمالی سواحل اَنجین (۲) تک پھیلی ہوئی تھی پھر قبضہ کر سکے گا۔ اسی قدر نہیں بلکہ اگر مالمسبری کے ولیم کا بیان صحیح باور کیا جائے تو اصل میں اسی بوہیمانڈ نے پوپ اربن کو ابھارا تھا کہ لوگوں کو صلیبی مہم کے لیے آمادہ کرے۔ مگر اس کی اصلی غرض یہ تھی کہ

← لے گئے اور یوں شہر فتح کر لیا۔ ان دنوں ٹروجن ہارس کے معنی ''دشمن کا ایجنٹ'' ہیں۔ ٹروجن کے معنی ہیں ''ٹرائے کا۔'' (م ف)

(۱) ایلیڈ یونانی زبان میں ایک نہایت ہی مشہور و مستند منظوم کتاب ہے جس کا مصنف یورپ کا سب سے پہلا شاعر ہومر تھا۔ ایلیڈ بالکل سنسکرت کی رامائن کی قائم مقام ہے' اس لیے کہ اس میں دیوتاؤں کی لڑائی بیان کی گئی ہے اور ویسے ہی مبالغے ہیں جیسے کہ رامائن میں۔ یہ لڑائی ٹرائے کی جنگ کہلاتی تھی۔ اور اس میں سب سے بڑا مرد میدان ''اگامنون مائیسنا (یونان) کا بادشاہ تھا۔

(۲) ترکی اور یونان کے مابین واقع سمندر بحیرۂ اَنجین کہلاتا ہے (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ ملک جسے وہ خاص اپنی میراث سمجھتا تھا اس کے قبضہ میں آ جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی غرض تھی کہ پوپ اربن کی مخالفت جو روم میں ہو رہی تھی بالکل فرو ہو جائے۔ اس کا باپ گسکارڈ اپولیا① کی سلطنت اپنے چھوٹے بیٹے کو دے گیا تھا' لہٰذا بوہیمانڈ کوشش کرتا تھا کہ اپنی ٹارنٹم② کی مملکت میں ایک ایسی سلطنت بھی شامل کر لے جس کی قوت سے وہ مشرقی شہنشاہ یعنی قسطنطنیہ کے فرماں روا کا حریف و مقابل بن جائے۔

ٹنکرڈ: ''نیک'' باپ کا حرامی بیٹا

بوہیمانڈ سے کہیں زیادہ بہتر اس کا پھوپی زاد بھائی ٹنکرڈ تھا۔ وہ مارکوئیس وڈو کے نطفے سے تھا' جسے لوگ اس کی خوبیوں کے لحاظ سے ''نیک'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ اور رابرٹ گسکارڈ کی بہن ''اما'' اس کی ماں تھی۔ ٹنکرڈ نے اپنی دولت اور خاندانی اعزاز سے شہرت و نیک نامی نہیں حاصل کی تھی بلکہ ذاتی خوبیوں یعنی نیک دلی اور خوبصورتی کی وجہ سے۔ ان اوصاف نے اسے ویسا ہی ''کامل اور سچا نائٹ'' ثابت کر دیا تھا جس کا نمونہ مشہور شاعر چاسر③ نے اپنے کلام میں قائم کیا ہے۔ ٹنکرڈ کی ذات میں وہ خاص جذبات اور مکمل خیالات موجود تھے جن سے حروب صلیبیہ کی تحریک پیدا ہوئی اور جن میں تھوڑا عرصہ بعد صلیبی معرکہ آرائیوں نے اور زیادہ شان و شوکت پیدا کر دی تھی۔

کن اسباب اور اثرات سے سپہ گری پیدا ہوئی

کلر مانٹ کی کونسل میں پوپ اربن نے جب ترکوں کی بزدلی اور خوف زدگی کا حال بیان کیا تھا' تو غالباً اس کا زیادہ اثر ان لوگوں کے دلوں پر ہوا ہو گا جو زیادہ نیک نفس اور پرجوش تھے۔ اور واقعی اس نے اس امر کو ایک پادری اور واعظ ہی کے الفاظ میں ادا کیا تھا۔ حالانکہ اگر وہ عقل سے کام لیتا تو اس موقع پر بجائے دینی مقتدا کے اسے ایک فوجی افسر کے الفاظ کام میں لانے چاہئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانے کے نیک دل لوگوں

① اپولیا کا علاقہ جنوبی اٹلی کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ (م ف)

② ٹارنٹم (ٹارنٹ) اٹلی کے جنوبی ساحل کی بندرگاہ ہے (م ف)

③ چاسر (Chauser) (متوفی ۱۴۰۰ء) انگریزی زبان کا پہلا مشہور شاعر تھا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس آرزو کا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بے کس و بے بس مسیحیوں کی ایک جماعت یعنی ''ارض مقدس کے عیسائیوں'' کو ان فاتحین کے پنجے سے چھڑا لیں، جن کا خود مقابلہ کرنا ان کمزور مسیحیوں کی قوت سے، باہر تھا۔ اوران کے فاتح ایسے شجاع اور زبردست تھے کہ لاطینی اور ٹیوٹانک ''شمالی و مغربی'' مسیحی دنیا کے بہادر سے بہادر لوگ بھی جاتے تو شاید ہی ان کے مقابل ہو سکتے۔ اس بے دست و پا جماعت کے تحفظ کے لیے اپنا بہت کچھ نقصان کرنے کی ضرورت تھی۔ جب گھر بار اور اراضی اور جائدادیں بک جاتیں اور ہر قسم کے عیش و آرام سے ہاتھ اٹھایا جاتا تب اسے نجات حاصل ہو سکتی تھی۔ بے کس و ناچار مصیبت زدوں کے لیے ایسے ایسے نقصانات کو گوارا کر لینا انسان کے بہترین اوصاف میں سے ہے۔ اس طرح حروب صلیبیہ کے اولوالعزم بہادروں میں سے جو لوگ بہت ہی شریف النفس اور بے لوث تھے ان کے دلوں میں دو قسم کے خیالات تھے، جو بہ ظاہر تو جدا جدا تھے لیکن دونوں سے ایک ہی اخلاقی نتیجہ نکل سکتا تھا۔

اول مسلمانوں سے نفرت کا خیال تھا کہ جس نظر سے وہ ان ''مظالم'' کو دیکھ رہے تھے جو مبینہ طور پر مشرقی مسیحیوں پر ہو رہے تھے۔

دوسرے اس قدر و منزلت اور عظمت و وقعت کا خیال یعنی جس نظر سے وہ ان فاتحین کو دیکھتے اور انھیں ایسا دلیر اور بہادر سمجھتے تھے کہ ان کے نزدیک وہ مسیحی دنیا کے اعلیٰ ترین بہادروں سے کسی طرح کم نہ تھے۔

پہلا خیال تو ان میں اس بات کا جوش پیدا کرتا تھا کہ چاہے کیسی ہی سخت سے سخت مشکل کا سامنا ہو، وہ بڑھ کے ارض پاک اور روضہ مقدس کو ان بے باک دشمنوں کے ہاتھ سے ضرور چھین لیں۔ اور دوسرا انھیں آمادہ کرتا کہ ایسے ذرائع سے کامیابی کا خیال بالکل ترک کر دیں جو حریفوں کی قوت سے کم ہوں یا ایسے ہوں کہ ان دشمنوں سے زیادہ وحشی اقوام کے مقابلے میں کام میں لانے کے قابل ہوں۔ یہ خیالات صلیبی مجاہدوں میں تحمل اور نفس کشی کا مادہ پیدا کرتے تھے جس کی بدولت وہ لڑائی کی مصیبتوں سے بے خوف ہو جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر آخر میں انھیں بہت ہی اچھا ثمر حاصل ہو سکتا تھا۔ اسی جانب مذہب کا اثر پڑ رہا تھا جو برابر بڑھتا جاتا تھا۔

مذہبی گروہ کی یہ غرض تھی کہ اگر ان لوگوں کے جوش اور غصے کو فرو نہ کر سکیں تو انھیں دوسری طرف متوجہ کر دیں اور خدا کے اس حکم پر عمل کرائیں کہ آپس میں اتنا قتل وخون نہ کرو کہ زمین اس کا بار نہ اٹھا سکے۔ لیکن ارض پاک کو دشمنوں کے قبضے سے نکالنے کی مہم میں لڑائی خود ہی متبرک قرار پا گئی تھی۔ بہادر بانکے جو پہلے صرف رسمی حیثیت سے بانکے بنا کرتے تھے اور قدیم بت پرستی کی یادگار تھے اب انھیں بھی مذہب اور کلیسائے مسیح نے مقدس تسلیم کر لیا تھا اور وہ لوگ کسی پادری یا گوشہ نشین اور تارک الدنیا عابد و راہب کے ہم رتبہ سمجھے جانے لگے تھے۔ اس کے نتیجے میں اب سورما بانکوں اور اس شان سپہ گری کے امیدواروں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جانے لگا جو ابتدائی مسیحی صدیوں میں دین عیسوی کے طالبوں اور نئے مسیحیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔

سپاہیانہ زندگی کے امیدوار یا نائٹ (Kinght) [1] بننے والے کے لیے لازمی تھا کہ وہ اپنے خیالات اور اپنے دل کو پاک وصاف کر کے اس کام میں داخل ہو۔ اور طالب دین عیسوی کے لیے مخصوص بے داغ لباس، جسے ایک مدت تک روزے رکھ رکھ کے متبرک بنایا

---

[1] یورپ میں قدیم زمانے میں ایک خاص قسم کے لوگ ہوا کرتے تھے جو نائٹ کہلاتے تھے۔ نائٹ کا لفظ خطابوں میں اب بھی استعمال کیا جاتا ہے، مگر نائٹوں کی وہ شان بالکل جاتی رہی ہے۔ ان کے قائم مقام ہمارے یہاں (لکھنؤ میں) وہ بہادر سورما تھے جو کچھ عرصہ پیشتر بانکے کہلاتے تھے۔ نائٹ بننے کی ابتدا بت پرستی کے زمانے سے پڑی تھی۔ اور مسیحی حکومت و مذہب کے رواج پا جانے کے بعد مدت تک نائٹ ہونا قدیم مشرکانہ رسموں کے مطابق عمل میں آتا رہا۔ انسان جب نائٹ بنتا تو خاص رسموں کے ساتھ اور خاص قسم کا عہد و پیمان لینے کے بعد اس کے ہاتھ میں سلاح حرب اور جنگی ہتھیار دیے جاتے تھے۔ پھر اس کی زندگی مرتے دم تک نبرد آزمائی ہی کے کاموں سے وابستہ رہتی۔ نائٹ لوگ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق رہتے اور مارنا اور مر جانا اپنا فرض خیال کرتے۔ صلیبی لڑائیوں کے وقت جب پوپ نے جہاد کا فتویٰ دیا تو نائٹ ہونا بھی مسیحیت کا ایک شعبہ قرار دے دیا گیا۔ اور خاص خاص ترامیم کے ساتھ اب گرجے میں ویسا ہی عہد نامہ لے کے لوگ نائٹ بنائے جانے لگے، جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا تھا' امیدوار سپہ گری ایک سفید عبا کی صورت میں غسل کے بعد پہنتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ بیانات جو بپتسمہ دینے کے وقت ہوتے ہیں ان کا اعادہ نائٹ بننے والے کے اقرار میں بھی کرایا جاتا۔ اس کارروائی سے پہلے ایک خاص قسم کا اقرار گناہ ہوتا اور تمام گناہ پادری کی زبان سے بخشے جاتے۔

اس عہد کی وجہ سے نائٹ پابند ہو جاتا تھا کہ ہمیشہ انصاف' سچائی اور فیاضی سے کام لے گا اور مصیبت زدوں کی حمایت کرے گا' محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرے گا اور ہر جگہ ظالموں اور بدکاروں کا مقابلہ کرنے کے لیے آمادہ رہے گا۔

ایک خاص حد تک اسے عورتوں کا حامی اور بچوں کا سرپرست بھی بننا پڑتا تھا۔

ان سب باتوں کا اقرار کرنے کے بعد وہ پادریوں کے ایک گروہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ اس کے دینی باپ کی تلوار اس کے ہاتھ میں دے کے خدا' سیدہ مریم اور سینٹ میکائیل یا سینٹ جارج کے نام سے اسے ''نائٹ'' کا خطاب دیتے تھے۔

ان رسوم کی پابندی کرنے والے نوجوان نائٹ کے دل میں سب سے زیادہ محبت کنواری ماں ''سیدہ مریم'' کے نام کی ہوتی تھی جس کی تصویر کے ہزاروں لوگ قبل اس کے کہ قدیم وحشیانہ خونخواری اور سنگدلی سے باز آئیں دلدادہ ہو گئے تھے۔

نائٹ کی اصطلاح میں سیدہ مریم اس کی مالکہ تھیں اور انھیں وہ ''نوتر دام'' ''ہماری خاتون'' کے خطاب سے یاد کرتا۔

اور ''مصلوب'' مسیح اس کے خدا تھے جنھیں وہ ''نوتر سینیور'' یعنی ''ہمارے حضرت'' کہتا۔

جو محبت نائٹ کو سیدہ مریم سے ہوتی وہ متبرک سمجھی جاتی۔ اور اس کی شان اس اطاعت و فرماں برداری میں نظر آتی جسے وہ ہر شریف خاتون کے مقابلے میں ظاہر کرتا اور خصوصاً اس نازنین کے مقابلے میں جو اس کے دل کی مالک ہوتی' یعنی جس کا وہ عاشق ہوتا۔ ایسی نازنین اگر ایسی ملکہ نہ بھی ہوتی کہ وہ صورت دیکھتے ہی دوڑ کے قدموں میں گر پڑتا' تو بھی اس کی حیثیت اس ستارے کی ضرور ہوتی جس کی کوئی شخص دور ہی سے پرستش کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا۔ ایسی عورت جسے نائٹ نسائیت کا مکمل نمونہ قرار دے کر اپنا بت قرار دے، ممکن تھا کہ کسی غیر شخص کی بیوی ہو، یعنی نائٹ غیر شخص کی بیوی پر بھی عاشق ہو سکتا تھا۔ اور اس میں کوئی مضائقہ خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ [1] اور ان جادۂ اعتدال سے ہٹے ہوئے اوباشانہ خیالات سے اکثر بہت ہی افسوس ناک نتائج ظاہر ہوتے تھے۔ تاہم ان بہادرانہ خیالات کا جہاں بعض اوقات برا نتیجہ ظاہر ہوتا تھا، اکثر یہ فائدہ بھی ہوتا کہ ناشائستہ اور وحشی لوگوں کے دلوں میں صلاحیت آ جاتی۔

ان سپہ گرانہ خیالات کی ترقی اور ان کا استحکام خاص کر حروب صلیبیہ کی بدولت ہوا۔ بے شک ان حامیٔ صلیب سپاہیوں نے اکثر ایسی ایسی بے انصافیاں اور شرارتیں کیں جو قابل افسوس تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ فریقین کے بڑے بڑے زبردست اور نامی سپہ گر اکثر ایک دوسرے کی بہادری، سپہ گری اور خوش اعتقادی کی داد دیتے جس سے لڑائی کی مصیبتیں خفیف معلوم ہونے لگتیں۔ اس باہمی قدر دانی کا ظہور صرف ایک لفظ کے ذریعے سے ہوا، جو آج تک مروج اور موثر ہے اور وہ لفظ ''خلق'' ہے۔ خلق ان لوگوں کے اس فعل سے عموماً ظاہر ہوا کرتا تھا کہ ہمیشہ اپنی جگہ اپنے سے کمزور شخص کو دے دینے پر آمادہ رہتے تھے۔ ان صلیبی محاربین کا یہ خلق مسیحیت کے حلم اور رحم سے بہت ملتا جلتا تھا۔ اور اس زمانے میں جب کہ سنگدلی اور ظلم وخون ریزی کا ہر طرف زور وشور تھا اس وصف کا کسی شخص میں موجود ہونا حقیقت میں ایک بڑی بات تھی۔

صلیبی نائٹ کے لیے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ نائٹ بننے کے ساتھ ہی وہ مجموعہ اخلاق ہو جاتا تھا۔ خاص کر ٹنکرڈ میں یہ جوہر زیادہ نمایاں طور پر پایا جاتا تھا۔ ٹنکرڈ زندہ رہا، لڑا اور فتح یاب ہوا۔ رینالڈ جس کا حال کسی شاعر نے اپنی ایک نظم میں بیت المقدس کے مسلمانوں کے ہاتھ سے چھیننے کے موقع پر بیان کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انسان نہ تھا،

---

[1] اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نائٹ کے لیے سپہ گری کے علاوہ یہ بھی ضروری تھا کہ کسی حسین عورت پر عاشق ہو۔ اور جائز تھا کہ جی چاہے تو کسی کی بیوی پر عاشق ہو جائے۔ عورت اس کے نزدیک مریم کی قائم مقام تھی۔ اس سے قرون وسطیٰ میں یورپ کی جو حالت ہوگی ظاہر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یونان کے اشلیوس، معرکہ ٹرائے کے ہکٹر، یا ملک فارس کے رستم نریمان کی طرح آسمانی مملکت کا رہنے والا، یعنی انسان کے درجے سے بڑھا ہوا تھا۔

اگست ۱۰۹۶ء میں صلیبی فوج کا بماتحتی گاڈ فرے روانہ ہونا

باقی ماندہ تین ہزار مصیبت زدہ آدمی جو سلجوقی سلطان کے دارالسلطنت نیقیہ کے سامنے والے پرخون میدان سے بھاگے تھے، انہوں نے بازنطینی سلطنت (قسطنطنیہ) کی سرحد میں جا کے اس وقت پناہ لی، جس وقت کہ زیادہ منظم اور عمدہ صلیبی فوجیں یورپ سے ارض مشرق کی طرف روانہ ہوئی تھیں۔ ان میں سب سے اچھے اور تربیت یافتہ رسالے عام پیرووں کی ایک بڑی بھیڑ کو ساتھ لیے ہوئے گاڈ فرے آف بوئیوں کی سپہ سالاری میں میوز اور موسل [١] دریاؤں کے کنارے کنارے شان و شوکت سے روانہ ہوئے۔ اور گاڈ فرے انہیں بخیریت تمام اور بغیر کسی مزاحمت کے ہنگری کی سرحد تک نکال لایا۔

یہاں ہنگری کی فوجیں اس اندیشے سے ان کی سد راہ ہوئیں اور سامنے آ کے صف آرا ہو گئیں کہ پطرس راہب اور اس کے سرکش و خودمختار ہمراہیوں کی طرح یہ لوگ وہی پہلا سا ظلم و جور اور لوٹ مار شروع نہ کر دیں۔ اس مشکل کے آسان ہونے میں تین ہفتے محض فضول ضائع ہوئے۔ شاہ ہنگری نے یہ شرط پیش کی کہ سپہ سالار کا بھائی بالڈون بطور کفیل کے اس کے سپرد کیا جائے۔ یہ شرط تو نامنظور کی گئی مگر خود صلیبی سپہ سالار گاڈ فرے نے آپ اپنے کو ہی اس کی حراست میں دے دیا اور اس کے پاس جا کے اسے شرمندہ کیا۔ اور صرف اتنی درخواست پیش کی کہ ہمیں اپنی قلمرو میں سے ہو کے گذر جانے دو اور اجازت دو کہ بازاروں میں سے، جو چیز چاہیں مول لے سکیں۔ یہ دونوں درخواستیں منظور کی گئیں، تاہم اتنے بڑے لشکر کا بغیر دشواریوں کے نکال لے جانا غیر ممکن تھا۔ یہ صلیبی لشکر جس وقت ہنگری کے دیہات میں سے گذر رہا تھا اس وقت سپاہیوں کو بے ضابطگیوں اور لوٹ مار سے روکنا گاڈ فرے کے اختیار سے باہر تھا۔ اور اگر ہنگری کا رسالہ حفاظت کے لیے ان صلیبی لشکریوں کے

---

[١] میوز اور موسل جنوبی جرمنی میں دریائے رائن کے معاون دریا ہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نہ ہوتا تو یہ بے ضابطگی اور بڑھ جاتی۔

ورمانڈوا کے ہیوغ کی گرفتاری

آخر کار یہ صلیبی لشکر شہر فلپو پولس [۱] کے پھاٹکوں کے سامنے جا پہنچا۔ اور یہاں پہنچ کے گاڈ فرے کو خبر ملی کہ ورمانڈوا کا ہیوغ جس کے قسطنطنیہ پہنچنے کی خبر لینے کو چوبیس نائٹ طلائی زرہیں پہنے ہوئے الیکسوس یونانی شہنشاہ مشرق کے دربار میں گئے تھے اور جو اپنے آپ کو شہنشاہ ہفت اقلیم کا بھائی اور مغربی یورپ کے تمام باشندوں کی جان و مال کا مالک سمجھتا تھا' شہر قسطنطنیہ کے اندر قید ہے۔ اس کی سرگذشت یہ تھی کہ رابرٹ امیر نارمنڈی' رابرٹ رئیس فلانڈرس' اسٹیفن سردار چارٹرس اور چند اور چھوٹے سرداروں کو ہمراہ رکاب لے کے وہ روانہ ہوا اور سرزمین اطالیہ میں سے ہو کر گذرا۔ اس آرام طلبی و عشرت پرستی کی سرزمین نے اس کی فوج پر جو خرابی وابتری کا اثر ڈالا' وہ اس غارت کرنے والی مسرت کے اثر سے بھی بڑھا ہوا تھا' جو ہنی بال [۲] کے سپاہیوں میں شہر کیپوا کی عشرت پرستیوں سے نمایاں ہوا تھا' جس کی بدولت وہ لوگ ضعیف و ناتواں ہو گئے تھے۔

ان سرداروں نے اطالیہ کے سواحل سے ارادہ کیا کہ سمندر کے راستہ سے روانہ ہو کے ایشیا پہنچ جائیں۔ چنانچہ ہیوغ شہر باری (اٹلی) سے جہاز پر سوار ہوا۔ اور اگر شہزادی انا کامنینا کے بیان کا اعتبار کیا جائے جو اس دور کی ایک مورخہ بھی تھی اور وہ اپنے باپ الیکسوس فرمان روائے قسطنطنیہ کی پرستش کرتی تھی' تو اس بحری سفر کا نتیجہ ہوا کہ ہیوغ کے جہاز اطالیہ سے لنگر اٹھا کے پیلوس اور درتچلیم کے سواحل تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ انہیں طوفان نے آ گھیرا۔ سب جہاز منتشر ہو گئے۔ وہ جہاز جس پر خود ہیوغ سوار تھا اس کے

---

[۱] فلپو پولس (موجودہ Plovdiv) بلغاریہ کا مشہور شہر ہے جو سکندر اعظم کے باپ فلپ سے منسوب ہے۔ (م ف)

[۲] ہنی بال' قرطاجہ یا کارتھیج (تیونس) کا سپہ سالار اور حکمران تھا جو ۲۱۸ ق م میں سپین اور فرانس کے راستے روم پر حملہ آور ہوا تھا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے اور آندھی کے تھپیڑے کھاتا ہوا اس بندرگاہ پر پہنچا جہاں شہنشاہ الیکسوس کی طرف سے اس کا بھتیجا جان کامنیوس صوبہ دار تھا۔ اس صوبے دار نے اسے جہاز سے اتار کے اپنی حراست میں لے لیا اور اس وقت تک روک لیا جب تک کہ خود شہنشاہ کے پاس سے رہائی کی اجازت نہ آئے۔ الیکسوس ایک دور اندیش اور ہوشیار فرماں روا تھا' چنانچہ یہ خیال کر کے کہ ایسے معزز قیدی کے ذریعے سے کتنا بڑا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے حکم بھیج دیا کہ یہ معزز قیدی پوری حفاظت و حراست کے ساتھ خاص قسطنطنیہ کو روانہ کیا جائے۔ الغرض وہ قیدیوں کی طرح الیکسوس کے دارالسلطنت میں لایا گیا جہاں اگرچہ بہ ظاہر اس سے بہت کچھ خلق اور دوستی کا برتاؤ کیا جاتا تھا' مگر اصل میں وہ مقید اور نظر بند تھا۔ تاہم الیکسوس کے ظاہری اخلاق کا ہیوغ پر اس قدر اثر ہوا کہ فوراً اس کی فرماں برداری اختیار کر لی۔ اور صرف اس قدر نہیں بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اپنی طرح دیگر سرداروں کو بھی میں آپ کا مطیع و منقاد بنا دوں گا۔

یہاں یہ مراتب طے ہو چکے تھے اور ادھر گاڈ فرے نے شہر فلپو پولس سے الیکسوس کے پاس ایلچی بھیجے اور درخواست کی کہ ہیوغ کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ الیکسوس نے اس سفارت کو مسترد کر کے انہیں خالی ہاتھ واپس کیا۔ اور گاڈ فرے یہ فیصلہ کر کے کہ یہ زمین بھی دشمنوں کی قلمرو خیال کی جائے' آگے بڑھا اور ایڈریا نوپل ہوتا ہوا ۱۰۹۶ء میں کرسمس کے زمانے میں عین دارالسلطنت قسطنطنیہ کے سامنے جا پہنچا۔

اس زبردست بہادر اور اس بڑی بھاری فوج کو دیکھ کے الیکسوس دل میں ڈرا۔ اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ فوج اتنی ہی نہیں بلکہ ان کے پیچھے ایک اور زبردست لشکر بھی آ رہا ہے' جس کے سپہ سالار بوہیمانڈ اور ٹنکرڈ ہیں' تو ڈر کے درجے سے گذر کے اس کے دل پر ان لوگوں کی ہیبت چھا گئی۔ الیکسوس کے خیال میں گاڈ فرے کی نسبت تو سوا اس کے اور کوئی بات نہ تھی کہ اس نے جنگ صلیبی کا عہد کیا ہے' مگر بوہیمانڈ کو وہ خوب جانتا تھا کہ وہ اس کا دشمن ہے اور خود اس کی سلطنت کے ایک بڑے حصے کا دعویدار ہے۔ پیاسنزا کی کونسل میں پوپ اربن دوم کے سامنے اپنے ایلچیوں کے ذریعے سے خود اس نے آہ و زاری کی تھی۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدین کی اس فوج کا یہاں جمع ہونا دراصل اسی آہ وزاری کا نتیجہ تھا۔ یہ لشکر ایک ذرا سی غلطی سے اس کا دشمن بن سکتا تھا۔ پھر اس اندیشے کے ساتھ اس کے دل میں دو اور خواہشیں تھیں۔ ایک یہ کہ کسی طرح فوج کو اس کی منزل مقصود کی طرف روانہ کر کے اپنی جان چھڑائے اور دوسری یہ کہ اس صلیبی فوج کے صرف سرداروں ہی پر اس کا قابو نہ رہے' بلکہ صلیبی مجاہد ارض شام میں جو فتوحات حاصل کریں ان سے بھی وہی فائدہ اٹھائے۔

الغرض ہیوغ گاڈ فرے کے پاس بھیج دیا گیا۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہوا کہ اس باہمی نزاع میں کسی قدر تخفیف ہوگئی مگر پورا تصفیہ نہیں ہوا۔ دوست بنانے کی جگہ کسی کو دشمن بنا لینا آسان ہے۔ اب الیکسوس کے لیے سب سے پہلا یہ کام تھا کہ اپنے پرانے دشمن بوہیمانڈ کے پہنچنے سے پہلے ان تمام سرداروں اور فرماں رواؤں کو اپنا مطیع بنائے جو اس کے دارالسلطنت کے گرد اترے ہوئے تھے۔ اس غرض میں اسے پوری کامیابی ہوئی۔ ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے الیکسوس نے اقرار کیا کہ اس مشرقی صلیبی مہم میں ان کو رسد پہنچائے گا' اور ہر طرح سے ان کا ممد و معاون رہے گا۔ اور تمام زائرین ارض مقدس جو اس کی مملکت میں سے ہو کے گذریں گے ان کی حفاظت کرے گا۔

دوسری جانب صلیبی فوج کے سرداروں نے بحیثیت دیگر سلاطین کی رعایا ہونے کے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ ہمیشہ اس کے فرماں بردار رہیں گے اور جس وقت تک اس کی مملکت کے حدود کے اندر رہیں گے اسے اپنا مالک اور ولی نعمت سمجھیں گے اور اس کی قلمرو کے وہ اضلاع بھی اسے واپس کر دیں گے جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس معاہدے کی تکمیل کے لیے الیکسوس نے ان مغربی بہادروں سے اپنی شان وشوکت اور مرتبے سے نیچے اتر کر ملاقاتیں کیں اور اکثر اوقات اسے ان لوگوں کی بعض گستاخیاں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

صلیبی جنگجوؤں کے لیے الیکسوس کی کفالت وسرپرستی

اس معاہدے کی تکمیل کے بعد جب بوہیمانڈ قسطنطنیہ پہنچا اور سنا کہ اس کے ہمراہی رئیسوں نے بجائے خودمختار سردار رہنے کے بازنطینی سلطنت (قسطنطنیہ) کے فرماں روا کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت قبول کر لی' تو اسے بہت ناگوار ہوا۔ لیکن فلانڈرس کا رئیس رابرٹ الیکسوس کی تائید کرتا تھا' اس لیے کہ اس کے باپ کے شہنشاہ سے آٹھ برس پیشتر گہرے تعلقات تھے جن کی وجہ سے اس موقع پر اس نے اپنے باپ کے دوست کی دوستی کا خیال کیا۔ بوہیمانڈ نے بھی دیکھا کہ اس وقت مجھے اپنے ہمراہیوں کا ساتھ دینا ہی مناسب ہے' پھر اس کے بعد چاہے جو کچھ ہو۔

الغرض وہ بھی شہنشاہ الیکسوس کا مہمان ہوا۔ نمائشی مسرت کے ساتھ تاجدار قسطنطنیہ کی خوشامدیں سنیں اور ایک بہت بڑے انعام یا رشوت کو قبول کر کے اپنے فرماں بردار ہو جانے کا بھی یہ ثبوت دیا' کہ اپنے لیے شہنشاہ مذکور سے گرینڈ ڈومسٹک یعنی معتمد اعظم کے عہدے کی استدعاء کی۔ شہنشاہ نے یہ درخواست اس وعدے پر ٹالی کہ میں تمہیں خودمختار کر دوں گا۔ اور یہ جواب دیتے ہی شہنشاہ سرگرمی کے ساتھ گاڈفرے کی طرف متوجہ ہو گیا جو خلوص اور سادگی کے ساتھ اس سے دوستی ظاہر کرتا تھا۔ صلیبی فوج کے اس بے غرض بہادر گاڈفرے کو صرف اپنے عہد کے پورا کرنے کی جلدی تھی اور الیکسوس نے دل میں خیال کیا کہ اسے متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لینے میں نہ تو مجھے اپنی کسی حسرت کا خون کرنا پڑے گا اور نہ میں کسی ناگوار خاطر معاہدے کا پابند ہو جاؤں گا۔ خلاصہ یہ کہ شہنشاہ نے گاڈفرے کو اپنا متبنیٰ بنا لیا۔

طولوز کے ریمنڈ کا دشوار گزار سفر قسطنطنیہ

الیکسوس کی دانائی اور رشوتیں بوہیمانڈ کی مخالفت اور عدوات پر غالب آ گئیں۔ اب الیکسوس کو طولوز کے سردار ریمنڈ کے مقابلے میں اس سے بھی بڑی مشکل پیش آنے والی تھی جس نے صلیبی جہاد کا عہد تو سب سے پہلے کیا تھا مگر روانہ سب کے بعد ہوا۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں کبھی اور کوئی سفر نہ کروں گا' مگر ہاں اس سفر میں پوری طرح تیاری کر کے قدم رکھوں گا۔ جن راستوں سے صلیبی جنگ کے دیگر سردار روانہ ہوئے تھے ان کو چھوڑ کے وہ لومبارڈی [1] کے راستے چل کھڑا ہوا۔

---

[1] شمالی اٹلی کا ایک علاقہ لومبارڈ قوم کے نام پر لومبارڈی کہلاتا ہے (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بہت دور تک اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ مگر جب ڈالمیشیا [1] اور اسنیو و نیا [2] کے پہاڑوں اور اس سرزمین کی غیر آباد وادیوں میں پہنچا تو اور ہی صورت نظر آئی۔ وہاں کے لوگ جن کا سرمایہ ان کے مویشی تھے' اپنے گلوں کو دشوار گذار دروں میں بھگا لے گئے۔ اور صلیبی فوج والے بجائے اس کے کہ ان کو لوٹیں خود ہی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ ایک طرف تو انھیں کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی اور دوسری طرف ان میں سے جو لوگ اپنے گروپ سے علیحدہ ہو جاتے فوراً چوروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھوں مارڈالے جاتے۔

ریمنڈ نے اس کا بدلہ یوں لیا کہ وہاں کے باشندوں میں سے جو کوئی ہاتھ لگا فوراً اس کے ہاتھ اور ناک کان کٹوا ڈالے، آنکھیں نکلوا دیں اور چھوڑ دیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہاں کے لوگوں نے سخت بغاوت اور جوش کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ آگے بڑھ کے اسکودرا [3] میں سرویا کے سردار بودین کے ساتھ اس نے ایک قسم کا معاہدہ کیا' مگر باوجود ایک دوست کے پیدا ہو جانے کے یہ ایسی سرزمین تھی کہ اس میں اتنی بڑی فوج کے گزر اسر کے لیے بہت ہی کم چیزیں مل سکتی تھیں۔ بہر حال بہت ہی مصیبتیں برداشت کرتی ہوئی یہ فوج آگے بڑھی۔

ریمنڈ کا الیکسوس کی فرمانبرداری سے انکار کرنا

مگر باوجود ان دشواریوں کے یہ سن کے حیرت ہوتی ہے کہ ریمنڈ نے جس وقت شہنشاہ یونان کی اطاعت قبول کرنے سے قطعاً انکار کیا' اس وقت بھی اپنے آپ کو ایک لاکھ بہادروں کا سردار بتلایا۔ یہ سردار جو طولوز کا نواب تھا اپنے آپ کو شہنشاہ فرانس کا بھی تابع فرماں نہیں سمجھتا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے کہلا بھیجا کہ میں برابر کی حیثیت سے الیکسوس کا

---

[1] ڈالمیشیا موجودہ ملک کروشیا' کا ساحلی علاقہ ہے جو بوسنیا اور بحیرۂ اڈریاٹک کے مابین واقع ہے (م ف)

[2] اسنیو نیا سے مراد غالباً مونٹی نیگرو ہے جو ڈالمیشیا اور البانیہ کے درمیان واقع ہے۔ مونٹی نیگرو (یا ترکوں کا ''قرہ داغ'') کے معنی ہیں ''سیاہ پہاڑ'' ۲۰۰۶ء میں مونٹی نیگرو، سربیا سے الگ ہو کر ایک آزاد ملک بن چکا ہے۔ (م۔ف)

[3] اسکودرا' البانیہ کا ایک شہر ہے۔ ترک اسے سقوطری کہتے تھے۔ عہد حاضر کے عظیم محدث ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اسکودرا (اشقودرہ) ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وست بننے کو موجود ہوں' مگر اس کا فرماں بردار نہ بنوں گا۔ اور اپنے اس ارادے پر یہاں تک استقلال سے قائم رہا کہ بوہیمانڈ نے بھی اسے یہ دھمکی دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو میں الیکسوس کا ساتھ دوں گا۔ مگر اس نے پروانہ کی۔

الیکسوس نے دل میں خیال کیا کہ ریمنڈ سے مقابلہ دراصل ایسے شخص سے مقابلہ سمجھا جا سکتا ہے جو گاڈ فرے کا سا پر جوش' صاف دل اور مستقل مزاج ہو۔ لہٰذا استمالت اور دوست بنانے کی کارروائی شروع کی۔ اور گو اسے اپنا مطیع نہ بنا سکا مگر ظاہری خاطر مدارات سے اس سن رسیدہ بہادر کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیا' اور اس کے سامنے یہ خیال ظاہر کیا کہ مجھے فرینک لوگوں یعنی ''فرانس والوں'' کی وحشیانہ عادات سے نفرت ہے اور بوہیمانڈ کی طرف سے بڑا اندیشہ ہے۔ اس کی بیٹی انا کامنینا جو اس دور کی واقعہ نگار ہے وہ بھی اپنے باپ کو ریمنڈ کا قدر دان دیکھ کے اس سے بہت ہی مانوس ہو گئی اور اس کی اس قدر گرویدہ ہوئی کہ اس کی بابت لکھتی ہے کہ ''ان وحشیوں میں اسے ایسا ہی امتیاز حاصل تھا جیسا کہ ستاروں کو آفتاب میں حاصل ہے۔''

الیکسوس کا برتاؤ صلیبیوں کے ساتھ

الیکسوس جس وقت ان تدبیروں سے گاڈ فرے' ریمنڈ' بوہیمانڈ اور ٹنکرڈ کے ساتھ مناسب برتاؤ کرنے میں مشغول تھا' اسی وقت صلیبی گروہوں کو آبنائے باسفورس کے اس پار اتارنے کی فکر میں بھی مصروف تھا' جن کی طرف سے اسے یہ اندیشہ تھا کہ ایسا نہ ہو ایک ٹڈی دل کی طرح اس کے دارالسلطنت پر آ پڑیں۔ ان لوگوں کو بلا لینا تو آسان تھا لیکن نکالنا دشوار تھا۔ بہر حال بڑے دن کو گزرے جب دو مہینے سے زیادہ عرصہ ہو گیا' تو گاڈ فرے مارچ ۱۰۹۷ء میں ایشیا کی حدود کے اندر داخل ہوا۔ غنیمت ہوا کہ الیکسوس اور ان خطرناک دوستوں کے درمیان جنھوں نے آتے ہی ابتداءً لڑائی کی دھمکی دی تھی اب ایک آبنائے حائل ہو گئی۔

یکایک صلیبیوں میں افواہ اڑ گئی کہ الیکسوس نے انھیں دلدلوں میں پھنسا دیا ہے' تاکہ انھی میں پھنسے پھنسے فاقوں مر جائیں۔ یہ خبر اڑتے ہی صلیبی جنگجوؤں نے اس کے ملک پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملہ کر دیا۔ اس سے الیکسوس دل میں سمجھ گیا کہ اگر یہ افواہ سچ نکلی تو کیا نتائج پیدا ہوں گے۔ غالباً اس نے ان لوگوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ مگر اس میں بھی کچھ دریغ نہیں کیا تھا کہ اس کی رعایا صلیبیوں کو کھوٹے روپے دے دے کے ان کے کھرے اور بے میل روپے سب اپنے قبضے میں کر لے۔ مگر اب یہ رنگ دیکھ کے اسے مناسب معلوم ہوا کہ یہ فعل بھی ترک کر دے اور اپنے گذشتہ طرزِ عمل کے خلاف اس سرگرمی سے ان لوگوں کی مدد کرنے لگا کہ معلوم ہوتا تھا گویا صلیبی بہادر اس کے نوکر ہیں اور سب کے سب اسی کے خزانے سے تنخواہ پا رہے ہیں۔

صلیبی جنگجوؤں کا باسفورس سے اُترنا

گاڈ فرے کے لوگ جیسے ہی باسفورس کے مشرقی ساحل پر اترے، وہ تمام جہاز جو انھیں لائے تھے مغربی ساحل کو واپس چلے گئے۔ اور ساتھ ہی الیکسوس نے نہایت ہی ہوشیاری و دانائی سے بہت کچھ صرف کر کے اپنے دارالسلطنت کے اطراف و جوانب کو ان صلیبی گروہوں سے صاف کر لیا جنھوں نے حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ جس عجلت کے ساتھ آئے تھے اسی عجلت سے پار اتار دیے گئے۔ اور جب پنٹی کاسٹ کے دن [1] ساحل یورپ پر کوئی لاطینی زائر باقی نہ رہا تب جا کے شہنشاہ الیکسوس کو پورا اطمینان حاصل ہوا۔

یونانیوں اور لاطینی صلیبیوں کے باہمی مذہبی و ثقافتی اختلافات

اس تمام زمانے میں لڑائی کا بہت اندیشہ رہا۔ اور یہ اندیشہ محض اس وجہ سے نہ تھا کہ صلیبی لوگ ہتھیار بند تھے اور اس شہنشاہ کی قلمرو میں سے گزر رہے تھے، جو ان کے ساتھ شریک نہ ہونے کا وعدہ کر چکا تھا۔ بلکہ اصلی اندیشہ اس اختلاف کی وجہ سے تھا جو یونانیوں اور لاطینیوں کے رسم و رواج، خیالات و عقائد، عادات و اطوار اور طرز معاشرت اور قوانین میں تھا۔ یونانیوں میں جاگیرداری اور زمینداری ایک بہت قدیم زمانے کی چیزیں تھیں بلکہ

[1] مسیحیوں میں یہ تیوہار اس تقریب سے منایا جاتا ہے کہ اس دن روح القدس کا سیدنا مسیح کے شاگردوں پر نزول ہوا تھا۔ اس مذہبی تقریب کو ہوسٹ سنڈے بھی کہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی چیزیں تھیں جنھیں اب وہ جانتے بھی نہ تھے۔ جو حالت مغربی یورپ میں ان دنوں تھی وہ یونانیوں میں تقریباً پندرہ صدیاں پیشتر تھی جب کہ سولون، تھسلی اور ایتھنز کے ان رئیسوں کا زمانہ تھا جو شہنشاہ فارس زرکشیز ''کیخسرو'' کے بہت موثر دوست اور اس کی اغراض کے شریک تھے۔

ادھر صلیبی فوجوں بلکہ ان کے سرداروں کی نظر میں کوئی چیز اس قدر قابل نفرت نہ تھی، جس قدر کہ ایک ہی سردار کے ماتحت اور فرماں بردار ہونا جو سب کو ایک ہی نظر سے دیکھے۔ مقامی ظلم اور خانہ جنگی کا حق جن میں کسی شخص اور کسی چیز کا لحاظ نہ کیا جائے ان کی نظر میں ہر چیز سے زیادہ عزیز تھے۔

مشرقی یورپ کے باشندوں کے نزدیک جان و مال کی حفاظت بہت بڑی چیز تھی، جس کے حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے فرماں رواؤں کا ظلم اور ان کی بدسلوکیاں بھی برداشت کر لیتے تھے۔ اگرچہ اب ہیروڈوٹس کے زمانے کی سی حالت تو نہ تھی مگر پھر بھی اس وقت تک وہ لوگ قانون کو اپنا بادشاہ سمجھتے تھے۔ بخلاف ان کے لاطینی لوگ قانون سے واقف بھی نہ تھے۔

اس کے ساتھ ہمیں اس فرق کو بھی نہ بھولنا چاہیے جو مشرقی اور مغربی مقتداؤں اور پادریوں کے درمیان تھا۔ مغرب کے پادری تجرد کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے، جس بات کو پطرس ڈمیانی اور ہلڈی برینڈ جیسے مقتدایان اعظم نے فرض قرار دے دیا تھا۔ اس رسم کی وجہ سے مغربی پادری بالکل پستی میں گرتے جاتے تھے۔ بخلاف ان کے مشرقی پادریوں میں شادی کرنا جائز سمجھا جاتا تھا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پادری بننے سے پیشتر نکاح کر چکے ہوں۔ اس اختلاف کے نتیجے میں لاطینی پادریوں کا ایک گروہ اور فرقہ قائم ہو گیا تھا جو روم کے پوپ کو اپنا سرگروہ مانتے تھے اور اس کے سوا کسی دنیاوی بادشاہ کی فرماں برداری کے خیال کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اس طرح سلطنت کے اندر ایک اور سلطنت یا ہر فرمان روا کی قلمرو کے اندر پوپ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بادشاہت کا قائم ہو جانا ایک ایسا خیال تھا جو یونانیوں اور مشرقی یورپ والوں میں ابھی تک پیدا نہیں ہوا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ مغربی یورپ کے پادری اپنے مشرقی دینی بھائیوں کو ان کی اس کمزوری و بزدلی کی وجہ سے حقیر جانتے اور کہتے تھے کہ وہ سب ایک دنیاوی حکمران کے فرماں بردار ہیں۔ اس کے مقابلے میں مشرقی یورپ کے پادری مغربی اسقفوں' پادریوں اور راہبوں کو گھوڑوں پر سوار خون آلود تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے میدان جنگ میں پھرتے دیکھ کے متحیر ہو جاتے تھے اور انھیں عبرت و وحشت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

لہٰذا ایسی دو قوموں اور فرقوں کے درمیان اتفاق پیدا ہونا ویسا ہی غیر ممکن تھا جیسا کہ تیل اور پانی کا مل جانا غیر ممکن ہوتا ہے۔ ان اختلافات اور خیالات کے نتیجے میں دونوں میں سے ہر فرقہ دوسرے کو اپنے دلی شکوک کی بدولت شک' حسد اور نفرت کی نگاہ سے دیکھ کے مکار' جھوٹا اور ظالم سمجھتا تھا۔

اس طرح ہلسپانٹ اور باسفورس کے مشرقی ساحلوں پر ایسے دشمن جمع ہو گئے تھے جن کی تعداد اس فوج سے بھی بدرجہا زیادہ تھی جسے ساتھ لے کر کیخسرو [1] نے یورپ پر حملہ کیا تھا۔ اور اس لشکر کے مقابلے میں اس فوج کی بھی کوئی وقعت نہ تھی جسے اسکندر رومی اپنے ہمراہ لے کے ایشیا پر فتح یاب ہوا تھا۔ جب کوئی قوم یا مختلف فرقے اپنے کل افراد' مرد، عورتیں اور بچے تک کسی کام کے لیے بھیج دیں تو ان کی تعداد کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہم کونٹ بالڈون کے پادری کے اس بیان کو کہ کل صلیبی سپاہیوں کی تعداد چھ لاکھ سے کم نہ تھی' مبالغہ سمجھیں تو بھی یہ امر خلاف قیاس نہیں ہو سکتا کہ پہلی صلیبی لڑائی کے موقع پر ایک

---

[1] یونانی مورخین کا بیان ہے کہ کیخسرو نے تقریباً پچاس لاکھ فوج سے یورپ کے ملک یونان پر حملہ کیا تھا جس میں شہر اسپارٹا کے چند بہادر تھرماپولی کی گھاٹی میں بڑی بہادری سے مقابلہ کر کے مارے گئے تھے۔ اس لڑائی کو یونانی اپنا فخر خیال کر کے زور دے دے کر بیان کرتے ہیں اور آج بھی سارا یورپ فخریہ بیان کر رہا ہے مگر ایرانیوں کی روایات میں کہیں اس کا پتہ نہیں۔ لہٰذا یقیناً اس میں زیادہ حصہ مبالغہ اور فضول گوئی کا ہے۔ قیاس میں نہیں آ سکتا کہ اس زمانے میں کوئی بادشاہ پچاس لاکھ فوج سے اتنی دور کوچ کر سکا ہو اور پھر اس نے شکست فاش بھی کھائی ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھ مسیحی سوار ہلکی زرہیں پہنے ہوئے سرزمین روم (اناطولیہ) کے میدانوں میں جمع ہو گئے تھے۔

جون ۱۰۹۷ء میں نیقیہ کا محاصرہ اور اہل شہر کا الیکسوس کی اطاعت کرنا

اب عنقریب ان کی قوت و جرأت کا امتحان ہونے والا تھا۔ اب ان کا اوران ترکوں کا مقابلہ تھا، جن کی بزدلی پر اربن دوم نے کلر مانٹ کی کونسل میں اس قدر زور دیا تھا۔ سلطان داؤد قلیج ارسلان ۔نے یہ کارروائی کی کہ اہل و عیال اور خزانے کو تو اپنے دارالسلطنت نیقیہ میں چھوڑا اور خود پچاس ہزار سوار لے کر اردگرد کے پہاڑوں میں چلا گیا جہاں سے وقتاً فوقتاً نکل کے مسیحیوں کے مورچوں پر حملہ کرتا۔ اور جب موقع پاتا تو انھیں نیست و نابود کر دیتا۔ صلیبیوں کے مورچے شہر کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور محاصرہ کرنے والوں کے پرانے رومی آلات جنگ کا چھ سات ہفتوں تک شہر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور محصورین کا یہ عالم تھا کہ اس پہاڑی پر سے جہاں پطرس راہب کے مجنون پیروؤں کی ہڈیوں کے انبار لگے تھے باڑھیں مار مار کے، مسیحیوں کو برابر منتشر کر دیتے۔

شہر نیقیہ ۔کے مغربی پہلو پر اسکانیان نامی ایک جھیل واقع تھی۔ یہ جھیل جس وقت تک ترکوں کے قبضے میں تھی انھیں محاصرہ کرنے والوں سے کسی بات کا کھٹکا نہ تھا۔ لیکن الیکسوس نے اس جھیل میں ڈالنے کے لیے بہت سی کشتیاں بھیج دیں۔ آخر مجبور ہو کے اور یہ دیکھ کر کہ اب خشکی کی طرف۔ سے بھی اور پانی کی طرف سے بھی حملہ ہو رہا ہے محصورین نے نہایت ہی عقل مندی سے شہنشاہ الیکسوس کی فرماں برداری تسلیم کر لی۔ شہنشاہ مذکور یہ نہیں چاہتا تھا کہ صلیبی لوگ اس سرزمین کے مالک ہو جائیں۔

خلاصہ یہ کہ صلیبی سپاہی آخری حملے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں شہر کی دیواروں پر شہنشاہی جھنڈا اڑ رہا ہے۔ ان ''بدمعاشوں'' یا ''بے دینوں'' کو (صلیبی لوگ محصورین کو انھی القاب سے یاد کرتے تھے) لڑائی کے تمام خراب نتائج سے محفوظ و مامون رہتے دیکھ کر صلیبی جنگجوؤں کو بہت غصہ آیا۔ لیکن الیکسوس نے بہت کچھ دے دلا کے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشامد درآمد کر کے ان پر یہ ظاہر کیا کہ میری صرف یہ خواہش ہے کہ آپ لوگ جس طرح ہو سکے خیریت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔

یہاں سے روانہ ہو کے صلیبی سپاہی چند منزلیں طے کرنے پائے تھے کہ پھر دشمن ''ترکوں'' کا سامنا ہوا۔ یہ لڑائی ڈوری لائیوں کے قریب ہوئی جو قدیم صوبہ فریجیا کے علاقے میں ہے۔ ابتدا میں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں صلیبیوں کو شکست فاش ہو گئی۔ کئی مرتبہ یہ حالت ہوئی کہ شکست ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اور لوگ بھاگنے کو تھے کہ نارمن رابرٹ، ٹنکرڈ اور بوہیمانڈ نے صرف اپنی ذاتی بہادری سے شکست کو فتح کی صورت میں نمایاں کر دیا۔ اور جب ان لوگوں کے بھی قدم اکھڑنے لگے تو عین وقت پر گاڈ فرے اور ورمانڈوا کا ہیوغ' پوئی کا بشپ ایڈ ہیمار اور طولوز کا نائٹ ریمنڈ ان کی مدد کو پہنچے۔ لیکن اب بھی ترکوں کے قدموں کو لغزش نہ ہوئی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی بہت دیر تک اپنی جگہ پر جمے رہیں گے۔ ناگہاں ریمنڈ کی فوج کے آخری دستے کے آ پڑنے سے ان کے دل میں یہ دہشت سما گئی کہ صلیبیوں کی اور کمک آ گئی۔

کوگنی اور لیڈیا سے انطاکیہ کی طرف کوچ

آخر صلیبیوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ فریق مخالف کے تین سورما مارے گئے۔ اور قلیج ارسلان فوراً روانہ ہو گیا کہ اپنی قوم سے اور مدد لے۔ اس اثناء میں رومی جنگجوؤں کے گروہ کوگنی (قدیم شہر اقونیوم (موجودہ قونیہ)، ہرقلہ اور علاقہ لیڈیا[1] کے شہر انطالیہ میں سے گزرتے ہوئے بڑے جوش و خروش اور زور و شور سے آگے بڑھے۔ ان کے لیے بڑے بڑے خطرے بھی تھے۔ اور ان کی مصیبتیں بھی نہایت سخت تھیں۔ قلیج ارسلان کا بیٹا دس ہزار سواروں کے ساتھ ان کے آگے آگے گیا تھا اور ہر شہر کے پھاٹک پر کہتا گیا تھا کہ ہم بھاگ کے نہیں بلکہ دشمنوں پر فتح حاصل کر کے آئے ہیں۔ راہ میں وہ جہاں جہاں سے گزرا' جو کچھ

---

[1] ایشیائے کوچک یا اناطولیہ (موجودہ ایشیائی ترکی) کا وسطی و مشرقی علاقہ لیڈیا کہلاتا تھا۔ اقونیم کو آج کل قونیہ کہتے ہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا لوٹ لیا۔ شہروں کے گرجے برباد کر دیے۔ مکان ویران کر ڈالے اور کھلیان خالی کر دیے۔ صلیبی سپاہی ان کے پیچھے جس جگہ پہنچے اسے لٹا ہوا پایا اور دھوپ سے بھی سخت تکلیف اٹھائی۔ سینکڑوں آدمی گرمی کی شدت سے ہلاک ہو گئے۔ اور گھوڑے اس قدر مرے کہ آخر بار برداری کا کام کتوں اور بکریوں سے لینا پڑا۔

ٹنکرڈ اپنی فوج کے ساتھ یہ مصیبتیں جھیلتا ہوا شہر طرسوس کے سامنے پہنچا جو مسیح کے اس شاگرد کا وطن ہے جس کی تعلیم ان صلیبی عیسائیوں کے اعتقاد کے بالکل خلاف تھی۔ [1] بالڈون جو ٹنکرڈ کے پہنچنے کے تھوڑے ہی وقت کے بعد یہاں پہنچا تھا' طرسوس کے میناروں پر اطالیہ کے سردار کا جھنڈا اڑتے دیکھ کر برہم ہوا اور اصرار کرنے لگا کہ اس جھنڈے کے بجائے خود اس کا جھنڈا نصب کیا جائے۔ ٹنکرڈ نے اس قسم کے عذرات پیش کر کے کہ لوگوں کی یہی مرضی تھی اور خود بھی ان کی حمایت و ہمدردی کا وعدہ کیا۔ لیکن جب بالڈون نہ مانا اور شہر والوں نے اُس کو شہر میں گھسنے دینے سے انکار کیا تو اسے غصہ آ گیا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ٹنکرڈ اور بالڈون کے درمیان لڑائی ہوئی جس میں ٹنکرڈ نے شکست کھائی۔ صلیب کے پاک بہادروں میں نا اتفاقی اسی جگہ سے شروع ہوئی۔ اب یہاں ٹھہرنا خود اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں برباد کرنا تھا۔ لہٰذا یہ صلیبی فوج پھر اپنے پرخطر اور سراپا مصیبت سفر پر روانہ ہوئی۔

بالڈون کے ہاتھوں ایڈیسا کی فتح

یہ فوج جس وقت کوہ طوروس کے پہلوؤں پر چڑھ رہی تھی اس وقت بہت تھوڑی فوج اس کے برباد کر دینے کے واسطے کافی ہوتی اور ایسے وقت پر نہ تو ریمنڈ اس کی مدد کر سکتا جسے ابھی ابھی اپنی سخت بیماری سے صحت حاصل ہوئی تھی نہ گاڈفرے جسے ایک ریچھ نے زخمی کر دیا تھا۔ مگر بات یہ تھی کہ اس زمانے میں ناکامی کی وجہ سے دشمنوں کا دل ٹوٹ گیا تھا۔

[1] یہ اشارہ پولوس کی طرف ہے جو باوجودیکہ سیدنا مسیح کی زندگی میں ان پر ایمان نہیں لایا تھا، حواریوں اور شاگردوں میں شمار کیا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ اسے بہت زیادہ مانتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ کیتھولک لوگ یعنی کلیسائے روم والے اس کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاڈفرے کا بھائی بالڈون بہ عجلت تمام ایڈیسا کے ظالم فرماں روا کی مدد کو روانہ ہوا جو یونانی یا ارمنی تھا۔ اس ارمنی سردار نے بالڈون کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ لیکن جب بالڈون اس شہر میں داخل ہو گیا تو پھر اس نے ان حقوق کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا جن کی بدولت اسے یہاں آنا نصیب ہوا تھا۔ وہ اس سلطنت پر قابض ہو گیا اور اپنے اس منہ بولے باپ کے مرتے ہی ایڈیسا میں ایک لاطینی سلطنت قائم کر لی جو ۵۴ سال' یا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے ۴۷ برس تک قائم رہی۔

بالڈون کو امید تھی کہ ایڈیسا بلاشرط قبضے میں آ جائے گا۔ لیکن ایڈیسا کے بعض لوگوں پر ترکی گورنر کا اثر تھا۔ اس نے جب تک دس ہزار اشرفیاں نہ لے لیں شہر پر قبضہ نہ کرنے دیا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد یہ ترکی افسر بالڈون کے ہاتھ لگ گیا جس نے اسے قتل کر ڈالا۔

صلیبی جنگجوؤں کا انطاکیہ پہنچنا

اسی زمانے میں صلیبی فوج شام کے دارالسلطنت انطاکیہ کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی۔ جس قدیم شہر کی شان و شوکت' دولت و حشمت' عمدگی اور ناجائز عیش و عشرت کی شہرت ساری رومی دنیا میں پھیلی ہوئی تھی' اس شہر کی بہت بڑی شان و شوکت کا زمانہ گزر چکا تھا' شہر پناہ قریب الانہدام تھی۔ بعض عمارتیں گرنے کو تھیں اور بعض گر چکی تھیں۔ لیکن ایسے دشمن کے مقابلے میں جو اس بات کو جانتا بھی نہ تھا کہ شہروں کا محاصرہ کیونکر کیا جاتا ہے یہ شہر اب بھی ایک آہنی قلعہ کی طرح مستحکم اور دشوار گزار تھا۔ صلیبی لوگ اس وقت تک شہر کا محاصرہ ہی نہ کر سکتے تھے جب تک ایک آہنی پل عبور نہ کر لیں۔ اس پل میں چونکہ لوہے کے پتر لگے ہوئے تھے لہٰذا لوہے کا پل کہلاتا تھا۔ یہ پل پتھر کی نو محرابوں پر قائم تھا اور شہر سے نو میل کے فاصلے پر نہر افرین کو قطع کرتا تھا۔ گاڈفرے کی مدد سے رابرٹ آف نارمنڈی نے ایک سخت حملہ کر کے اس پل پر قبضہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی ایک لاکھ نبرد آزما اس بیش بہا چیز کے لینے کو جو اب گویا ان کے ہاتھ ہی میں آ چکی تھی' اس پل پر سے جلدی جلدی گزرنے لگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاصرۂ انطاکیہ

لیکن یہ شہر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھا جو مدت سے یونانیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کے عادی تھے اور لاطینی مسیحیوں کی جرات و سپہ گری سے ابھی تک واقف نہ تھے۔ عیسائیوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا اور وہ استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ سلجوقی گورنر باغیسیان نے اگر شرارت سے نہیں تو محض بے فائدہ بہت سے عیسائیوں کو جو شہر کے اندر آباد تھے باہر نکال دیا۔ [1] ادھر صلیبی سرداروں نے آپس میں مشورہ کر کے ارادہ کیا کہ یہ مہم آئندہ فصل بہار تک ملتوی رکھی جائے۔ مگر ریمنڈ آف طولوز نے اور چند سرداروں نے مخالفت کی اور کہا ''لڑائی کا ملتوی رکھا جانا ہمارے ڈر جانے پر محمول کیا جائے گا۔ اور اگر دشمن کے دل میں، ہمارے بودے پن کا ذرا بھی خیال پیدا ہو گیا تو ہماری کامیابی میں خلل پڑ جائے گا۔''

الغرض جہاں تک بنا اور جس قدر اس صلیبی فوج سے ہو سکتا تھا فوراً شہر کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس طرح ایک ایسا محاصرہ شروع ہوا جس کی کسی فوجی مورخ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہو سکتی اور جس میں اگر کامیابی ہوئی بھی تو صرف ایک فریق کے جوش اور دوسرے فریق کی طرف کسی عمدہ سردار کے نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی' نہ اس سبب سے کہ محصور لوگ بزدل تھے اس لیے کہ ادھر کے پانچ پھاٹکوں میں سے صرف دو بند کیے گئے اور ترکوں کو اس

---

[1] عرب مورخین کا بیان ہے کہ جب مسیحیوں نے انطاکیہ کو گھیر لیا تو باغیسیان نے پہلی ہوشیاری یہ کی کہ شہر کے چاروں طرف، خندق کھودنے کے لیے مسلمانوں کو نکالا۔ اور دن بھر کام کے بعد انھیں پھر شہر کے اندر کر لیا۔ دوسرے دن اسی کام کے لیے اس نے شہر کے تمام عیسائیوں کو نکالا۔ مگر دن بھر کام کرنے کے بعد جب انھوں نے واپس آنا چاہا تو اس نے پھاٹک بند کروا لیے اور کہا اب جب تک عیسائیوں سے مقابلہ ہو رہا ہے تم باہر ہی ٹھہرو۔ انھوں نے کہا ''اور ہمارے اہل و عیال جو شہر میں ہیں''۔ باغیسیان نے کہا ان کی حمایت و حفاظت میرے ذمے ہے۔ الغرض اس طریقے سے شہر کے سب مسیحی باہر ہو گئے۔ اور زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ باغیسیان نے ان کے بیوی بچوں کی پوری حفاظت کی اور اس بارے میں اس کی ایک شکایت بھی نہیں سنی جاتی۔ یہ تہذیب ان دنوں شاید کسی اور قوم میں ثابت نہ کی جا سکے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے آمد ورفت کرنے کا پورا موقع حاصل تھا۔

لیکن محاصرہ کرنے والوں کو قتل وخون ریزی کا کام شروع کرنے کی جلدی نہ تھی۔ غلہ اور انگور جو افراط کے ساتھ ان کے سامنے موجود تھے انھیں زندگی کا لالچ دلاتے تھے اور سبزہ زاروں میں جو مویشی چر رہے تھے وہ مدت تک دعوتوں کے لیے کافی ہو سکتے تھے۔ مویشی، غلہ اور شراب انگوری بے غل وغش صرف ہونے لگے۔ ادھر صلیبیوں کے لشکر میں جو کچھ ہوتا اس کی اطلاع ایک یونانی یا ارمنی عیسائی کے ذریعے سے فوراً ترکون کو ہو جاتی، جسے بلا روک ٹوک باہر آنے کی اجازت تھی۔ اس واقفیت سے انھوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ چور دروازے بنا لیے جن میں سے نکل نکل کے تاخت کرتے اور محاصرہ کرنے والوں کو بہت دق کرتے۔ صلیبیوں کے بھدے منجنیق سوائے تضیع اوقات کے کسی مرض کی دوا نہ تھے اور شاید اپنے خیال میں انھوں نے یہی بہت بڑی کارروائی کی کہ گردونواح کے کوہستان سے پتھر لا لا کے وہ پھاٹک چن دیا جو پل کے بالمقابل واقع تھا۔

مسیحی لشکر گاہ میں قحط

تین مہینے گزر گئے۔ اور اب صلیبیوں نے فتح کی آسائشیں اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو قحط کی بلا میں مبتلا پایا۔ موسم سرما کے بعد بارش نے ان کی لشکر گاہ کے گرد دلدل کر دی اور غذا کی کمی کی بدولت اوران وبائی مرضوں کی وجہ سے، جو روز بروز ان کی تعداد گھٹاتے جاتے تھے، وہ نہایت ہی حیران و پریشان تھے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ان کے استقلال میں فرق آتا جا رہا تھا۔ رسد لانے کے لیے بوہیمانڈ اور ٹنکرڈ نے ایک سفر کیا اور بڑی دقت سے غلہ جمع کر کے لائے۔ لیکن وہ بھی اسی طرح بے غل وغش صرف کیے جانے کی وجہ سے ہت جلد تمام ہو گیا۔ اس دوسرے قحط نے یہاں تک چھکے چھڑا دیے کہ شہنشاہ یونان الیکسوس کا سالار ٹیٹی کیوس بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن صلیبی سرداروں کو اس کے بھاگنے سے زیادہ صدمہ ولیم آف میلون کے ساتھ چھوڑ دینے سے ہوا جو بڑا نامی گرامی سردار تھا اور بوجہ اس کے کہ میدان جنگ میں گرز کی بجائے ایک ہتھوڑے سے وار کیا کرتا، بڑھئی کے لقب سے مشہور ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا۔ بھوک نے پطرس راہب تک کا جی چھڑا دیا جو ولیم آف میلون کے ساتھ چھپ کے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ ٹنکرڈ نے اسے مع اس کے رفیق کے راستے میں روکا اور بوہیمانڈ کے خیمے میں لے آیا۔

فاطمی خلیفۂ مصر کی سفارت

اتفاقاً فاطمی خلیفۂ مصر کے ایلچیوں کے آجانے کے باعث ایک تھوڑے وقفے کے لیے کسی قدر صلیبیوں کی حالت سنبھل گئی۔ ابھی مصر کے فاطمی خلیفہ کو ان صلیبیوں کے دھاوے سے کچھ زیادہ بے اطمینانی نہ تھی۔ لاطینی فوجوں کی فتوحات کا سیلاب اگر ایک حد تک پہنچ کے رک جاتا تو خلیفۂ مصر کو سلجوقی ترکوں کی شکست سے فائدہ حاصل ہو سکتا تھا۔ اس کے سپہ سالاروں نے بیت المقدس اور شہر صور (Tyre) کا آن محاصرہ کیا تھا اور جب ارض فلسطین پر وہ قابض ہو گیا تو اس کے ایلچی صلیبیوں کے پاس یہ پیغام لے کے آئے کہ ارض مقدس اب ''ظالموں'' کے ہاتھ سے آزاد ہو گئی ہے۔ نہتے اور صلح جو زائروں کو اب ایک مہینے کے لیے اجازت ہے کہ بیت المقدس میں آئیں۔ اس کے ساتھ خلیفہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ سفر میں ان کو ہر طرح کی مدد دی جائے گی' بشرطیکہ وہ جس وقت تک ارض شام میں رہیں اسے اپنا فرماں روا تسلیم کر لیں۔

فاطمی خلیفۂ مصر کی شرائط نامنظور

نہ تو خلیفہ کی ان دلیلوں کا لحاظ کیا گیا اور نہ اس کی دھمکیوں کا کوئی اثر ہوا۔ دو متقابل و متضاد خلافتوں اور مسلمانوں کے حریف فرقوں [1] کے باہمی جھگڑوں سے جو فائدے اٹھائے

---

[1] یہ زمانہ ہجرت کے حساب سے ۴۹۱ھ کا ہے جب کہ خلافت اسلامیہ کمزور ہو گئی تھی۔ حدود ہند سے لے کے عراق عرب تک خلفائے بغداد کا دور دورہ تھا جو مذہب سنت و جماعت کے حامی تھے۔ ان کے مقابلے میں افریقہ میں ایک فاطمی خلافت قائم تھی جن کے خلیفوں کو خلافت بنو عباس کے طرف دار سید نہیں مانتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ یہ غلاموں کی نسل سے ہیں۔ فاطمی خلافت مذہب اسماعیلیہ کی حامی تھی۔ فاطمی خلافت کے تخت پر ان دنوں المستعلی باللہ جلوہ افروز تھا جس کی عمر ۲۳ یا ۲۴ سال سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے مقابل ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتے تھے ان سے لاطینی سردار نے بے پروائی کی اور جواب دیا کہ خدا ہی نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ارض مقدس مسیحیوں کے لیے ہے۔ اور اگر عیسائیوں کے سوا کسی اور مذہب کے لوگ اس سرزمین پر قبضہ کر لیں تو وہ غاصب سمجھے جائیں گی' جن کی سزا یہ ہے کہ یا تو وہاں سے نکال دیے جائیں' یا قتل ہوں۔ ایلچی اس جواب سے مایوس ہو کر واپس ہوئے اور زیادہ گھبرا گئے جب دیکھا کہ صلیبیوں کے لشکر میں رسد بھی کافی موجود ہے اور عجب شان و شوکت نمایاں ہے جبکہ ان کے خیال میں وہاں ہر قسم کی بے ترتیبی' بے ضابطگی اور مصیبتوں کے موجود ہونے کی امید تھی۔

عیسائیوں اور ترکوں میں سخت لڑائی

محاصرین کے استقلال اور ثابت قدمی نے باغیسیان کو یقین دلایا کہ اب بغیر کسی جدید کمک کے وہ مسیحیوں کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ایک کمک قیساریہ [1]

بغداد کی عباسی خلافت کے تخت پر ابو العباس احمد المستظہر باللہ رونق افروز تھا جو اپنے حریف فاطمی خلیفہ سے بھی کم عمر تھا' اس لیے کہ اس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ برس کی تھی۔ مصر بنی فاطمہ کا مرکز خلافت تھا اور شہر قاہرہ ان کی خلافت گاہ بنا ہوا تھا۔ قدیم الایام میں جس طرح فراعنہ مصر اور اسیریا و بابل والوں میں ارض مقدس کے لیے جھگڑا تھا' اسی طرح ان دنوں بنی فاطمہ مصر اور بنی عباس بغداد اس پاک سرزمین کے لیے لڑ رہے تھے۔ اور یہ حالت تھی کہ شام کے شہروں میں کبھی خلفائے مصر کا خطبہ پڑھا جاتا اور کبھی خلفائے بغداد کا۔ خلافت بغداد کی بنیاد میں زیادہ گھن لگ گیا تھا' اس لیے کہ اس میں صرف پیرزادگی کی شان باقی رہ گئی تھی۔ سارا زور و شور سلاطین سلجوقیہ کا تھا۔ مگر غنیمت یہ تھا کہ سلجوقی خلافت بغداد کے حامی تھے' جس ملک پر قبضہ کرتے اس میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھواتے۔ وہ خلیفہ بغداد کے گہرے دوست تھے۔
صلیبیوں کے آنے سے ایک ہی سال پیشتر رضوان نامی حاکم حلب نے جو بنی فاطمہ کا ہم مذہب تھا' بلاد شام میں مصر والوں کا خطبہ پڑھوا دیا تھا۔ اس کے بعد انطاکیہ کے حاکم باغیسیان اور چند اور حاکموں نے پھر بغداد کے خلیفہ المستظہر باللہ کا خطبہ پڑھوایا۔ وہاں سے پلٹ کے واپس آیا تھا کہ پانچویں دن صلیبیوں نے انطاکیہ کا محاصرہ کر لیا۔

[1] ابن اثیر اور دیگر عرب مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انطاکیہ کی مدد کے لیے' حلب وغیرہ سے کوئی کمک نہیں آئی جس کو صلیبی لڑ کے تباہ کرتے۔ اور اس مدد نہ آنے کا سبب یہ ہوا کہ صلیبی فوج کے ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلب' اور دیگر مقامات سے اس کی حمایت کو آ رہی تھی کہ ریمنڈ اور بوہیمانڈ نے اسے راستے ہی میں روک کے برباد کر دیا اور مسلمانوں کے بہت سے کٹے ہوئے سر فاطمی خلیفہ کے ایلچیوں کے پاس بھیجے اور کئی سو گولے شہر انطاکیہ میں اتار دیے۔

اس کا بدلہ لینے کا موقع اس وقت ترکوں کو بھی مل گیا جب پیسا اور جنوا کے چند جہازوں نے دریائے اورونٹس ① کے دہانے پر محاصرہ کرنے والی فوج کے زیادہ حصے کو بھگا دیا۔ صلیبی رسد اور سامان جنگ لیے ہوئے واپس آ رہے تھے کہ ناگہاں ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کر دیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ ریمنڈ کو شکست ہوگئی جس سے صلیبیوں کے کلیتہً تباہ ہو جانے کا خدشہ تھا مگر گاڈ فرے اور نارمن رابرٹ کے آ جانے سے یہ شکست فتح سے بدل گئی۔ اوران دونوں آخر الذکر سرداروں کے کار ہائے نمایاں کی اس حکایت کا اعتبار کیا جائے جو ان کی بابت مشہور ہے تو وہ آرتھر لانسلانٹ یا ٹرسٹریم کے کارناموں کے برابر ہو گئے' بلکہ ان سے بھی بڑھ گئے۔ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ترک تو ضرور مارے گئے' جن کے ساتھیوں نے ان کی لاشیں شہر کے باہر والے قبرستان میں دفن کیں۔ مگر عیسائیوں نے قبریں کھود کھود کے وہ لاشیں نکال لیں۔ ان کے دھڑوں سے سر کاٹ کے نیزوں پر بلند کیے اوران کی تشہیر کی۔ اوران میں سے بہت سے سر مصر کے خلیفہ کے پاس بھیج دیے تاکہ دیکھے کہ اس کے دوست یا دشمن سلجوقیوں کا لڑائی میں کیا انجام ہوا۔

بے شک یہ واقعہ قابل نفرت ہے لیکن ان مکروہ واقعات سے اگر ہم چشم پوشی کریں تو تاریخ کی سچائی میں فرق آ جائے گا۔ ہم وحشی قوموں کی لڑائیاں لکھ رہے ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ ہمیں ایسی باتوں سے بخوبی آگاہی حاصل ہو۔

← سرداروں نے قریب کی راہ سے شام کے تمام سرداروں اور قلعہ داروں کو اطلاع کر دی تھی کہ ہم صرف ان شہروں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جن پر دولت یونان کو دعویٰ ہے۔ لہٰذا سوائے انطاکیہ کے اور کسی شہر پر حملہ نہ کریں گے۔ یہ ایسی خبر تھی کہ سب شہروں والے مطمئن ہو گئے اور باغیسیان بے چارے کی کسی نے مدد نہ کی۔

① آج کل اس دریا کا نام العاصی ہے۔ جبال لبنان سے نکل آنے والے دریائے العاصی کے کنارے حمص حماۃ اور انطاکیہ کے شہر آباد ہیں۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دوسرا ''منظر'' اس جھگڑے سے متعلق ہے جو گاڈ فرے اور بوہیمانڈ میں اس خیمہ کی بابت ہوا جو گاڈ فرے کو نذر دیے جانے کے لیے رکھا گیا تھا مگر کسی ارمنی سردار نے اسے چھین کر بوہیمانڈ کو بھیج دیا۔ لیکن اب ایک اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ درپیش تھا۔ خبر اڑی کہ ایک ''ایرانی'' فوج ترکوں کی مدد کو آ رہی ہے، چنانچہ محصورین نے مصالحت کی شرائط طے کرنے کے بہانے سے کچھ دنوں کی مہلت حاصل کر لی تھی جس میں ان کی اصلی غرض صرف یہ تھی کہ کچھ دن اور گزر جائیں۔ دن گزرتے گئے اور ترکوں کی طرف سے صلح کی کوئی تحریک نہ ہوئی۔ بخلاف اس کے انھوں نے یہ حرکت کی کہ شہر کے قریب کے باغیوں میں ایک صلیبی نائٹ (بانکے) کو پکڑ کے مار ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جس پر برہم ہو کے لاطینیوں نے پہلے سے بھی دو چند غیظ و غضب کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا۔

محصورین اگرچہ کمزور تھے مگر قلعے کی حفاظت کرتے رہے اور بوہیمانڈ کے دل میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جو کام قوت سے نہ نکلا شاید مکر سے نکل جائے۔ بلکہ اس نے دل میں کہا کہ مکر و فریب کے ذریعے سے صلیبیوں کو سلامتی و امن ہی نہیں بلکہ شاید دولت و عظمت بھی حاصل ہو جائے۔ یہ کارروائی اس نے ایک جلاوطن عیسائی کے ذریعے سے کی جس کا نام فیروز تھا۔ یہ شخص والیٔ شہر باغیسیان کا بہت منہ چڑھا تھا اور بوہیمانڈ سے اس کی عرصۂ مہلت میں یا کسی اور موقع پر ملاقات ہو گئی تھی۔

الغرض بوہیمانڈ نے بہت کچھ سبز باغ دکھا کے فیروز کو ساتھ ملا لیا۔ اور جب ادھر سے اطمینان ہو گیا تو صلیبی سرداروں سے آ کے بیان کیا کہ میں جب کہیں شہر پر قبضہ کرا سکتا ہوں بشرطیکہ آپ لوگ اس بات کو منظور کریں کہ میں انطاکیہ میں اسی طرح حکمرانی کروں گا جس طرح بالڈون ایڈیسا میں حکمرانی کر رہا ہے۔ ریمنڈ نے اس امر سے نہایت برہمی کے ساتھ اختلاف کیا۔ لیکن اس کی مخالفت نہ سنی گئی اور یہ امر طے ہو گیا کہ بوہیمانڈ فوراً اپنی کارروائی شروع کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جون ۱۰۹۸ء میں انطاکیہ پر بوہیمانڈ کا ابتدائی قبضہ

اس تدبیر پر عمل کرنے کی ضرورت بھی تھی۔ یہ افواہ اڑ رہی تھی کہ شہر والوں میں سے کوئی شخص محاصرین سے مل گیا ہے اور لوگ اشارۃً و کنایتہً یا صاف صاف فیروز ہی کو وہ نمک حرام بتاتے تھے۔ جیسا کہ اور نمک حرام دغا بازوں کا معمول ہے' فیروز نے اس الزام سے بچنے اور دراصل اپنی غرض حاصل کرنے کے لیے یہ پیش بندی کی کہ زور دے کر کہا کل ہی سے قلعے کے برجوں کے محافظ بدل دیے جائیں۔ اس کی یہ تحریک بظاہر اس کی بے گناہی اور وفا داری کا ثبوت سمجھی گئی۔ لیکن اصل میں اس نے اس امر کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسی رات کو انطاکیہ پر دشمنوں کا قبضہ کرا دیا جائے۔ الغرض اسی رات کو ایک رسی کی سیڑھی کے ذریعے سے بوہیمانڈ مع اپنے ساٹھ ہمراہیوں کے پورے جوش و خروش اور اطمینان کے ساتھ قلعے کی فصیل پر چڑھ آیا لیکن اتنے ہی لوگ چڑھنے پائے تھے کہ وہ رسی کی سیڑھی ٹوٹ گئی۔ دس برجوں پر قبضہ کرنے کے بعد جن کے تمام محافظ قتل کر ڈالے گئے تھے، ان لوگوں نے ایک پھاٹک کھول دیا اور سارا مسیحی لشکر اندر گھس پڑا۔ ان برجوں میں سے ایک برج پر بوہیمانڈ کا جھنڈا لگا دیا گیا۔ دھاوے کا قرنا پھنکا اور خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا جس میں حملہ آوروں نے، عیسائیوں اور ترکوں دونوں کو بلا امتیاز قتل کرنا شروع کیا۔ [1]

---

[1] اس واقعے کو ابن اثیر جزری نے یوں بیان کیا ہے کہ فیروز کو بہت کچھ مال و املاک اور علاقہ دینے کا وعدہ کر کے عیسائیوں نے ساتھ ملایا۔ وہ دریا کی طرف والے برجوں کا محافظ تھا' چنانچہ اس طرف کے جھنجری دار دروازوں سے عیسائی شہر میں آن گھسے اور بہت سی کمندیں لگا کے اوپر چڑھے۔ صبح تک جب پانچ سو آدمی اندر داخل ہوئے تو ناگہاں قرنا پھنکا اور دھاوا کر دیا۔ باغیسیان نے جاگتے ہی قرنا کی آواز سنی تو سمجھا کہ اندرونی قلعے پر عیسائی قابض ہو گئے۔ لہٰذا تیس غلاموں کے ساتھ دوسری طرف سے نکل بھاگا اور اس بدحواسی کے ساتھ کہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ کہاں جاتا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ دور پہنچ کے ہوش آیا تو ہمراہیوں سے پوچھا میں کہاں ہوں۔ انھوں نے کہا انطاکیہ سے چار فرسخ باہر۔ یہ سن کے اپنے بچ جانے پر اسے حیرت ہوئی۔ پھر بے لڑے بھڑے بچوں کو چھوڑ کے چلے آنے پر اس درجہ نادم ہوا کہ ساعت بہ ساعت دل خفیف ہو گیا۔ آخر غش کھا کے گھوڑے سے گر پڑا۔ غلاموں نے اٹھانا چاہا تو اس میں گھوڑی پر بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔ مجبوراً اسی جگہ چھوڑ کے چلے گئے۔ اتفاقاً کوئی راہی اس کا سر کاٹ کے عیسائیوں ⟵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سخت گھبراہٹ کی گھڑی میں بعض محصورین شہر کے اندرونی قلعے میں گھس گئے اور پھاٹک بند کر کے مستعد ہوئے کہ جس وقت تک دم میں دم رہے اس پر دشمنوں کا قبضہ نہ ہونے دیں گے۔ باقی ماندہ لوگوں میں سے بعض بھاگ کے نکل گئے۔ اور مشہور ہے کہ دس ہزار آدمی قتل کر ڈالے گئے۔

باغیسیان اپنے چند رفیقوں کے ساتھ دشمنوں کے لشکر میں ہو کے لڑتا نکل گیا۔ لیکن زیادہ خون نکل جانے کے باعث غش کھا کے گھوڑے سے گرا اور اس کے ساتھی اسے اسی حال میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ اتفاقاً کوئی شامی عیسائی ادھر سے گزرا جس نے اس کے چلانے کی آواز سن کے پہچانا اور اس کا سر کاٹ کے فاتحوں کے پاس لے آیا۔ فیروز زندہ رہا مگر اس طرح کہ یہاں سے نکال دیا گیا اور آخر کار چوری کے پیشے میں زندگی بسر کرتا ہوا مرا۔

اس فتح سے عیسائیوں کی حالت میں ایسا تغیر ہوا کہ یا تو قحط کی مصیبت میں مبتلا تھے یا اب ہر چیز کی کثرت سے عید منائی جانے لگی۔ باہم دعوتیں ہونے لگیں اور مشہور ہے کہ سب کے سب اوباشی اور حرام کاری پر اتر آئے۔ لیکن دولت کو اس طرح بے غل وغش اڑانا اگران کے لیے قابل عفو گناہ تھا تو بھی یہ ایک سخت اور فاش غلطی ضرور تھی۔ فارس کی فوج کے آنے کی جو خبر اڑی تھی' اب ثابت ہوا کہ غلط نہ تھی۔ ان ترکوں کو جو گڑھی کا پھاٹک بند کر کے بیٹھ رہے تھے' یکایک معلوم ہوا کہ بجائے محصور ہونے کے وہ خود محاصرہ کیے ہوئے ہیں' اس لیے کہ کربوغا حاکم موصل کے سپاہی اور قلیچ ارسلان کے بہادر چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ اب یک بیک پھر صلیبیوں پر قحط کی بلا نازل ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ شدت اور سختی کے ساتھ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب لاطینیوں کو مر جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

چارٹرس کے اسٹیفن نے ساتھ چھوڑ دیا

چارٹرس کے نواب اسٹیفن نے شہر پر قبضہ ہونے سے پیشتر ہی صلیبیوں کا ساتھ چھوڑ

کے پاس لے گیا۔

www.KitaboSunnat.com

دیا تھا۔ اب اور لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا اور اس کے ہمراہ یورپ کو واپس روانہ ہوئے۔ فریجیا تک پہنچے تھے کہ اسٹیفن کی شہنشاہ الیکسوس سے ملاقات ہوئی جو صلیبیوں کی مدد کے لیے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا اور جس کے ہم رکاب یونانی فوج ہی نہ تھی بلکہ بہت سے قابل جنگ زائر بھی تھے جو گاڈ فرے اور اس کے ساتھیوں کی روانگی کے بعد قسطنطنیہ پہنچے تھے۔ اسٹیفن نے صلیبیوں کی لڑائی کی جو سرگزشت بیان کی تھی' ایسی تھی کہ الیکسوس کو اپنی جان کے سوا کسی بات کا خیال باقی نہ رہا۔ اس نے فوراً واپسی کا حکم دے دیا اور بہادر زائر اور یونانی سپاہی مغرب کی طرف پلٹنے پر مجبور ہوئے۔ بوہیمانڈ کے ایک بھائی گوئی نے اپنے فرض اور عہد کے پورا کرنے پر زور دیا مگر بے کار' اس کے کہنے کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا گیا اور غصے کے جوش میں اس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ ''خدا قادر مطلق ہے تو وہ ایسے امور کو ہرگز جائز نہ رکھے گا''۔

انطاکیہ میں صلیبیوں کی ہمت ٹوٹ گئی

انطاکیہ میں صلیبی سپاہی مایوس ہوتے جاتے تھے۔ اب ضابطہ کا کہیں نام و نشان بھی باقی نہ تھا۔ اور لوگوں نے ہتھیار اٹھانے سے اس سختی سے انکار کیا کہ بوہیمانڈ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دے اور انھیں جلا کے خاک کر دے۔ آگ لگا دی گئی مگر وہ اس شدت سے بھڑک اٹھی کہ بوہیمانڈ کو خوف ہوا کہ کہیں ساری چھاؤنی جل کے خاک نہ ہو جائے۔ اس کی اس حرکت نے لوگوں کو ان کے فرض یاد دلا دئے۔ لیکن جس بے دلی سے وہ کام کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر غیب سے کوئی مدد نہ پہنچی تو بہت ہی جلد سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اس ضعیف الاعتقادی کے زمانے میں آخری حالت میں اگر ایسی کوئی مدد پہنچ جاتی تو معجزہ سمجھی جاتی تھی۔ اتفاقاً یہاں لومبارڈی کا پادری پیدا ہو گیا جس سے سینٹ ایمبروس نے خواب میں کہا تھا کہ صلیبی لڑائی شروع ہونے کے تیسرے برس بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔ ایک دوسرے پادری صاحب نے خود نجات دہندہ یعنی سیدنا مسیح کو اپنی کنواری ماں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواریوں کے سردار ''پطرس'' کے ہمراہ دیکھا تھا اور سنا تھا کہ سیدنا مسیح صلیبیوں کو اس امر پر لعنت ملامت کر رہے ہیں کہ وہ ''کافر'' عورتوں کے بہکانے میں آ گئے اور ان عورتوں سے تعلقات پیدا کر لیے۔ پھر سب کے آخر میں سیدنا مسیح نے اسے یقین دلایا کہ پانچ دن کے اندر اہل صلیب کو وہ مدد پہنچ جائے گی جس کی انھیں ضرورت ہے۔ یہ واقعہ سن کے صلیبیوں میں پھر ایک امید پیدا ہوئی۔ اور امید کے ساتھ ان کی بے دلی بھی کم ہوئی۔

''متبرک'' برچھی کا برآمد ہونا

یہ موقع دیکھ کے پطرس بارتھیلمی نے جو ریمنڈ آف طولوز کا پادری تھا، ایک واقعہ بیان کیا جو محض خواب ہی خواب نہ تھا۔ اس نے کہا مجھے سینٹ اینڈریو نے بشارت دی ہے کہ سینٹ پیٹر کے گرجے میں' جو انطاکیہ کے اندر ہے' اس برچھی کا پھل چھپا ہوا ہے جس سے صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد سیدنا مسیح کا پہلو زخمی کیا گیا تھا۔ اور اس برچھی کی برکت سے انھیں اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہو جائے گی۔ صلیبیوں کو چاہئے کہ دو دن عبادت کریں اور اس کے بعد اس برچھی کو تلاش کریں۔

الغرض تیسرے دن مزدوروں نے زمین کھودنا شروع کی لیکن آفتاب غروب ہونے تک کچھ نہ ملا۔ اب رات کے اندھیرے میں پادری کو اپنی غرض حاصل کرنے میں آسانی ہوئی۔ پطرس مذکور ننگے پاؤں اور صرف ایک کپڑا پہن کے اس گڑھے میں اترا۔ کچھ دیر تک تو اس کے پھاوڑے کی آواز سنائی دی' اس کے بعد یکا یک وہ ''متبرک'' برچھی کا پھل ایک ریشمی طلائی کپڑے میں لپٹا ہوا مل گیا۔ پادری نے اس کے ملنے کی سب کو اطلاع دی۔ لوگ بے تحاشا گرجے کے اندر دوڑے اور آناً فاناً گرجے سے لے کے سارے شہر میں ایک عجیب جوش پھیل گیا۔ مگر نو دس ہی مہینے کے بعد پطرس بارتھیلمی کو اس فریب و مکر کے مواخذے میں اپنی جان دینی پڑی۔ ایک رشوت کی وجہ سے خود اس کے مالک ریمنڈ کے ساتھ والے ریمنڈ کے خلاف ہو گئے' جس کے ساتھ ہی آرنالڈ نے جو بوہیمانڈ کا پادری تھا' پطرس مذکور کی مخالفت میں زبان کھول دی۔ ریمنڈ نے اپنی اس عجیب مصلحت میں پادری کے نئے نئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوابوں سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ لیکن اب مخالفت پیدا ہوئی تو اصلی راز بھی کھلنے لگے۔ اور آرنالڈ نے دل کڑا کر کے اس پر حملہ کر دیا اور اس ''پاک'' برچھی کی اصلیت سے انکار کیا۔ پطرس نے عام رسوائی کا خیال کر کے دعویٰ کیا کہ اگر میں آگ میں کود پڑوں اور بچ کے نکل آؤں تو یہ برچھی اصل اور سچی ہے اور اگر آگ میں سے زندہ نہ نکل سکوں تو جاننا کہ جھوٹی اور بنائی ہوئی ہے۔

المختصر وہ آگ کے شعلوں میں کودا اور بہ ظاہر ان میں سے صاف نکل گیا۔ جو لوگ کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انھوں نے جیسے ہی وہ آگ سے نکلا اس کے جسم کو ٹٹول کے دیکھا کہیں آگ کا نشان تو نہیں لگا۔ اور جب آگ کا کوئی نشان نہ نظر آیا اور اس کی راست بازی ثابت ہوگئی تو سب کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ لیکن حقیقت میں اس کو شعلوں سے اتنا صدمہ پہنچ گیا تھا کہ جان بری دشوار ہوگئی اور آگ میں کودنے کے بارھویں دن وہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کی موت سے ریمنڈ کے درجے اور اثر کو بہت نقصان پہنچ گیا۔

معرکۂ انطاکیہ

اب اگرچہ مسلمانوں کا سردار ''کربوغا'' تباہ ہو گیا تھا، تاہم صلیبیوں نے اسے جان بچا کے نکل جانے کا ایک اور موقع دے دیا۔ پطرس راہب کو صلیبیوں کا ایلچی بنا کے کربوغا کے پاس بھیجا گیا جو یہ پیغام لے کر گیا کہ یا تو یہ ملک چھوڑ دو' جو خاص پطرس ''حواری مسیح'' نے دیندار مسیحیوں کو بخشا ہے یا دین مسیحی قبول کرو اور انطاکیہ کی حکومت لو۔ کربوغا کی طرف سے یہ مختصر اور قطعی جواب آیا کہ ''میں اس بت پرستی کو جس سے میں نفرت کرتا ہوں' نہیں قبول کر سکتا۔ اور نہ اس سرزمین کو چھوڑوں گا جو تلوار کے حق سے میرے قبضے میں آنے والی ہے۔''

پطرس راہب کی زبانی یہ جواب سنتے ہی صلیبی لوگ اپنے آپے سے باہر ہو گئے۔ اور مقدس پطرس اور مقدس پولوس کی دعوت کے دن سیدنا مسیح کے بارہ شاگردوں کی یاد میں بارہ غولوں میں تقسیم ہو کے آگے روانہ ہوئے۔ اور طولوز کا ریمنڈ اس غرض کے لیے یہیں ٹھہر گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ لوگ موقع پا کے نہ نکل جائیں جو اندرونی قلعے کے اندر محصور تھے۔

الغرض پوئی کا بشپ ایڈہیمار جو پوپ روم کا وکیل و نائب تھا، اس ''متبرک'' برچھی کو لے کے چلا۔ اور نسیم سحری جو گلاب کی خوشبو سے معطر تھی خوشنودیٔ خدا کی علامت سمجھی گئی۔ یہ لوگ اب ہر بات سے نیک فال لیتے جاتے تھے۔ اور انھیں یقین کامل تھا کہ تمام گذشتہ اولیاء اللہ اور مقدسین دین عیسوی ان کے جھنڈے کے نیچے لڑیں گے اور ''بے دینوں'' کو غارت کر دیں گے۔ لڑائی شروع ہوگئی جو عیسائیوں کی جانب وحشیانہ شان رکھی تھی اور ان کے مقابل فریق میں طاقت کے علاوہ کسی قدر ہنر مندی کے ساتھ بھی ظاہر ہوتی تھی۔ یہ لڑائی تھوڑی دیر تک ہوئی تھی کہ حسب معمول تائید غیبی کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ ٹنکرڈ بوہیمانڈ کی مدد کو لپکا جس کو قلیج ارسلان یورش کر کے بری طرح دباتا چلا جاتا تھا۔ اور دوسری طرف کربوغا گاڈفرے اور ہیوغ پر یورش کر رہا تھا کہ ناگہاں قریب کے ٹیلوں پر چند آدمی سفید زرہیں پہنے اور سفید گھوڑوں پر سوار نظر آئے۔ ان کو دیکھتے ہی پوئی کا بشپ ایڈہیمار چلایا ''دیکھو وہ ولی لوگ (سینٹ) ہماری مدد کو آ گئے''۔ اور لوگوں کو ان سفید پوشوں میں سینٹ جارج' سینٹ مارس اور سینٹ تھیوڈور نظر آئے۔ جب تک یہ سفید پوش قریب پہنچیں صلیبی انتہائی جوش وخروش کے ساتھ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ سواروں سے بہت ہی کم کام نکل سکا۔ ساٹھ ہزار سوار جو چند مہینہ پیشتر اس میدان میں نظر آتے تھے اب ان میں سے صرف دو سو باقی رہ گئے تھے۔ مگر پیدلوں کی برچھیوں کا جنگل ایک خار دار دیوار آہنی کی طرح آگے بڑھا۔ ترکوں کی صفوں میں لغزش ہوئی۔ ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اور آخر وہ بے تحاشا بھاگے۔ صلیبیوں نے فتح کے ساتھ ہی خون ریزی شروع کر دی جس میں عورتوں اور بچوں کا لحاظ نہ کیا گیا۔ [1] یہ نتیجہ دیکھتے ہی جو لوگ انطاکیہ کے اندرونی قلعے میں تھے انھوں نے فوراً ہتھیار

---

[1] اس لڑائی کا حال عرب مورخین یوں بیان کرتے ہیں کہ قوام الدولہ کربوغا کو جب فرنگیوں کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی فوج لے کے شام کی طرف چلا۔ مرج دابق میں پہنچ کے بہت سی شامی فوجیں بھی اپنے ساتھ لیں' جن میں ترک بھی تھے اور عرب بھی تھے۔ یہ زبردست سردار اور حکمران بھی اس کے ساتھ ہوئے: وقاق بن تتش' طغتگین اتابک' جناح الدولہ فرماں روائے حمص' ارسلان تاش مالک سنجار اور سلیمان ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈال دیے۔ بعض نے دین مسیحی قبول کیا' جنہیں بپتسمہ دیا گیا۔ بعض نے دین اسلام ترک کرنے سے انکار کیا اور وہ اس اسلامی سلطنت میں بھیج دیے گئے' جو سب سے زیادہ قریب تھی۔

شہر انطاکیہ حسب وعدہ بوہیمانڈ کو ملا اور اسی کے قبضہ میں رہا اگرچہ ریمنڈ آف طولوز نے شہر کی بلند دیواروں پر اپنا جھنڈا نصب کرا کے چاہا تھا اور کوشش کی تھی کہ یہ شہر اسے مل جائے۔ جب لوٹ مار سے فراغت ہوئی تو گرجوں کی صفائی اور مرمت ہونے لگی۔ اور دشمنوں سے جو مال غنیمت ملا تھا اسی میں سے گرجوں کی قربان گاہوں پر سونا چڑھایا گیا۔ اور

← ابن ارتق۔ یہ سب جب انطاکیہ کے قریب پہنچے اور فرنگیوں کو گھیر لیا تو وہ گھبرائے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ اور بارہ ہی دن کے قبضہ کے بعد انطاکیہ کے فرنگی محصورین کی یہ حالت ہو گئی کہ ان کے امراء سواری کے جانور ذبح کر کے کھاتے اور غربا مردار کھا کھا کے پیٹ پالتے یا درخت کی پتیوں سے پیٹ بھرتے۔ آخر مجبور ہو کے انھوں نے کربوغا سے امان مانگی جو نا منظور ہوئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی کربوغا میں یہ خرابی تھی کہ غرور ونخوت سے ساتھ والوں کی توہین کرتا تھا جس پر تمام ہمراہی امرا برہم ہو رہے تھے۔

اس اثنا میں فرنگیوں کے ایک راہب نے کہہ دیا کہ سیدنا مسیح کا ایک ہتھیار یہاں کے گرجے میں دفن ہے۔ اگر وہ تم کو مل گیا تو دشمنوں پر فتح پاؤ گے ورنہ ہلاک ہو گے۔ اور خود اس نے موقع پا کے ایک ہتھیار اس گرجے میں دفن کر دیا اور اس کا نشان بھی مٹا دیا۔ اس کے حکم سے تین دن تک لوگوں نے روزے رکھے، عبادتیں کیں اور توبہ کرتے رہے۔ چوتھے دن کھودا تو وہ ہتھیار مل گیا اور اس نے سب سے پکار کہ کہہ دیا: اب مطمئن رہو کہ فتح تمہاری ہی ہو گئی۔

اس کے دوسرے دن فرنگی مقابلے کے لیے شہر سے نکلنے لگے۔ مگر اس شان سے کہ تین تین چار چار کر کے باہر آتے۔ مسلمانوں نے ارادہ کیا کہ انھیں قتل کریں تو کربوغا نے روکا اور کہا سب باہر آ جائیں تو اکٹھا مار لینا۔ یہ امر بھی سرداران اسلام کے لیے ناگوار ہوا اور سب آمادہ ہو گئے کہ اس کا ساتھ نہ دیں، چنانچہ جب سب فرنگیوں نے نکل کے حملہ کیا تو مسلمان بے لڑے بھاگے اور اس طرح بھاگے کہ خود عیسائیوں کو تعجب تھا اور ڈرتے تھے کہ یہ فریب سے تو نہیں بھاگے ہیں۔ اب اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ اس لڑائی میں ایک شخص بھی نہیں مارا گیا۔ آخر میں خود کربوغا بھی بھاگا۔ اور صرف وہ لوگ رہ گئے جو ثواب آخرت کے خیال سے اور جہاد کے ثواب میں شریک ہونے کو آئے تھے۔ ان میں سے اکثر کو عیسائیوں نے مارا اور جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ اور اسی فتح سے انھیں ایسی غنیمت ملی کہ لڑنے کے قابل ہوئے ورنہ اب ان میں بالکل قوت باقی نہیں رہی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یونانی پادری اپنے تخت پر بیٹھا لیکن اس کے اس رتبے کا باقی رہنا لاطینی عیسائیوں کی خوشی اور مرضی پر منحصر تھا' چنانچہ دو ہی برس بعد اس سے چھین کے یہ جگہ بشپ آف پوئی کے پیش نماز برنارڈ کو دلا دی گئی۔

ہیوغ کی سفارت قسطنطنیہ کی طرف

انطاکیہ کی فتح کے دس مہینہ بعد صلیبی فوج نے بیت المقدس کی طرف کوچ کیا۔ انھوں نے فتح کے بعد ہی روانہ ہو جانا چاہا تھا۔ مگر اب چونکہ گرمیوں کا موسم اختتام پر تھا جس میں ارض شام کے میدانوں میں پانی میسر نہیں آتا۔ بس اسی خیال سے سرداروں نے کوچ سے انکار کیا اور صرف اتنی کارروائی پر قناعت کی کہ درمانڈوا کے ہیوغ اور بالڈون کو ایلچی بنا کے شہنشاہ یونان کے پاس بھیجا کہ جا کے اس کی غفلت یا ضعیف الاعتقادی پر اسے ملامت کریں۔ لیکن الیکسوس کے لیے عیسائیوں اور ترکوں دونوں کی مصیبت کی خبر مژدہ خوش خبری تھی کیونکہ ان دونوں کے ضعف پر اس کی قوت کا دارو مدار تھا۔ اور وہ بہت خوش ہوا جب دیکھا کہ ہیوغ بجائے اس کے کہ انطاکیہ کو واپس جائے یورپ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس سے پیشتر اسٹیفن جا چکا تھا۔

پوئی کے بشپ ایڈہیمار کی موت

اب جاڑے کا موسم آ گیا اور صلیبی سردار انطاکیہ ہی میں پڑے ہوئے تھے۔ بعض گردونواح کے شہروں کی مہموں میں بھی مشغول تھے' لیکن سب سے زیادہ توجہ اس طاعون کی طرف تھی جس کی بدولت ان زائروں کو ان کی کثافت اور بے انتظامیوں کی سزا مل رہی تھی۔ کہا جاتا ہے ڈیڑھ ہزار اہل جرمنی' جو ابھی حال میں سواحل شام پر اترے تھے اور بخوبی توانا و تندرست تھے سب کے سب طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ سب سے زیادہ قابل افسوس یہ واقعہ ہوا کہ پوپ کا نائب و قائم مقام ایڈہیمار بھی اسی طاعون کے ذریعے سے نذر اجل ہوا۔ اب پھر عموماً فوج میں بے دلی پھیلنے لگی تھی۔

سرداروں نے پوپ سے التجا کی کہ جس شہر میں پطرس حواری کے شاگردوں کو بپتسمہ ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا‘ اس میں آپ بھی تشریف لائیے۔ مگر پوپ نے اس کا خیال بھی نہ کیا۔

مفتوحین کے ساتھ ظلم اور زیادتیاں

لوگ اپنے سرداروں کی باہمی عداوات اور خود غرضیوں سے اور زیادہ بد دل ہو گئے تھے۔ ریمنڈ اب تک انطاکیہ کی حکمرانی کا متمنی تھا اور مصر تھا کہ بوہیمانڈ کو صلیبی لڑائیوں کی آخری مہم میں بھی حصہ لینا چاہیے۔

جو واقعات محاصرہ انطاکیہ کے زمانے اور معرۃ النعمان کی فتح کے بعد ہوئے‘ وہ ان باہمی نزاعوں سے بھی زیادہ شرمناک تھے۔ لا پروائی اور فضول خرچی کی بدولت صلیبی جنگجو بہت ہی جلد اس امر پر مجبور ہو گئے کہ آخر کتوں اور آدمیوں کے گوشت پر بسر اوقات کریں۔ چنانچہ ترکوں کی لاشیں قبروں سے کھود کھود کے نکالی گئیں۔ اس خیال سے کہ وہ سونا نگل گئے ہوں گے، لاشیں چاک کی گئیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پکا کر کھالی گئیں۔ محصورین میں سے بہت سے لوگوں نے صرف عیسائیوں کے ہاتھ سے بچنے کے لیے خود ہی اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ اور مشہور ہے کہ بعض سے بوہیمانڈ نے بہت کچھ رشوت لے کے پناہ دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اس رشوت کا جو صلہ ان کو دیا گیا وہ یہ تھا کہ جب وہاں قتل عام شروع ہوا تو اس نے ان لوگوں کو سامنے بلایا‘ ان میں سے جو ناتواں بوڑھے اور ضعیف تھے انھیں تو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہے وہ انطاکیہ کے بردہ فروشی کے بازاروں میں بھیج دیے گئے۔ [1]

---

[1] اس لڑائی کا واقعہ جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا یہ ہے کہ انطاکیہ کے بعد ان لوگوں نے بڑھ کے شہر معرۃ النعمان کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں والے بڑی بہادری سے لڑے۔ اور جب فرنگیوں نے دیکھا کہ یوں کامیاب نہ ہو سکیں گے تو شہر پناہ کے قریب اور بالمقابل لکڑی کا ایک برج بنایا اور اس پر سے لڑنے لگے۔ مگر اب بھی انھیں کامیابی نہ ہوئی تھی۔ لیکن ایک رات کو مسلمانوں کی ایک جماعت کے دل میں کچھ ایسی دہشت سمائی کہ شہر پناہ سے اتر کے ایک بڑے مضبوط مکان میں چھپ رہے۔ پھر ان کو دیکھ کے اور لوگوں نے بھی یہی کیا۔ اسی طرح ایک دوسرے کو دیکھ کے سب اتر اتر کے اپنے گھروں میں چھپ رہے اور شہر پناہ خالی رہ گئی۔ اس وقت فرنگی سیڑھیاں لگا لگا کے اوپر چڑھ آئے اور شہر پر یکا یک یورش ہو گئی۔ فرنگیوں نے یہاں برابر تین دن تک قتل عام کیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور ہزارہا زن و مرد گرفتار کر لیے گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مئی ۱۰۹۹ء صلیبیوں کا انطاکیہ سے آگے بڑھنا

الیکسوس نے ایک خفیف سی کوشش صلیبیوں کو روکنے کی کی تھی۔ مگر اس سے الٹا ان کی سرگرمی اور بڑھ گئی۔ وہ انطاکیہ سے کوچ کر چکے تھے اور شہر لاذقیہ ان کے قبضے میں تھا۔ الیکسوس نے پیغام بھیجا کہ جون کے مہینے میں میرے آنے کا انتظار کرو۔ سرداروں نے ٹیٹی کیوس کا مع اپنی یونانی فوج کے جزیرہ قبرص کی طرف واپس جانا یاد دلا کے جواب دیا کہ الیکسوس نے خلاف عہد کیا لہٰذا اب ہم اس کے حکم کی تعمیل پر مجبور نہیں کیے جا سکتے۔ الغرض بہ عجلت تمام کوچ کر کے انھوں نے بیروت کا میدان طے کیا' جہاں سے کوہ لبنان کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں نظر آتی ہیں اور جس کے کنارے فینقی قوم① کے وہ شہر واقع تھے جہاں کے لوگ مشرق کی چیزیں بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحلوں اور بحیرۂ روم کے پھاٹکوں پر لے جاتے تھے۔ یافہ پہنچ کر اہل صلیب قصبہ رملہ کی طرف مڑے جو بیت المقدس سے صرف سولہ میل کے فاصلے پر تھا۔

اس کے دو دن بعد وہ مقدس شہر نظر آیا جس کے واسطے انھوں نے اس قدر مسافت طے کی تھی اور جو لاکھوں آدمیوں کی مصیبت و ہلاکت کا باعث ہوا تھا۔ جیسے ہی ان کی نظر اس شہر پر پڑی جسے اعتقاد نے ان کی نظروں میں نہایت ہی متبرک کر دیا تھا' اہل صلیب کا جوش وخروش حلم و انکسار سے بدل گیا جس کا اظہار ان کی ٹھنڈی سانسوں اور آنسوؤں سے ہوتا تھا۔ سب کے سب سجدے میں گر پڑے کہ خدا نے انھیں اس مقدس شہر کی زیارت نصیب کرائی۔ فوراً زرہیں اتار ڈالیں۔ ہتھیار پھینک دیے اور زائروں کا لباس پہن کے برہنہ پا اس مقام کی طرف بڑھے جہاں ان کے نجات دہندہ ''مسیح'' نے سخت تکلیفیں اٹھائی تھیں۔

جون ۱۰۹۹ء میں محاصرۂ بیت المقدس

لیکن ابھی انھیں رسوم مذہبی ادا کرنے کے علاوہ ایک اور مہم بھی درپیش تھی۔

① فینقی(Phoenician)، ساحل شام کی ایک قوم جس کا ذکر توارات وغیرہ میں ہے اور جو سمندر کے ذریعے سے تجارت کیا کرتی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرداروں نے ان اطراف میں قیام کیا جہاں سے وہ بہ آسانی بیت المقدس پر حملہ کرسکیں۔ شمال کی جانب گاڈ فرے' ٹنکرڈ' رابرٹ آف فلانڈرس اور رابرٹ آف نارمنڈی اترے۔ مغرب کی جانب ریمنڈ مع اپنے پراونس ① کے سرداروں کے فروکش ہوا۔ پانچویں دن محاربین صلیب نے بغیر اس کے کہ آلات کو محاصرہ کے کام میں لائیں' صرف ایک سیڑھی لے کے اور اپنی جمعیت پر بھروسہ کر کے سخت حملہ کیا اور شہر کی دیواروں پر چڑھنے لگے۔ بعض اوپر تک پہنچ گئے اور ان کی جرأت نے کچھ دیر کے لیے دشمن پر ان کا خوف غالب کر دیا' لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد محصورین سنبھل گئے۔ حملہ آور مار کے ہٹا دیے گئے اور جو لوگ اوپر چڑھ گئے تھے وہ پشتوں سے دھکیل دیے گئے۔

اب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ اس کام کو زیادہ باقاعدہ طور پر کرنے کی ضرورت ہے۔ محاصرہ کے لیے منجنیقوں کی ضرورت تھی اور گرد و نواح میں جو کھجور اور زیتون کے درخت تھے' ان سے مطلب نہ نکل سکتا تھا۔ لہٰذا شیشم کے جنگلوں سے جو تیس میل کے فاصلے پر تھے لکڑی کاٹ کے لائی گئی اور گاسٹن آف حبن کی ہدایت کے مطابق جنوا کے چند جہازی لوگوں نے جو حال ہی میں یافا میں آئے تھے، سنگ باری کی کلیں بنانی شروع کر دیں۔ اس اہتمام میں تیس دن سے زیادہ گزر گئے۔ اس زمانے میں محاصرہ کرنے والوں نے سخت مصیبت اٹھائی۔

انطاکیہ میں تو کھانے ہی کے قحط کا سامنا ہوا تھا۔ یہاں پانی کا بھی قحط تھا۔ دشمنوں نے ہر ایسے مقام کو برباد کر دیا تھا جہاں سے پانی میسر آ سکے۔ اور جب یہ صلیبی لوگ پانی کی تلاش میں ویرانوں کی طرف جاتے تو اسلامی فوج کے سواران پر ٹوٹ پڑتے اور سخت تکلیف دیتے تھے۔ خوابوں اور معجزوں کی وجہ سے ان کے اخلاق اور اصول میں کسی قسم کی اصلاح نہیں ہوئی تھی۔ اور وہم ایڈہیمار آف پوئی کی روح کو ان کے سامنے اس شکل سے پیش کرتا کہ گویا انھیں کھڑا ملامت کر رہا ہے کہ تمہاری بد افعالی کی وجہ سے تم پر قہر خدا نازل ہونے کو ہے۔ البتہ ٹنکرڈ نے اپنی نیک نفسی سے اہل صلیب کے ساتھ یہ بہت بڑا احسان کیا کہ ریمنڈ سے مل گیا۔ اور اب آرنلڈ اور پطرس راہب کے وعظ و پند سے اہل صلیب کا جوش پھر تازہ ہو گیا۔

---

① پراونس: ایک صوبے کا نام جو فرانس کے جنوب مشرقی حصے میں تھا۔ اور اب مختلف اضلاع میں تقسیم ہو گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوشع کی کتاب میں محاصرہ اریحا کی جو سرگذشت لکھی ہے غالبًا وہی یہاں اس امر کی محرک ہوئی کہ پادری صلیبیں اٹھائے گیت گاتے ہوئے فوج کے آگے آگے بیت المقدس کی دیواروں کے گرد پھرے۔ مسلمان پشتوں پر سے دیکھ دیکھ کے ان کی ان حرکات پر تمسخر کرتے تھے اور ان صلیبیوں پر خاک پھینکتے تھے۔ لیکن انجام میں اس تمسخر اور تضحیک کے عوض انھیں بہت بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ دوسرے دن پوری جمعیت کے ساتھ یورش کی گئی اور دن بھر وحشیانہ کشت و خون کا بازار گرم رہا۔ آخر رات کی تاریکی ہر طرف چھا گئی اور اب بھی فوجوں کو آرام لینے کا موقع نہ ملا، اس لیے کہ گو حملہ اندھیرے کی وجہ سے موقوف ہو گیا لیکن محصورین رات بھر یہ کرتے رہے کہ فصیل شہر کو جہاں جہاں حملہ آوروں نے نقصان پہنچا دیا تھا وہاں اس کی مرمت کی۔ اور محاصرہ کرنے والے حملہ آور دوسرے دن کے حملے کی تیاریوں میں مشغول تھے۔

دوسرے دن لڑائی میں عین اس وقت جب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہلال کا ''اسلامی جھنڈا'' صلیب کے ''مسیحی جھنڈے'' پر فتح حاصل کیا چاہتا ہے یکایک کوہ زیتون پر ایک بہادر شخص نظر آیا جو اپنی چمکتی ہوئی ڈھال ہلا ہلا کے ان حامیان دین مسیحی اور محافظین روضۂ اقدس کو اشارہ کر رہا تھا کہ بے دل نہ ہو اور سرگرمی سے لڑے جاؤ۔ اس شخص کی مقدس صورت دیکھتے ہی گاڈفرے جوش و خروش کے ساتھ چلایا ''دیکھو یہ سینٹ جارج شہید ہیں جو پھر ہماری مدد کو آ گئے'' یہ جملہ سنتے ہی صلیبی مجاہد اپنی تھکن اور ناتوانی کو بھول گئے اور اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ کسی کے روکے نہ رکے۔ کہتے ہیں کہ یہ جمعے کا دن تھا اور سہ پہر کے تین بجے تھے۔ ''جس وقت مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا ہو چکی تھی'' صلیبیوں کے لشکر میں طبل فتح کا بجا۔ بہادران صلیب میں سے جو شخص سب سے پہلے بیت المقدس کی فصیل پر کھڑا ہوا نظر آیا وہ لشولڈ آف ٹیورن تھا۔ اس کے بعد اس کا بھائی انجلبرٹ اور اس کے بعد تیسرے نمبر پر گاڈفرے پہنچا۔ اسی وقت ٹنکرڈ نے مع دونوں رابرٹوں کے سینٹ اسٹیفن کے پھاٹک پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ پراونس کے رہنے والے سیڑھیاں لگا لگا کے فصیل پر چڑھ گئے اور بیت المقدس فتح ہو گیا۔ چند دن پہلے صلیب کی جو تضحیک اہل اسلام نے کی تھی اب اس کے عوض گاڈفرے کے حکم سے یوں کیا گیا کہ سینکڑوں مسلمان قتل کر ڈالے گئے۔ مسجد اقصیٰ میں اس قدر خون ریزی ہوئی کہ ہزاروں لاشیں انسانی خون کی ندی میں بہہ رہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں۔ یہودی اپنی ہیکلوں میں زندہ جلا دیے گئے۔ مشہور ہے کہ جو صلیبی مسجد اقصیٰ کے جلو خانے تک گئے ان کے گھوڑے گھٹنے گھٹنے تک انسانی خون کے دریا میں غرق تھے۔ عیسائی بہادروں کا لاشوں اور زخمیوں کو روندنا اور پاش پاش کرنا ایک ایسا معاملہ تھا' جسے پوپ اربن کی اس واعظانہ تقریر سے جو کلر مانٹ کی کونسل میں سنی گئی تھی بہت تقویت حاصل ہوئی تھی۔

روضۂ مسیح میں داخل ہو کے مسیحی عبادت کرتے ہیں

کشت و خون کے فرائض ادا کرنے کے بعد یہ لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے برّے (حضرت مسیح) کے پیرو بتاتے تھے، مذہبی رسمیں ادا کرنے میں مشغول ہوئے۔ گاڈ فرے ننگے سر، ننگے پاؤں ایک سفید عبا پہنے اور توبہ کرتا ہوا سیدنا مسیح کے روضے میں داخل ہوا اور اپنے خداوند کے مرقد پر پہنچتے ہی سجدے میں گر پڑا۔ پھر اس کے بعد اس کے پیرو بھی باری باری چیختے اور روتے ہوئے اس روضے میں گئے اور خدا کا شکر بجا لائے کہ اس نے ان کے حال پر رحم فرما کے مسیحی فوجوں کو یہ فتح عطا کی۔ پھر ان سب نے جوش و خروش کے ساتھ عہد کیا کہ ان تمام باتوں کو چھوڑ دیں گے جو گناہ ہوں۔

دعا اور خونریزی دونوں باتوں نے باہم مل کے اب ایسے امور ان کی نظر کے سامنے پیش کر دیے جن کی بدولت یہ قتل و خون کا حسرت ناک سماں دور ہو۔ جس طرح کوہ کالوری کی چوٹی پر ابن آدم کے انتقال کرتے وقت تمام ''اولیاء'' اپنی قبروں سے نکل نکل کے چلے آئے تھے اسی طرح اس کامیابی کا شکریہ ادا کرنے کی صحبت میں ان تمام زائروں کی ''روحیں'' آئیں جنھوں نے زیارت ارض مقدس کے گذشتہ خطروں میں اپنی جانیں دی تھیں۔ ان سب روحوں کے آگے آگے پوئی کا ایڈہیمار صلیبیوں کو مغفرت کی دعائیں پڑھتے اور توبہ کرتے ہوئے دیکھ کے نہایت خوش ہو رہا تھا' اس لیے کہ اسے امید تھی کہ اب دنیا میں امن و امان قائم ہو جائے گا اور سب ایک دوسرے کے بہی خواہ اور خیر طلب ہو جائیں گے۔ مرحوم و مغفور ولیوں کے ساتھ زندہ لوگ بھی شریک تھے جو ہر قسم کی عزت کے مستحق تھے۔

پطرس راہب کا بھاگ جانا اس وقت سب کو بھول گیا تھا اور اگر یاد تھی تو اس کی طلاقت لسانی جو اس مہم کا باعث ہوئی اور جس نے مسیحی دنیا کے دل کو ایسا ہلا دیا تھا کہ بے دین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مسلمان) لوگ جو "مظالم" دین عیسوی کے سب سے پہلے گہوارے میں مسیحیوں پر کر رہے تھے یک قلم موقوف ہو گئے۔ اب پطرس کی آمد پر سب کے سب دوڑ کے اسکے قدموں پر گر پڑے اور خدا کا شکر کرانے لگے کہ اس نے انہیں ایسا عمدہ ہادی عطا فرمایا۔ بس اسی مقام پر پطرس راہب کی تاریخ ختم ہوگئی اور اس زمانے کے بعد پھر کہیں تاریخ میں اس کا نام نہیں نظر آتا۔

بیت المقدس میں دوسرے دن کا سخت قتل عام

اسی دن ٹنکرڈ نے تین سو مسلمان قیدیوں کی جان بخشی کی اور ان کی حفاظت کا اقرار کر کے انھیں ایک جھنڈا دیا۔ مگر یہ بے جا رحم، صلیبی جنگجوؤں کی نظر میں جرم معلوم ہوا۔ چونکہ فتح کا جوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ضبط نہ کیا جا سکتا تھا' لہٰذا اس روز شاید خون ریزی میں حد سے گزر گئے ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی دل میں ٹھان لی گئی تھی کہ دوسرے روز اس دن سے بھی زیادہ قربانی کی جائے گی۔ چنانچہ ٹنکرڈ نے جن لوگوں کی جان بخشی کی تھی وہ سب قتل کر ڈالے گئے۔ اور ٹنکرڈ کو اس پر غصہ آیا بھی تو اس لیے نہیں کہ وہ غریب مظلوم سے مار ڈالے گئے' بلکہ اس بات پر کہ اس کی سبکی ہوئی۔ یہ خون ریزی بلا رو رعایت کی گئی۔ بوڑھے اور بچے' ضعیف مرد اور عورتیں' مائیں اور ان کے شیر خوار بچے' کم عمر لڑکے اور لڑکیاں' شباب میں چور نوجوان مرد اور دوشیزہ لڑکیاں' سب قتل کیے گئے۔ اور ان کی لاشوں کا یہاں تک قیمہ کیا گیا کہ سر اور پاؤں میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے چند کو طولوز کے ریمنڈ نے چھپا رکھا مگر اس لیے نہیں کہ اسے ان پر ترس آیا بلکہ اس غرض سے کہ بردہ فروشی کے بازار میں بھیج کے ان سے روپیہ حاصل کیا جائے گا۔

"دینداری" اور "اطاعت گزاری" کے اس اہم کام سے فراغت پانے کے بعد بیت المقدس کی گلیاں انھیں مسلمان قیدیوں سے دھلوائی گئیں۔ جس طرح یونانی دیوبانی کے بہادر اوڈیسیس نے خادمہ عورتوں کو چڑیوں کی طرح لٹکا دینے کے بعد ان کے عاشقوں کو قتل کر ڈالا تھا' اسی طرح یہاں مسلمان قیدی بھی یہ خدمت بجا لانے کے بعد سب کے سب قتل کر ڈالے گئے![1]

---

[1] اس وحشیانہ قتل وخون ریزی کا حال ابن اثیر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کچھ اوپر چالیس دن کے محاصرے کے ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر کے عفو و درگزر اور گاڈفرے کے ظلم و ستم کا مقابلہ

اس واقعے کو ساڑھے تین صدیاں گزر چکی تھیں جس وقت سیدنا عمر نے بیت المقدس کو فتح کیا تھا اور محض یہ خیال کر کے کہ ایسا نہ ہو ان کے پیرو مسیحی کنیسوں کے اندر گھس کے مسیحیوں کی دل شکنی کرنے لگیں، نیز عیسائیوں کے حقوق کا پاس کر کے انھوں نے قسطنطین اعظم کے کنیسے کے باہر نماز پڑھی تھی۔ اب دیکھیے رسول آخر الزمان کے خلیفہ اور ان رومن کیتھولک دین کے ماننے والوں میں کس قدر فرق تھا؟

بیت المقدس کی بادشاہی گاڈفرے کے حصے میں

قتل وخون سے فراغت ہوئی تو سب سردار اس امر کا تصفیہ کرنے کے لیے جمع ہوئے کہ یہ سلطنت جو انھوں نے بزور شمشیر لی، کسے دی جائے۔ بالڈون ایڈیسا میں بادشاہی کر رہا تھا۔ بوہیمانڈ انطاکیہ کا بادشاہ ہو چکا تھا۔ درمانڈوا کا ہیوغ اور اسٹیفن آف چارٹرس یورپ واپس جا چکے تھے۔ فلانڈرس کا رابرٹ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہتا تھا۔ نارمن رابرٹ اس تعلقہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا جس پر اس نے بذریعہ رہن قبضہ کیا تھا۔ اور ریمنڈ کا اعتبار کسی قدر اس کی طمع کے باعث اور کسی قدر اس وجہ سے جاتا رہا تھا کہ اس نے اپنے پادری پطرس بارتھیلمی کے خوابوں سے دنیاوی فائدہ حاصل کیا تھا۔ باقی رہا گاڈفرے جس نے بے رحمی کے ساتھ

← بعد ۴۹۲ھ میں شعبان کے مہینے میں فرنگی بیت المقدس پر قابض ہوئے۔ ایک ہفتہ برابر قتل عام کرتے رہے۔ چند مسلمان محراب داؤد میں جا کے پناہ گزین ہوئے تھے، جہاں وہ تین دن تک لڑتے رہے۔ آخر فرنگیوں نے انھیں امان دی اور وہ ہتھیار ڈالنے کے بعد رات کو یہ مقدس شہر چھوڑ کے عسقلان چلے گئے۔ فرنگیوں نے صرف مسجد اقصیٰ کے اندر جہاں عموماً مسلمانوں نے جا کے پناہ لی تھی، ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا جن میں مسلمانوں کے بڑے بڑے مقتدایان دین، علمائے گراں پایہ اور اعلیٰ درجے کے نیک نفس عابد و زاہد شامل تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیگر بلاد سے محض رضا مندیٔ خدا کا ارادہ کر کے یہاں آئے تھے اور اس مقدس شہر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جیسا قتل عام اس موقع پر عیسائیوں کے ہاتھوں ہوا ہے اور جیسے جیسے قابل قدر ذی علم اور عابد و زاہد لوگ اس واقعہ میں خاص مذہبی حرموں اور مسجدوں کے اندر بے خطا و بے قصور جان سے مارے گئے ہیں شاید کبھی نہ مارے گئے ہوں گے۔ یہ ظلم اس قوم کے ہاتھوں سے ہوتا رہا جو الزام دیتی ہے کہ مسلمانوں میں جہاد جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خون ریزی ہوتے دیکھی تھی اور اس کے دل پر کچھ اثر نہ ہوا تھا اور جس نے اپنی حیثیت و حالت کے مطابق خود بھی انسانوں کا خون بہایا تھا' اس شہر میں جہاں اس کے خداوند ''مسیح'' کو کانٹوں کا تاج پہنایا گیا تھا' دنیاوی سلطنت کا تاج اور بادشاہی کا خطاب، لینے سے انکار کر دیا' اس نے کہا: میں اپنے ہادی ''مسیح'' کی قبر کی حفاظت کروں گا اور روضۂ اقدس کے ایک مجاور کی حیثیت سے زائروں کی خدمت کروں گا۔

میدان عسقلان میں خلافت فاطمیہ مصر کو شکست

چنانچہ اسی حیثیت کے مطابق اپنے حکمران قرار پانے کے دو ہفتہ بعد گاڈ فرے فاطمی خلیفۂ مصر کا مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا' اس لیے کہ اس خلیفہ کو اب محسوس ہوا تھا کہ اپنے ہم مذہبوں کے ہاتھ سے بیت المقدس کے نکل جانے کے باعث اس کا کتنا بڑا نقصان ہوا۔ یہ لڑائی شہر عسقلان کے میدان میں ہوئی' جس میں فاطمی فوج کو شکست فاش ہوئی۔ اور گاڈفرے کامیاب و بامراد بیت المقدس واپس آیا۔ ① خلیفہ کی تلوار اور اس کا جھنڈا روضہ اقدس کے سامنے لٹکا دیا اوران زائروں سے مل کے رخصت ہوا جو اپنا فرض زیارت پورا کر کے یورپ واپس جانے والے تھے۔ اب اس نے صرف تین سو سوار ٹنکرڈ کی ماتحتی میں اور دو ہزار پیدل اپنی سلطنت کی حفاظت کے واسطے رکھ لیے۔ اور اس طرح حروب صلیبیہ کے ڈراما کا پہلا تماشا ختم ہو گیا۔

---

① یہ لڑائی رمضان ۴۹۲ھ میں ہوئی۔ اور سبب یہ ہوا کہ ان دنوں مصر کی فاطمی خلافت میں امیر الجیوش افضل نامی ایک شخص وزیر تھا اور وہی تمام سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تو فوج جمع کر کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اپنے چلنے کے ساتھ ہی ان کے پاس اپنی ایک سفارت بھی بھیجی۔ سفیر بے نیل مرام واپس آئے۔ اور ان کے آنے کے بعد ہی مسیحیوں کا لشکر بھی نمودار ہوا جو مقابلے کو آیا تھا۔ مصری فوج فوراً تیار ہوگئی۔ مقابلہ ہوا اور افضل کے لشکر کو سخت شکست ہوئی۔ بہت سا مال و دولت اور بہت سے اسلحہ عیسائیوں کے ہاتھ آئے اور انھوں نے بڑھ کے شہر عسقلان کا محاصرہ کیا۔ اور شہر والوں نے جب دیکھا کہ اب کسی طرح کام نہیں چل سکتا تو بارہ ہزار دینار دے کے اپنا پیچھا چھڑایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

بیت المقدس کی لاطینی سلطنت

گاڈ فرے کی سلطنت

گاڈ فرے نے صرف پانچ دن کم ایک برس حکومت کی۔ یہ مختصر زمانہ بھی خلیفہ مصر کو ہزیمت دینے کے لیے نیز ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنے کے لیے جو معقول قوانین پر مبنی ہو۔ کافی ثابت ہوا۔ فاطمی خلیفہ کی مہم کے بعد گاڈ فرے کو ڈائمبرٹ سے جو شہر پیسا کا اسقف تھا ایک جھگڑا پیش آیا۔ وہ چونکہ بیت المقدس کا نیا پادری قرار پایا تھا' اس نے فوراً پوپ پاسکل دوم کی وکالت میں گاڈ فرے اور بوہیمانڈ سے مطالبہ کیا کہ بیت المقدس اور یافا کا مالک میں ہی سمجھا جاؤں۔ اس کی درخواست پر ان دونوں شہروں کا ایک ایک حصہ اسے دے دیا گیا اور یہ معاہدہ ہو گیا کہ اگر گاڈ فرے لاولد مرے تو کل سلطنت ڈائمبرٹ کے قبضے میں ہو جائے گی۔

بیت المقدس کی مسیحی سلطنت کے قوانین

ہم گاڈ فرے کو بیت المقدس کے محاصرے اور فتح کے وقت انسانی خون کے دریا میں خوش خوش تیرتے' شیر خوار بچوں کے پاؤں پکڑ پکڑ کے شہر کی دیواروں یا زمین پر پٹختے یا اور لوگ جو ایسا کرتے تھے انھیں مدد دیتے اور اس کام پر اور زیادہ آمادہ کرتے دیکھ چکے ہیں۔ لیکن اب چند دن یا چند ہفتے بعد ہم اس شخص کو اس وضع میں دیکھتے ہیں کہ ایک منصف مزاج جج کی شان سے ان لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے جو اس کی رعایا ہیں۔ ان سے برابری کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتاؤ کرتا ہے اور رعایا کی منظوری سے قوانین نافذ کر رہا ہے۔ اب ارض مقدس کی اس سلطنت میں جاگیرداری کی پوری آزادی تھی بشرطیکہ وہ شراکت میں ہو۔ اور اس مجموعہ قوانین میں جو آسائز آف جروسلم (نرخنامہ بیت المقدس) کہلاتا تھا وہی اصول رکھے گئے تھے جن پر عموماً مغربی ممالک کی مسیحی دنیا کے قوانین مبنی تھے۔ تاہم گاڈ فرے اور اس کے جانشینوں کے قوانین طرح طرح کی ایسی ہدایتوں سے بھرے ہوئے ہیں جو صرف اتنا ہی نہیں بتاتے ہیں کہ ایک ملک کا قانون دوسرے ملک میں کس کامیابی کے ساتھ منتقل ہوسکتا ہے' بلکہ ان سے یہ بھی نظر آتا ہے کہ مغربی یورپ کا طریقہ جاگیرداری شراکت کی قید کے ساتھ کیا چیز ہے اور اس سے کیا نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

اور یہ قصہ مشہور ہے کہ وہ قانون' جو اس طرز پر لاطینی زائروں کے مشوروں سے بنایا گیا تھا' روضۂ اقدس میں رکھا ہوا تھا اور جب شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوا تو وہ غائب ہوگیا مگر یہ بات خلاف قیاس ہے۔ پورا مجموعہ قوانین کوئی ایسا بوجھ نہیں تھا جو کسی بار برداری کے جانور پر لد سکے۔ اور اسلامی فاتحین کی نظر میں اس قانون کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ امر بھی قابل تحریر ہے کہ ان قواعد پر' جن کی نسبت مشہور ہے کہ اس گم شدہ مجموعہ قوانین میں تھے' مشرق کی لاطینی سلطنتوں میں ایک مدت تک عمل درآمد ہوتا رہا' یہاں تک کہ یہ ۱۳۲۹ء میں تغیر وتبدل کے بعد جزیرہ قبرص کی لاطینی سلطنت کے قانون قرار پائے۔

گاڈ فرے نے جو عدالتیں قائم کیں

اس قانون میں جو دفعات ان تعلقات کی بابت تھیں جو اسامیوں اور زمینداروں کے درمیان ہونے چاہئیں' یا جو نابالغوں کی جائداد' مقدمات عدالت' ماتحتی کے حقوق اور غلامی کے متعلق تھے' شاید وہ بہ نسبت مغربی قوانین یورپ کے' کسی قدر زیادہ شرح وبسط کے ساتھ ہوں۔ ورنہ اصل میں ان میں کوئی نئے اصول نہ تھے۔ ان میں سے زیادہ مفید اصول دیوانی عدالتوں میں پائے جاتے تھے۔ دوسری عدالت بیرنز (تعلقہ داروں) کی عدالت تھی جس میں بادشاہ پریزیڈنٹ یا ''میر مجلس'' ہوتا تھا۔ اور اس عدالت میں ہمیں وہ چیز بھی نظر آتی ہے'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آئندہ کی تاریخ یورپ میں ایک نئی بات پیدا کرنے والی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ عوام میں سے چند لوگ اپنے اعتبار اور عقل کے لحاظ سے اہل الرائے کے طور پر منتخب کر لیے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک عام انتخاب کا قاعدہ مروج نہ تھا۔ لیکن چند زمینداروں کا مل کے قسم کھانا کہ ''ہم اپنے برابر والوں کے معاملات میں بالکل قانون کے مطابق انصاف کریں گے'' ایک ایسا تخم تھا جس سے بہت ہی اچھے ثمر حاصل ہونے کی امید کی جاسکتی تھی' بشرطیکہ وہ اچھی زمین میں بویا جاتا۔

تیسری عدالت کے قائم کرنے میں بھی اس سے کم لیاقت سے کام نہیں لیا گیا تھا' جس کا یہ اصول تھا کہ شام کے عیسائیوں کے جھگڑے خود انھیں کے ذریعے سے طے کیے جائیں۔ اگرچہ گاڈ فرے اور اس کے جانشینوں کا ایسے قوانین منضبط کرنا بالکل بے فائدہ نہ تھا لیکن یہ ایک ایسا کام تھا جو اسی وقت تک باقی رہ سکتا تھا جب تک کہ وہاں کی لاطینی سلطنت باقی تھی۔ یہ تخم خون میں بویا گیا تھا۔ طوفان میں اس کی نشوونما ہوئی تھی۔ اور اسی طوفان نے اسے جڑ سے اکھاڑ کے پھینک دیا' یعنی وہ طوفان جس نے عیسائیوں کو ارض فلسطین سے پھر نکال باہر کیا۔

گاڈ فرے کی وفات[1] کے بعد پادری ڈائمبرٹ کے دل میں وہ امیدیں پیدا

[1] گاڈ فرے کو عرب لوگ کندفرے کہتے ہیں۔ اس کی موت کا حال مورخین عرب یہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے بڑھ کے شہر عکہ پر حملہ کیا جو سواحل شام پر ہے۔ اس لڑائی میں اس کے ایک تیر ایسا لگا کہ جانبر نہ ہو سکا اور اس کی تکلیف سے مر گیا۔ اس نے یافا نام کا ایک شہر آباد کیا تھا اور اسے طنکری (ٹنکرڈ) نامی ایک سردار فرانس کے سپرد کیا تھا۔ کندفرے کے مرنے پر اس کا بھائی بغدوین (بالڈون) پانچ سو سواروں اور پیدل فوج کے ساتھ بیت المقدس آیا اور بادشاہ ہوا۔ یہ خبر جب دقاق صاحب دمشق کو پہنچی تو اس نے امیر جناح الدولہ کو ساتھ لے کے حملہ کیا اور فرنگیوں کو شکست دی۔ اسی زمانے میں یورپ والوں نے ساحلی شہر حیفا پر قبضہ کیا اور وہاں کے لوگوں کو قتل کیا۔ ارسوف کے لوگوں کو بھی امان دے کے اپنے قبضے میں لائے اور سب مسلمانوں کو نکال دیا۔ شہر قیساریہ کو بھی فتح کر لیا۔ اور وہاں قتل و غارت میں کوئی کمی نہیں کی۔

نوٹ: ان دنوں عکہ' یافا اور حیفا کے ساحلی شہر اسرائیل کے تسلط میں ہیں۔ یافا کے پاس اسرائیلیوں نے تل ابیب آباد کیا اور دونوں ''تل ابیب یافو'' کہلاتے ہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئیں جو پوری نہ ہو سکتی تھیں۔ گاڈ فرے کی رعایا ایک پادری کی رعایا بننا پسند نہیں کرتی تھی۔ لہٰذا ٹنکرڈ نے چاہا کہ تخت و تاج بوہیمانڈ کو دے دے۔ لیکن بوہیمانڈ اس زمانے میں قید تھا۔ اور لوگوں کی نظریں بالڈون کی طرف لگی ہوئی تھیں' جو گاڈ فرے کا بھائی اور ترکی کے شہر ایڈیسا کا مالک تھا۔ وہ اپنی ایڈیسا کی حکومت اپنے ایک ہم نام عزیز کو دے کر بہ عجلت تمام بیت المقدس آیا اور وہاں کا بادشاہ قرار پایا۔ ڈائمبرٹ ناراضی کی وجہ سے پہلے تو الگ تھلگ رہا۔ لیکن چند روز بعد اس کی مخالفت ختم ہوگئی اور اس نے بالڈون سے اتفاق کیا۔ بالڈون نے اٹھارہ سال (۱۱۰۰ء۔ تا ۱۱۱۸ء) سلطنت کی۔ اس کے عہد حکومت ختم ہونے سے بہت پیشتر ہی وہ تمام سردار جو پہلی صلیبی لڑائی میں شریک ہوئے تھے' ملک عدم کو راہی ہو چکے تھے۔ تخت پر بیٹھنے کے دوسرے ہی سال بالڈون کو مصر والوں کا مقابلہ کرنا پڑا جو اس کی سلطنت پر حملہ آور ہوئے تھے۔ لیکن اس کی فوج کو شہر رملہ کے قریب ایک لڑائی میں شکست ہوئی جس میں اسٹیفن نواب چارٹرس گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اسے اس کی بیوی اڈیلہ نے جو نارمن فاتح انگلستان [1] کی بیٹی تھی لعنت ملامت کر کے یورپ سے واپس بھیجا تھا اور اس طرح لڑ کے مر جانے سے کم از کم اتنا تو ضرور ہوا ہو گا کہ بیوی کی نظر میں اس کی عزت پھر قائم ہو گئی ہو گی۔

اس واقعے کے چار برس بعد طولوز کے ریمنڈ نے بڑھاپے کے مرض میں سمندر کے ساحل پر وفات پائی۔ لیکن مرتے وقت تک اس کے رشک و طمع کو تسکین نہ ہوئی تھی۔ اس نے طرسوس کو فتح کر لیا تھا اور وہاں ایک سلطنت بھی قائم کر لی تھی۔ لیکن شہر طرابلس جس کے شوق میں اس کا دم نکلتا تھا اس کے بیٹے برٹرینڈ کی قسمت میں تھا۔ برٹرینڈ نے اپنے علاقۂ طرابلس میں دو سال حکومت کی تھی کہ مر گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا پانطیوس اس کا جانشین ہوا جس نے ٹنکرڈ کی بیوہ کے ساتھ شادی کر لی۔

---

[1] انگلستان کا نارمن فاتح ولیم اول (۸۷۔۱۰۶۶ء) تھا جو نارمنڈی (فرانس) کے ڈیوک رابرٹ کا ناجائز بیٹا تھا۔ وہ ایڈورڈ کنفیسر کی وفات پر تخت انگلستان کا دعویدار بن بیٹھا اور اس نے جنگ ہیسٹنگز جیت کر انگلستان کی بادشاہت حاصل کر لی۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوہیمانڈ کے بقیۃ الذکر حالات (۱۱۰۲ء)

انطاکیہ واپس آنے کے بعد بوہیمانڈ ایک مہم میں جو اس نے اپنی قلمرو وسیع کرنے کی غرض سے اختیار کی تھی گرفتار ہو گیا تھا[1] اور اس کی جگہ ٹنکرڈ انطاکیہ کا فرمانروا ہوا۔ پھر جب دو سال بعد بوہیمانڈ آزادی حاصل کر کے آیا تو باوجودیکہ شہنشاہ الیکسوس نے اس کی گرفتاری کی بہت کچھ کوشش کی مگر اس نے نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے تئیں صرف انطاکیہ ہی نہیں بلکہ لاذقیہ اور افامیہ کا بھی مالک پایا۔ آزادی حاصل ہونے کے بعد اس کے شہنشاہ قسطنطنیہ یعنی الیکسوس سے، جو جھگڑے پیدا ہوئے ان کی وجہ سے جو لڑائی خشکی پر ہوئی' اس میں تو اسے شکست ہوئی لیکن پیسا والوں کی مدد سے بحری لڑائی میں وہ فتح یاب ہوا۔

اب غالباً پھر صلیبی معرکہ آرائیوں کا خیال اس کے دل میں جوش مارنے لگا تھا کہ

[1] اس معرکہ کا حال مورخین عرب یوں لکھتے ہیں کہ ۴۹۳ھ کے ماہ ذیعقد میں ترکی حکمران کمشتگین بن دانشمند اور چند اور سرداران اسلام نے مل کے فرنگیوں کا مقابلہ کیا۔ دشمنوں کا سردار بیمنڈ (بوہیمانڈ) پانچ ہزار فوج لے کے آیا۔ شہر ملطیہ کے قریب لڑائی ہوئی جس میں فرنگیوں کو شکست ہوئی۔ بیمنڈ مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ اسی وقت سمندر کی راہ سے سات زبردست فرنگی سردار آ گئے جنھوں نے بیمنڈ کے چھڑانے کی کوشش کی اُنھوں نے انگورہ نامی ایک قلعہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور اس میں جتنے مسلمان تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ پھر آگے بڑھ کے ایک تیسرے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اس میں جتنے مسلمان تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ پھر آگے بڑھ کے ایک اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس میں اسماعیل بن دانشمند تھا۔ اسماعیل نے فوج جمع کر کے کچھ لوگ کمین گاہ میں بٹھائے اور باقی فوج کے ساتھ کے مقابلہ کیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ دیر تک دونوں فریق لڑتے رہے۔ مگر جیسے ہی کمین گاہ کی فوج نے نکل کے حملہ کیا فرنگی بدحواس بھاگے اور انھیں فاش شکست ہوئی۔ ان کی پوری تعداد تین لاکھ آدمیوں کی تھی جن میں سے صرف تین ہزار تو جان بچا کے بھاگے باقی سب مارے گئے۔ اسماعیل نے بڑھ کے ملطیہ پر قبضہ کیا اور وہاں کے حکمران کو گرفتار کر لیا۔ پھر انطاکیہ سے، ایک لشکر اس کے مقابلے کو آیا۔ اور اس نے بڑھ کے اسے بھی شکست دی۔ آخر میں بوہیمانڈ کو اس شرط پر آزادی دی گئی کہ باغیسیان کی بیٹی جو انطاکیہ کی شکست کے وقت عیسائیوں کے قبضے میں آ گئی تھی وہ اس کے عوض میں مسلمانوں کو دے دی جائے۔

نوٹ: انگورہ آج کل انقرہ کہلاتا ہے جو ترکی کا دارالحکومت ہے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کے پادری ڈائمبرٹ نے اس کے پاس آ کے پناہ لی۔

پادری نے بالڈون کے ظلم کی شکایت کی اور اس سے مدد چاہی۔ بوہیمانڈ نے انطاکیہ کی سلطنت ٹنکرڈ کے سپرد کی اور خود ان پادری صاحب کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کے اطالیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا نام اس سے پیشتر ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔ فلپ اول بادشاہ فرانس جلدی جلدی کوچ کر کے وہاں آ پہنچا تا کہ مسیحی دنیا کے اس نامور اور مشہور حامی کی دعوت کرے۔ بوہیمانڈ کو فلپ اول کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔ اس کے بعد وہ پانچ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیدل فوج ہمراہ رکاب لے کے اپنے پرانے میدان جنگ کی طرف، یعنی الیکسوس سے لڑنے کو روانہ ہو گیا۔

اب پھر اس نے ڈیورازو ① پر حملہ کیا۔ لیکن الیکسوس کی رشوتوں نے اس مہم میں خلل ڈال دیا۔ اور آخر بوہیمانڈ نے اس معاہدے ہی پر قناعت کی کہ آئندہ وہ شہنشاہ کے دربار میں فرمانروائے قسطنطنیہ کے ہم مرتبہ سمجھا جائے گا۔ یہ معاہدہ حاصل کر کے وہ اطالیہ کو واپس گیا۔ اور دوسرے برس انطاکیہ آنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ موت نے راستہ روک دیا۔ بوہیمانڈ کے بیٹے کی طرف سے ٹنکرڈ تخت پر بیٹھا۔ وہ ابھی تک جوان تھا۔ اور چونکہ اس کے مزاج میں سخاوت اور رحم کا مادہ تھا، اس وجہ سے لوگوں کو امید ہوتی تھی کہ ابھی وہ بہت عرصہ تک راست بازی کے ساتھ سلطنت کرے گا۔ لیکن پورے تین برس بھی نہیں گزرنے پائے تھے کہ کسی لڑائی میں ایک کاری زخم کھا کے ٹنکرڈ لاولد ہی (۱۱۱۲ء) میں دنیا سے رخصت ہوا اور اس کی جگہ اس کا ایک عزیز روڑے تخت پر بیٹھ گیا۔

یونانی شہنشاہی پر صلیبی لڑائیوں کا اثر

ان صلیبی مہمات سے جس شخص کو مستقل فائدہ پہنچا، وہ وہی شخص تھا جس کی بابت خیال کیا جاتا ہے کہ اسے ان مہموں کی بدولت بہت سے نقصانات اور تکلیفوں سے سابقہ پڑا۔ قسطنطنیہ کی یونانی سلطنت کو خطروں سے بچانے اور اطمینان حاصل کرنے کے لیے سب سے زیادہ اس بات کی ضرورت تھی کہ قرب و جوار کے علاقوں تھیسیا اور فریجیا سے ترک نکال

① ڈیورازو: البانیہ کی یہ بندرگاہ ان دنوں ''دریس'' کہلاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے جائیں اور یہ مقصد صلیبی لڑائیوں سے حاصل ہو گیا۔ سلجوقی ترک سلطان روم کا دارالسلطنت نیقیہ سے ہٹ کے قونیہ منتقل ہو گیا۔ ایشیائے کوچک کے کل بحری مقامات شہنشاہ مشرق یعنی بازنطینی یونانی سلطنت کے قبضے میں آ گئے اور اس کو ایسا استحکام ہو گیا کہ اس کے بعد وہ تقریباً ساڑھے تین سو برس تک قائم رہی۔ لیکن الیکسوس کی طینت میں مکر اور فریب تھا اور ان بڑے اور چھوٹے کاموں نے جن میں وہ مشغول رہا' اس کے مزاج میں خودداری پیدا کر دی تھی۔ ورنہ دراصل اس کی نظر زیادہ تر چھوٹی چھوٹی باتوں پر رہا کرتی تھی۔

لہٰذا اس امر سے اس کی روح کو صدمہ پہنچا کہ لاطینی سرداروں نے وہ دور دراز کے مقامات جن کے قبضے میں آنے سے اسے دراصل کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا تھا فتح کر لیے اور ان میں سے اسے کچھ نہ دیا۔ اور اس دلی صدمے سے یا اس نوع کے دیگر اندیشوں سے اسے مخالفت اور شکایت کا موقع مل گیا تھا۔ اور یہ موقع زیادہ تر ان زائروں کی وجہ سے پیدا ہوا جن کے بڑے بڑے گروہ یہ خبر سن کر کہ بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا' بڑے جوش و خروش کے ساتھ یورپ سے مشرق کی جانب آئے تھے۔ بے شک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زائروں نے زیادہ عرصے تک الیکسوس کو خاموش بیٹھنے دیا۔ شہر نیپلز کا والٹر جو مفلس کہلاتا تھا اس کے پیروؤں سے بھی زیادہ وحشی اور بے ضابطہ لوگوں کے غول گاڈ فرے اور اس کے ساتھیوں کی فوجوں کے پیچھے روانہ ہوئے تھے۔ یہ لوگ لومبارڈی کے رہنے والے تھے اور شہر میلان کا اسقف اعظم ان کا سرگروہ اور سردار تھا۔ الیکسوس نے ان سے کہا کہ اور لوگوں کے آنے سے پہلے ہی تم باسفورس کے اس پار اتر جاؤ' تو وہ لڑنے کو تیار ہو گئے اور ارادہ کیا کہ بلیچرنائی کے علاقے کو تباہ و برباد کر دیں۔

جو فوج ان کے بعد آئی وہ ان سے زیادہ باضابطہ تھی اور اس کا سرگروہ چارٹرس کا نواب تھا۔ اس کے ساتھ شہنشاہ ہنری چہارم کا خالص عرض بیگی [1] بھی تھا' جو دعوے کرتا تھا کہ میں بغداد پر حملہ کروں گا اور خلافت کو مٹا دوں گا۔ لیکن علاقہ فریجیا کے ایک قصبہ کے یونانی پادری کے لباس نے ان سب کو ایسا برافروختہ کیا کہ پادری اور غیر پادری سب قتل

[1] عرض بیگی: وہ عہدیدار جس کے ذریعے بادشاہ کے حضور میں گزارشات ہوسکیں۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ اور آخر میں ان لوگوں کا بھی وہی حشر ہوا جو ان لوگوں کا ہوا تھا جنھیں قلیج ارسلان نے پہاڑی پر لے جا کے قتل کیا تھا' اور جو گروہ نیویرز اور پوئیٹیرز کے نوابوں اور ورمانڈوا کے ہیوغ کے جھنڈوں کے پیچھے گئے تھے' انھیں بھی کچھ ان سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ ہیوغ کے ساتھ صدہا عورتیں تھیں جن کو یہ امید تھی کہ ہم کامیابی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بیت المقدس پہنچ جائیں گی۔ مگر ان کے اس سخت مصیبت کے سفر کا خاتمہ اور انجام یہ ہوا کہ بغداد اور مشرق کے دیگر بڑے بڑے شہروں کے بردہ فروشی کے بازاروں نے رونق پائی۔ نیویرز اور پوئیٹیرز کے نواب اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ پاپیادہ انطاکیہ پہنچے۔ ورمانڈوا کا ہیوغ خطروں سے جان بچا کے طرسوس پہنچا اور وہیں پیوند زمین ہوا۔

شہنشاہ الیکسوس کی موت:

الیکسوس کی ساری عمر بے انتہا لڑائیوں میں گزری جن میں سے بعض میں اسے مجبوراً شریک ہونا پڑا تھا اور بعض اس کی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ زندگی بھر اس کی یہ کیفیت رہی کہ جیسی مسرت اسے اپنے مکروفریب کی کامیابی پر ہوتی تھی وہ میدان جنگ میں کسی بڑی سے بڑی فتح سے بھی نہیں حاصل ہوتی تھی۔ اس کی تاریخ نویس بیٹی انا نے اپنی تصانیف میں اس کی بعض بدتر سے بدتر برائیوں کو بھی اس کے بہترین اوصاف میں شمار کیا ہے۔ لیکن آخر میں اس کی اسی بیٹی انا اور اس کی بیوی ایرین کو بھی معلوم ہو گیا کہ اس کی فطرت کی بدولت انھیں بھی تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ مرتے وقت اس نے اپنے بیٹے جان کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ ان ماں بیٹیوں کی اعلیٰ سے اعلیٰ امیدوں کو بھی منقطع کر دے۔ اور اسی نامرادی کی وجہ سے الیکسوس کی بیوی نے اس کے مرتے وقت جو کلمہ اس سے کہا وہ یہ تھا ''اب تم مرتے ہو اور اس وقت بھی تم ویسے ہی دغاباز ہو جیسے کہ ساری عمر رہے تھے''۔

بالڈون دوم شاہ بیت المقدس (۱۱۱۸ء سے ۱۱۳۱ء تک)

قسطنطنیہ میں جس وقت الیکسوس پر نزع کا عالم طاری تھا، اسی وقت بالڈون بیت المقدس کا لاطینی بادشاہ مصر میں دم توڑ رہا تھا جہاں وہ فاطمی خلیفہ کی قوت توڑنے کے لیے گیا تھا۔ اس کی لاش صندوق میں بند کر کے بیت المقدس لائی گئی اور گاڈفرے کے مقبرے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن ہوئی۔ جس دن تجہیز و تکفین ہو رہی تھی اس کا جانشین منتخب کرنے کی غرض سے کونسل اعظم جمع ہوئی۔ اس کا بھائی یوسٹاس یورپ میں تھا۔ مجبوراً اس کے عزیز بورغ بالڈون کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا۔ اس کی تخت نشینی کی سفارش بیت المقدس کے پہلے لاطینی بادشاہ نے بھی کی تھی۔ اور کورٹنے کا رئیس جوسلین بھی اس کا حامی تھا۔ چنانچہ اسی احسان کے معاوضے میں اس بالڈون نے ایڈیسا کی فرمانروائی خود جوسلین کو دے دی۔

۱۱۱۵ء میں شہر صیدا کی فتح

اس بادشاہ کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ اس سے پیشتر کے حکمرانوں کی طرح اس کے عہد حکومت میں بھی لاطینی سلطنت وسیع ہوتی رہی' چنانچہ بالڈون نے ۱۱۱۵ء میں صیدا (Sidon) فتح کر لیا۔ نئے مقبوضات نئے حکمرانوں کو دیے گئے۔ جو اپنی تازہ جاگیروں پر سلطنت بیت المقدس کے خراج گزار حکمرانوں کی حیثیت سے قابض رہے۔

صور عسقلان کی فتح (۱۱۲۴ء)

بالڈون اول کے بعد چھ دن کے محاصرے میں لاطینیوں کو ناروے کے رئیس سیوارڈ کی بحری اور بری فوج سے بہت مدد ملی تھی۔ اس کے نو برس بعد وینس کا بادشاہ روضہ اقدس کی زیارت کو آیا اور اس نے عسقلان یا شہر طائر، جسے عرب صور کہتے ہیں' کی فتح کے لیے اپنی بحری فوج دی۔ آخر یہ طے پایا کہ طائر پر حملہ کیا جائے۔ اور شاہ وینس نے اقرار لیا کہ فتح کے بعد اس شہر کا نصف حصہ اس کے زیر حکومت رہے گا اور خاص بیت المقدس میں بھی ایک گرجا اور ایک سڑک اور چند اور حقوق وینس والوں کو دے دیے جائیں گے۔ پانچ مہینے تک محاصرہ رہا جس کے بعد اس مقام نے جو اب بھی رونق پر تھا اور کسی زمانے میں فنیقیوں کا بے نظیر شہر تھا مجبوراً اطاعت قبول کی' اور مسیحیت کے ایک اسقف اعظم کا صدر مقام بن گیا۔

فلک بادشاہ بیت المقدس (۱۱۳۱ء سے ۱۱۴۴ء تک)

بیت المقدس کے تخت پر گاڈ فرے کا تیسرا جانشین فلک آف انجو قرار پایا جس کے دور میں بہ نسبت سابق تاجداروں کے زیادہ امن و امان رہا۔ طرابلس کے حکمران ریمنڈ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلب کے سلطان زنگی ① نے حملہ کیا تھا۔ بالڈون ثانی اس کی مدد کو گیا تھا جہاں پارین یعنی مانٹی فراٹ کے قصر میں قید ہو گیا اور پھر بہت سا روپیہ دینے کے بعد رہائی نصیب ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا بالڈون ثالث تخت نشین ہوا۔ تاج شاہی سر پر رکھنے کے وقت وہ تیرہ برس کا تھا۔ اس کی قسمت میں عنقریب یہ تماشا دیکھنا لکھا ہوا تھا کہ مغرب والوں کی بہادری دوسری صلیبی لڑائی میں کیا کرشمے دکھاتی ہے۔ انطاکیہ اور ایڈیسا کے مسیحی بادشاہوں کے باہمی جھگڑوں نے زنگی کو اس بات کا موقع دے دیا کہ کورٹنے کے جوسلین دوم کے دارالحکومت پر حملہ کرے۔ ایڈیسا والے اٹھارہ دن تک نہایت تشویش کے ساتھ اس محاصرے کے انجام کا انتظار کرتے رہے' جس میں دشمنوں کی کامیابی ان کے حق میں پیام مرگ کا اثر رکھتی تھی۔ گاڈ فرے اور اس کے ساتھیوں نے جو مظالم بیت المقدس کی فتح کے وقت کیے تھے وہ دشمنوں کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ اور زنگی کے سرداروں نے سپاہیوں کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ فتح کرنے سے لوٹنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس نصیحت پر ترکی سپاہیوں نے پورا پورا عمل کیا۔ اور ایڈیسا کو فتح کرتے ہی جو خون ریزی اور ظلم ان سے ظاہر ہوا' ثابت کر رہا تھا کہ ظلم کرنے میں اہل اسلام بھی عیسائیوں سے کچھ کم نہیں ہیں۔ ② زنگی کے مارے جانے پر ایڈیسا کے جوسلین کے دل میں امید پیدا ہوئی کہ شاید وہ شہر پھر اسے مل جائے۔ مگر اس کوشش میں پھر اسے مصیبت ہی سے سابقہ پڑا۔ اور اب سوائے اس کے' کہ مغرب کی مسیحی دنیا کے مذہبی جوش سے فریاد کی جائے' اور کوئی چارہ نہ تھا۔

---

① یہ سلطان عماد الدین اتابک زنگی (۴۶۔۱۱۲۷ء) تھا۔ جس نے شرق اوسط کی چار صلیبی ریاستوں میں سے الرہا (ایڈیسا) فتح کر کے صلیبیوں کی طاقت توڑ دی۔ الرہا ان دنوں اور فا کہلاتا ہے اور یہ جنوبی ترکی میں واقع ہے۔ عماد الدین زنگی نے قلعہ جعبر کے محاصرے میں شہادت پائی (۱۱۴۶ء) نور الدین زنگی اسی کا بیٹا اور جانشین تھا۔ (م ف)

② یہ مسیحی مصنف کا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ صلیبیوں نے اسلامی شہروں پر قبضہ کر کے بیدردی سے لاکھوں نہتے مسلمانوں کا خون بہایا تھا۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے عیسائی اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

دوسری صلیبی لڑائی

دوسری صلیبی لڑائی کا داعی برنارڈ

جو کام پطرس راہب نے پہلی صلیبی لڑائی میں کیا تھا' وہی کام سینٹ برنارڈ نے دوسری صلیبی لڑائی میں کیا۔ پطرس کو برنارڈ نہایت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس پہلی عظیم الشان مہم میں جو ناکامی ہوئی اس کے ذمہ دار وہ اس مجنون رہنما ہی کے متعصبانہ مشوروں کو قرار دیتا ہے۔ وہ پاک لڑائی جس کا جوش پھیلانا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا' اس میں کامیاب ہونے کا اسے پورا وثوق تھا۔ اور اپنی مقصد برآری کا اسے جس قدر یقین تھا اور جس کا اظہار وہ ہر جگہ کرتا پھرتا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس اثر ورسوخ کے زمانے میں مغربی دنیا پر گوشہ نشین راہبوں کے اثرات کس قدر غالب تھے۔ اس کے مقابل مشرق کے گوشہ نشین راہبوں کے اثرات ان دنوں روز بروز کم ہوتے جاتے تھے۔

مغربی خانقاہوں کے حجرے ایسے شاہی دیوان خانے بنے ہوئے تھے کہ ان میں سے خطوط حکم ناموں کی شان سے نکل نکل کے مسیح کے جانشین ''پوپ'' کو مسرت یا مشورت دیتے تھے۔ بادشاہوں اور مدبران مملکت کو لعنت ملامت کرتے تھے۔ دینداروں کو چونکاتے اور ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ گمراہوں کو راہ پر لاتے تھے اور بے دینوں کو درہم برہم کرتے تھے۔ ان اعلیٰ عہدوں پر ''مقدس برنارڈ'' کو ایسا اختیار حاصل تھا کہ کسی بڑی سی بڑی دنیاوی قوت کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی۔ کسی حکومت کے رکن اور کسی فوج کے سپاہی کی حیثیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے' جو ایک شہنشاہ کی طرف سے معرکہ آرائیاں دکھانے کے لیے مامور ہو' یہ تمام امور اس کے فرائض میں داخل تھے۔ وہ ایک ایسا نائٹ تھا جو روحانی زرہ بکتر پہنے ہوئے تھا۔ اعتقاد کی زبردست اور نہ مغلوب ہونے والی تلوار ہاتھ میں تھی۔ اس نے تعلق داروں اور نوابوں کی زبان حاصل کر لی تھی اور نوابی ریاست کی علامتوں اور اصطلاحوں کو ان سے اخذ کر کے رہبانیت اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والوں میں منتقل کر لیا تھا۔ اس کی رائے میں کچھ کرنا سب سے مقدم تھا جس کے مقابل گوشۂ عزلت میں تن تنہا بیٹھا رہنے کو وہ کوئی چیز نہ سمجھتا تھا۔ وہ اپنے گھر سے بھاگ کے خانقاہ میں بیٹھا تھا تو اس وجہ سے کہ یہاں اسے نفسانی' مادی اور روحانی خرابیوں پر غالب آنے کا اچھا موقع حاصل تھا۔ نفس کشی کے لیے جو سخت سے سخت طریقہ نظر آتا اسے وہ اختیار کرتا تھا۔ اور اگر اس طریقے سے بھی نفس کشی میں کامیابی نہ ہوتی تو کسی اور طریقہ ریاضت کا جویا ہوتا۔ مدوّن قواعد میں اگر اسے ذرا بھی نفس پروری نظر آتی تو ان کی اصلاح کی کوشش کرتا۔

الغرض سینٹ برنارڈ کی زندگی ایسی تھی کہ وہ اول سے آخر تک ایک صلیبی جنگجو رہا۔ مگر جس جنگ میں اسے سب سے زیادہ جفاکشی سے کام لینا پڑا اور جس میں اسے کامیابی حاصل ہوئی یہ وہ جنگ تھی جو اسے خود اپنے خاندان کے مقابلے میں کرنی پڑی۔ اس کی ماں نے منت مانی تھی کہ اپنے تمام بچوں کو خدا کی نذر کر دوں گی۔ اور برنارڈ اسی بات کو اپنا سب سے پہلا فرض سمجھتا تھا کہ اپنی ماں کی منت پوری کرے۔ دنیاوی قوت' دولت وحشمت اور عزت و حرمت اس کے قبضے میں تھیں مگر اس نے ان سب کو الگ ڈال دیا۔

مولیزم کے متبرک گھرانے نے اپنے چند پُر جوش ارکان ایک انگریز مسمی اسٹیفن ہارڈنگ کی ماتحتی میں بھیجے تھے۔ انہوں نے مقام سیٹو میں آ کے جہاں سے سسٹرقیان فرقہ پیدا ہوا تھا' علاقہ ہائے شیمپئن اور برگنڈی کی سرحد پر اپنی خانقاہ بنائی۔ برنارڈ اپنے عنفوان شباب میں یہیں آ کے رہا۔ چند روز بعد اس خانقاہ کو چھوڑ کے کسی نئے گھرانے کی تلاش میں روانہ ہوا اور اس تاریک اور بد نام گھاٹی میں جا کے وہ خانقاہ بنائی جو ہمیشہ اس کے نام کی یادگار رہے گی اور جسے اس نے کلیرووکے نام سے موسوم کیا۔ یہیں اس کے باپ نے راہبانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی اختیار کی اور اسی کی آغوش میں بیٹھ کے جان دے دی۔ اس کے بھائی اور اس کی بہن اس سے پیشتر ہی خانقاہ میں داخل ہو چکے تھے۔ مگر سب نے کوئی نہ کوئی دشواری اٹھا کر یہ ترک دنیا کی زندگی اختیار کی تھی۔ سچ ہے مشیت ایزدی میں کسی کو دخل نہیں۔ اس کے ایک بھائی کی بیوی نے اپنی شوہر کی محبت کو کلیسا کی نذر کرنے سے انکار کیا تھا۔ مگر دفعتہً وہ ایک مرض میں مبتلا ہوئی جس پر اُسے اپنی نافرمانی کی سزا ملنے کا یقین آ گیا تو وہ فوراً اپنے خاوند کی طرح ایک خانقاہ رہبان میں داخل ہو گئی۔

برنارڈ کا اثر پڑنے کے اسباب

برنارڈ ہی وہ شخص تھا جس کے دل میں یہ سن کے کہ ایڈیسا کو مسلمانوں نے پھر فتح کر لیا بے انتہا جوش پیدا ہوا۔ جس طرح وہ کفر اور گناہ کا مقابلہ کرنا ضروری سمجھتا تھا' اسی طرح اس بات کو بھی اپنا فرض خیال کرتا تھا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں سے پاک وصاف کر دے۔ اگر ''بے دینوں'' کے ہاتھ سے روضہ اقدس کا چھیننا فرض تھا تو یہ بھی ضروری تھا کہ ایسی تدابیر عمل میں لائی جائیں کہ وہ پاک اور مقدس مقام اور وہ سرزمین جس میں وہ واقع تھا' پھر ظالموں کے قبضے میں نہ آ سکیں۔

برنارڈ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا تو پھر بغیر کیے قرار نہ لیتا تھا۔ اسی طرح جب وہ کسی امر پر تقریر کرنا شروع کر دیتا تو پھر کسی بات کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔ اس نے ۱۱۳۰ء میں پوپ انوسنٹ دوم کی طرف داری میں ایک ہم عصر مدعی پاپائیت کے خلاف بڑی سرگرمی سے کوشش کی تھی اور اس کی وجہ سے لوگوں پر اس کا اس قدر اثر ہو گیا تھا کہ ہم عصروں میں سے کسی کا نہ تھا۔ اس اثر سے اس نے ایبلارڈ کے مقابلے میں' جو لاطینی مسیحی دنیا کا ایک بہت ہی باریک بین' دوراندیش اور جری فلسفی تھا' بہت کچھ کام لیا تھا۔

فرانس کے بادشاہ لوئی ششم کی موت

سان [1] کی کونسل سے تین برس پیشتر' جس میں برنارڈ کی تجویز کے مطابق ایبلارڈ

[1] ایک شہر ہے جو دریائے یان پر واقع ہے اور پیرس سے ۶۱ میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خیالات کی نسبت کفر کا فتویٰ دیا گیا تھا' فرانس کا بادشاہ لوئی ششم جو ''فربہ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا' مر گیا۔ وہ ایک چھوٹی سے سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اور صرف بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں شادیاں کرنے کے ذریعے سے اپنے قلمرو کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اسی قسم کا ایک موقع اسے اس وقت ملا' جب ایک حکمران ولیم نے' جو پواٹو اور گئین پر حکومت کرتا تھا' اپنی اکلوتی ولیہ عہد بیٹی کا دولھا فرانس کے ولی عہد' یعنی لوئی فربہ کے بیٹے کو' تجویز کیا۔ لوئی نے یہ درخواست منظور کر لی جس کی برکت سے اس کے بیٹے لوئی ہفتم نے باپ اور سسر کے مرنے (۱۱۳۷ء) کے بعد اپنے تئیں موروثی جائداد سے بدرجہا بڑی مملکت کا مالک پایا۔ اور شاید وہ اپنی زندگی انھیں کاموں میں صرف کرتا کہ گھر میں بیٹھا ہوا ملک کی حفاظت و توسیع کیا کرے مگر دفعتہً ضرورت پیش آئی کہ صلیب ہاتھ میں لے کر وہ اپنے دادا کے بھائی ہیوغ آف ورمانڈوا کی پیروی کرے۔ ایک لڑائی (۱۱۴۲ء) میں جو شیمپئن کے نواب تھیو بالڈ سے ہوئی تھی اس نے وٹیری کے قصر پر دھاوا کر کے آگ لگا دی تھی۔ آخر لوگوں نے اس کے سپاہیوں سے جان بچانے کے لیے قریب کے ایک گرجے میں پناہ لی۔ مگر آگ اس عمارت تک پہنچ گئی اور اس میں جتنے لوگ تھے' یعنی تیرہ سو مرد' عورتیں اور بچے سب جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ جلی ہوئی اور بدہیئت لاشیں دیکھ کے اسے اس قدر صدمہ ہوا اور ایسی عبرت ہوئی کہ بیمار ہو گیا اور اپنے اس ظلم کے کفارے میں اس نے عہد کیا کہ فوج لے کر ارض پاک کو روانہ ہو گا۔ برنارڈ کی طلاقت لسانی نے اس کی ندامت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اور آخر کار اس نے ویزلے کی کونسل میں خون کے ارغوانی رنگ کی صلیب کا نشان اختیار کر ہی لیا۔

ویزلے کی کونسل ۱۱۴۶ء

اس کونسل میں پوپ یوجینیس سوم موجود نہ تھا۔ مگر اس کی قائم مقامی میں اس کا ایک دوست اور مشیر شریک تھا' جس کی تقریر سے لوگوں کے دل ہلے جاتے تھے۔ اس قائم مقام کے علاوہ یوجینیس کا ایک خط بھی کونسل میں پیش ہوا جس میں صلیبی جنگجوؤں سے از سر نو وہی سب وعدے لیے گئے تھے جو پوپ اربن نے کلرمانٹ کی کونسل میں لیے تھے۔ اور انھیں ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدکاریوں سے بچنے کی تنبیہ کی گئی تھی، جو مسیحی نائٹوں کی مصیبت و ذلت کے باعث ہوئی تھیں۔ مگر اس وقت، برنارڈ کی پرزور اور موثر تقریر نے ایسا جوش پیدا کر دیا تھا کہ سوائے اس کے کہ چلیے اور جہاد کیجئے، کسی کے دل میں اور کوئی خیال نہ تھا۔

جماعت نائٹس ٹمپلرز کے ارکان جنھوں نے اپنی بہادری وشجاعت سے ان دنوں دنیا کو متحیر کر رکھا تھا، انھی سے خطاب کر کے برنارڈ نے تقریر کی تھی۔ ان لوگوں نے پہلے تو بیت المقدس کے راستے میں قیام اختیار کیا تھا تاکہ زائروں کی حفاظت کریں پھر جا کے خاص شہر مقدس میں متمکن ہوئے تھے۔ بالڈون دوم نے روضہ کے مشرق میں انھیں کچھ زمین بھی دے دی تھی۔ اور ان لوگوں نے مسجد اقصیٰ کو اپنے مذاق کے موافق پاک وصاف کر کے اپنا گرجا قرار دیا تھا۔ ان تندخو بہادروں کے دل میں جوش پیدا کرنے کے لیے، جو اپنے تئیں روضہ اقدس کا متولی کہتے تھے، زیادہ طلاقت لسانی کی ضرورت نہ تھی۔ اور برنارڈ کی فصاحت و بلاغت تو صلح جو سے صلح جو شخص کے دل میں بھی جوش کی آگ بھڑکا دینے کے لیے کافی تھی۔

اس نئے مذہبی فلسفہ میں قصائی پن خدائی خوشنودی کا سب سے بہتر ذریعہ خیال کیا جاتا اور خون ریزی بہترین عبادت قرار دی گئی تھی۔ کہا جاتا کہ اس پاک لڑائی میں جو مسیحی ''بے دینوں'' کو قتل کرے گا اسے ضرور بالضرور آخرت ملے گی، خصوصاً اس صورت میں جب کہ وہ لڑتے لڑتے شہید بھی ہو جائے۔ بے دینوں کے مرنے پر مسرور بھی ہونا چاہیے کیونکہ اس سے سیدنا مسیح بھی خوش ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر مسیحی خود کی شہادت پر وہ مسیحی بھی زیادہ محظوظ ہوتا ہے، اور جناب مسیح بھی بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

اب پھر جوش کے دریا کے دہانے کھل گئے اور وہ کلرمانٹ کی کونسل کا سماں کسی قدر تغیر کے ساتھ پھر نظر آنے لگا۔ برنارڈ فرانس کے بادشاہ کو ساتھ لے کر جو صلیب کا تمغہ اپنے سینے پر لگائے ہوئے تھا ایک چوبی منبر پر چڑھا اور پرجوش مجمع سے مخاطب ہو کے جوہر فصاحت دکھانے لگا۔ اس کے الفاظ میں اس بلا کا جوش تھا کہ تقریر ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ سب نے یک زبان ہو کے صلیب کا معرکہ مانگا۔ اور برنارڈ نے وہ معرکے تقسیم کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کیے‘ جو وہیں موجود تھے۔ جب موجود معر کے ختم ہو گئے تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور ان کی دھجیوں کی صلیبیں بنا بنا کے بانٹنی شروع کر دیں۔

صلیبی لڑائی کی شرکت میں جرمن بادشاہ کونراڈ کی سستی

لیکن اگر لوئی شاہ فرانس کوچ کرنے میں بہت جلدی کرتا تھا تو جرمنی کا حکمران کونراڈ اسی قدر تساہل کرتا تھا۔ اس جرمن فرمان روا کو بجائے اس کے کہ مشرقی۔ بے دینوں کو جا کے قتل کرے‘ جنھیں وہ جانتا بھی نہ تھا کہ کون ہیں‘ اس بات کی زیادہ فکر تھی کہ خود اپنے باجگزار سرداروں کو مغلوب کر کے مطیع بنائے‘ جنھوں نے سرکشی پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اب بڑا دن آ گیا اور برنارڈ نے پہلے شہر اسپائرز میں اور اس کے بعد شہر راٹسبان پہنچ کے شاہ جرمنی کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جہاد کرے۔ کونراڈ نے وعدہ کیا کہ کل جواب دوں گا۔

دوسرے دن جب جواب ملنے کا وعدہ تھا برنارڈ نے ایک پر جوش تقریر کی جس میں روز جزا کا نقشہ سامعین کی آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا جب کہ تمام قوموں اور خاندانوں کے لوگ ابن آدم ''سیدنا مسیح'' کے تحت عدالت کے سامنے جمع ہوں گے۔ پھر اس نے شاہ جرمنی کو الزام دیا اور پوچھا کہ بتایئے اس وقت آپ کیا جواب دیجیے گا؟ اور اگر آپ دینی خدمت نہ بجا لانے کے ملزم ٹھہرائے گئے تو اس بے انتہا ندامت اور روحانی تکلیف کا کیا علاج کریں گے جو اس وقت آپ پر طاری ہو گی؟ یہ تقریر سن کے کونراڈ کا دل پانی پانی ہو گیا اور وہ زارو قطار رونے لگا اور اسی وقت معرکہ صلیب اختیار کرنے کا وعدہ کر لیا۔ شہنشاہ اور تمام حاضرین میں یہ صلیبی معرکہ تقسیم کرنے کے لیے برنارڈ تیار ہی تھا‘ لہٰذا فوراً بڑھ کے خود اپنے ہاتھ سے اس نے شہنشاہ اور سب لوگوں کے شانوں پر تمغے لگا دیے۔ تب جھنڈا جو گرجے کی نذر کر دیا گیا تھا اسے برنارڈ قربان گاہ پر سے اٹھا لایا اور شہنشاہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور یوں خدا کا ہاتھ ان چوروں اور بدمعاشوں کے مجمع میں نمایاں ہوا جو صلیب کے حامیوں میں اپنے نام درج کرانے کو جمع ہوئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے چار مہینے بعد شہنشاہ فرانس لوئی نے شہر سنٹ ڈینیر میں پوپ کا خیر مقدم کیا۔ اور پوپ یوجینیس نے خاص قربان گاہ پر اسے زائروں کا عصا اور تھیلا عطا کیا۔ اس کے ساتھ اسے وہ علم بھی دیا گیا جو اس لیے تھا کہ وہ اسے لے کے فتح کے میدان میں جائے۔ بہ نسبت اور قسم کے لوگوں کے جن کو برنارڈ کے خلوص کا پورا پورا یقین نہ تھا، دیندار عقیدت کیش مسیحیوں کے خیالات اس کی طرف زیادہ مائل ہو گئے۔ لیکن جب انھوں نے التجا کی کہ آپ ہی اس مہم میں ہماری سرداری بھی کیجیے تو اس نے جواب دیا کہ ''میں کوئی فوجی افسر نہیں ہوں۔ سرداری کے لیے تمھیں کوئی ایسا شخص ضرور مل جائے گا جو دنیاوی فوجوں کی روک تھام کرنے کی لیاقت رکھتا ہو''۔

راہب رڈالف کے اشتعال سے یہودیوں پر ظلم و جور

پطرس راہب اور والٹر مفلس کے ان پیروؤں نے جب اس علاقہ میں کوچ کرنا شروع کیا جو دریائے رائن کے آس پاس ہے تو سب سے پہلے ان کا جوش جہاد ان دہلا دینے والے مظالم سے ظاہر ہوا جو یہودیوں پر کیے گئے۔ اس کارروائی پر ان گروہوں نے بھی عمل کیا جو اب شہنشاہ جرمنی کی جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے تھے۔ خون آشامی کی اس پیاس کو رڈالف نامی راہب نے اپنی درندوں ایسی چیخ پکار سے تیز کیا تھا۔ اس متعصبانہ پکار نے ایک اور شخص کا نام بھی اس کے طرفداروں کی فہرست میں لکھوا دیا جو اور حیثیتوں سے دیکھا جائے تو ہر زمانے میں قابل تعظیم رہے گا۔ یہ کولون (جرمنی) کا اسقف پطرس معظم تھا۔

مگر ہاں برنارڈ ان بے گناہوں کے ساتھ تعصب کا برتاؤ نہ کر سکا جن پر کسی خطاء کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور ان لوگوں کو سزا دینے سے اس نے قطعاً انکار کیا جن کا گناہ فقط یہ تھا کہ ان کے آباؤ اجداد پونٹس پیلاطس [1] کے زمانے میں کسی جرم کے مرتکب ہوئے

[1] پونٹس پیلاطس ارض مقدس کے اس رومی گورنر کا نام ہے جس کے عہد میں سیدنا مسیح کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جب یہودیوں نے جناب عیسیٰ کو ماخوذ کر کے آپ کے مصلوب کرانے کا حکم پونٹس مذکور سے زبردستی اور اسے مجبور کر کے حاصل کیا تھا۔ اور جب اس نے ہاتھ دھو کے کہا کہ میں اس بے گناہ شخص کے خون کو ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ اس نے کہا ''یہودیوں کو خود خدا نے یہ سزا دے دی ہے کہ ان کی جماعت منتشر ہوگئی۔ اب انھیں قتل کی سزا دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔'' [1] آخر کار رڈالف کو اس خانقاہ میں واپس بھیج دیا گیا' پھر بھی ایسے غول کے جوش کو دبانا آسان نہ تھا جس کی گردن پر علاقہ رائن کے تمام بڑے شہروں کے صدہا مظلوموں کا خون سوار تھا۔

کونراڈ اور لوئی کی سرداری میں صلیبیوں کا کوچ کرنا

کونراڈ اور لوئی شہر مینز میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ لوئی کے ساتھ اس کی بیوی ایلینور بھی آئی تھی۔ اور یہیں نواب طولوز لوئی نواب نیویرز (فرانس) نواب فلانڈرس (بلجیم) اور اس صلیبی جہاد کے دیگر سردار بھی آ کے اس لشکر میں مل گئے جن میں کہا جاتا ہے کہ راجر دی مابرے اور علاقہ جات وارن اور سرے کے امرا بھی تھے جو انگلستان کے لوگ تھے۔

اس مہم کی داستان مختصر ہی ہے۔ جو لشکر جمع ہوا تھا اس کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مگر اس قسم کی مہموں میں سب سے زیادہ غیر قابل اعتبار امر لشکروں کی تعداد ہی ہوا کرتی ہے۔ یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہوسکتی کہ لشکر کا شمار کس قدر تھا۔ [2] ممکن ہے کہ تربیت یافتہ فوجوں کی باقاعدگی نے راستہ کے خطروں کو گھٹا دیا ہو اور یورپ کی سرزمین قطع کرنے کی دشواریاں ہلکی ہوگئی ہوں۔ اور ممکن ہے کہ عورتوں کے غول نے جو اپنے خیال میں فتح ہی کے لیے کوچ کر رہا تھا اس سفر کے خوشگواری سے طے ہو جانے پر اپنے آپ کو مبارکباد دے لی ہو۔ یہ عورتیں برچھوں اور ڈھالوں سے مسلح تھیں۔ اور گولڈن فوٹڈ ڈیم یعنی ''جناب مریم کی

← اپنے سر نہ لوں گا تو سب یہودیوں نے متفق اللفظ کہا تھا کہ اس کے خون کو ہم اپنے سر لیتے ہیں۔

[1] مگر اس مہربانی پر بھی یہودی دیگر قسم کے جبر و تعدی سے نہیں بچ سکے۔ کولون کے اسقف نے یہ خیال کیا کہ یہود کو اس چیز کی بنیاد پر سزا دی جانی چاہیے جو ان کو سب سے زیادہ عزیز ہے۔ لہٰذا اس نے لوئیس شاہ فرانس کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں معرکہ آرائی کے مصارف کے لیے ضروری سرمایہ یہودیوں سے لے کے جمع کیا جائے' چنانچہ یہودیوں نے ایک بڑی بھاری رقم اس صلیبی لڑائی کے لیے دی۔ (ہسٹری آف کروسیڈز مصنفہ جوزف فرانسو امیشو)

[2] شاہ جرمنی اور شاہ فرانس ہر ایک ساٹھ ساٹھ ہزار آہن پوش سواروں کے جھرمٹ میں تھے۔ ان کی زرہ ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہرے پاؤں والی مورت" ان کے آگے آگے تھی۔

قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینوئل کی ملاقات سے کونراڈ کا انکار

اصلی خطرہ اس وقت شروع ہوا جب یہ صلیبی سپاہی یورپ سے گزر کے ایشیا کے علاقوں میں داخل ہوئے۔ کونراڈ کو یونانی شہنشاہ مینوئل کے متعلق، جو پہلی صلیبی یورش کے زمانے والے شہنشاہ الیکسوس کا پوتا تھا، سخت بدگمانیاں ہوئیں۔ اور کونراڈ کے قسطنطنیہ پہنچنے سے پہلے ہی یہ بدگمانیاں اس قدر بڑھ گئیں کہ اس نے اس یونانی شہنشاہ سے ملنے سے انکار کر دیا اور بغیر اس سے ملے آبنائے باسفورس کے پار اتر گیا۔

مینوئل پر دغا بازی کا گمان

شاہ فرانس زیادہ خلیق تھا۔ لیکن اسے بھی مینوئل کے بذات خود آ کے خیر مقدم کرنے پر اگر کچھ خوشی ہوئی تھی تو یہ خبر سنتے ہی وہ خوف زدہ اور مارے غصہ کے بے تاب ہو گیا کہ قسطنطنیہ کے شہنشاہ مینوئل اور قونیہ کے ترک سلطان میں خفیہ خط کتابت جاری ہے۔ جس قدر غضب ناک اور برہم لوئی تھا اسی قدر اس کی فوج کے لوگ بھی برہم و غضب آلود تھے۔ اس موقع پر اگر بعض نے یہ رائے دی کہ سب سے اہم وہی فرض ہے جس کے لیے ہم ارض مقدس کو جا رہے ہیں، اور وہ ہر قسم کی اندرونی آزار رسانیوں کا انتقام لینے پر مقدم ہے تو اور لوگوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ وہ سلطنت جس نے روضہ اقدس مسیح اور ارض مقدس کو اپنے قبضے سے نکل جانے دیا اور زائرین و حامیان صلیب کے راستہ میں فقط مزاحمتیں ہی پیدا کیا کرتی ہے اسے صفحہ زمین پر سے بالکل مٹا دینا چاہئے۔

کونراڈ اور لوئی کا تباہ کن سفر

لوگوں کو بہلا پھسلا کے یہ جوش و خروش کا طوفان سر دست دبا دیا گیا اور مجاہدین صلیب آگے روانہ ہوئے۔ مگر آگے بڑھ کے یہ حال کھلا کہ مینوئل نے ان کو جو راستہ بتانے والے

← پوش پیدل فوج کا شمار اڑھائی لاکھ سے زیادہ تھا۔ رہبان، مقتدایان دین، عورتوں اور بچوں وغیرہ کی تعداد اس کے علاوہ تھی اور سب کا شمار تقریباً دس لاکھ آدمیوں کا تھا۔ (ہسٹری آف کروسیڈز۔ مصنفہ میجر پراکٹر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیے تھے وہ یا تو انھیں بہکا کے خشک ریگزار میں نکال لے گئے یا دغا بازی سے انھیں لے جا کے عین دشمن کے سامنے کھڑا کر دیا۔ کونراڈ کے ہزار ہا آدمی لیکا وینا میں ضائع ہوئے۔ اور بادشاہ فرانس نے، جسے دھوکے میں رکھا گیا تھا کہ بڑی کامیابی سے کوچ کر رہا ہے، اسکانیان نام جھیل کے کنارے پہنچ کے اچانک یہ خبر سنی کہ جرمن لشکر سخت تباہی میں مبتلا ہو گیا۔ اور وہ تباہ حال بھاگنے والے، جن کی زبانی کونراڈ نے اپنی سخت بربادکن شکست کی خبر سنی تھی انھیں کے ساتھ وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔

اب دونوں یورپین بادشاہ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اس راستہ ہی کو چھوڑ دیں جو عام زائروں کا راستہ تھا، اور ان اضلاع میں سے ہو کے گزریں جو بُحیرہ ایجین کے کنارے کنارے واقع ہیں۔ قدیم لیڈیا والوں کے شہر فلاڈلفیا تک پہنچے تھے کہ کچھ ایسے تباہی کے سامان نظر آئے کہ اکثر لوگ قسطنطنیہ واپس جانے پر مجبور ہوئے۔ اور خود کونراڈ بھی شہر افسوس [1] کے قریب جہاز پر سوار ہو گیا۔

ادھر لوئی اپنے ہمراہیوں کو لیے ہوئے دریائے میانڈر کے کناروں تک بڑھ گیا جہاں ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ ترکوں نے چونکہ حملہ میں عجلت کر دی تھی لہٰذا انھیں فاش شکست ہو گئی۔ مگر لاودیقیا کے آگے پہاڑ کی گھاٹیوں میں ترکوں کو اس شکست کا معاوضہ انتقام سے بھی کچھ بڑھ کے مل گیا۔

آخر وہاں سے ہولناک قتل وخون برداشت کر کے فرانسیسی لوگ قدیم پمفلیا والوں کے شہر انطالیہ میں پہنچے۔ تجویز تو یہ پیش کی گئی تھی کہ اس بندرگاہ سے سب لوگ عام اس سے کہ سپاہی ہوں یا زائر، سمندر کے راستہ سے انطاکیہ کو روانہ ہوں گے۔ مگر پھر طے یہ ہوا کہ صرف زائرین سمندر کے راستہ سے سفر کریں، اس لیے کہ لوئی شاہ فرانس نے اس بات پر زور دیا کہ سپہ گروں کو گزشتہ فاتحین بیت المقدس ہی کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔ لیکن جہاز جن کے فراہم کر دینے کا والی انطالیہ نے وعدہ کیا تھا وہ اس محدود غرض کے لیے بھی کافی نہ

---

[1] مغربی ترکی کے شہر اِفسوس (Ephesus) میں اصحاب کہف کا واقعہ پیش آیا تھا۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکلے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ اپنی فوج کے ساتھ ان جہازوں پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا۔ اور زائر مع بیماروں کے نواب فلانڈرس کی حفاظت میں چھوڑ دیے گئے۔ اس نواب کے پاس جو فوج تھی وہ حفاظت کے لیے کافی نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ بیماروں کو خود اہل انطالیہ نے مار ڈالا اور زائرین پر ترکوں نے سخت یورش کی۔ نواب فلانڈرس تو سمندر کے راستہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور سات ہزار شکستہ حال آوارہ گرد گرتے پڑتے اس سڑک پر ہو لیے جس پر سے ہو کے انھیں بیت المقدس پہنچنے کی امید تھی۔ مگر خاتمہ اس سفر کا ''شہادت'' پر ہوا جو پوپ اربن اور یوجینیس کے وعدوں کے مطابق ذریعہ نجات تھی۔

بادشاہ فرانس کا بیت المقدس میں پہنچنا

بادشاہ فرانس اپنے لشکروں کے ساتھ انطاکیہ پہنچا تو شہر حلب اور نہر اورنٹس (دریائے عاصی) کے کنارے والے شہر قیساریہ کے حکمران ترکوں کے دل میں ان لوگوں کے ورود کی خبر سن کے کوئی کم دہشت نہیں پیدا ہوئی۔ باوجودیکہ بڑے اصرار کے ساتھ اسے مجبور کیا گیا کہ ترکوں کی اس کمزوری کو غنیمت جان کے ان پر اچانک ایک سخت حملہ کر دے۔ مگر وہ بیت المقدس کے سفر کے ارادے سے ہرگز باز نہ آیا۔ اور ملکہ ایلینور نے جو وہیں ٹھہرے رہنے کی خواہاں تھی اس سے ٹھہرنے کے لیے التجا کی تو اس کے دل میں اپنی حسین ملکہ کے متعلق اور بدگمانی کے خیالات پیدا ہوئے۔ ①

آخر سخت تباہیوں کے بعد اس کا شہر یروشلم میں داخل ہونا زیادہ تر کامیابی ہی کے مثل

① ملکہ ایلینور جس قدر معزز، دولت مند اور صاحب جمال تھی اسی قدر اس کا چال چلن خراب تھا۔ اس نے صرف صلیبی فوج کے بعض سرداروں ہی سے ناجائز تعلقات نہیں پیدا کیے بلکہ انطاکیہ میں متعدد مسلمان ترکوں کے لیے بھی اپنی آغوش شوق کھول دی۔ اور صلاح الدین نامی ایک نوجوان ترک پر تو اس قدر فریفتہ ہو گئی کہ اسے بہت کچھ دولت دی اور اس کے عشق میں اپنے شوہر شاہ فرانس تک کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ بعض یورپین مورخین غلطی سے اس صلاح الدین کو صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس سمجھ بیٹھے' حالانکہ شہرت کے دربار میں اس وقت اس کا پتہ بھی نہ تھا اور ان دنوں وہ بہت کم سن ہو گا۔ بس انھیں اسباب سے لوئی کو اس کے متعلق بدگمانی ہوئی۔ (ہسٹری آف کروسیڈز مصنفہ جوزف فرانسوا میشو)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھا گیا۔ وہاں کونراڈ سے، جو طالمیس پہنچ گیا تھا، مشورہ لینے کے بعد یہ تجویز قرار پائی کہ سردست شہر اڈیسا کا واپس لینا ملتوی رکھا جائے جو اس صلیبی مہم کی اصلی غرض تھی۔ اور بعوض اس کے شہر دمشق کا محاصرہ کیا جائے اور بخیال خود وہ فتح کر لیا جائے، اس لیے کہ یہ شہر زیادہ باوقعت اور قریب تر تھا۔

نائٹس آف ٹمپل اور سینٹ جان کے نائٹوں [1] کی مدد سے شہر دمشق کا محاصرہ ایسی لیاقت و شجاعت سے کیا گیا کہ کامیابی میں بظاہر کوئی شبہ نظر نہیں آتا تھا۔[2] اہل دمشق ناامید ہو رہے تھے اور ان میں سے جن لوگوں کے دلوں میں یہ ہول سما گیا تھا کہ بس اب

[1] نائٹس آف ٹمپل ایک مذہبی اور فوجی اعزاز تھا جو فتح بیت المقدس کے بعد بارہویں صدی کی ابتدا میں جوش و خروش کے ساتھ مسیحی زائروں نیز روضہ مسیح کی حفاظت کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ ٹمپل معبد کو کہتے ہیں۔ یہ لوگ اس لفظ کی جانب اس لیے منسوب تھے کہ بیت المقدس میں وہاں کے فرنگی بادشاہ بالڈون دوم کے قصر کے ایک کمرے پر قابض رہا کرتے تھے جو معبد الٰہی (مسجد اقصیٰ) کے قریب تھا۔ بیت المقدس پر جب صلاح الدین نے قبضہ کر لیا تو یہ لوگ یورپ میں جا کے پھیلے۔ جہاں ابتداء میں تو بڑی ترقی ہوئی اور بڑے دولت مند بن گئے مگر آخر میں ان کی فضول خرچی و بدکاری کے باعث ۱۳۱۲ء میں مسیحی کونسل نے ان کا استیصال کر دیا۔ اور سینٹ جان کے نائٹ وہ لوگ کہلاتے تھے جن کو ایک خاص جماعت میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوتا تھا۔ یہ لوگ ہاسپٹلر کہلاتے تھے، اس لیے کہ انھوں نے ۱۰۴۲ء میں یروشلم میں ایک شفا خانہ بنایا تھا۔ آج کل یورپ میں لڑائیوں کے وقت جو اکثر رعایا کی طرف سے مجروحین کی امداد وعلاج کے لیے جماعتیں قائم ہوا کرتی ہیں وہ انھیں لوگوں کی سنت ہیں۔ پہلی جماعت نے ایک لاج قائم کیا تھا۔ اور قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آج کل جو فری میسن لاج مصروف عمل ہے وہ بھی انھیں کی سنت ہے۔ یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔ ابن اثیر اس کا حال بیان کرتا ہے کہ "اس سال بادشاہ المان (جرمنی) اپنے اہل ملک کا بڑا بھاری لشکر لے کے بلاد اسلام پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ فرنگیوں (فرانسیسیوں) کی بھی ایک جماعت عظیم تھی۔ اسے اس میں ذرا بھی شبہ نہ تھا کہ آسانی سے فتح ہو جائے گی۔ جب وہ ملک شام پہنچا تو جو فرنگی یہاں موجود تھے ان سب نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور سب کو ساتھ لے کے وہ دمشق پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مجیر الدین ابیک بن محمد ان دنوں حاکم دمشق تھا۔ مگر وہ برائے نام ہی تھا۔ شہر پر زیادہ اثر اس کے دادا غلام معین الدین انز کا تھا جو عقل مند، عدل پرور اور نیک سیرت شخص تھا۔ اس نے اپنی فوج کو جمع کر کے مقابلہ شروع کیا۔ فرنگیوں کے پیادوں اور سواروں نے ۲۔ ربیع الاول ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگنا ہی ذریعہ نجات ہو سکتا ہے ان کی تعداد تھوڑی نہ تھی۔ لیکن ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا

کو دھاوا کیا۔ اہل شہر نے بھی نکل کے مقابلہ کیا جن کے ساتھ فقیہ حجۃ الدین یوسف فندلاوی مغربی بھی جو پیر فانی' زبردست عالم اور بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے محض جہاد و شہادت کے شوق میں پا پیادہ میدان جنگ میں آئے۔ معین الدین نے ان کو اس حالت میں دیکھ کے روکا اور کہا آپ شیخ فانی ہیں۔ آپ پر جہاد فرض نہیں ہے۔ مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور آیہ کریمہ ''ان الله اشترى من المومنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة'' ''بے شک اللہ نے مومنین کے نفسوں اور جائدادوں کو مول لے لیا ہے اس بات پر کہ ان کے لیے جنت ہے'' پڑھی اور کہا ''میں نے بیچا اور اللہ نے مجھ سے مول لیا۔ اللہ کی قسم! اب نہ اپنی طرف سے کمی کروں گا اور نہ ادھر سے کمی چاہوں گا''۔ یہ کہہ کے میدان جنگ میں اترے اور فرنگیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس لڑائی میں فرنگیوں کو غلبہ ہوا اور مسلمانوں کی طرف سے ضعف نظر آنے لگا۔ سلطان جرمنی اور آگے بڑھ کے اس میدان میں اترا جو میدان اخضر کے نام سے مشہور تھا۔ اور لوگوں کو یقین تھا کہ شہر پر قابض ہو جائے گا۔ معین الدین نے دشمنوں کی یہ یورش دیکھ کے یہ کارروائی کی تھی کہ سیف الدین غازی بن اتابک زنگی کے پاس جو اس زمانے میں ترکوں میں سب سے زبردست حکمران تھا کہلا بھیجا تھا کہ آ کے مسلمانوں کی مدد کیجئے۔ یہ خبر پاتے ہی وہ اپنی فوجیں جمع کر کے روانہ ہوا۔ راستہ میں شہر حلب پڑا جہاں کا حکمران اس کا بھائی نور الدین محمود زنگی تھا۔ نور الدین بھی اپنی فوج لے کے اس کے ساتھ ہو گیا۔ اور دونوں بھائی شہر حمص میں آن پہنچے۔ یہاں سے سیف الدین نے معین الدین کو اپنے آنے کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا: ضرورت ہے کہ میرے نائب شہر دمشق میں موجود رہیں' اس لیے کہ میں آ کے فرنگیوں سے مقابلہ کروں گا۔ اور اگر فرنگی مغلوب ہوئے تو شہر تمہارا ہے۔ مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں۔ غالباً دمشق میں یہ خواہش منظور کی گئی۔ دوسری طرف اس نے فرنگیوں کو بھی اپنے پہنچنے کی اطلاع کر کے دھمکی دی کہ خیریت اسی میں ہے کہ شہر چھوڑ کے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔ یہ خبر سنتے ہی فرنگی اپنی پشت کی طرف سے اندیشہ ناک ہوئے اور شہر پر حملہ کرنا موقوف کیا۔ بعض اوقات ان کا سیف الدین کے لشکر سے مقابلہ بھی ہوا۔ یہ دیکھ کے اہل دمشق کے حوصلے بڑھ گئے اور اپنے شہر میں وہ اطمینان سے رہنے لگے۔ معین الدین نے یہ موقع پا کے ایک طرف تو تازہ وارد یورپین مسیحیوں کو کہلا بھیجا کہ ''زبردست سلطان مشرق پہنچا ہے۔ اگر تم واپس جاتے ہو تو خیر۔ ورنہ میں شہر اسی کے حوالے کر دوں گا''۔ دوسری طرف شام میں مقیم فرنگیوں کو یہ پیام بھیجا کہ ''تمہاری عقل کہاں گئی ہے؟ ہمارے مقابلہ میں ان نو وارد لوگوں کی مدد کرتے ہو! یہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ اگر شہر دمشق پر قابض ہو گئے تو سارے ساحلی شہر انھیں کے قبضے میں ہوں گے اور تمہیں ان سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اور میری نہ پوچھو، اگر کوئی تدبیر نہ بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت پڑی تھی شاہ فرانس اور شاہ جرمنی کو کہ بجائے اس کے کہ اس مہم کے پورا کرنے کے متعلق مشورہ کریں، وہ اس بات پر غور کرنے لگے کہ فتح کرنے کے بعد یہ شہر کس کے حوالے کیا جائے۔ مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ شہر دمشق فتح کے بعد نواب فلانڈرس کو جس کا نام ''دتھی اری'' تھا، دے دیا جائے۔

اس قرار داد پر فلسطین یعنی ارض مقدس کے بیرنوں (امرا) میں برہمی پیدا ہوئی جنھوں نے اس میں ذرا بھی تامل نہ کیا کہ اپنے گناہوں کی طولانی فہرست میں ایک اور دغا بازی کا گناہ بھی درج کرا دیں۔ انھوں نے ترکوں سے رشوت لے لی اور سلاطین یورپ کو باور کرایا کہ بہ نسبت اس طرف سے حملہ کرنے کے (جدھر باوجود ہر طرح کی سرگرمیاں دکھانے کے شہر پر قبضہ نصیب نہ ہو سکا) اگر دوسری جانب سے حملہ کیا جائے تو بخوبی کامیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس مشورے پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین یورپ نے شہر کے سامنے کے زرخیز باغوں کو چھوڑ دیا، جہاں وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور اس سرزمین میں جا کے اترے جہاں رسد کی اس قدر کمی تھی کہ گویا مل ہی نہ سکتی تھی اور جہاں اترتے ہی یہ لڑائی انھیں ایک ایسی مہم نظر آئی جس میں کامیابی کی بالکل امید نہ ہو سکتی تھی۔

ان مشیروں کے متعلق بدگمانی کرنا تو آسان تھا مگر ثبوت نہ ملنے کے باعث ان کی دغا بازی پر انھیں سزا دینا مشکل تھا۔ اور غالباً اسی دغا بازی کی بنیاد پر شہر عسقلان پر حملہ کرنے کی تجویز بھی نامنظور کر دی گئی۔ الغرض لشکر یروشلم کو واپس روانہ ہوا۔ کونراڈ اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ یورپ کو پلٹ گیا۔ اس کے ایک سال بعد اس کی پیروی شاہ فرانس نے بھی اپنی

← پڑے گی تو یہ شہر سیف الدین کے حوالے کر دوں گا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ اگر دمشق اس کے قبضے میں آ گیا تو شام کا کوئی شہر تمہارے قبضے میں نہ رہے گا''۔ اس کے جواب میں انھوں نے کہلا بھیجا کہ ''اچھا ہم شاہ جرمنی کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں'' جس کے صلے میں معین الدین نے انھیں شام کا قلعہ بانیاس دے دیا اور وہ بادشاہ جرمنی کو خوف دلانے لگے کہ سیف الدین بڑا زبردست بادشاہ ہے۔ اس کے پاس پیہم کمک پہنچتی رہے گی اور اگر دمشق پر اس کا قبضہ ہو گیا تو پھر ہم میں مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی۔ الغرض اسے یہاں تک ڈرایا گیا کہ وہ دمشق چھوڑ کے واپس چلا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ کے ساتھ کی۔

لوئی شاہ فرانس کو اپنی ملکہ کے چال چلن کی نسبت جو بدگمانیاں تھیں ان کی پوری پوری تصدیق بعض ان خاص قسم کے فیصلوں سے ہوگئی جن کو اس حسین ملکہ نے اپنے عشق بازی کے جوش میں جاری کیا تھا۔ یورپ پہنچے مشکل سے دو سال کی مدت گزری ہوگی کہ کسی اور سے قربت کا بہانہ کر کے اس نے ملکہ سے طلاق حاصل کر لی۔ اور ایلینو ر نے اپنی دولت کثیر کا وارث اپنے دوسرے شوہر ہنری کو قرار دے لیا' جو خاندان نارمن کا شاہزادہ تھا اور بعد کو انگلستان کا فرماں روا ہو کے ہنری دوم کے لقب سے مشہور ہوا۔

سینٹ برنارڈ کو الزام دیا جانا

بہر حال یوں محض ندامت و رسوائی پر دوسری صلیبی مہم کا خاتمہ ہوا۔ سینٹ برنارڈ نے جو سبز باغ دکھائے تھے اور جو جو پیشین گوئیاں کی تھیں ان کی اس لڑائی کے واقعات سے تکذیب ہوگئی۔ اس مقدس لڑائی کی آگ کا ایندھن بننے کے لیے اتنی کثیر خلقت نکل آئی تھی کہ ایک راوی کا چشم دید بیان ہے کہ شہر اور قلعے خالی اور سنسان پڑے ہوئے تھے اور یہ بھی مشکل سے کہا جا سکتا تھا کہ سات سات عورتوں کے مقابلے میں ایک ایک مرد ہی باقی رہ گیا ہو۔ اب انجام کار جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ ان مصیبت زدہ عورتوں کے باپ' شوہر' بیٹے یا بھائی جو صلیبی مہم پر گئے ہوئے تھے انھیں پھر اپنے دنیاوی گھروں کو دیکھنا کبھی نہ نصیب ہو گا تو آہ وزاری کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس عام نالہ وفریاد نے برنارڈ کو اس جرم کا ملزم ٹھہرایا کہ انھیں اس نے ایک ایسی مہم پر روانہ کر دیا جس میں انہوں نے کیا تو کچھ بھی نہیں۔ اور جو کچھ حاصل ہوا وہ سوائے تباہی و رسوائی کے کچھ نہ تھا۔

برنارڈ کی لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوششیں

کچھ زمانے تک تو برنارڈ گم صم رہا۔ لیکن چند ہی روز میں اسے یاد آ گیا کہ میں نے جو کچھ کیا خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اسی کی جانب سے کیا تھا۔ ناکامی کا الزام زائروں ہی کی گردن پر ہے۔ پہلے صلیبی جنگجوؤں کی طرح ان لوگوں نے بھی نفسانی جذبات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو مطلق العنان کر دیا۔ ان کی لشکر گاہیں شہوت پرستی و بد عملی سے بھری ہوئی تھیں اور ربانی سچائی ایسے قابل نفرت کاموں کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ اتنا ہی نہیں اب برنارڈ کو یہ لغویت بھی نظر آئی کہ جس مہم میں شریک ہونے کے صرف دیندار اور ایماندار لوگ ہی مجاز تھے' اس میں شریک ہونے کی اجازت چوروں اور خونی لوگوں کو بھی دے دی گئی۔

مگر طبیعتوں کو ایسے نازک وقت میں مستقل طور پر مطمئن کر دینے کے لحاظ سے دیکھئے تو ایسی من بہلانے کی باتیں بہت بے اثر تھیں۔ پھر جب راہب جان نے دعویٰ کیا کہ جو زائر قتل کیے گئے' وہ اس پرفتن دنیا سے نجات پانے کے خیال سے شہیدوں جیسی بے انتہا مسرت حاصل کر کے مرے اور خود سینٹ پیٹر اور سینٹ جان نے خاص اپنی زبان سے مجھے یقین دلایا ہے کہ جو فرشتے اپنے درجے سے گر گئے ہیں' ان کی جگہیں ان لڑکوں کی روحوں سے بھری گئیں جو صلیب کے زائروں یا حامیوں کی حیثیت سے مرے ہیں' قطع نظر اس سے کہ ارض مقدس میں پہنچ کے مرے ہوں یا درمیانی ممالک میں سفر کرتے ہوئے۔ تو بہتوں کے خیالات پھر اسی پرانی روش کی طرف مائل ہو گئے' یعنی مذہبی خاطر جمعی نے دنیاوی صدمات بھلا دئے۔

(۱۱۵۳ء) برنارڈ کی موت

برنارڈ نے یہ بیان بھی دیا کہ ولی اور فرشتے بے صبری کے ساتھ اس کا انتظار کر رہے ہیں' چنانچہ ۱۱۵۳ء میں اس کی موت کو مسیحیوں نے اس کے علو مرتبت کی علامت خیال کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ٦

بیت المقدس کا مسیحیوں کے قبضے سے نکل جانا

صرف اتنا ہی نہیں ہوا کہ دوسری صلیبی لڑائی اپنے اغراض میں ناکام رہی' بلکہ لاطینی دولت فلسطین کو بھی' جس کی قوت کم ہوتی جاتی تھی' اس سے کوئی مدد نہیں ملی۔ فتوحات سے بھی کوئی مفید نتیجہ حاصل نہیں ہوا۔ اور اکثر موقعوں پر تو فتوحات سے ایسی لغویت کے ساتھ کام لیا گیا جو جنون کے قریب قریب تھی۔ جو فتح جوسلین آف کورٹنے کو نورالدین زنگی یعنی سلطان حلب کے مقابل ایک میدان میں حاصل ہوئی تھی اس سے ممکن تھا کہ ہاتھ سے کھویا ہوا شہر ایڈیسا پھر اس کے قبضے میں آ جاتا۔ لیکن اس نے اس فتح سے صرف اتنا ہی فائدہ حاصل کیا کہ اپنے حریف کی تضحیک ہی میں لطف اٹھاتا رہا۔ اور دشمن نے جب دوبارہ کوشش کر کے مقابلہ کیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ جوسلین گرفتار رہوا' مسلمانوں کی اسیری میں پھنسا اور اسی حالت میں مرگیا۔ (۱) اس کی بیوہ نے بادشاہ بیت المقدس بالڈون سوم کے مشورہ سے وہ تمام مقامات' جو

(۱) اس واقعہ کو ابن اثیر نے واقعات ۵۴۶ھ کی ابتدا میں یوں بیان کیا ہے:
اس سال نورالدین اپنی فوجیں جمع کر کے جوسلین فرنگی کی مملکت پر حملہ آور ہوا۔ جوسلین فرنگیوں میں زبردست شہسوار تھا جس کا کوئی مقابل نہ تھا۔ وہ بہادر بھی تھا اور صاحب رائے بھی تھا۔ وہ خبر سنتے ہی مقابلہ کو آیا۔ سخت لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ان کے بہت سے لوگ شہید ہوئے اور بہت سے عیسائیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے جن میں نورالدین کا سلاح بردار بھی مع شاہی اسلحہ کے تھا۔ جوسلین کو اس فتح پر اتنا ناز تھا کہ ان ہتھیاروں اور سلاح بردار کو فرماں روائے قونیہ ملک مسعود بن قلیج ارسلان کے پاس بھیج دیا جو نورالدین زنگی کا خسر تھا اور کہلا بھیجا: ''تیرے داماد کے ہتھیار ہیں۔ اور اس کے بعد عنقریب میں تیرے پاس وہ چیز روانہ کروں گا جو اس سے بھی بڑی اور اہم ہو گی''۔ ''یہی تضحیک ہے جس کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے قبضے میں باقی رہ گئے تھے' یونانی شہنشاہ کو دے دیے۔ اوران کے عوض میں اپنے لیے ایک رقم بطور گزارے کے مقرر کرالی۔ اور لاطینی سلطنت کے لیے ارض مقدس کے چاروں طرف جو خطرے جمع ہوتے جاتے تھے ان کا ظہور اس وقت ہوا جب ترکمانوں نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مونٹ آف آلوز (کوہ زیتون) تک پہنچ گئے۔

عسقلان کا عیسائیوں کے قبضہ میں آنا

یہ صحیح ہے کہ ترکمانوں کے اس حملہ کی انہیں سخت سزا دی گئی۔ بادشاہ مع اپنی فوج کے دارالسلطنت سے باہر گیا ہوا تھا۔ لیکن نائٹوں نے' جو بیت المقدس میں موجود تھے' تمام لوگوں کو جو ہتھیار باندھ سکتے تھے جمع کر کے مقابلہ کیا اور دشمنوں (مسلمانوں) کی چھاؤنی میں آگ لگا دی۔ یہ لوگ جب چھاؤنی چھوڑ کے بھاگے تو بالڈون نے انھیں راہ میں روکا۔ اور مشہور ہے کہ اس لڑائی میں پانچ ہزار ترکمان مارے گئے۔ اب بہ ظاہر عیسائیوں کی قسمت کا ستارہ پھر چمک اُٹھا۔ اور شہر عسقلان جس کی نسبت یہ خیال قائم ہو چکا تھا کہ چھوڑ دینا پڑے گا ایک محاصرے کے بعد پھر ان کے قبضہ میں آ گیا۔[1] لیکن مسیحیوں کی حالت کی یہ برتری

← ہے"۔ جب یہ خبر نور الدین کو پہنچی تو اسے سخت گراں گزرا۔ اب اس نے جوسلین کو بھلاوے میں رکھا اور امرائے ترکمان کو جمع کر کے انھیں بہت کچھ لالچ دیا اور وعدہ کیا کہ جوسلین کو چاہے زندہ ہاتھ آئے یا مردہ میں تمہارے ہی سپرد کر دوں گا۔ ترکمانوں نے جوسلین کا خیال رکھا۔ ایک دن وہ شکار کو نکلا تھا کہ یکا یک اس پر جا پڑے اور گرفتار کر لیا۔ اس نے انھیں بہت کچھ دینے دلانے کا وعدہ کر کے آزادی کی درخواست کی۔ انھوں نے کہا پہلے وہ روپیہ منگوا لو تو چھوڑیں گے۔ ادھر اس نے تو اپنا آدمی اپنے لوگوں کے پاس روپیہ کے لیے بھیجا' ادھر انھیں ترکمانوں میں سے ایک شخص نے نور الدین کے وزیر ابوبکر بن دایہ کے پاس آ کے یہ واقعہ بیان کیا۔ نور الدین نے فوراً ایک لشکر بھیج کے ان ترکمانوں کو مع جوسلین کے گرفتار کرا لیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد نور الدین نے اس کے شہروں اور قلعوں پر حملہ آوری شروع کی اور تھوڑے ہی عرصے میں اس کی ساری قلمرو پر قبضہ کر لیا۔

[1] شہر عسقلان بنی فاطمہ مصر سے متعلق تھا اور خلیفہ الظاہر کی قلمرو میں شامل تھا۔ مگر خلیفہ برائے نام تھا۔ ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہری اور عارضی تھی۔ لڑائیوں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تاختوں کا ایک نا تمام سلسلہ جاری رہا۔ انھیں معرکہ آرائیوں کی اثنا میں بالڈون نے عین عنفوان شباب میں وفات پائی۔ اس کی عمر ۳۳ سال کی تھی۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں اس نے اس قدر شہرت حاصل کر لی تھی کہ رعایا اس کی عاشق تھی اور دشمن تک تعریف کرتے تھے۔ وہ لاولد مرا۔ اور گو اس کے بھائی الmریق کے جانشین منتخب ہونے میں کسی قدر مزاحمت ہوئی مگر وہی اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ ⟨۲⟩

مصر و حلب کے ساتھ المریق کے تعلقات

اس کے عہد حکومت کی ابتدا ہی میں بیت المقدس کی لاطینی سلطنت کے معاملات خلافت بنی مصر کے معاملات سے الجھ گئے۔ نیز مسیحی لوگ ایک اسلامی فرقہ' قبیلہ یا گروہ کو اکسا کر دوسرے اسلامی فرقہ کے خلاف میدان کارزار گرم کرتے نظر آئے۔ اسلامی فرقوں میں اختلاف عقاید شاید کم ہو لیکن باہمی عدوات و رقابت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو عیسائی فرقوں سے، وہ بھی کم نہ تھے۔

نور الدین فرماں روائے حلب کے پاس جب فاطمی خلیفۂ مصر کا وزیر شاور بھاگ کے

← وزارائے مصر جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ وہ برابر عسقلان کو مضبوط کرتے رہتے اور فرنگی اس پر ہر سال حملہ اور اس کا محاصرہ کیا کرتے تھے۔ ۵۴۸ھ میں وزیر مصر سلار اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں مار ڈالا گیا اور عباس نامی ایک شخص وزیر ہوا تو اس وقت مصر والوں میں باہمی جھگڑے پیدا ہوئے۔ تب فرنگیوں نے موقع پا کے پھر حملہ کیا اور محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے مقابلہ شروع کیا۔ ایک دن وہ شہر سے نکل کے لڑے اور فرنگیوں کو ان کے خیموں تک مار کے ہٹا دیا۔ اس غلبہ کے بعد شہر کے اندر خود مسلمانوں میں قتل و خون ریزی جاری ہو گئی جس کا سبب یہ ہوا کہ عسقلان کے مختلف گروہوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ فرنگیوں کو ہم نے شکست دی اور ہم نے انہیں مار کے ہٹایا ہے۔ اس پر یہاں تک تنا تنی ہوئی کہ تلوار چلی اور ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ شہر میں یہ ہنگامہ بپا تھا کہ فرنگیوں نے زور سے حملہ کیا اور بغیر اس کے، کہ کوئی مزاحمت کر سکے عسقلان پر قابض ہو گئے۔

⟨۲⟩ اس بادشاہ کا نام عرب مورخین المری لکھتے ہیں۔ اور ابن اثیر اس بادشاہ کی نسبت لکھتا ہے کہ شام کے فرنگی حکمرانوں میں نہ کوئی اس سا بہادر تھا اور نہ اس کا سا مکار اور چالاک تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا اور اس ذریعہ سے نورالدین کو موقع ملا کہ خلیفہ مصر کو وہ اپنے قابو میں کر لے تو اس موقع کو اس نے ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ شاور نے آ کے یہ بیان کیا کہ ضرغام نامی ایک فوجی شخص نے سرکشی کر کے مجھے تخت وزارت سے اتار دیا۔ اور وزیر کی معزولی گویا خود بادشاہ کی معزولی تھی کیونکہ اس زمانہ میں خلفائے بنی فاطمۂ مصر ویسے ہی کاٹھ کے پتلے تھے جیسے سلاطین میرو ونجی (فرانس کے پہلے شاہی خاندان کے فرماں روا) چارلس مارٹل [1] اور پیپن کے زمانہ میں تھے۔

سلطان نورالدین کے سپہ سالاروں میں شیر کوہ اور اس کا بھتیجا صلاح الدین تھے جو گڈریوں کا پیشہ کرنے والی قوم کرد سے تھے۔ سلطان نورالدین زنگی نے ان دونوں سرداروں کو یہ خدمت بجا لانے کے لیے مصر بھیجا کہ شاور کو پھر اس کی خدمت وزارت پر بحال کر دیں۔ شاور کے دشمن ضرغام نے رشوتیں دے کے لاطینی فرنگیوں سے درخواست کی کہ اس موقع پر اس کی مدد کریں۔

لیکن ہنوز گفتگو ہو رہی تھی اور کچھ طے نہیں ہونے پایا تھا کہ شیر کوہ نے ضرغام کو شکست دے کر قتل کر ڈالا۔

شاور پھر اپنی پرانی خدمات پر مامور ہوا۔ لیکن اس کامیابی کے ساتھ ہی شاور کو اس بات کا بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے یہ حامی بھی دشمنوں ہی کی طرح خطرناک نہ ثابت ہوں۔ یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس نے اس عہد کو پورا کرنے سے انکار کیا جو نورالدین سے کر آیا تھا اور اس کے سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ تم ملک چھوڑ کے چلے جاؤ۔ شیر کوہ نے یہ جواب دیا

[1] چارلس مارٹل نے وسطی فرانس میں تورز کی جنگ (۷۳۲ء) میں اندلس کے اسلامی لشکر کو شکست دے کر یورپ میں مسلمانوں کی پیش قدمی روک دی۔ اس جنگ میں حاکم اندلس امیر عبدالرحمٰن غافقی نے شہادت پائی۔ ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ اگر مسلمان یہ جنگ جیت جاتے تو آج لندن اور پیرس کے گرجوں میں گھنٹوں کے بجائے اذانیں گونجتیں۔ چارلس کی اس فتح کے باعث اسے مارٹل (موسل) کا لقب ملا کہ اس نے موسل کی طرح مسلمانوں کو کچل دیا تھا۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ شہر بلبیس ① پر قبضہ کر لیا۔ شاور کو بہ نسبت ضرغام کے المریق حاکم بیت المقدس سے مدد حاصل کرنے میں زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے المریق کے لشکر کی مدد سے شیر کوہ کو اسی شہر میں محصور کر لیا جس پر اس نے قبضہ کیا تھا۔ چند مہینوں کے بے نتیجہ دھاووں کے بعد لاطینی بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بجائے یہاں ٹھہرنے کے اسے اپنی سلطنت بچانے کے لیے جانا چاہیے۔ شیر کوہ کو اس بات کی خبر نہ تھی' لہٰذا اس نے اس شرط پر صلح کر لی کہ جو مصری سپاہی اس کی قید میں تھے ان کو شاور کے حوالے کر کے مصر سے چلا جائے۔ لیکن لاطینی فوجیں مصر سے صرف اس لیے گئی تھیں کہ انطاکیہ کے علاقہ میں پہنچ کے نورالدین سے شکست فاش کھائیں اور شہر انطاکیہ کو بھی دشمن کی مرضی پر چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوں۔ ②

---

① شہر بلبیس کو انگریزی مورخین پلیوسیم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

② توابع انطاکیہ میں حارم نامی ایک قلعہ ہے۔ حارم کے میدان میں یہ لڑائی رمضان ۵۵۹ھ میں ہوئی تھی۔ جس طرح نورالدین کی طرف سے بہت سے مسلمان حکمرانان شام شریک تھے' اسی طرح فرنگیوں کی جانب سے لاطینی سلطنت کے بڑے بڑے زبردست یورپین افسر اور فرماں روایان انطاکیہ وطرابلس وغیرہ موجود تھے۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے۔ حملہ کی ابتدا فرنگیوں کی طرف سے ہوئی' جو ایک بارگی مسلمانوں کے میمنہ پر آ پڑے۔ مسلمان شکست کھا کے بھاگے اور فرنگی سواروں اور سرداروں نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ بھاگنا صرف فریب دینے کے لیے تھا، اس لیے کہ ان کے شکست کھاتے ہی مسلمانوں کی فوج کے دوسرے حصوں نے جو میدان میں قائم تھے یکا یک سخت حملہ کر کے مسیحی پیدل فوج کو تہ و بالا کر دیا۔ یہ خبر سنتے ہی تعاقب کرنے والے صلیبی پلٹے۔ مگر واپس آتے ہی اپنے آپ کو مسلمانوں کی فوج کے درمیان ہر چہار طرف سے گھرے ہوئے پایا۔ گھبراہٹ اور اضطراب سے لڑنے لگے' مگر یہ لڑنا زیادہ تر صرف اپنے لشکر کے قتل و اسیر کرانے کے لیے تھا۔ آخر انھیں فاش اور بڑی بھاری شکست ہوئی۔ دس ہزار سے زیادہ صلیبی قتل ہوئے۔ اسیروں کی تعداد بے شمار تھی۔ حاکم انطاکیہ' حاکم طرابلس' ڈیوک نامی ایک بڑا مشہور سپہ سالار روم اور جوسلین کا بیٹا جو نامی گرامی شہسوار فرنگ تھا اور دیگر معززین نصاریٰ اسیروں میں تھے۔ ممکن تھا کہ انطاکیہ پر اسی وقت قبضہ کر لیا جاتا۔ اور لوگوں نے نورالدین کو آمادہ بھی کیا۔ مگر نورالدین نے اس امر کو اپنے اس وقت کے سیاسی مصالح کے خلاف سمجھا۔ (ابن اثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفۂ مصر اور المریق کی دوستی

انطاکیہ پر حملہ کرنے میں شاید نورالدین کو اس خیال سے پس و پیش ہوا ہو کہ کہیں اس مہم کا یہ نتیجہ نہ ہو کہ شہنشاہ یونان فوج (قسطنطنیہ) کشی کر دے۔ نورالدین کو انطاکیہ پر قبضہ کرنے سے زیادہ یہ خیال تھا کہ مصر کی فاطمی خلافت کا خاتمہ کر دے یعنی ان تمام ممالک پر قابض ہو جائے جو ارض مقدس کی لاطینی سلطنت کے شمال و جنوب میں واقع تھے۔ اور اس کی یہ غرض معلوم ہو جانے پر بادشاہ المریق کو بڑا خوف تھا۔ نورالدین نے اپنی اصلی غرض میں اچھی رونق پیدا کرنے کے لیے خلیفہ بغداد مستضی باللہ عباسی کی اجازت حاصل کر لی جس کی بدولت یہ لڑائی ویسی ہی مقدس ہو گئی جیسی وہ لڑائی تھی جو انگلستان کے ہیرلڈ کے مقابلہ میں نارمن فاتح نے لڑی تھی۔

شیرکوہ اور المریق کی کشمکش (۱۱۶۷ء)

اس معرکہ کی سرگذشت سے طرفین کی بہادری کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان دونوں کو کبھی ناکامی سے سابقہ پڑتا تھا اور کبھی کامیابی سے۔ لاطینی تاجدار فلسطین شہر قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ شیرکوہ کی فوج کا ایک بڑا حصہ صحرا کے ایک سخت طوفان میں پھنس کے پریشان ہو گیا۔ لیکن مصر والوں کو باوجود اس کے کہ شیرکوہ دریائے نیل کے اس پار اتر آیا تھا اس کے واپس جانے کا یقین نہ تھا۔ المریق کو دو لاکھ اشرفیاں اس واسطے دی گئیں کہ وہ مصر والوں کی مدد کرتا رہے۔ اور دو لاکھ اشرفیوں کے اس وقت دینے کا وعدہ کیا گیا جب ان کے دشمنوں کو وہ بالکل برباد کر دے۔ اس معاہدے کی تصدیق اس بے اختیار خلیفہ کے سامنے ہوئی' جس سے وزیر جو خود خلیفہ کا مالک بنا ہوا تھا' کسی سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے یا عہد و پیمان کرنے کے وقت کبھی دریافت نہیں کیا کرتا تھا۔

اس لڑائی کے باقی ماندہ واقعات میں سے یہ امور ہیں کہ ایک میدان میں المریق کی فوج کے ایک حصہ کو شیرکوہ اور اس کے بھتیجے صلاح الدین نے شکست دے دی۔ شیرکوہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم سے شہر اسکندریہ نے اس کی اطاعت قبول کی۔ پھر المریق نے شہر مذکورہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن آخر میں المریق شیر کوہ سے صلح کرنے پر مجبور ہو گیا کہ مسلمانوں کے قیدی مسلمانوں کو اور فرنگیوں کے قیدی فرنگیوں کو واپس کیے جانے کے بعد وہ اپنی فوج کے ساتھ بہ امن و امان مصر کی سرحد سے نکل جائے' بشرطیکہ شام کا راستہ مسلمانوں کے لیے کھلا رہے۔ ①

المریق اور فاطمی خلیفہ دونوں کے جھنڈے اسکندریہ کی دیواروں پر اڑ رہے تھے۔ لیکن اس صلح یا مہلت سے دونوں جانب یہی غرض ملحوظ خاطر تھی کہ تھوڑا وقت ٹل جائے۔ مصر پر قبضہ کرنے کے خیال کو نہ رومی بادشاہ بیت المقدس ہی نے چھوڑا تھا اور نہ سلطان حلب نورالدین نے۔

ادھر المریق کو لڑنے کا یہ بہت اچھا بہانہ مل گیا کہ اس کے ارض فلسطین میں واپس آنے کے بعد ہی سے اہل مصر نے اس کے اور اپنے دشمن نورالدین سے نامہ و پیام شروع کر دیا۔ بیت المقدس کے بادشاہ نے حال ہی میں شہنشاہ یونان کی بھتیجی کے ساتھ شادی کی تھی جس کے باعث شہنشاہ مذکور نے بھی اس مہم میں اپنی بحری فوج سے مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہاسپٹلر نائٹوں کی مدد آسانی سے حاصل کر لی گئی۔ اور بعض کا بیان ہے کہ ٹمپلر نائٹوں کی مدد قبول کرنے سے انکار کیا گیا۔ آخر کار ایک بڑی اور زبردست فوج لے کر المریق بیت المقدس سے روانہ ہوا اور بہانہ کیا کہ میں ملک شام کے شہر حمص کو جاتا ہوں۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کا رخ مصر کی طرف پھر گیا۔ دس دن کے سفر کے بعد وہ بلبیس پہنچا۔ اس

① صرف اتنا ہی نہیں۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ پچاس ہزار دینار شیر کوہ کو دیے گئے' علاوہ اس جائداد کے جو اس نے خود تاخت و تاراج میں حاصل کی تھی۔ یہ شرط تو مصر والوں سے تھی۔ اور فرنگیوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ بلاد مصر میں نہ ٹھہریں گے اور اس کے کسی گاؤں تک پر قبضہ نہ کریں گے۔ لیکن یہ شرطیں طے کرا کے جب شیرہ کوہ ارض شام واپس آ گیا تو فرنگیوں نے مصر کو گویا اپنے ہی قبضہ میں کر لیا۔ انہوں نے شاور کو دبا کے یہ حقوق حاصل کر لیے کہ ان کا ایک افسر قاہرہ میں رہے۔ قاہرہ کے پھاٹکوں پر فرنگی سواروں کا پہرہ رہے۔ اور مصر کی آمدنی میں سے انھیں ہر سال ایک لاکھ دینار بطریق خراج دیے جایا کریں۔ الغرض مصر پر رومی سلطنت بیت المقدس کا اتنا اثر شاور کی بدولت پڑ گیا کہ خود علوی خلیفہ عاضد باللہ کو خبر نہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر پر حملہ اور قبضہ کر چکنے کے بعد خون ریزی کی گئی جس نے عیسائیوں کی بے رحمی وظلم کی شہرت کو اور بڑھا دیا۔

المریق کی مصر سے ناکام واپسی

اب وزیر شاور نے ترکی سلطان نورالدین سے اسی سرگرمی و التجا کے ساتھ اعانت کی درخواست کی جس طرح کبھی عیسائی حکمران بیت المقدس سے کی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ایلچی المریق کے پاس بھی بھیجے اور دس لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا' جن میں سے ایک لاکھ اسی وقت نذر کر دیے گئے۔ المریق نے یہ نذرانہ قبول کر لیا اور اپنی فوج سے جو قاہرہ کے لوٹنے پر تلی① ہوئی تھی کہا کہ اس وقت تک تامل کرنا چاہیے جب تک کہ باقی رقم روپیہ بھی وصول نہ ہو جائے۔ وزیر شاور نے اس بات کی کوشش کی کہ باقی رقم اس وقت تک فراہم نہ ہو سکے جب تک سلطان نورالدین کی فوج سرحد مصر پر نہ پہنچ جائے۔ اور المریق کو اپنا اس جال میں پھنسنا جو اس کی طمع کی بدولت اس کے چاروں طرف پھیل گیا تھا اس وقت معلوم ہوا جب کوئی چارہ کار نہیں باقی رہا تھا۔ اب اس سے واپس آنے کے سوا کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ یونانی شہنشاہ کی بحری فوج جو کمک کے لیے آئی تھی اور دریائے نیل کے دہانے کے اس طرف ٹھہری ہوئی تھی وہ وہیں سے چل دی۔ یہ تو ممکن نہ تھا کہ شہنشاہ یونان کو اس کی فوج کی اس دغا بازی پر کوئی سزا دی جا سکے' لہٰذا اس مہم کی ناکامی کا سارا الزام ہاسپٹلرز کے سردار ہی کے سر لگایا جسے نائٹوں نے اس کے عہدے سے برخاست کر دیا۔

① بلبیس میں خون ریزی کرنے کے بعد المریق آگے بڑھا تو شاور نے محض اس خیال سے کہ پرانے شہر میں (جو قاہرہ کے متصل تھا اور جس کی موجودگی میں قاہرہ کی صرف ایک فوجی کیمپ کی حیثیت تھی) آگ لگا دی' تاکہ فرنگیوں کی دست برد سے بچے۔ سب لوگ نکل کے بھاگ گئے یا قاہرہ میں جا کے ٹھہرے۔ مصر کے دارالحکومت میں ۵۴ روز تک آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور وہ پرانا شہر اسی وقت خاک سیاہ ہو کے دنیا سے فنا ہو گیا اور قاہرہ کی آبادی بڑھنے لگی۔ فرنگیوں نے آ کے قاہرہ کا محاصرہ کر لیا اور اس وقت ان کو وہ روپیہ دیا گیا جس کا مصنف نے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصر میں صلاح الدین کا عروج

شیر کوہ کے عروج کے ساتھ ہی وزیر شاور کا تنزل شروع ہوا۔ وہ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا۔ اور وہی شخص "شیر کوہ" اس کی جگہ وزیر مصر مقرر کیا گیا' جسے خود اس نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا۔ مگر شیر کوہ اس کے بعد صرف دو مہینے زندہ رہا۔ اس کے مرنے پر فاطمی خلیفہ مصر نے صلاح الدین کو اس کی طبیعت کا یہ رنگ دیکھ کر اپنا وزیر مقرر کیا کہ وہ سیر تماشے کا بہت شائق ہے اور لوگوں کے دل پر اس کا کچھ اثر نہیں ہے' جس کے باعث اس سے کسی قسم کی ضرر رسانی کا اندیشہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ اس کی غلطی تھی۔ صلاح الدین نے اپنے کردوں کو جمع کر لیا اور خزانے کو جو اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا اس طریقہ سے صرف کیا کہ جدید وزیر کا جوا خلیفہ کی گردن پر پہلے وزیر سے بھی زیادہ سخت ہو گیا۔

تیسری صلیبی لڑائی کا جوش پیدا کرنے کی کوشش (۱۱۶۹ء)

لاطینی سلطنت بیت المقدس کے لیے صلاح الدین کا عروج اس کی جنوبی سرحد پر ایک زبردست دشمن کا پیدا ہو جانا تھا۔ اس خطرے کو سامنے دیکھ کر قسطنطنیہ اور مغربی مسیحی دنیا کے سلاطین کے درباروں میں ایلچی بھیجے گئے اور ان سے مدد طلب کی گئی۔ لیکن ابھی تیسری صلیبی معرکہ آرائی کا وقت نہیں آیا تھا اور مینوئل شہنشاہ قسطنطنیہ کے سوا کسی نے مدد نہ کی۔ دمیاط کے ایک بے نتیجہ محاصرے میں اس کے بیڑے نے ارض مقدس کے رومیوں کی مدد کی۔ [1] اور ایک ہیبت ناک زلزلے کی بدولت' جس نے صلیب کو منہدم کر دیا اور انطاکیہ کی دیواریں ہلا دیں' بیت المقدس والے رومی' سلطان نور الدین کی فوج کے حملہ سے بچ گئے جو شمال کی طرف سے بڑھتا چلا آتا تھا۔

---

[1] فرنگیوں کے اس حملہ کی روک تھام صلاح الدین کے لیے مشکل ہو گئی تھی۔ صلاح الدین نے سامان جنگ اور فوجیں بھیج دیں اور خود قاہرہ میں رہا۔ اس نے سلطان نور الدین کو لکھا: "اگر دمیاط نہیں جاتا ہوں تو اس پر فرنگی قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور جاتا ہوں تو خود مصر والوں سے بغاوت و سرکشی کا اندیشہ ہے"۔ سلطان نور الدین نے فوراً لشکر پر لشکر بھیجنا شروع کر دیے اور خود فرنگیوں کے علاقوں پر تاخت و تاراج کرنے لگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر تقدیر گو سازشیں بھی کی گئیں اور پرانے امراء و عمائد نے بغاوتیں بھی کیں مگر صلاح الدین کی قوت بڑھتی ہی رہی۔ اور آخر کار فاطمی خلافت کے ساتھ اس نے وہی سلوک کیا جو پیپن نے مروونجین (سب سے پہلا خاندان سلاطین فرانس) کی سلطنت کے ساتھ کیا تھا۔ آخری فاطمی خلیفہ کو' جو مرض موت میں مبتلا تھا' اس بات کی خبر بھی نہ ہوئی کہ نماز جمعہ میں خلیفہ بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن اس کارروائی سے صلاح الدین کو وہ مذہبی اختلاف ختم کر دینے کا اعزاز حاصل ہوا جو دو سو برس سے چلا آتا تھا۔ اور اس کے صلے میں اسے خلیفہ بغداد مستضی کے دربار سے' جو خلیفہ رسول خیال کیا جاتا تھا' خلعت اور دو تلواریں عطا ہوئیں۔

صلاح الدین اور سلطان حلب میں باہمی نزاع

لیکن اس ایک اختلاف کے ختم ہونے کے ساتھ ہی دوسرے اختلاف کی بنیاد پڑ گئی۔ صلاح الدین کی حیثیت سلطان حلب کے ملازم کی سی تھی۔ اور خلیفہ بغداد مستضی نے بھی سلطان نور الدین کے ملازم ہی کی حیثیت سے اس کی یہ قدر و منزلت کی تھی۔ لیکن اب صلاح الدین نے اپنے قدیم آقا کے احکام پر عمل کرنا اپنا فرض خیال نہیں کیا۔ اور جب سلطان نور الدین کی طرف سے اسے سزا دینے کی دھمکی دی گئی تو اس کے جواب میں اس نے اپنے امرائے دربار کے عام مجمع میں برہمی کے ساتھ اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ ''میں سلطان کے مقابل صف آرا ہوں گا''۔ لیکن جب خود اس کے باپ نے اسی مجمع عام میں یہ کلمات کہے کہ ''اگر سلطان نور الدین مجھے حکم دیں تو میں خود اسی وقت خود اپنے ہاتھ سے اپنے اس بیٹے کا سر کاٹ لوں گا'' تو اس کی ساری برہمی جاتی رہی۔ مگر یہ اس نے صرف عام لوگوں کے سامنے دکھانے کے لیے کہا تھا کیونکہ جب تخلیہ ہوا تو اس نے صلاح الدین سے کہا کہ ''یہ تمہاری غلطی نہیں ہے' جو تم سلطان سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ ہاں یہ البتہ غلطی ہے کہ تم نے اپنے اس ارادہ کو سب کے سامنے ظاہر کر دیا''۔ اس کے بعد ایک خط کے ذریعے سے جو صلاح الدین کے باپ کے مشورہ سے بھیجا گیا تھا' اس وقت کے لیے وہ پیچیدگیاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور ہو گئیں اور معاملات صاف ہو گئے۔ لیکن یہ نقش زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا۔ صلاح الدین کی نیت کا حال روز بروز ظاہر ہوتا گیا۔ اور ادھر نورالدین مصر کی طرف روانہ ہو چکا تھا کہ راستہ میں بیمار ہوا اور شہر دمشق میں وفات پائی۔ ①

نورالدین زنگی کے اخلاق و عادات

سلطان نورالدین زنگی نیز اس کے سپہ سالار صلاح الدین کی نسبت جسے اسی کی عنایت سے قوت و عظمت حاصل ہوئی تھی خاص اس زمانہ کے اور بعد کے مورخین بیان کرتے ہیں کہ ان میں خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسی اولوالعزمی و سادہ مزاجی تھی۔ اتنا ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ تہذیب و شجاعت کی نسبت اہل اسلام کا جو خیال ہے اس میں مغربی عیسائی دنیا کے خیال کی نسبت زیادہ شائستگی و وسیع النظری ہے۔ اور نورالدین کے اخلاق کی جو تصویر مسلمان مورخین نے قلم سے کھینچی ہے اس کے سچی تصویر ہونے میں شہر طائر (صور) کے اسقف اعظم ولیم کی مدح سرائیوں سے بھی کسی حد تک مدد ملتی ہے (یعنی وہ بھی مسلمان مورخین کی تائید کرتا ہے) نورالدین کی ملکہ نے جب اس سے شکایت کی کہ مجھے اتنا خرچ بھی نہیں ملتا کہ اپنی ضروریات کو پورا کرسکوں تو اس نے جواب دیا "میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ میں فقط اپنے لوگوں کا خزانچی ہوں۔ لیکن ہاں شہر حمص میں میری تین دکانیں ہیں' ان کو تم لے سکتی ہو۔ ② اور میرے پاس دینے کے لیے بس اسی قدر ہے"۔ نورالدین نے اس بات کو اپنا فرض سمجھ لیا تھا کہ ہر جگہ وہ مسجدیں' دارالشفاء' مدرسے اور مہمان سرائیں بنائے۔ اور عدل گستری کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کے زمانہ میں اسی طرح بلا رو رعایت انصاف ہوتا تھا' جس طرح انگلستان کے شاہ الفرڈ کے زمانہ میں ہوتا تھا۔

---

① سلطان نورالدین نے ۵۶۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ وہ جیسا بہادر' نیک نفس' خدا ترس' منکسر المزاج' فیاض اور علم دوست بادشاہ تھا' مسلمان تو درکنار شاید کسی اور قوم کی تاریخ میں بھی کم ہی ملے گا۔ مسلمان مورخین اسے خلفائے راشدین کے ہم پلہ ہی مانتے ہیں۔

② ان دکانوں سے سالانہ بیس دینار کرایہ وصول ہوتا تھا۔ نورالدین کا معمول تھا کہ سوائے اس رقم کے جو اسے جہاد میں خاص اپنے حصہ کی ملتی تھی اور کسی مد کا ایک حبہ بھی اپنے کھانے پینے اور لباس میں صرف نہیں کیا کرتا تھا۔ (ابن اثیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بانیاس کا قلعہ نورالدین کی بیوہ کے قبضہ میں تھا۔ اس کے شوہر کے وفات پاتے ہی الریق (شاہ یروشلم) میں اتنی جرات پیدا ہوگئی کہ اس نے بڑھ کے اس قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ اسے پیام دیا گیا کہ کچھ روپیہ بطور رشوت لے لے اور قلعہ کو چھوڑ کے چلا جائے۔ الریق نے پہلے تو اسے نامنظور کیا لیکن دو ہفتہ بعد وہی رشوت قبول کرلی اور واپس چلا گیا۔ مگر اب اسے موت ہی بیت المقدس واپس لائی تھی۔ اس کی زندگی اپنے پیشرو بالڈون سے فقط پانچ ہی برس زیادہ ہوئی۔ لیکن اتنی زندگی بھی اس کے لیے بخوبی کافی تھی کہ اس کی طمع اور کمینہ پن کی خوب شہرت ہو جائے۔ اس کا بیٹا بالڈون چہارم' جو اس کے بعد تخت پر بیٹھا' مجذوم تھا اور اس کا مرض اس قدر جلد بڑھ گیا کہ انتظام مملکت کے لیے اسے کوئی اپنا جانشین مقرر کرنا پڑا۔ پہلے اس نے اپنی بہن سبیلا کے شوہر گائی آف لوزگنن کو نامزد کیا۔ لیکن خواہ گائی کی کمزوری سے یا امرائے دربار کے جھگڑوں کی وجہ سے بہرحال نہایت پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں۔ اور آخر کار بالڈون چہارم نے اپنا تاج اپنی بہن سبیلا کے ننھے بچہ بالڈون کے سر پر رکھ دیا جو اس کے پہلے شوہر کے نطفہ سے تھا۔ ریمنڈ دوم نواب طرا س نابالغ بالڈون کی طرف سے مدار المہام سلطنت نامزد ہوا اور جوسلین آف کورٹنے اس کا ولی مقرر رہوا۔

اس انتظام کے بعد تین ہی سال کے اندر مجذوم بادشاہ مرگیا۔ اور اس کے چند ہی روز بعد نابالغ بالڈون پنجم نے بھی دنیا کو الوداع کہا۔ ان واقعات کے بعد جو بدنظمی ہوئی اس میں گائی آف لوزگنن اپنی زوجہ کے استحقاق کی بنا پر بیت المقدس کا بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ گو ابھی بالکل نوجوان تھا' لیکن اس نوجوانی ہی میں بدنامی حاصل کرچکا تھا۔ ہنری دوم نے اس کو پیٹرک ارل آف سالسبری کو قتل کرنے کی وجہ سے اس کے تعلقہ واقع فرانس سے جلا وطن کردیا تھا۔ مگر جو لوگ اسے جانتے تھے ان کی اس کے بارے میں وہی رائے تھی جس کا اظہار اس کے بھائی جیوفرے نے ان الفاظ میں کیا تھا کہ ''جن لوگوں نے میرے بھائی کو بادشاہ بنایا اگر مجھے پہچانتے ہوتے تو وہ مجھے دیوتا بنا دیتے۔''

گائی بادشاہ ہوگیا تھا مگر طرابلس کے ریمنڈ نے اس کی اطاعت کرنے سے انکار کیا۔ گائی نے شہر طبریہ میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ ادھر ریمنڈ نے یہ حالت دیکھ کے صلاح الدین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صلح کر لی۔ (۱) لیکن صلاح الدین اس زمانہ میں اس سے بڑے شکار کی تاک میں تھا۔ وہ اب شام اور مصر کا مالک تھا۔ اس کا مصمم ارادہ تھا کہ مسجد عمر (۲) پر بجائے صلیب کے پھر ہلال کا قبضہ ہو جائے۔ لڑائی کی چھیڑ شروع کرنے کے لیے ضرورت سے زیادہ بہانے ہو سکتے تھے۔ لاطینی سلطنت کے نوابوں نے مسلمانوں کی اراضی اور جائدادوں پر جو بہت سی دست بردیں کی تھیں وہ سب لڑائی کے لیے معقول عذرات تھیں۔ جیسے ہی اس نے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا پچاس ہزار سواروں اور پیادوں کی ایک بڑی بھاری فوج اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی۔ اور اس کا پہلا حملہ طبریہ کے قلعہ پر ہوا۔

یہ خبر سنتے ہی حاکم طرابلس ریمنڈ نے باہمی نزاع کا خیال دل سے نکال ڈالا۔ اور

---

(۱) ان واقعات کا حال ابن اثیر نے بڑی وضاحت اور تحقیق سے لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے قمص (کونٹ) حاکم طرابلس نے، جس کا نام ریمنڈ تھا اور ریمنڈ صنجیلی کا بیٹا تھا' قمصہ (کونٹس) حاکمہ طبریہ کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور اسی کے پاس طبریہ میں جا کے سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ فرنگیوں کا مجذوم بادشاہ شام (بیت المقدس) مر گیا اور اپنے ایک بھانجے کے لیے تخت نشینی کی وصیت کر گیا۔ چونکہ وہ ابھی بچہ تھا لہٰذا یہی قمص (کونٹ) انتظام سلطنت کا کفیل ہوا' اس لیے کہ اس زمانے میں فرنگیوں میں نہ اس سے زیادہ کسی کی وقعت تھی اور نہ کوئی اس سے بڑھ کے بہادر اور صاحب رائے تھا۔ وارث تخت کو بچہ دیکھ کے خود اسے بادشاہ بن جانے کی آرزو ہوئی۔ اتفاقاً وہ نابالغ بادشاہ مر گیا۔ اس کی ماں وارث تاج و تخت ہوئی اور کونٹ کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ تخت کی وارث ملکہ کا شوہر سے نکاح ہوتے ہی حکومت شام اس کے شوہر (گائی) کے ہاتھ میں آ گئی۔ خود ملکہ نے اسے تاج پہنا کے تمام امرائے دولت' پادریوں' راہبوں' نائٹوں اور افسروں کو جمع کر کے، اقرار کر لیا کہ میں نے ملک اپنے اس شوہر کو دے دیا اور تم سب گواہ رہو۔ یہ بات قمص (کونٹ) کو ناگوار ہوئی۔ اب اس سے اس زمانہ کا حساب طلب کیا گیا جب وہ نابالغ بادشاہ کی نیابت میں کام کر رہا تھا۔ اس پر برہم ہو کے اس نے ادھر تو یہ جواب دیا کہ میں نے اس کا سب روپیہ اسی پر خرچ کیا بلکہ مجھے کچھ اور اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑا۔ اور ادھر سلطان صلاح الدین سے خط کتابت کی اور اس سے اپنے اغراض میں مدد مانگی۔ صلاح الدین اس کا خط پاتے ہی بہت خوش ہوا۔ فوراً مدد کا وعدہ کیا اور ذمہ داری لی کہ میں تم کو فرنگیوں کا مستقل بادشاہ بنا دوں گا۔

(۲) القدس شریف کے احاطے میں مسجد اقصیٰ کے علاوہ ہشت پہلو گنبد قبۃ الصخرہ بھی ہے۔ قبۃ الصخرہ کو یورپی مؤرخین مسجد عمر کہتے ہیں۔ اس کے اندر وہ چٹان (صخرہ) ہے جہاں سے نبی ﷺ معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھٹ پٹ بیت المقدس جا کے گائی سے التجا کی کہ ''اب میرے ملک کے بچانے کا خیال بعد کی بات اور ذیلی معاملہ ہے۔ آپ صرف اپنی سلطنت بچانے کے لیے پورے استقلال سے ایسا مقابلہ کیجئے کہ دشمن فوراً مصیبت میں مبتلا ہو جائے''۔

یہ رائے بہت معقول اور صائب تھی۔ لیکن ٹمپلرز کے سردار اعلیٰ نے ریمنڈ کے اس اپنے حقوق قربان کرنے والے اور خالص بے غرضی کے مشورہ کو اس امر پر محمول کیا کہ در پردہ وہ کسی اور ہی فکر میں ہے۔ ①

معرکہ طبریہ (۱۱۸۷ء/۵۸۳ھ)

اگر ٹمپلرز کا سردار اس خیال کو بالڈون سوم کے سامنے ظاہر کرتا تو وہ اسے جھڑک دیتا۔ لیکن بدنفس گائی کے نزدیک یہ رائے صحیح تھی اور اس کا ثبوت ظاہر تھا۔ غرض یہ طے پایا کہ مسلمانوں سے اسی میدان میں مقابلہ کیا جائے جسے وہ خود لڑائی کے لیے منتخب کریں۔ صلاح الدین کی فوج گرمی اور پیاس کی شدت سے پریشان ہو چکی تھی کہ اسے اس لاطینی فوج کے مقابل صف آرا ہونا پڑا جو بیت المقدس ہی سے آئی تھی۔ پہلے دن کی لڑائی میں تصفیہ نہیں ہوا۔ لیکن ارض شام کی موسم گرما کی رات کی گھٹن اس دھوئیں کے باعث جس سے دم گھٹا جاتا تھا عیسائیوں کے لیے اور بھی ناقابل برداشت ہو گئی اس لیے کہ صلاح الدین کے حکم سے جنگل میں آگ لگا دی گئی تھی۔

گو پیاس کی وجہ سے زبان میں کانٹے پڑے ہوئے تھے مگر اس بات کا یقین واثق ہونے کے باعث کہ آج ہی کی لڑائی پر سیدنا مسیح کے روضہ اقدس کے محفوظ رہنے کا دارومدار

① حقیقت میں ریمنڈ پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا' اس لیے کہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ جب صلاح الدین کے ارادے کی خبر فرنگیوں میں مشہور ہوئی تو تمام امراء اور پادریوں نے اسے مجبور کیا کہ صلاح الدین سے تعلقات قطع کرے۔ مقتدیان دین نے یہاں تک کہا کہ وہ دل سے مسلمان ہو گیا ہے اور اپنے مذہب کو چھپاتا ہے۔ اور بڑے لاٹ پادری صاحب نے تو یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تم ان تعلقات کو قطع نہیں کرتے تو ہم تمہارا نکاح فسخ کر دیں گے جس کے نتیجہ میں طبریہ کی حکومت اور پری جمال جورو دونوں چیزیں تم سے چھن جائیں گی۔ ان دھمکیوں پر وہ بیت المقدس والوں کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' سپیدۂ صبح نمودار ہوتے ہی صلیبیوں نے زور وشور سے نعرہ ہائے جنگ بلند کر کے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ان کے سامنے خاموش و ساکن بحیرہ ① کے وہ سواحل صبح کے آفتاب کی سنہری کرنوں میں چمک رہے تھے جہاں ارض گلیل کے ماہی گیروں نے سیدنا مسیح ناصری کی زبان سے زندگی بخش الفاظ سنے تھے۔ لیکن ان سواحل سے بھی زیادہ قریب ایک اور یادگار تھی جو ان سے بھی بڑھ کے متبرک تھی اور جو رحمت الٰہی کا اور زیادہ یقین دلاتی تھی۔ وہ یہ کہ یہاں سے ملحق ہی ایک ٹیلہ تھا جس پر متبرک یادگار قدیم کی حیثیت سے خاص وہ صلیب رکھی ہوئی تھی جس پر مبینہ طور پر سیدنا مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ اور اس ٹیلہ پر آج کی خونریزی کے معرکے میں کئی مرتبہ سخت یورشیں ہوئیں۔

فنون جنگ کی غالبًا دونوں طرف کمی تھی۔ اور جہاں آدمی صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ سخت لڑائی لڑیں وہاں لازمی طور پر فوج کی کثرت ہی فیصلہ کر دیا کرتی ہے۔ صلاح الدین کا لشکر لاطینیوں کی فوج سے کہیں زیادہ تھا۔ لہٰذا لاطینی بھاگے اور بھاگنے میں قتل ہوئے۔ بادشاہ گائی اور ٹمپلرز کا سردار گرفتار ہو گئے۔ اور وہ متبرک یادگار (صلیب) جو مسیحیوں کے واسطے تازیانے کا کام دیتی تھی وہ بھی بے دینوں (مسلمانوں) کے قبضہ میں چلی گئی۔ ②

---

① یہ بحیرہ طبریہ ہے اور دراصل یہ ایک جھیل ہے۔ بائبل میں اس کا نام گلیل آیا ہے جسے عربی میں "جلیل" لکھتے ہیں۔ بحیرہ طبریہ یا بحیرہ گلیل کے ساحل پر شہر طبریہ (گلیل) آباد ہے۔ معرکہ عظیم یہ اسلامی تاریخ میں جنگ حطین کے نام سے مشہور ہے کیونکہ یہ جنگ حطین نامی گاؤں کے پاس لڑی گئی۔ (م ف)

② اب درحقیقت صلاح الدین وہی صلاح الدین نہ تھا جو صرف مصر کا فرماں روا تھا۔ اب عراق سے حدود روم تک کل شہروں کو اپنے قبضہ میں کر کے اس نے ایک زبردست فاتح اور عالی شان سلطان کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ طبریہ سے پیشتر صلاح الدین ہی کے حکم سے اس کے بیٹے افضل نے ایک فوج عکہ پر تاخت کرنے کے لئے روانہ کی تھی جس سے مقام صفوریہ میں آخر صفر ۵۸۳ھ میں فرنگیوں سے مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی۔ ہاسپٹلرز کا سردار بہت سے سپاہیوں کے ساتھ مارا گیا اور بقیۃ السیف بھاگ کے شہر طبریہ میں آئے جہاں قمص (کونٹ) موجود تھا' جو صلاح الدین سے ملا ہوا تھا مگر اسی زمانے میں سب نے مل کے اسے مجبور کیا اور اسے فرنگیوں کا ساتھ دینا پڑا۔

جو اسلامی فوج صفوریہ کے میدان میں لڑی تھی اس کے فتحیاب ہونے کے بعد صلاح الدین نے اپنے امرا کو بلا کے فرنگیوں کے ممالک پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ سب نے کہا مسلمانان مشرق ہم پر ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعنت بھیج رہے ہیں کہ ہم صرف مسلمانوں سے لڑا کرتے ہیں اور عیسائیوں کا مقابلہ نہیں کرتے' لہٰذا اب ہمیں بلا تامل ان کی طرف رخ کرنا چاہیے۔ صلاح الدین نے بھی یہی کہا کہ ''خدا جانے ہماری کتنی زندگی باقی ہے' پھر موقع ملے یا نہ ملے۔ بس اب تامل نہ کرنا چاہیے''۔ یہ تجویز قرار پاتے ہی وہ طبریہ کی طرف بڑھا۔ طبریہ کے قریب فوج ٹھہرا کے خود تن تنہا ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ کے اور فرنگیوں کے بالکل پاس جا کے دیکھا کہ سب طرف سناٹا ہے اور لوگ خیموں کے اندر ہیں۔ واپس آ کے ٹھہر گیا اور جب رات کا اندھیرا خوب اچھی طرح پھیل گیا تو پھر اکیلا گیا۔ شہر کے ایک برج میں نقب لگا کے راستہ بنا لیا۔ اندر گھس کے اور لوگوں کو بلایا۔ کئی جگہ پر مقابلہ کیا اور شہر میں آگ لگا دی۔ اب سب فرنگیوں نے ہٹ کے قلعہ طبریہ میں پناہ لی اور باہم مشورہ کیا۔ قمص ریمنڈ کی رائے ہوئی کہ صلاح الدین کے اس لشکر کا مقابلہ کرنا بے سود ہے۔ بہتر ہے کہ اسے طبریہ پر قبضہ کر لینے دیا جائے۔ اس میں اگر نقصان ہے تو میرا' میں گوارا کرتا ہوں۔ جب وہ شہر سے چلا جائے گا تو یورش کر کے ہم پھر قبضہ کر لیں گے۔ مگر پرنس ارناط (ریجنالڈ) حاکم کرک نے کہا: تو مسلمانوں سے ہمیں ڈراتا ہے۔ اور ہم پر ان کا رعب بٹھاتا ہے۔ ہم مقابلہ کریں گے۔

صبح کو ہفتہ کا دن اور ربیع الآخر کی ۲۵ تاریخ تھی۔ دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا۔ فرنگی پیاس کی سخت تکلیف میں تھے۔ مسلمانوں کے تیراندازوں نے ابتداء ہی میں ان کے بہت سے سوار مار ڈالے۔ اب وہ ہجوم کر کے شہر طبریہ کی طرف بڑھنا چاہتے تھے کہ پانی پر قبضہ کریں۔ مگر صلاح الدین سمجھ گیا' وہ خود اپنی فوج کے سامنے آ گیا۔ ابھی حملہ نہیں ہوا تھا کہ صلاح الدین کے نوعمر غلاموں میں سے ایک غلام گھوڑا بڑھا کے میدان میں گیا اور ایسی غیر معمولی شجاعت سے لڑا کہ دیکھنے والے عش عش کر رہے تھے۔ آخر فرنگیوں نے اسے ہجوم کر کے شہید ڈالا۔ اس پر مسلمانوں کو ایسا غصہ آیا کہ سب نے جوش و خروش سے حملہ کیا اور مسیحیوں کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ یہ رنگ دیکھ کے قمص نے اپنی فوج کے ایک گروہ کے ساتھ اس غرض سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کی صفوں کو چیرتا ہوا نکل جائے۔ جس رخ پر اس نے حملہ کیا ادھر صلاح الدین کا چچا زاد بھائی تقی الدین مسلمانوں کا سالار تھا۔ اس کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھاگنے اور نکل جانے کی فکر میں ہیں تو فوراً حکم دیا کہ انہیں نکل جانے کے لیے راستہ دے دیا جائے۔ راستہ تو دے دیا گیا مگر ادھر کے میدان میں اسلامی رضا کاروں میں سے کسی نے آگ لگا دی۔ گھاس وہاں کثرت سے تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی۔ آگ سارے میدان میں پھیل گئی اور عیسائی سخت مصیبت میں پڑ گئے۔

کونٹ ریمنڈ کے چلے جانے کے بعد عیسائیوں کو زندگی سے مایوسی ہو گئی اور اب انہوں نے صرف جان دینے کے لیے لڑنا شروع کیا اور ایسے ایسے حملے کیے کہ مسلمانوں کو ہٹا ہٹا دیتے تھے۔ آخر مسلمانوں نے انہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاح الدین کو اس فتح سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے

اس فتح سے بہت کچھ دولت صلاح الدین کے ہاتھ لگی۔ شہر طبریہ پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ بیروت' عکہ' قیساریہ' یافا کے پھاٹک کھل گئے۔ صرف ایک شہر طائر (صور) ملکہ سبیلا کے پہلے

← گھیر کے اپنے حلقہ میں کر لیا۔ اور وہ سب لوگ سمت کے ایک ٹیلہ پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کی لڑائی میں سارے مسیحی لشکر کا یہ حشر ہوا کہ یا تو مارے گئے یا گرفتار ہوئے' مگر اس کثرت سے کہ جو مقتولوں کو دیکھتا خیال کرتا کہ صرف مارے ہی گئے' گرفتار ایک بھی نہ ہوا ہوگا اور جو اسیروں کو دیکھتا وہ سمجھتا کہ سب کے سب زندہ ہی پکڑ لیے گئے۔ اب صرف ان کا بادشاہ ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ اس ٹیلہ پر باقی رہ گیا' جہاں اس کا خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے لڑ لڑ کے وہ مقدس صلیب بھی چھین لی جس کی نسبت ان کا اعتقاد تھا کہ اصلی صلیب ہے اور خاص اسی پر سیدنا مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ اب ان کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار تھی۔ جان پر کھیل کے یہ تھوڑے آدمی بھی اس شجاعت سے لڑے کہ خود سلطان صلاح الدین کے بیٹے افضل نے علامہ ابن اثیر سے بیان کیا کہ "میں اپنے والد کے برابر کھڑا تھا اور یہ پہلا میدان جنگ تھا جسے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ عیسائیوں نے تین مرتبہ ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلمانوں کو میرے والد کے قریب تک ہٹا لائے مگر مسلمانوں نے یہاں سے قدم جما کے پھر مارنا شروع کیا اور انہیں ہٹاتے ہوئے پہاڑی کے اوپر تک پہنچا آئے۔ میں جب انہیں اوپر تک ہٹ جاتے دیکھتا تو بے اختیار میری زبان سے نکل جاتا "مار بھگایا" تیسری دفعہ جیسے ہی میری زبان سے یہ کلمہ نکلا' والد نے کہا "چپ۔ جب تک وہ خیمہ قائم ہے انہیں شکست نہ ہوگی"۔ مگر جیسے ہی انہوں نے یہ الفاظ کہے' کیا دیکھتا ہوں کہ خیمہ گر گیا۔ یہ دیکھتے ہی والد گھوڑے سے اتر کے سجدے میں گر پڑے اور جوش مسرت سے ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اب لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ بادشاہ بیت المقدس، اس کا بھائی' پرنس ارناط حاکم کرک' حاکم جبیل' ابن ہنفری' ٹمپلرز کا سردار اعلیٰ گرفتار ہو گئے۔ فتح کے بعد صلاح الدین اپنے خیمے میں بیٹھا۔ فرنگی بادشاہ یروشلم اور پرنس حاکم کرک کو اپنے سامنے بلوایا۔ جب وہ آئے تو بادشاہ کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور اسے پیاس سے بے تاب دیکھ کے برف ملا ہوا پانی پلایا۔ بادشاہ نے سیر ہو کے اپنا بچا ہوا پانی پرنس کو دے دیا جس نے بغیر صلاح الدین سے اجازت لیے پی لیا۔ اس شخص نے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم کیے تھے۔ اور صلاح الدین کیا ہر مسلمان اس سے جلا ہوا تھا۔ یہ خفیف گستاخی بھی غصہ دلانے کے لیے کافی تھی۔ صلاح الدین غصہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہہ کے کہ "ملعون نے بے اجازت پانی پی لیا" تلوار کھینچ لی۔ پھر اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اور جیسے ہی حرف انکار اس کی زبان سے نکلا خود اپنے ہاتھ سے اس کا سر اڑا دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کے بھائی کونراڈ آف مانٹ فرٹ کی بہادری سے بچ گیا۔ باضابطہ طور پر اس کا محاصرہ کرنے کو فضول سمجھ کر صلاح الدین نے شہر عسقلان کی طرف کوچ کیا اور عسقلان والوں کو آبرومندانہ شرائط کے ساتھ پیام صلح دیا جسے تھوڑی دیر کی پس و پیش کے بعد ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

بیت المقدس کا محاصرہ اور اُس پر مسلمانوں کا قبضہ

ریمنڈ کا مشورہ ماننے سے انکار کرنے کے باعث اب بیت المقدس کی قسمت کا انحصار صلاح الدین کی مرضی پر ہو گیا تھا۔ یہ شہر آدمیوں سے تو بھرا ہوا تھا' لیکن لڑنے والوں کی کمی تھی۔ جو فوجیں اسے بچاتیں وہ پہلے ہی جا چکی تھیں۔ اور وہ فوجیں اگر موجود ہوتیں تو بھی غالباً محاصرہ کا یہی انجام ہوتا بلکہ یقیناً اس سے خوف اور اندیشے زیادہ بڑھ جاتے۔ صلاح الدین نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ لاطینی سلطنت بیت المقدس فنا ہو جائے اور تاوقتیکہ خود اس کی یا اس کے دشمنوں کی یہ حالت نہ ہو جائے کہ لڑائی کے قابل ہی نہ رہیں وہ لڑائی سے باز نہ آئے۔ کثرت فوج' روپیہ پیسہ' ملک ملنے کی امید' فنون جنگ میں طاق ہونے' نیز آلات جنگ' سب چیزوں میں صلاح الدین کو اپنے دشمنوں پر برتری حاصل تھی۔ ان سب چیزوں کے پیش نظر ان لوگوں کے لیے جو محض اپنی شجاعت کی بنیاد پر مقابلہ کریں جلد یا بدیر مغلوب ہو جانا لازمی تھا۔ ایسی حالت میں جنگ کو طول دینے کا نتیجہ صرف یہی تھا کہ اور زحمت و مصیبت مول لی جائے۔

صلاح الدین چاہے ولی یا کوئی نامور بہادر نہ ہو' لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہ نسبت عیسائیوں کے جنہوں نے گاڈفرے کی افسری میں شہر بیت المقدس کے اندر خون کے دریا بہا دیے تھے' بے حد رحم دل تھا۔ اور اس کی زبان بھی ان کے مقابلے میں زیادہ شائستہ اور نرم تھی۔ اس کا قول تھا کہ ''میں اس شہر کی بے عزتی نہیں کرنا چاہتا جو مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کی نظر میں مقدس ہے''۔ اس نے خود اس بات کی ذمہ داری لی کہ اگر شہر والے ہتھیار رکھ دیں تو میں صرف اتنا ہی کروں گا کہ انہیں ان کی ضروریات کے لیے روپیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں بلکہ ارض شام میں رہنے کے لیے انہیں جگہ بھی دوں گا۔ لیکن تمام ارادوں اور اغراض میں ضعیف الاعتقادی اور ضد کا ایک ہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ اس کی یہ مہربانی جس میں اس کی عزت تھی اور ان لوگوں کی بھی کچھ بے عزتی نہ تھی جو اسے قبول کرتے' نامنظور کی گئی، چنانچہ صلاح الدین نے قسم کھائی کہ اب جو میں شہر کو اپنی تلوار سے فتح کر کے اس کی شہر پناہ کے اندر داخل ہوں گا تو ویسی ہی سخت اور خوفناک خونریزی کروں گا جیسی صلیبیوں نے اپنی قابل نفرت فتح کے بعد کی تھی۔ لیکن اوروں کی خوش قسمتی اور اپنی نہایت ہی شریف النفسی سے اس نے اپنے اس عہد کا حرف بحرف پورا نہیں کیا۔

چودہ ہی روز میں محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ [۱] مسیحیوں سے جہاں تک ہو سکا انہوں نے مسلمانوں کی منجنیقیں غارت کر ڈالیں۔ گرجوں میں جس قدر سونے کا ساز و سامان تھا اسے گلا کے نقد بنا لیا۔ لیکن ان کی ان تمام کوششوں سے کوئی خاص فائدہ نہیں حاصل ہو سکا۔ عیسائیوں کے اس اعتقاد سے کہ صلیب کے حامیوں کے لیے موت ذریعہ نجات ہے اور مسلمانوں کے اس یقین سے کہ جو جہاد میں مارا جائے گا اس کے واسطے جنت کے دروازے فوراً کھل جائیں گے' صرف اس قدر فائدہ حاصل ہوا کہ لوگ بڑی بہادری سے لڑے اور زیادہ کشت و خون ہوا۔ آخر کار محصورین کو پتہ لگ گیا کہ سینٹ اسٹیفن کے پھاٹک کے قریب فصیل کے نیچے سرنگ تیار ہو گئی ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی ان کو بالکل مایوسی ہو گئی اور سمجھ گئے کہ اب سوائے کسی معجزہ کے کوئی چیز ہمیں نہیں بچا سکتی۔ پادری اور عوام الناس سب جا جا کے گرجوں میں جمع ہو گئے۔ اتنے میں یہ سن کے اور زیادہ خوف زدہ ہو گئے کہ شہر کے اندر جو یونانی آباد ہیں انہوں نے دشمن سے سازش کر لی ہے' چنانچہ اب انہیں صلاح الدین کا وہ پہلا مہربانی کا پیام یاد آیا۔ لیکن اس مہربانی کے دوبارہ طلب کرنے کے لیے جو ایلچی

---

[۱] صلاح الدین مع لشکر کے وسط رجب ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کے گرد اترا۔ پانچ دن تک شہر کے گرد چکر لگاتا اور اندازہ کرتا رہا کہ کدھر سے حملہ مناسب ہو گا، اس لیے کہ یہ شہر نہایت ہی مضبوط تھا اور قبضہ کرنا سخت دشوار تھا۔ آخر شمال کی طرف باب کنیسہ حملے کے لیے تجویز کیا اور اسی کے سامنے ۲۸ رجب کو منجنیقیں جڑوانی شروع کیں۔ صبح ہوتے ہوتے سنگ باری کی وہ کلیں کھڑی ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجے گئے تھے' انہیں یہ سخت جواب ملا کہ "اب تو میں قسم کھا چکا ہوں کہ عیسائیوں کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو گاڈ فرے اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا' تاہم اپنی اس قسم کے خلاف اس نے اس بات کا وعدہ کرلیا کہ "اگر تم لوگ فوراً اسی وقت ہتھیار رکھ کے شہر میرے حوالے کر دو گے تو رحم سے پیش آؤں گا"۔

محصورین اب آمادہ ہوئے کہ صلاح الدین کے اس وعدے پر بھروسہ کرلیں کیونکہ اب ان میں مقابلہ کی طاقت نہیں رہی تھی۔ ① غرض معاہدہ ہوا ان شرطوں کے ساتھ کہ رؤسا اور سپاہی شہر طائر (صور) میں پہنچائے جائیں جو اس وقت تک کونراڈ کے قبضہ میں تھا۔ لاطینی (رومی) باشندوں میں سے مرد فی نفر دس دینار' عورتیں فی نفر پانچ دینار اور بچے فی نفر ایک دینار جزیہ ادا کر کے اپنی جان بچائیں۔ اور اگر یہ ٹیکس نہ ادا کرسکیں تو مسلمانوں کے غلام بن جائیں گے۔ بیماروں اور معذورین سے صلاح الدین نے کچھ تعرض نہیں کیا اور گونائٹس آف دی ہاسپٹل کا شمار اس کے سخت دشمنوں میں تھا' لیکن ان کے جتھے کے لوگوں کو اس نے اجازت دی کہ ایک سال تک بیت المقدس میں ٹھہر کے ان بیماروں کی تیمار داری کریں جو مرض کے باعث لے جائے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

سامان سفر درست کرنے کے واسطے لوگوں کو چار روز کی مہلت دی گئی۔ ② پانچویں

---

① بیت المقدس والوں نے جمعہ کے دن ۲۷ رجب ۵۸۳ھ کو ہتھیار رکھے اور شہر کے پھاٹک فاتحین کے لیے کھول دیے۔

② ابن اثیر اور دیگر مسلمان مورخین کا بیان ہے کہ ادائے رقم جزیہ کے لیے چالیس دن کی مہلت دی گئی تھی۔ یعنی اگر اس مدت میں روپیہ نہ ادا کریں تو غلام ہو جائیں۔ اس ٹیکس کی وصولی کے لیے پھاٹکوں پر پہرے لگا دیے گئے کہ جو رقم معینہ ادا کرے' وہ چلا جائے۔ مگر بقول ابن اثیر کے ان تحصیل کرنے والوں نے خیانت کی اور سلطان کے خزانہ میں تھوڑا ہی روپیہ داخل ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ شمار کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ شہر میں ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سوار اور پیدل تھے علاوہ عورتوں اور بچوں کے۔ ان میں سے مرد' عورتیں اور بچے سب ملا کے کل سولہ ہزار آدمی گرفتار کیے گئے۔ باقی سب چھوٹ گئے۔ بہت سے عیسائیوں نے یہ چالاکی کی کہ مسلمانوں کا لباس پہن کے نکل گئے۔ سب سے بڑی تعریف صلاح الدین کی نیک نفسی' دیانت داری اور بے طمعی کی یہ ہے کہ بیت المقدس میں عبادت گزاری کی غرض سے بہت سی یورپین شاہزادیاں تھیں' ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن تارک الوطن عیسائی دشمن کی لشکر گاہ میں سے ہو کے گزرے۔ عورتیں بچوں کو گود میں لیے ہوئے تھیں یا ان کی انگلیاں پکڑے ہوئے تھیں۔ اور مرد اسباب خانہ داری میں سے ان چیزوں کو لادے ہوئے تھے جنھیں لے جا سکتے تھے۔ جس وقت غل ہوا کہ ملکہ اور اس کی خواصیں جاتی ہیں، تو صلاح الدین خود باہر نکل آیا اور نہایت شائستگی کے ساتھ تشفی و دلداری کے کلمات کہے۔ اس کے ان رحم دلی کے الفاظ سے خوش ہو کر انہوں نے التجا کی کہ ہمیں نہ اپنی زمین کی پروا ہے نہ مکانات اور اسباب کی۔ ہماری بس اتنی درخواست ہے کہ ہمارے باپ' بھائی اور شوہر ہمیں دے دیے جائیں۔ صلاح الدین نے ان کی یہ درخواست قبول کی۔ ان لوگوں کو خیرات کے طور پر روپیہ دیا' جو لڑائی کی وجہ سے یتیم یا مفلس ہو گئے تھے۔ اور اس ٹیکس کا ایک حصہ غریبوں کو بالکل معاف کر دیا۔ اس طرح سے گھٹتے گھٹتے ان لوگوں کی تعداد جو جزیہ نہیں دے سکے صرف گیارہ بارہ ہزار رہ گئی اور ان کے لیے مسلمانوں کی غلامی گو ذلت آمیز ہو' لیکن اس میں وہ مظالم نہیں ہوتے تھے' جو اس غلامی میں تھے جو ابھی کل کی بات ہے کہ سخت لڑائیاں لڑ کے دنیا سے مٹائی گئی۔ (مصنف کا اشارہ افریقہ سے بھیڑ بکریوں کی طرح پکڑے گئے ایک کروڑ غلاموں کی طرف ہے جو سولھویں تا انیسویں صدی امریکہ پہنچائے گئے تھے)

← جن کے پاس زر و جواہر کی شکل میں بے انتہا دولت تھی۔ ان سب کو اس نے مع ان کی دولت کے چھوڑ دیا اور سوائے اس مقررہ ٹیکس کے ایک کوڑی نہ لی۔ یہاں کا لارڈ بشپ کنیسوں کی ساری جائداد جو بے انتہا قیمتی اور سونے چاندی کی تھی' نکال کے ساتھ لے گیا مگر صلاح الدین نے ذرا بھی مزاحمت نہ کی۔ بعض مشیروں نے کہا بھی کہ یہ تو ساری دولت نکالے لیے جاتے ہیں مگر اس نے صاف جواب دیا کہ میں بدعہدی و غدر نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو یہاں تک مہلت اور موقع دیا گیا تھا کہ رومی اور فرنگی عیسائیوں نے اپنی جائدادیں نیلام کرنا شروع کر دیں۔ اور مسلمان فوجی لوگوں اور ان شامی عیسائیوں نے جنھیں صلاح الدین نے جزیہ مقرر کر کے رہنے کی اجازت دے دی تھی، مول لیں۔ اس طرح اپنی اونیٰ ادنیٰ چیز کو ٹھکانے لگا کے اور اس کو اطمینان کے ساتھ نقدی میں بدل کر وہ ہمراہ لے گئے۔ یہ حسن سلوک اسی شہر میں ہوا جس میں ہر مسلمان بچہ تک ذبح کر ڈالا گیا تھا، اور انھیں لوگوں کے ساتھ ہوا جنھوں نے ایسا بہیمیت کا ظلم کیا تھا۔ اور اس پر بھی یورپین مورخین کو یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ مسلمان ظالم' خون ریز اور بے رحم ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس میں صلاح الدین کا داخلہ

فتح مندی کی بہت ہی معمولی شان سے صلاح الدین بیت المقدس میں داخل ہوا۔ پھریرے ہوا میں اڑ رہے تھے اور باجہ رہا تھا کہ صلاح الدین مسجد اقصیٰ کی طرف بڑھا جس کے کلس پر ابھی تک صلیب لگی ہوئی تھی۔ وہ صلیب جس وقت وہاں سے اکھاڑ کے زمین پر پھینکی گئی اور کیچڑ میں گھسیٹی گئی تو وہ عیسائی جو اس وقت وہاں موجود تھے ڈھاڑیں مار مار کے رونے لگے۔ اس صلیب کی دو روز تک یہی بے عزتی ہوتی رہی۔ مسجد عرق گلاب سے دھوئی گئی اور پھر اس خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت گاہ قرار پائی جو اسلام میں مانا جاتا ہے۔ [1]

صلیبوں، تبرکات اور مسیحی معبد کے مقدس ظروف سے چار صندوق بھرے ہوئے تھے وہ فاتحوں کے ہاتھ لگے۔ ان چیزوں کی نسبت صلاح الدین کی یہ خواہش تھی کہ انھیں خلیفۂ وقت کی خدمت میں عمدہ ترین یادگار فتح کی حیثیت سے بھیج دے۔ لیکن محض اپنی نیک نفسی کے باعث وہ اس ارادے سے بھی باز آ گیا' چنانچہ سب صندوق بیت المقدس کے لارڈ بشپ کی تولیت میں چھوڑ دیے گئے اور ان کی قیمت جو باون ہزار برنٹ ''قسطنطنیہ کی اس عہد کی اشرفیاں'' قرار دی گئی تھی، انگلستان کے شاہ رچرڈ نے ادا کی۔

کونراڈ شہر طائر (صور) پر قابض رہا اور اس وقت بھی اس نے ہتھیار نہ رکھے' جب خود صلاح الدین نے اس شہر پر حملہ کیا۔ صلاح الدین نے تو خود ہی محاصرہ ملتوی کر دیا۔

---

[1] مسجد اقصیٰ میں ہاسپٹلرز نے اپنے لیے مختلف مکانات بنا لیے تھے۔ انھیں گروا کے صلاح الدین نے مسجد کی قدیم وضع پھر قائم کی۔ اور اس کے بعد دوسرا جمعہ ۴ شعبان ۵۸۳ھ کو ہوا تو صلاح الدین نے مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ ادا کی۔ قاضی دمشق امام محی الدین بن زکی نے ایک پر جوش خطبہ پڑھا جو دیکھنے کے قابل ہے اور عربی لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور واقعی جب اس منظر کا خیال کرنے سے آج سات سو انتالیس برس بعد بھی ہمارا خون جوش مارنے لگتا ہے اور ہمارے روئیں کھڑے ہو ہو جاتے ہیں تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور امام محی الدین اس وقت کے جوش میں کیسی کچھ فصاحت و بلاغت دکھا سکے ہوں گے۔ اس خطبہ کا پورا ترجمہ انگریزی کتابوں میں بھی موجود ہے مگر طوالت کی وجہ سے ہم نقل نہیں کر سکتے۔

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کے بعد دوسرا شخص جو شہر طائر کے پھاٹکوں کے سامنے نمودار ہوا وہ گائی آف لوزگنن ''سابق حاکم بیت المقدس'' تھا جسے اب رہائی نصیب ہو گئی تھی۔ اور اس نے آتے ہی اصرار کیا کہ اسے اس شہر کا مالک تسلیم کر لیا جائے۔ ٹمپلرز کے سردار نے اس کی تائید کی۔ اس کا جو جواب ملا وہ بہت ہی مختصر اور معقول تھا یعنی کہا گیا کہ ''لوگ سوائے اس بہادر نائٹ کے جس نے اس وقت تک بڑی بہادری سے ان کی حمایت کی ہے' اور کسی کو اپنا مالک تسلیم نہ کریں گے'' لیکن طائر کے بچ جانے سے لڑائی کے مجموعی نتائج میں کوئی فرق نہیں آیا۔ شہر پر شہر صلاح الدین کے قبضے میں آتے گئے۔ اور اس کی فتوحات کا طولانی سلسلہ اس وقت ختم ہوا جب وہ شہر انطا کیہ میں داخل ہوا۔

صلیبی سلطنت بیت المقدس کے زوال کے اسباب

اس واقعہ کو اٹھاسی برس گزر چکے تھا جب گاڈفرے اور ٹنکرڈ کے صلیبی سپاہی بیت المقدس کی شہر پناہ پر فتح مندی کے ساتھ کھڑے ہوئے نظر آئے تھے۔ اور اس تمام زمانہ میں یہ لاطینی سلطنت شاذ و نادر ہی لڑائیوں' خانہ جنگیوں اور ہر قسم کے جھگڑوں اور فسادوں سے خالی رہی تھی۔ ابتدا ہی سے اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس سے اس کی پائنداری ہو۔ ابتدا ہی سے اس کے، کچھ ایسے چلن نہ تھے کہ اسے استقلال حاصل ہو۔ اور ابتدا ہی سے اس میں ایسی علامتیں نظر آتی تھیں جو قطعی زوال کا حکم لگا رہی تھیں۔ ①

(۱) اس نے دغا بازی کو جائز کر دیا' اس لیے کہ اس کی بناء اس اصول پر تھی کہ بے دینوں یعنی ''مسلمانوں'' سے کسی عہد کے ایفا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آخر اسی کا ان کو خمیازہ بھگتنا پڑا۔

① ''کتاب کنگڈم آف جروسلیم'' کے مصنف کانڈر نے اگرچہ ان فلسطین کے رومیوں اور متوطن مشرق مغربی مسیحیوں کی عورتوں کا چال چلن چھپانے کی بہت کوشش کی ہے مگر اسے بھی اتنا ضرور ماننا پڑا ہے کہ جب یہ لوگ فارغ البال ہو کے اور امیر و رئیس بن کے بیٹھے تو شام کی بازاری عورتیں ان کے محلوں اور قلعوں میں ناچ رہی تھیں۔ پھر نائٹ سازی کی ترقی کے ساتھ عشق بازی کو بھی لازمی طور پر ترقی ہوتی جاتی تھی۔ واقعات کا تتبع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر یورپی عورتوں کا چال چلن خراب تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شہر بانیاس کے حوالی میں مویشی چرانے کا حق بالڈون سوم نے مسلمانوں کو عطا کیا تھا۔ لیکن عین اس وقت جب چراگاہ ان کے مویشیوں سے بھری ہوئی تھی' ناگہاں عیسائی فوجیں جا پڑیں جنھوں نے چرواہوں کو قتل کر ڈالا اور گلے ہنکا لائے۔ لیکن مجھے امید رکھنی چاہیے کہ شاید انھوں نے بادشاہ بیت المقدس کی منظوری سے یہ حرکت نہ کی ہوگی جو وہاں کے تمام لاطینی سلاطین سے زیادہ عالی حوصلہ تھا۔

(۲) لاطینی سلطنت کسی جائداد پر کسی کا حق تسلیم نہیں کرتی تھی سوائے ان لوگوں کے جو مسیح کے دین کے پیرو ہوں۔ اور جب لوگ ایسی بے انصافی کرنے کے مجاز ٹھہرا دیے گئے تو ان میں اور قسم کی بداطواری بھی پیدا ہوگئی۔

(۳) چھوٹی چھوٹی لڑائیوں اور معمولی خانہ جنگیوں میں لوگوں کو دل کا بخار نکالنے کی تو اس نے خوب آزادی دے دی لیکن فنون جنگ اور نظم وضبط قائم رکھنے یا ترقی دینے کی ذرا بھی کوشش نہ کی جس کی سخت ضرورت تھی۔

(۴) یہ واضح طور پر نظر آرہا تھا کہ نظم ونسق مملکت کی لیاقت رکھنے والوں کی کلیتہً کمی تھی۔ ایک ایسے ملک میں جو ارض شام کی سی حیثیت رکھتا ہو، عقل مند فرماں روا کا یہ کام ہوتا کہ رعایا کی دلجوئی میں اپنی پوری قوت صرف کرے۔ قرب و جوار کی سلطنتوں سے تعلقات دوستی پیدا کرے اور ان تعلقات کو قائم رکھے۔ دوسرے سلاطین سے عہد نامے کرے اور اپنے عہدوں کو ایفا کرے تاکہ وہ سلطنتیں جنہیں وہ دوست نہ بنا سکا ہو اس سے دبی رہیں۔ مگر لاطینی سلطنتِ ارضِ مقدس کی تاریخ دیکھنے سے اس کی حالت بالکل اس کے خلاف نظر آتی ہے۔ فقط ایک مصر ہی کے معاملہ کو دیکھئے کہ وہاں لاطینی بادشاہوں نے ابتداء میں تو وہ طریقہ اختیار کیا جو از روئے عقل انھیں اختیار کرنا چاہیے تھا لیکن آخر میں محض طمع کی بدولت اس ملک کے متعلق بھی انہوں نے اس طرز عمل کو ترک کر دیا۔

(۵) بدکاری و بداخلاقی بھی وہاں پیدا ہوگئی تھی۔ اور گو یہ چیز سلطنت کی پیدا کی ہوئی نہ تھی لیکن خود اپنے آپ کو بچانے کے لیے اس نے اس چیز کے روکنے کی ضرورت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسوس نہ کی تھی۔ لوگوں کا چال چلن درست کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی بلکہ شہر صور کے ولیم نے جو الفاظ لاطینی عورتوں کے حالات میں لکھے ہیں ان سے ان کی اخلاقی حالت نہایت ہی مخدوش ظاہر ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بے انتہا آوارگی و بے عصمتی تھی۔

(۶) بد قسمتی سے اس سلطنت کی بناء محض قسمت آزماؤں اور ان جانبازوں کے ہاتھ سے پڑی تھی، جو کسی ملکی غرض کے لیے نہیں بلکہ مذہبی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ اسے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ رفاہ عام کے لیے نہیں بلکہ اپنے اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے جمع ہوئے تھے' لہٰذا اس سلطنت کی ابتدا ہی اتفاق کے کسی اصول پر نہیں پڑی تھی۔ اس میں عین ممکن تھا کہ وہ بہادر جو اس مہم میں شریک ہوئے تھے جب چاہتے یہ خیال کر کے اس کا ساتھ چھوڑ دیتے کہ ہم نے جو عہد کیا تھا وہ پورا ہو گیا اور جو ذمہ داریاں اپنے سر لی تھیں تکمیل کو پہنچ گئیں، گو اصل میں بے انتہا ضرورت، ہوتی کہ اس مہم کو فوجی اور تمدنی حیثیت سے کامیاب کرنے کے لیے ان کی کوششیں برابر جاری رہیں۔

(۷) یہ مہمیں ایسی نوعیت کی تھیں اور اس اس غرض سے تھیں کہ لوگوں میں ذاتی اور شخصی فائدے، حاصل کرنے اور ان کے باقی رکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اس کے نتیجہ میں سلطنت، بے شمار امرا اور تعلقہ داروں میں تقسیم ہوگئی جس کے باعث ایسے جھگڑے پیدا ہوئے جو کسی طرح ختم ہونے کو نہیں آتے تھے۔ سلطنت ہمیشہ خطرے کی حالت میں نظر آتی تھی۔ اور اکثر موقعوں پر اس کے امرا دغا اور فریب کے ذریعے سے کامیابی حاصل کیا کرتے تھے۔

(۸) اس نے ایسی جماعتوں کے قائم ہونے کا شوق پیدا کیا یا ان کے قائم ہونے کی اجازت، دی یا ان کے قیام کو بہ مجبوری جائز رکھا جو عدالتی اختیارات کو خودمختاری کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لیتی تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی ایسی عام قوت کا پیدا ہونا غیر ممکن ہوگیا جس کے زیر اختیار سب لوگ ہوں۔ جنگی اعزازوں کی بنیاد ڈالنا اعلیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ تک مفید ثابت ہو سکتا تھا۔ نائٹس ٹمپلرز کی ابتدا بے نفس حامیانِ حرم کی حیثیت سے ہو سکتی تھی۔ نائٹس ہاسپٹلرز بیمار و بے کس صلیبی زائروں کی خدمت گزاری کر کے سینٹ جان کے حلقہ کے بھائی ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن ایسی سرزمین پر جہاں ہر وقت بے رحم ① یا کم از کم قابل نفرت دشمن کا سامنا ہو جانے کا اندیشہ تھا' ان کا ہتھیار بند رہنا حق بجانب تھا۔ ہتھیار باندھنے کی ضرورت سے اس بات کی ضرورت لاحق ہوئی کہ فنون جنگ کو سیکھیں اور باضابطگی و باقاعدگی کی تعلیم پائیں۔ اور ایک ایسی سوسائٹی کے پر جوش ممبروں کا فنون جنگ سے واقف ہو جانا' جنھوں نے دنیا ترک کر دی تھی اور خود مختار ہو گئے تھے' اندیشہ سے خالی نہ تھا۔

ان اعزازوں اور ڈگریوں میں فی نفسہٖ جو قوت تھی وہ اس آزادی سے اور بڑھ گئی جو کچھ لاطینی شاہان بیت المقدس اور زیادہ تر پوپ روم کے ہاتھ سے انھیں عطا ہوئی تھی۔ ہاسپٹلرز تو اس وجہ سے کہ وہ غریبوں کی پرورش اور زائروں کی ضیافتیں کیا کرتے تھے عشر یعنی محاصل کا دسواں حصہ ادا کرنے سے بری کر دیے گئے اور ان قوانین سے بھی مستثنیٰ ہو گئے جو سارے ملک پر نافذ کیے جاتے۔ اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ کسی اسقف اعظم یا مقتدائے دین کو اس بات کا اختیار نہیں ہے کہ ان کے متعلق مذہب سے خارج کرنے یا ارتداد کا فتویٰ جاری کر سکے جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہوا کہ ایک ایسی جماعت پیدا کر دی گئی جس کو مقتدایان دین سے پوری رقابت ہو۔ اور اس کے نتیجے میں ان دونوں فریقوں کے مابین ایسے نزاع کا قائم رہنا لازمی ہو گیا جو کبھی مٹائے نہ مٹ سکے۔ لہٰذا یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ مذہبی مقتداؤں کو یہ شکایت پیدا ہوئی کہ نائٹ لوگ اس آزادی پر قناعت نہیں کرتے جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے' بلکہ ایسے لوگوں کو اپنے پاس پناہ بھی دیتے ہیں جو دراصل ان کی جماعت سے خارج ہیں اور محض اس بنیاد پر کہ ان کی نسبت ارتداد اور خارج از دین ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے ان کی پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔

① بے رحم کون تھے، گاڈ فرے اور جنونی صلیبی جنگجو یا صلاح الدین ایوبی اور سچے دین کے پیروکار مجاہدین؟ اس کا اندازہ قارئین بخوبی کر سکتے ہیں!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی قدر نہیں بلکہ نائٹس آف ہاسپٹل کو مقتدایان دین کے ساتھ اگر یہ جھگڑے درپیش تھے تو اس سے بھی زیادہ سخت جھگڑا ان میں اور ان کے ہم مرتبہ حریفوں نائٹ ٹمپلرز میں تھا۔ اغراض و مقاصد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ایک فرقہ ان معاملات کو ترقی کے ساتھ چلانا چاہتا تھا جن کی نسبت دوسرے فرقہ کی خواہش تھی کہ مٹا کے نیست ونابود کر دیے جائیں۔ وہ امور جن میں دونوں کو ساتھ دینے کی ضرورت ہوتی ان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے باہم رقابت پیدا ہوتی۔ اور ہر فریق ساتھ دیتے دیتے ایسے وقت پر مدد دینے سے قطعی انکار کر دیتا' جب کہ سلطنت کی بہتری کے واسطے اس کی مدد کی بے انتہا ضرورت ہوتی تھی۔

ان باتوں سے بیت المقدس میں یہ حالت پیدا ہو گئی تھی کہ خود بادشاہ اور اس کے امراء و تعلقہ دار تو مقتدایان دین کے خلاف تھے ہی' فوجی لوگوں کی بھی تعلقہ داروں کے ساتھ ویسی ہی بے انتہا مخالفت تھی جیسی کہ پادریوں کے ساتھ تھی۔

جس سلطنت کے یہ حالات ہوں' اس کی نسبت یہ الفاظ بالکل صحیح ہیں کہ ''جس گھرانے میں ہر ایک دوسرے کا دشمن ہو گا وہ ضرور برباد ہو گا''۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۷

تیسری صلیبی لڑائی

انگلستان کے رچرڈ اول کی خیالی اور کہانیوں کی سی تصویریں

تیسری صلیبی لڑائی کے گرد جھوٹی شان وشوکت کا ایک ہالہ نظر آتا ہے' جو محض انگلستان کے بادشاہ رچرڈ شیر دل کی وجہ سے ہے۔ رچرڈ اول کی کارگزاریوں کے قصہ نے ان واقعہ نویسوں میں بھی جوش پیدا کر دیا جو جوش کے نام تک سے واقف نہ تھے۔ انھوں نے بڑے شان دار جملوں میں اس کی مدح سرائی کی ہے اور اس کی سوانح عمری میں ایسا سحر پیدا کر دیا ہے جو متین آدمیوں کو بھی ایک وقت تک دھوکا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کی سی معرکہ آرائیوں کے نمونے میدان ٹرائے کا دیومالائی قصہ پڑھتے وقت اخیلیوس [1] میں پاتے ہیں۔ بلکہ انھوں نے اس سے بھی بڑھ کے مبالغہ آمیزی اور کذب سے کام لیا ہے۔ ان کے بیانات کو اگر ہم تسلیم کریں تو یہ ہوا کہ رچرڈ کی کارگزاریوں کی وجہ سے خود اس کا سب سے بڑا جانی دشمن بھی اس کا عاشق ہو گیا تھا کیونکہ مشہور کیا جاتا ہے کہ صلاح الدین کے بھائی نے عین اس حالت میں جب کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی' اس امر کی قدر شناسی کے ثبوت میں کہ اس کے ہاتھ سے حریف کے بہت سے آدمی زخمی اور قتل ہوئے' اسے دو عربی گھوڑے بھیجے تھے۔

---

[1] اخیلیوس کو انگریز اپنی زبان کے تصرفات سے اچلیز کہتے ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں عربی تصرفات سے یہ لفظ اتنا نہیں بگڑا اور اصل یونانی سے قریب ہے۔ اخیلیوس یونان کے دیوتاؤں کے زمانے کا پہلوان تھا۔ اس ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تیسری صلیبی لڑائی کے جنگجوؤں کا حقیقی چال چلن

اس خیالی تصویر کو چھوڑ کے جب ہم حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں اس تیسری صلیبی لڑائی میں پہلے صلیبی جنگجوؤں گاڈ فرے وغیرہ کی وحشیانہ خون خواریوں کے مقابلہ میں طمع اور سخت حرص نظر آتی ہے۔ ایسی سازشیں نظر آتی ہیں جو نہایت ہی تاریک ہیں۔ اور ایسے جرم دکھائی دیتے ہیں جن سے آفتاب بھی شرما کے اپنا منہ چھپا لے۔ اس مہم کے سرگروہوں میں ہم ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جن میں اخلاقی طور پر ایک صفت بھی ایسی نہیں ہے جو ان کے بدنامی کے تاریک دھبوں کو دھو سکے۔ ان میں اصول جنگ کے لحاظ سے اندھی ظالمانہ قوت کے ساتھ سپہ سالاری کی بہت ہی تھوڑی قابلیت ہے اور ان میں سے بعض میں ذاتی طور پر ایسی وحشیانہ جرات یا سنگدلی تھی جس کی وجہ سے نہ وہ خطرے سے ڈرتے تھے اور نہ کسی سخت سے سخت محنت میں تھکتے تھے' اور یہ چیز ہزارہا دشواریوں پر غالب آ جاتی ہے اور اس قسم کی ہزارہا خلقت کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیتی ہے جنھیں سب سے زیادہ مسرت محض قوت جسمانی کی پرستش وعبادت میں حاصل ہوتی ہے۔

شاہ انگلستان رچرڈ اول بہ حیثیت ایک سپہ سالار کے نپولین اول کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن ہاں جرائم میں مبتلا ہونے کی حیثیت سے البتہ اس کا پورا ہمسر ہوسکتا ہے۔ اس کی شہرت و ناموری گاتھ لوگوں کے سردار الیرک اور قوم ہن کے حکمران اٹیلا جیسی ہے کہ جن کے بارے میں کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا گیا کہ وہ مہذب لوگوں کے بادشاہ

← نے شہر ٹرائے کے محاصرے میں عجیب عجیب خلاف عقل بہادریاں دکھائی تھیں۔ یونان کے سب سے مشہور اور پرانے شاعر ہومر نے اس لڑائی کے حالات میں اپنی مثنوی ایلیڈ لکھی ہے جس کو یونان میں وہی وقعت و عزت حاصل تھی جو مہابھارت کو ہندوؤں میں حاصل ہے۔ اخیلیوس بادشاہ اخیلیوس کا لڑکا تھا جو ایک دریائی دیوی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسفند یار کی طرح اس کا سارا جسم ایسا تھا کہ اس پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کر سکتا تھا صرف ایڑیاں نازک تھیں جو چوٹ کھا سکتی تھیں۔ ٹرائے والوں کے زبردست پہلوان ہکٹر کے قتل کرنے کے بعد محاصرے کے خاتمہ پر پیرس نام کے ایک پہلوان نے اس کی ایڑی کسی حربے سے زخمی کی۔ اس طرح سے اس کا خاتمہ ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ① مگر وہ کوئی ایسی ہی وجہ تھی جس کے سبب سے وہ ''غضب الٰہی'' کے لفظ سے یاد کیے گئے ہیں۔

صلیبی جہاد کے جوش کا انحطاط

ایسے امور جو محض لوگوں کے ذاتی جوش اور حالات پر منحصر ہوں ان میں استقلال ہونا بہت مشکل ہے۔ اور اس جوش و ولولہ کے مدوجزر کی مثال خاص کر صلیبی لڑائیوں میں ملتی ہے۔ کسی امر میں نمایاں کامیابی حاصل ہونے سے یہ خیال کر کے مسرت ہوتی ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہمارا عہد پورا ہوا یا ہم نے اپنا فرض ادا کر لیا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان باتوں کی طرف جن میں پہلے اس قدر دلچسپی رہی تھی کہ سوائے ان کے اور کسی بات کا خیال بھی نہیں آتا تھا، توجہ کم ہو جاتی ہے یا سرے سے ان کا خیال ہی جاتا رہتا ہے۔

آخری عہد کے لاطینی شاہان بیت المقدس میں بہت کم ایسی کوئی بات تھی جس کی

① گاتھ اور ہن دو ظالم، وحشی اور لٹیری قومیں تھیں جنھوں نے قدیم الایام میں یورپ میں ہل چل ڈال دی تھی۔ اور روم اور فرانس کو جو اس زمانہ میں گال کہلاتا تھا، بڑی بے رحمی و سنگدلی سے لوٹا اور غارت کیا تھا۔ الیرک قوم گاتھ کا بادشاہ تھا جس نے رومیوں کو شکستیں دیں اور بڑی سخت لوٹ مار اور قتل وخون ریزی کا بازار گرم کیا۔ وہ ۴۰۰ء میں بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا اور ۴۱۰ء میں مرا۔ اٹیلا قوم ہن کے لوگوں کا بادشاہ تھا جو ۴۳۰ء میں تخت پر بیٹھا تھا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے تمام دوستوں اور رفیقوں کو قتل کر ڈالا۔ پانچ لاکھ فوج سے روم پر حملہ کیا اور متعدد علاقہ جات روم کو بالکل غارت اور برباد کر دیا۔ پھر فرانس میں گھسا اور اسے بھی تباہ کیا۔ واپسی کے، بعد اس نے ایک خوب صورت دوشیزہ لڑکی سے شادی کی اور ہم بستری کی پہلی ہی شب ایک رگ پھٹ جانے کے باعث ۴۵۳ء میں مر گیا۔ مورخین اسے ''غضب الٰہی'' کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ اسے ساری دنیا فتح کرنے کی دھن تھی۔ مرنے پر اس کی لاش ایک سونے کے تابوت میں رکھی گئی۔ پھر وہ سونے کا تابوت چاندی کے تابوت میں رکھا گیا۔ اور چاندی کا تابوت لوہے کے تابوت میں رکھا گیا۔ اور ان تہرے تابوتوں میں بند کر کے اس کی لاش ایک کھلے میدان میں دفن کی گئی۔ قبر میں اس کے ساتھ وہ نہایت قیمتی چیزیں بھی دفن کر دی گئیں جو اس نے روم و فرانس کو لوٹ لوٹ کے جمع کی تھیں۔ جب دفن کی رسوم پوری ہو چکیں تو وحشی ہن لوگوں نے ان سب قیدیوں کو پکڑ کے قتل کر ڈالا جنھوں نے قبر کھودی اور بند کی تھی' تاکہ کسی کو شاہی قبر کا پتہ نہ رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدولت وہ جوش جو پیٹر دی ہرمٹ کے وعظ سے پیدا ہوا تھا' زندہ اور قائم رہتا۔ اور فی الحال وہ پر جوش خیال جو قریب قریب ایک صدی تک مغرب کی مسیحی دنیا کو گمراہ کرتا رہا تھا' بہت کم ہو گیا تھا۔

صلیبی لڑائیوں کی نوعیت بدل جانا

وہ خیال (اس لیے کہ اسے پالیسی کے لفظ سے تعبیر کرنے کی عزت نہیں دی جا سکتی) جس نے الریق کو مملکت مصر کے فتح کر لینے کی جانب راغب کیا' ایک ایسے شخص کے لیے زیبا تھا جو لاطینی سلطنت بیت المقدس کی تاریخ میں اعلیٰ درجہ کا مدبر اور سپہ سالار ہو۔ مصر کی فتح میں یہی مصلحت نہ تھی کہ شمال اور جنوب کی دو مخالف سلطنتوں کے ملنے کا اندیشہ نہ رہے گا' جن سے لاطینی سلطنت کو جو ان دونوں کے درمیان واقع تھی ہر وقت جان کا خوف رہتا تھا' بلکہ مصر فتح کر لینے سے ایک ایسا ملک قبضہ میں آتا نظر آتا تھا' جو تجارت اور تاجروں کے واسطے نہایت ہی مفید تھا۔ اس فائدے کو لاٹران کی تیسری کونسل نے بخوبی دیکھ لیا تھا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کی طرف جوش سے توجہ کی تھی جب کہ اس نے اس بات پر زور دیا تھا کہ شہر دمیاط پر قبضہ کرنا ہر صلیبی لڑائی کی پہلی غرض ہونی چاہئے۔ اور دوسری غرض یہ ہو کہ بیت المقدس کی سلطنت عمدگی سے قائم رکھی جائے۔

مختصر یہ کہ یہ مہمیں جو حروب صلیبیہ کے نام سے مشہور ہیں، دراصل محض مذہبی لڑائیاں نہ تھیں۔ اور جو لوگ ان میں شریک ہوئے وہ محض ثواب آخرت کے خیال سے نہیں شریک ہوئے تھے۔ ہاں لوئی نہم بادشاہ فرانس جسے ولی کا درجہ دیا گیا ہے وہ البتہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ بے شک اس میں گاڈ فرے اور پہلی صلیبی لڑائی کے دیگر بہادروں کی طرح دیگر سب جذبات مذہبی اغراض سے مغلوب ہو کے فنا ہو گئے تھے، تاہم باقی ماندہ حروب صلیبیہ میں مذہب کا بہانہ بنا کر لوٹ مار اور ملک گیری کی گئی۔ یا اگر صلیبی مہم کو مذہبی فرض بھی سمجھا ہے تو اس فرض کو اس طرح ادا کیا ہے جیسے کوئی سر سے بوجھ اتار کے پھینک دے، اور یک جہتی جو فتح کے ساتھ ایک جزو لاینفک کی طرح لازمی ہے، باہمی نزاعوں اور جھگڑوں پر قربان کر دی گئی۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ ایسی بات تھی جو صرف وحشی قوموں ہی کے شایان تھی۔

انگلستان کا ہنری دوم اور بیت المقدس کا اسقف اعظم

لیکن تاوقتیکہ ہلال کے واسطے جگہ خالی کرنے کے لیے صلیب مسجد اقصیٰ کے کلسوں پر سے اتار کے پھینک نہ دی گئی سلاطین مغرب کو ایک دوسری صلیبی لڑائی کے واسطے سے ابھارنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اور اس کی کوشش بھی کی جاتی تو کامیابی غیر ممکن تھی۔ انگلستان کے بادشاہ ہنری دوم کے دل میں کسی زمانہ میں بھی صلیبی جہاد کا ولولہ نہ تھا۔ اور بکٹ ① کے مرنے سے جب اس جھگڑے کا فیصلہ ہو گیا جو اس کے اور بکٹ کے درمیان چلا آتا تھا' تو اس وقت بھی اس کے لیے یہ عذر موجود تھا کہ مجھے اپنی سلطنت کی شمالی حدود کی طرف سے حملہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ لیکن اس کے دشمن ولیم کے مقید ہو جانے کے ساتھ یہ عذر بھی ہٹ گیا۔ اسکاٹ لینڈ کے اس بادشاہ نے قسم کھائی کہ میں تاج انگلستان کے ایک باجگزار حکمران کی حیثیت سے رہوں گا۔ اور ہنری جب کوئی اور بہانہ نہ کر سکا تو اس نے فرانس کے شاہ لوئی ہفتم کے اصرار و استدعاء سے مجبور ہو کے اس سے یہ اقرار کر لیا کہ میں بھی ڈیوک آف نارمنڈی کی حیثیت سے ارض مقدس کے عیسائیوں کی دادرسی کرنے میں فرانس کی شاہی فوج کی مدد کروں گا۔ لوئی کی وفات سے جب یہ منصوبہ بھی جاتا رہا تو ہنری کو کسی ناگوار مہم کی پریشانی نہیں ہوئی۔ لیکن جب اس کے کوئی پانچ برس بعد (۱۱۸۵ء) میں بیت المقدس

---

① بکٹ انگلستان کے علاقہ کنٹربری کا مقتدائے اعظم تھا۔ اس نے بڑے جوش و خروش سے بادشاہ ہنری دوم کی مخالفت کی۔ اس سے جھگڑے رہے۔ آخر ۱۱۷۰ء میں اسے کنٹربری کی قربان گاہ کے سامنے قتل کیا گیا۔ بادشاہ یہ کارروائی فوری جوش میں کر تو گزرا لیکن بعد کو پچھتایا' اس لیے کہ ایک مقتدائے دین کے قتل کرنے کی وجہ سے پوپ کے دینی دربار نے اس کا کفارہ یہ قرار دیا کہ بکٹ کی قبر کے سامنے اسے سزا دی جائے۔ راہب لوگ اس کی برہنہ پیٹھ پر کوڑے ماریں۔ اور ایک پورا دن اور رات کسی کھلے پتھر پر بیٹھا رہے' اس پر فرش نہ ہو اور اس عرصہ میں روزہ سے رہے۔ دو برس بعد بکٹ کی قبر سے کراماتیں ظاہر ہوئیں اور اس کا مزار مرجع عام اور بڑا دولت مندی کا مقام بن گیا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بادشاہوں تک پر ان دنوں پوپ کی کیسی حکومت تھی اور یہ مقدس بزرگ بادشاہان عصر کی قسمت کے کیسے مالک بنے ہوئے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے مقتدائے اعظم ہرقلیوس نے اس دوسرے ایلچی کے ساتھ جو ہمراہ آیا تھا اور جو ہاسپٹلرز کا سردار تھا، اس کے سامنے زمین پر جھک کے اس کے جدامجد فلک آف آنجو اور اس کے جانشین بادشاہوں کا شاہی عصا اس کے ہاتھ میں دیا اور بیت المقدس اور ہولی سپلکر (روضہ اقدس مسیح) کی کنجیاں پیش کیں تو بادشاہ انگلستان نے اسے جواب دینے میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا کہ اس کی زبان سے جو الفاظ نکلیں ان سے ان کا حوصلہ تو بڑھ جائے مگر وہ خود کسی بات کا پابند نہ ہونے پائے۔

اس نے کہا ''میں اپنے مشیروں سے پوچھ کے جواب دوں گا''۔ اور مجلس شوریٰ کے سامنے یہ سوال اس نے ایسے الفاظ میں پیش کیا جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کیا اور کس قسم کا جواب چاہتا ہے۔ اس نے اہل مجلس سے کہا:

''میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میرا یہ فرض ہے کہ اپنی قلمرو میں ٹھہر کے اپنی رعایا پر حکومت کروں اور ان کی حفاظت کرتا رہوں یا یہ کہ مسلمانوں سے مقابلہ کر کے ایک ایسے بادشاہ کی سلطنت کے بچانے کی کوشش کروں جس کا تاج و تخت متزلزل حالت میں ہے؟''

اس کے امراو معززین دولت کے دل میں اس امر کی بابت ذرا بھی شبہہ نہ تھا کہ جو کام قریب ہے وہی زیادہ توجہ کا بھی مستحق ہے۔ اور جب ہنری نے ارض فلسطین کی سلطنت کی ضرورتوں کے واسطے پچاس ہزار مارک [۱] چندہ دینے کا وعدہ کیا تو ہرقلیوس نے اس رقم کے قبول کرنے میں کچھ ایسی بے اطمینانی ظاہر کی کہ بادشاہ ہنری کو غصہ آ گیا۔ ہرقلیوس نے بغیر اس کے کہ اس کے غصہ سے ذرا بھی مرعوب ہو، اس سے کہا:

''مجھ سے بھی اب وہی سلوک کیجئے جو شہید ٹامس آف کنٹربری [۲] کے ساتھ آپ نے کیا تھا''۔

پھر بولا: ''آپ کے ہاتھ سے مارے جانے کے لیے بھی میں اسی طرح مستعد ہوں

---

[۱] مارک انگلستان کے پرانے چاندی کے سکے کو کہتے ہیں۔

[۲] اس سے مراد وہی بکٹ ہے جسے قتل کر کے بادشاہ انگلستان پوپ کے فتویٰ کے مطابق سزایاب ہوا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح ظالم مسلمانوں کے ہاتھ سے"۔ اس مضحکہ خیز طعنہ کی اس سے کچھ باز پرس نہیں کی گئی۔ اور ہرقلیوس شہر لندن میں نائٹس ٹمپلرز کے نام پر ایک گرجا نذر کر کے وہاں سے صحیح سلامت چلا گیا۔

پوپ اربن سوم کی وفات (۱۱۸۷ء)

لیکن جب بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ ہی سے نکل گیا تو اس انقلاب نے ان مسئلوں کی حیثیت کچھ اور ہی کر دی کہ پالیسی "یا مصلحت وقت" کیا ہے اور فرض کیا ہے۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد اور غالباً اس سانحہ کی خبر سننے سے پہلے پوپ اربن سوم نے شہر ورونا میں وفات پائی۔ اسے مرتے وقت ناواقفیت کے سبب سے اس سانحۂ عظیم کا کچھ افسوس نہ تھا' بلکہ الٹے اس عدوات کا صدمہ تھا جو پوپ کی قوت دینی اور شہنشاہی حکمرانی کے مابین پیدا ہوتی نظر آتی تھی۔ اس کے جانشین پوپ گریگری ہشتم نے' جس کا عہد حکومت دو مہینہ سے کم ہی میں ختم ہو گیا' بیت المقدس کا واقعہ سن کے افسوس کے ساتھ کہا:

"یہ ساری مسیحی دنیا کی بدقسمتی کا ثبوت ہے"۔

لیکن وہ غالباً اس سے لاعلم نہ تھا کہ ممکن ہے یہی واقعہ پوپ کی حکومت کے لیے کوئی ایسا موقع پیدا کرے جو اگر تباہی نہیں تو کسی بڑے خطرے سے اسے بچالے۔ اپنی زندگی کے باقی ماندہ چند روز اس نے ایسے خطوط لکھنے میں صرف کیے جن کے ذریعہ سے اس نے اس جوش کے پھر تازہ کرنے کی کوشش کی جسے پیٹر دی ہرمٹ اور اس کے بعد برنارڈ نے پیدا کیا تھا۔

کہا گیا کہ قہر خدا یوں دفع ہو سکتا ہے کہ پانچ سال تک روزے رکھے جائیں۔ اور کارڈینل لوگوں یعنی "شرکائے مجلس پوپ" کو اپنی قابل شرم بدفعلیوں اور اپنی زرپرستی دیگر جرائم پر ایسی تنبیہ ہوئی کہ ان کے دلوں میں اس بات کا عہد کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ اب کسی معاملہ میں انصاف کرنے کے لیے رشوت نہ لیں گے۔ اور تاوقتیکہ وہ سرزمین جس پر کسی زمانہ میں نجات دلانے والا "مسیح" چلا پھرا تھا' "بے دینوں" کے قدموں کی نجاست

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پاک نہ ہو جائے' گھوڑے پر ہرگز نہ سوار ہوں گے۔

ہنری دوم اور فلپ آگسٹس کا معرکۂ صلیب کو اختیار کرنا (۱۱۸۸ء)

پوپ گریگری نے اس سفر کے اثنا میں وفات پائی جو جنوا اور پیسا کی جمہوری سلطنتوں کے درمیان صلح کروا دینے کے لیے اس نے کیا تھا جن کی بحری فوجیں اس منصوبے کے واسطے جسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا نہایت مفید تھیں۔ اس کے چند ہی ہفتے بعد ہنری بادشاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس بادشاہ فرانس ارض فلسطین کے عیسائیوں کے حالات شہر صور کے مقتدائے اعظم ولیم (مصنف تاریخ حروب صلیبیہ اول و دوم) کی زبان سے سننے کے لیے اس وسیع میدان میں جمع ہوئے جو جیسورز اور ٹرائی کے درمیان واقع ہے۔ ان دونوں بادشاہوں نے صلیب کا معرکہ اختیار کر لیا۔ اور نواب شیمپین' نواب فلانڈرس اور بہت سے رئیسوں اور نائٹوں نے بھی ان کی پیروی کی۔ یہ طے پایا کہ انگریزی صلیب کا رنگ سفید ہو' فلیمش صلیب کا سبز اور فرانسیسی صلیب کا رنگ سرخ رکھا جائے۔

کل جائیداد کا دس فیصد صلیبی ٹیکس

اس کے بعد ہنری عجلت کے ساتھ انگلستان آیا اور ایک کونسل سے، جو علاقہ نارتھمپٹن شائر کے شہر جڈنگٹن میں منعقد ہوئی تھی ایک جدید ٹیکس نافذ جاری کرنے کی منظوری حاصل کی جس کا نام "صلاح الدین ٹیکس" رکھا گیا۔ اس ٹیکس کے قواعد کی رو سے ہر وہ شخص جو صلیبی جنگ میں شریک ہونے سے انکار کرے' اس پر لازم تھا کہ اپنی تمام جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ ٹیکس میں دے دے۔ اس طریقہ سے ستر ہزار پونڈ کی رقم جمع کی گئی۔

صلیبی جنگ کے لیے یہودی رقوم

لیکن قابل حیرت یہ امر ہے کہ قریب قریب اتنی ہی رقم جس کی مقدار ساٹھ ہزار پونڈ تھی ان تھوڑے سے یہودیوں سے وصول کی گئی جو انگلستان میں آباد تھے۔ مگر ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ اس رقم کا دینا ان پر گراں بھی گزرا یا نہیں۔ مگر چند مہینوں کے گزرنے سے پہلے ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ مصیبتیں ان کی قسمت میں لکھی ہوئی تھیں۔

ہنری دوم کے خاندان میں ریاست کا جھگڑا (۱۱۸۸ء)

ممکن ہے کہ ہنری نے اب اس عہد کے پورا کرنے کا حقیقتاً ارادہ کر لیا ہو جسے اس وقت تک وہ ٹالتا آیا تھا' اس لیے کہ اس نے بیلہ بادشاہ ہنگری اور آئزک اینجلوس شہنشاہ قسطنطنیہ کے پاس ایلچی بھیجے اور ان دونوں سے استدعاء کی کہ میرے سپاہیوں کو اپنے ملک سے گزر جانے دیجئے اور اس کی بھی اجازت دیجئے کہ آپ کی قلمرو میں وہ ضروری چیزوں کی خرید و فروخت کر سکیں۔ یہ درخواست منظور کی گئی۔ لیکن ہنری کو اب چند اور معاملات کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ وہ ناروا جھگڑے جو چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور تعلقہ داروں کے پیچیدہ معاملات سے تعلق رکھتے تھے' آنجو کے گھرانے کے شاہزادوں میں نہایت ہی قابل نفرت وضع میں نمایاں ہوئے تھے۔ ہنری دوم کے حلالی بیٹوں ہنری' رچرڈ اور جان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سب سے زیادہ قابل شرم زندگی بسر کرتا تھا اور کس نے سب سے زیادہ بدنامی حاصل کی تھی۔

رچرڈ نے اکوئٹین [1] میں جو مظالم کیے وہ اس زمانہ میں بھی دہلا دینے والے تھے جو کہ ظلم اور دغا بازیوں کے لیے مشہور ہے۔ اس کی رعایا ٹیکسوں پر ٹیکس ادا کرتے کرتے کنگال ہو گئی تھی۔ مجرموں کو جو سزائیں دی جاتیں ان کی سختی کو جرم سے کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ اور ساری قلمرو میں کوئی عورت سوا اس کے جو کسی قلعہ میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہی ہو محفوظ و مامون نہ تھی۔

لیکن رچرڈ کے بھائیوں ہنری اور جیوفرے کی فوجیں جب اس پر چڑھ آئیں تو غالباً اس فوج کشی میں اتنا خلوص نہ تھا کہ محض اس کی مظلوم رعایا کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لیے انھوں نے حملہ کیا ہو۔ یہ جھگڑا فی الحال ان کے باپ کی کوشش سے چند روز کے لیے اٹھا رکھا

[1] اکوئٹین جنوب مغربی فرانس کا صوبہ ہے۔ اس زمانے میں مغربی فرانس کے علاقے لوئر' بریٹانی (برطانی) اور اکوئٹین شاہ انگلستان کی عملداری میں شامل تھے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ لیکن اب ان ''سعادت مند'' بیٹوں نے خود باپ کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے۔ جو دن لڑائی کے واسطے مقرر ہوا قریب ہوتا جاتا تھا کہ یکا یک نوجوان شاہزادہ ہنری کا (جسے ان بشپوں نے جنھیں ٹامس آف کنٹربری نے اپنی شہادت سے چند روز پیشتر خارج البلد کر دیا تھا، ۱۱۸۶ء میں تخت نشین کیا تھا) ایک بخار نے خاتمہ کر دیا۔ اور رچرڈ جو زندہ بیٹوں میں سب سے بڑا تھا تاج انگلستان کا وارث قرار پایا۔

لیکن اس کے بعد ہی یہ بھی آشکار ہو گیا کہ اس کے باپ کو زیادہ محبت اپنے چھوٹے بیٹے جان سے تھی جو ایک حقیر' بزدل اور ذلیل دغا باز تھا۔ یہ راز آشکارا ہوتے ہی رچرڈ نے فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے از سرنو دوستی پیدا کی' جس کی بہن اوڈیلے یا ایلکس کے ساتھ مدت سے اس کی نسبت ٹھہر چکی تھی۔ یہ شاہزادی ایک زمانے سے انگلستان کے بادشاہ کی نگرانی میں رہی تھی اور مشہور تھا کہ ایک بچہ بھی جن چکی ہے۔ مگر رچرڈ نے فی الحال اس کا بھی خیال نہ کیا اور فلپ آگسٹس کے حوالے سے خواستگار ہوا کہ میری منگیتر میرے حوالے کر دی جائے اور انگلستان کے رؤساء و امرا مجھے ولی عہد تسلیم کر کے میری فرمانبرداری اختیار کریں۔ بادشاہ انگلستان نے اس استدعاء کا جو جواب دیا وہ مبہم تھا۔

یہ جواب پا کے رچرڈ نے کہا ''میں اس بات کو ناممکن سمجھتا تھا کہ میرے باپ شاہ انگلستان میرے مخالف ہوں گے۔ مگر اب مجھے اس کا یقین ہو گیا ہے''۔ پھر وہ پیرس جا کے فلپ کے قدموں میں گر پڑا' اس سے پناہ مانگی اور اقرار کیا کہ میرے والد کے جو علاقہ جات فرانس میں ہیں ان کی بنیاد پر میں آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کروں گا۔

اس سمجھوتے کے بعد جو لڑائی ہوئی اس میں ہنری کو اپنے قلعہ جات مینس' ایمیوا ز اور تورز کو چھوڑ چھوڑ کے بھاگنا پڑا۔ چونکہ بیماری نے اس کے جسم کو گھلا دیا تھا لہٰذا وہ اس بات پر مجبور ہوا کہ تورز کے قریب کے ایک میدان میں آ کر اپنے بیٹے اور بادشاہ فرانس سے ملے۔ اس اثنا میں ایک طوفان آیا جس میں دو مرتبہ اس کے پاس ہی بجلی گری۔ اس نے اسے اور بھی خوف زدہ کر دیا۔ غرض اس نے قبول کیا کہ بیس ہزار مارک فلپ کو دوں گا' اوڈیلے کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رچرڈ کے حوالے کر دوں گا' اور اپنی رعایا کو اجازت دوں گا کہ رچرڈ کی فرمانبرداری کرنے کی قسم کھائیں۔ ان چیزوں کے مقابل اپنی طرف سے اس نے صرف اس بات کی خواہش کی کہ مجھے میرے ملک کے ان رئیسوں کے ناموں کی فہرست دکھا دی جائے جو فرانس کے بادشاہ سے ملے ہوئے ہیں۔ اس فہرست میں سب سے اول اس کے بیٹے جان کا نام تھا جس کے دیکھتے ہی اس نے پھر وہ فہرست آگے نہیں پڑھی۔ اسے سخت بخار چڑھ آیا جس کے دوران میں اس نے اپنے نافرمان بیٹوں کو بہت گالیاں دیں اور ایک ہفتہ کے اندر ہی مر گیا۔

اب رچرڈ انگلستان کا بادشاہ تھا۔ لیکن وہ ایسا شخص نہ تھا کہ ان زیادہ وسیع تدابیر کی دھن میں لگا رہتا جو اس کے باپ کے دل میں بسی ہوئی تھیں۔ سلطنت کی قوت و دولت ایسی چیزیں تھیں جنھیں وہ خود اپنی شہرت کے لیے کام میں لا سکتا تھا۔ ویسی ناموری اور کسی جگہ حاصل نہیں ہو سکتی تھی' جیسی کہ ارض مقدس میں حاصل ہو سکتی تھی' اور نہ کسی اور طریقہ سے اس شاندار انداز میں اس کی شہرت ہو سکتی تھی جس طرح کہ اپنی چوڑی قاتل تلوار سے بے دینوں یعنی ''مسلمانوں'' کے سینے چاک کرنے میں شہرت ہوتی۔ دراصل یہ ایک بدمعاش کی ایسی ہوس تھی جس پر ٹنکرڈ (پہلی صلیبی لڑائی کے بہادر) کی سپہ گری کی ہلکی سی چمک آ گئی ہو۔ اور بلا لحاظ اس امر کے کہ اس کارروائی میں سلطنت کے اور خود اس کی ذات کے فوائد کا کتنا خون ہوتا ہے' اپنی یہ ہوس پوری کرنے کے لیے وہ مستعد ہو گیا۔ اپنی اس مہم کے واسطے اسے جس قدر روپیہ کی ضرورت تھی اس کی مقدار ایک لاکھ مارک کی رقم سے بدرجہا زیادہ تھی جسے اس کے باپ نے اپنی حرص و طمع یا کفایت شعاری سے سالسبری کے خزانے میں جمع کیا تھا۔

رچرڈ نے نارتھمبر لینڈ کی ریاست ایک ہزار پونڈ پر ڈرہم کے اسقف کے ہاتھ اس کی زندگی تک کے لیے بیچ ڈالی۔

تین ہزار پونڈ لے کر اپنے بھائی جیوفرے سے جو فی الحال یارک کا اعلیٰ اسقف تھا' سمجھوتا کر لیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس ہزار پونڈ لے کے وہ کل حقوق جو اس کے باپ ہنری نے اسکاٹ لینڈ میں حاصل کیے تھے' مع راکسبرگ اور بروک کے قلعوں کے' ولیم بادشاہ اسکاٹ لینڈ کے نام ہبہ کر دیے۔

اور پھر اسی لوٹ مار اور جبر و تعدی کی غرض سے رچرڈ نارمنڈی کو روانہ ہوا۔

انگلستان میں یہودیوں سے نفرت

پہلی اور دوسری صلیبی لڑائیوں کی ابتدا میں یہودیوں کا قتل اور قلع قمع ہوا تھا۔ اس تیسری صلیبی لڑائی کی قسمت میں بھی اس الزام سے بری ہونا نہ تھا۔ انگلستان کے یہودیوں نے غالباً یہ محسوس کر لیا کہ ہمارے اوپر آفت نازل ہونے والی ہے اور انہوں نے جھٹ پٹ بھاری بھاری نذرانے پیش کر کے بادشاہ کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے ان کی سرگرمی ہی نے ان کی عاقبت اندیشی کو خاک میں ملا دیا۔ رچرڈ نے لوگوں کے خیالات کا اندازہ کر کے حکم دے دیا تھا کہ اس کی تاج پوشی کے دن کوئی یہودی اس کے سامنے نہ آئے۔ ان میں سے بعض نے اس حکم کا لحاظ نہ کیا اور عام لوگوں کے مجمع میں ملے ہوئے قصر شاہی کے اندر چلے آئے۔ لوگوں نے پہچانتے ہی انھیں دھکیل کے باہر نکال دیا اور قتل کر ڈالا۔ یہ آگ جو اس طریقے سے مشتعل ہوئی تھی بہت تیزی سے بھڑکنے لگی۔ جو یہودی سڑکوں اور راستوں میں ملا مار ڈالا گیا۔ اور جو مکان یہودیوں کے قبضہ میں تھا اس میں آگ لگا دی گئی اور لوٹ لیا گیا۔ اس کشت و خون کے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی۔ تین آدمیوں کو پھانسی دی گئی مگر ان پر بھی یہ جرم عائد نہیں کیا گیا کہ انھوں نے یہودیوں کو قتل کیا' بلکہ یہ جرم لگایا گیا تھا کہ انہوں نے یہودیوں کے بہانے سے عیسائیوں کا مال لوٹا' یا یہ کہ انہوں نے ایسے مکانوں میں آگ لگائی جن سے عیسائیوں کی جائداد کے برباد ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

قلعہ یارک میں یہودیوں کا انجام

یہ بے انصافی صرف لندن ہی تک محدود نہ تھی بلکہ تمام بڑے شہروں میں یہی ظلم ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یارک اور لنکن میں یہودی اپنا مال و اسباب لے کر قلعوں میں بھاگ گئے۔ لنکن میں تو انھیں امان ملی۔ لیکن یارک میں بدقسمتی سے انھیں ایک غلط فہمی ہوئی۔ وہاں کا حاکم قلعہ سے نکل کے باہر گیا تو وہ سمجھے کہ ان کے خلاف شہر والوں کے ساتھ سازش کرنے کے لیے گیا ہے' لہٰذا جب وہ واپس آیا تو انہوں نے قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا اور اسے قلعہ میں آنے سے روکا۔ حاکم نے غضب ناک ہو کے کوتوال شہر کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار بند سپاہی لے کر قلعہ پر حملہ کرے۔ ان سپاہیوں کے ساتھ شہر کے عام لوگ بھی شریک ہو گئے جن کے جوش و خروش سے ظاہر ہو گیا کہ قلعہ پر دوبارہ قبضہ کر لینے کے علاوہ اور بھی بہت کچھ چاہتے ہیں۔

مسیح کے دشمنوں کو غارت کر دو

محصورین نے پری مانسٹرے ٹن شین [1] اصول والوں میں سے ایک شخص کی آواز سنی جو عام مجمع سے چلا چلا کے کہہ رہا تھا:

''مسیح کے دشمنوں کو غارت کرو''۔

یہودیوں کا خودکشی کا فیصلہ

یہ سنتے ہی یہودی سمجھ گئے کہ اب موت کے سوا چارہ نہیں ہے۔ لیکن مرنا ہے تو بھی اتنی بات ضرور ان کے اختیار میں ہے کہ جس طریقہ سے چاہیں جان دیں۔ ایک کونسل میں جو اس امر میں مشورہ کرنے کے لیے منعقد ہوئی تھی' ان کے ''مقتدا'' ربی نے یہ رائے پیش کی کہ اس خوفناک توہین اور وحشیانہ ایذاء رسانی سے بچنے کے لیے جو ہماری عورتوں' بچوں کے اور خود ہمارے ساتھ عمل میں آئے گی' یہی بہتر ہے کہ ہم راضی بہ رضا ہو کے اپنی جانیں خالق کی نذر کر دیں اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنا خاتمہ کریں۔

اس کے جواز میں اس نے بیان کیا کہ یہ کارروائی از روئے عقل ٹھیک ہے اور ہماری

---

[1] عیسائیوں کے سینٹ ناربرٹ نامی ایک ولی نے فرانس کے شہر پری مانسٹرے میں ۱۱۱۹ء میں ایک خاص قسم کے باضابطہ مذہبی قوانین مدون کیے تھے گویا ہندوؤں کی اصطلاح کے مطابق ایک مت قرار دی تھی۔ ان قوانین کے پیرو اور اس جتھے کے شرکاء اسی پری مانسٹرے ٹن شین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی رو سے بھی جائز ہے۔ ہم میں سے اور لوگ بھی ایسا کر چکے ہیں۔ اس خون ریز جھگڑے میں جو بیت المقدس اور رومیوں کے درمیان پیدا ہوا تھا' شہر مساوا میں یہودیوں نے یونہی خودکشی کر لی تھی۔ ① بعض کو اس کی یہ رائے معقول نظر آئی اور بعض کو یہ کام دشوار معلوم ہوا' لہٰذا اس نے یہ کہہ کے اس بحث کا خاتمہ کر دیا کہ ''جن لڑکوں کو میری اس

① ۷۰ء میں جب وسپیسین قیصر اور اس کے بیٹے ٹائٹس (طیطوس) نے بیت المقدس کو تباہ کیا اور جب ہیکل سلیمانی آخری مرتبہ آگ لگا کے تباہ و برباد کیا گیا' یہودی ارض فلسطین میں ہمیشہ کے لیے پامال ہو گئے اور ان کی تیرہ لاکھ چھپن ہزار چار سو ساٹھ جانیں (یوسفوس مورخ کے بیان کے مطابق جو خود موجود تھا) رومیوں کی تلواروں کی نذر ہوئیں۔ اس وقت بیت المقدس پر قبضہ ہو جانے کے بعد اس شہر مساوا کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس میں کل ۹۶۰ یہودی تھے' جن کا سردار ایلیزر نامی ایک بہادر یہودی افسر تھا۔ مساوا کا قلعہ نہایت مضبوط تھا جو گویا ارض فلسطین کی جان تھا۔ رومی افسر سلوا نے اس کا محاصرہ کیا۔ جب عزت قائم رہنے کی کوئی اور صورت نظر نہ آئی تو ایلیزر نے سب کو خودکشی پر آمادہ کیا اور کہا

''عورتوں کی بے حرمتی' بچوں کے غلام بننے اور اپنی گرفتاری و ذلت سے یہی بہتر ہے کہ ہم آزاد مریں اور اپنی جانیں آپ دیں۔''

اس کے پرجوش و پراثر الفاظ نے سب کو راضی کر دیا۔ اس ہیبت ناک کام کے شروع کرنے سے پہلے انہوں نے اپنی بیویوں کو گلے لگایا' پھر بچوں کے منہ چومے اور پھر خود ہی ان کو چھریاں بھونک کے مار ڈالا۔ پھر سارا مال و اسباب اور زر و جواہر جمع کر کے ایک جگہ جمع کیا اور اس کو آگ لگا دی۔ اس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دس آدمی اس کام کے لیے منتخب ہوئے کہ سب ساتھیوں اور دوستوں کو قتل کریں۔ یہ کام یوں پورا ہوا کہ ہر شخص نے اپنی بیوی اور بچوں کی لاشوں کو آغوش میں لیا اور قاتل کے آگے سر جھکا دیا۔ اس طریقہ سے سب مارے گئے۔ پھر ان دس آدمیوں نے قرعہ ڈال کے ایک کو منتخب کیا جس نے ان سب کا کام تمام کیا۔ اب جب صرف ایک آدمی رہ گیا تو اس نے ایک مجنونانہ طریقہ سے ہر طرف گھوم پھر کے دیکھا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا۔ اور جب کوئی نظر نہ آیا تو اس قصر میں آگ لگا دی جس میں خود تھا۔ جب شعلے بھڑکنے لگے تو اس نے اس ہیبت ناک سناٹے اور آگ کے گھر میں کھڑے ہو کے خود اپنی تلوار سے اپنا سینہ چاک کر ڈالا اور دل پر تلوار مار کے مر گیا۔

صرف ایک بوڑھی عورت جو یہاں کے سردار ایلیزر کے خاندان کی تھی اور پانچ بچے تہ خانہ میں چھپ کے بچ رہے تھے' جنھوں نے یہ ساری سرگذشت فاتحین سے بیان کی جو قلعہ کے خالی ہو جانے پر بھی مشکل سے اس میں داخل ہو سکے تھے۔ (تاریخ ارض مقدس مصنفہ ایڈیٹر دلگداز)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجویز پر عمل کرنا منظور نہیں ہے وہ امن و امان کے ساتھ اس جگہ سے اور اس مکان سے نکل کے چلے جائیں۔ صرف چند ہی آدمی اس کمرے سے باہر نکل کر گئے اور چند ہی گھنٹوں میں یہ موت کا کام پورا ہو گیا۔

اور دوسری طرف قلعہ پر شعلے بھڑک رہے تھے۔

قبول عیسائیت بھی نامقبول

وہ چند لوگ۔ جو خودکشی کی جرات نہیں کر سکے تھے انہوں نے دیواروں پر چڑھ کے پکارا ''اگر جان بخشی کا وعدہ کیا جائے تو ہم بپتسمہ لینے (دین عیسوی قبول کرنے) کو تیار ہیں۔ ان کی یہ درخواست قبول کی گئی اور قلعے کے دروازے کھول دیے گئے۔

عیسائیوں نے اندر گھستے ہی محض مذہبی جوش سے ہر ذی حیات کو جو قلعہ کے اندر ملا بغیر پوچھ گچھ کے قتل کر ڈالا۔

یہ جرم تو قابل معافی تھے۔

لیکن یارک کے لوگوں نے ان باتوں کے علاوہ ایک اور ایسی حرکت کی جو فی الحقیقت جرم تھی اور جو بادشاہ رچرڈ کو بہت ہی شاق گزری۔ وہ یہ کہ وہ لوگ گرجے میں گھس گئے اور اس کے دفتر میں جتنے تمسک اور جتنی دستاویزیں ملیں سب کو نکال کے جلا دیا۔ یہ تمام دستاویزیں جن لوگوں کے حق میں لکھی گئی تھیں ان کے مرنے کے بعد بادشاہ کی جائداد تھیں۔ لہٰذا ایلائی کا اسقف ان لوگوں کا پتہ لگانے کی خدمت پر مقرر کیا گیا جنھوں نے یہ حرکت کی تھی۔ مگر وہ لوگ اسکاٹ لینڈ کی سرحد میں نکل گئے تھے اور ایسے محفوظ مقام پر پہنچ گئے کہ انھیں ڈاکہ زنی کے جرم پر بھی سزا نہ دی جا سکی۔

رچرڈ نے روپیہ سے جس قدر صندوق بھرے جا سکے بھر لیے اور اسی شہر وزیلے میں جا کے شاہ فرانس غلپ آگسٹس سے ملاقات کی جہاں چوالیس سال پیشتر سینٹ برنارڈ کی کوششوں نے مسیحی دنیا کے دل میں ان مہموں کا جوش پیدا کر دیا تھا' جن میں کامیاب ہونا اس کے خیال میں یقینی تھا۔ اب جس آواز کا سب سے زیادہ اثر تھا وہ نہ کسی پادری کی تھی نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی راہب کی اور نہ کسی ولی کی۔ یہ آواز ایک شاعر اور گویے کی تھی۔

کہتے ہیں کہ دونوں بادشاہوں کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ ان لوگوں کے متفق رہنے اور باہم ملے جلے رہنے کے لیے جو انتظام کیا گیا تھا' وہ ان قوانین ہی سے ظاہر ہوتا ہے جن کی رو سے حکم دیا گیا تھا کہ کوئی شخص کسی کو مار ڈالے تو وہ مقتول کی لاش کے ساتھ باندھ کے سمندر کے اندر پھینک دیا جائے۔ جو لوگ غصہ میں آ کے تلوار کھینچ لیں ان کے ہاتھ قلم کر ڈالے جائیں۔ اور جو چوری کے مجرم ہوں ان کے جسم پر رال لگائی جائے اور پر چپکائے جائیں اور اسی حالت میں وہ ساحل پر کھڑے کیے جائیں۔

فریڈرک اول بار بروسا کا کوچ قسطنطنیہ کی طرف

جس وقت فلپ اور رچرڈ جزیرہ صقلیہ جانے کی تیاریاں کر رہے تھے' فریڈرک اول شہنشاہ مغرب (جرمنی) بھی جو بار بروسا یا لال ڈاڑھی والے کے لقب سے مشہور تھا' قسطنطنیہ کی طرف جا رہا تھا۔ وہ ایک بہت بڑی لڑائی پوپ یا اس شخص سے جو اپنے تئیں پوپ کہتا تھا، لڑ چکا تھا۔ اس نے خود ایک اینٹی پوپ (مخالف ''پوپ'') لا کھڑا کیا تھا۔ یہ لقب انھیں پوپوں کو دیا جاتا تھا جو شہنشاہی قوت کے طرفدار ہوتے تھے۔ غرض اسی اپنے بنائے ہوئے پوپ کی اجازت سے' جس نے اپنا لقب پیسکل سوم اختیار کیا تھا' اس نے روم پر حملہ کیا۔ سینٹ پیٹر ''رومتہ الکبریٰ کے سب سے بڑے کنیسہ'' کے پھاٹکوں کو کلہاڑیوں اور کدالوں سے چیر ڈالا اور اپنی آنکھ سے دیکھا کیا کہ اس کی فوج آگے بڑھتی جاتی ہے، اور کنیسہ کو خون سے رنگتی جاتی ہے یہاں تک کہ لڑتی بھڑتی اونچی قربان گاہ تک پہنچ گئی۔ عین اس خون ریزی کی حالت میں پیسکل سوم نے شہنشاہ بیگم پیٹرس کے سر پر تاج شاہی رکھا تھا اور پھر فریڈرک کے تاج کو برکت عطا کی تھی۔ اسی حالت میں اسے ایک پوپ سے بھی زبردست دشمن سے مقابل کرنا پڑا۔ اور وہ مہیب وباتھی جو اس کی لشکر گاہ میں پھیل گئی۔ اور جب وہ روم سے بھاگ گیا تو پوپ الیگزینڈر سوم کی فتح کو استقلال حاصل ہو گیا جو ٹامس آف کنٹربری کا دوست تھا۔ گو اس دوستی میں اسے کسی قدر پس و پیش رہا کرتا تھا' تاہم ان گزشتہ برسوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ و جدال کے، بعد بظاہر صلح ہو گئی تھی۔ مگر فریڈرک نے اس بات کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ پوپ کے مقابلے میں اسے قوت حاصل ہو سکے۔ اور پوپ اربن سوم کے زمانہ میں اس نے، اس قسم کی قوت اس تدبیر سے بہ خوبی حاصل کر لی تھی کہ اپنے بیٹے ہنری کی شادی کانسٹنشیا کے ساتھ کر دی جو سلطنت صقلیہ (سسلی) کے تاج و تخت کی وارث تھی۔

وہ پرانی لڑائی شاید پھر شروع ہو جاتی مگر اب ارض مقدس کی خبروں اور گریگری ہشتم کے خطوط سے فریڈرک کے دل میں صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہو چکا تھا اور اس کی فوجیں اس کے جھنڈے کے، سائے میں ہنگری کو طے کر کے مشرقی سلطنت روم کے دارالسلطنت ''قسطنطنیہ'' کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اپنے سے پہلے جنگجو بادشاہ کونراڈ کی طرح اس نے بھی اس دارالسلطنت کے اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ بیزنطیم (قسطنطنیہ کا پرانا نام) کے قیصر نے محض اخلاقی مراسم کا لحاظ کر کے اسے اپنی قلمرو میں اس بات کی اجازت دے دی تھی کہ اپنی فوج کے لیے، کھانے پینے کی چیزیں خرید لے۔

فریڈرک اول کی موت

فریڈرک کی فوج والے چونکہ باضابطہ اور قواعد دان تھے' لہٰذا اس بات کی امید کی جا سکتی تھی کہ اس مہم میں اسے زیادہ کامیابی حاصل ہو گی۔ ایک لڑائی میں اس کی فوج نے ترکوں کو شکست دی تھی، اور سلجوقی دارالسلطنت کوگنی (قونیہ) کو لے لیا تھا۔ لیکن اس فوج کی قسمت میں ایک اور تباہی لکھی ہوئی تھی جس سے مراد خود ان کے سربراہ کی موت ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ فریڈرک علاقہ قلیقیا[1] کی کسی ندی سے اتر رہا تھا کہ اس میں ڈوب کے مر گیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس ندی میں نہانے کے لیے اترا تھا۔ اس کے پانی نے کچھ ایسا زہریلا اثر کیا تھا کہ اسی بہانے نذر اجل ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو مصیبتیں اس سے پیشتر کے مجاہدین صلیب کو پیش آئی تھیں وہی اس فوج کے لیے بھی موجود تھیں' چنانچہ مشہور ہے کہ جتنے

[1] یہ علاقہ دولت عثمانیہ کے صوبہ قرامان میں شامل رہا ہے۔ اس کا مشہور شہر قیصریہ یا قیصری ہے۔ اس علاقہ کے شمال میں ایک بڑا دریا بہتا چلا گیا ہے جس کی بہت سی شاخیں اس کے اندر سے بہتی ہوئی گزرتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ باسفورس کے پار اتر رہے تھے ان کا دسواں حصہ بھی انطاکیہ میں داخل ہونے کے وقت تک زندہ باقی نہیں رہا تھا۔

باقی ماندہ فوج کو جس میں صرف سوامی (مذہبی) لوگ تھے' اپنے ساتھ لے کے فریڈرک کے بیٹے نے شہر عکہ کے محاصرے میں صلیبیوں کو مدد دی اور اس محاصرہ کے ختم ہونے سے پیشتر ہی مارا گیا۔

محاصرۂ عکہ (۱۱۸۹ء)

جس زمانے میں سلاطین مغرب ایک نئی صلیبی جنگ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے اسی زمانے میں ارض فلسطین کے لاطینی ''رومی'' لوگ بھی اپنی سلطنت بحال کرنے کے لیے سخت کوشش کر رہے تھے۔ اور زائروں کے بڑے بڑے مسلح گروہ ان کی مدد کرتے تھے جن کی کثیر تعداد کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ ان لڑائیوں کی بدولت یورپ کے رہنے والوں میں سے کتنے آدمی آوارۂ وطن ہوئے۔ ان آوارہ گردوں کی غرض چاہے جو کچھ ہو مگر بغیر اس کے کہ صلیبی فوجوں کے کوچ کرنے کا انتظار کریں' بے صبری کے ساتھ اس سرزمین کی طرف چل کھڑے ہوئے جس میں انھیں یقین تھا کہ اگر دولت و راحت نہیں تو ناموری ضرور حاصل ہو جائے گی۔

اب سب کو شہر عکہ لینے کی دھن تھی جو اس تمام علاقہ کی کنجی تھا جو دریائے اردن کے مغرب کی جانب واقع ہے۔ اس شہر کے پھاٹک معرکہ طبریہ کے بعد ہی صلاح الدین کے لیے کھل گئے تھے۔ اور انگلستان کے رچرڈ اور فلپ آگسٹس کے ارض پاک میں پہنچنے سے پیشتر ہی بیت المقدس کا فرضی بادشاہ گائی آف لوزگنن تقریباً دو سال تک عکہ کا محاصرہ کیے رہا تھا جس کی فوج کی نسبت کہتے ہیں کہ یورپ کے زائروں کے مل جانے سے ایک لاکھ کی تعداد کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن ان محاصرہ کرنے والوں میں سے کسی میں بھی افسری کی لیاقت نہ تھی اور انھیں قحط اور اپنی شہوت پرستی سے جو نقصان پہنچا تھا اس کو ایک ہولناک وبا نے بڑھا دیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں وہ ہلاک ہو گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیوٹانک جماعت کا عروج

عین اس مصیبت کے زمانہ میں جرمنی کے چند سوداگروں نے' جو بحیرہ بالٹک کے سواحل سے آئے تھے' ان مصیبت زدہ لوگوں کی یہ کفالت کی کہ بیماروں اور قریب المرگ لوگوں کے لیے جہازوں کی ترپالیں خیموں کی طرح تان دیں۔ ان کے اس کارخیر کا یہ عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ ٹمپلرز اور ہاسپٹلرز کی قسم کا ایک اور اعزازی تمغہ پیدا ہو گیا یعنی اسی وقت سے ٹیوٹانک نائٹ پیدا ہوئے اور انہیں قوت و امتیاز حاصل ہو گیا۔ اور فریڈرک دوم کی صلیبی معرکہ آرائی کی تاریخ میں ہم ان نائٹوں کے سردار ہرمین آف سلزا کو اس قدر کامیاب پائیں گے کہ شہنشاہ بھی اس سے بے انتہا خوش ہے اور شہنشاہ کا جانی دشمن پوپ بھی راضی ہے۔

صلیبی جہاد کا رخ شمالی بت پرستوں کی طرف

صلیبی جنگجوؤں کو مشرق میں جب ناکامی ہوئی تو ٹیوٹانک جماعت اُن غیر مہذب ممالک میں منتقل کر دی گئی جن سے اس جماعت کے بانیوں کا تعلق تھا۔ اور اس فرقہ نے اپنی صلیبی مہم کا رخ لتھوینین' پروشین' استونین اور دیگر بت پرست قوموں کے مقابلہ کی طرف پھیر دیا۔ اس جماعت کے لوگ تلوار ہاتھ میں لے کے انجیل کی تلقین کرتے تھے۔ اور ان کی کوششوں سے اور کچھ نہیں تو فوجی کامیابی ضرور حاصل ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے جن مقامات پر قبضہ کیا پھر وہ ان کے ہاتھ سے نہ نکلے۔ اور ان کا آخری سرگروہ اس ریاست کا بادشاہ قرار پایا جو اب بڑھ کے سلطنت پروشیا بن گئی ہے۔ ①

---

① یورپ کی جنگ سی سالہ (۴۸۔۱۶۱۸ء) میں جرمنی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا تھا۔ ان میں پروشیا اور آسٹریا بڑی ریاستیں تھیں۔ نپولین کی شکست کے بعد ان دونوں ریاستوں میں کش مکش رہی۔ ۱۸۶۶ء میں سات ہفتوں کی جنگ پروشیا نے جیت لی۔ اگلے سال شمالی جرمنی کا وفاق بنا۔ ۱۸۷۰ء میں فرانس نے شکست کھائی اور جنوری ۱۸۷۱ء میں ورسائی (پیرس) میں شاہ ولیم اول کے پروشین جرمن ایمپرر (ڈوچے قیصر) ہونے کا اعلان ہوا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکہ بیت المقدس کی موت اور کونراڈ کا دعوائے بادشاہت (۱۱۹۰ء)

وبا اور بدفعلیاں جنھوں نے صلیبیوں کی فوجوں کو عکہ کے سامنے تباہ کیا تھا انھیں سرداروں کی باہمی پھوٹ سے اور مدد مل گئی۔ بالڈون چہارم کی بہن اور گائی آف لوزگنن کی بیوی سبیلا طاعون میں مبتلا ہو کے ہلاک ہوگئی۔ اس کے دونوں بچے بھی اس کے ساتھ نذر اجل ہوئے۔ اس کے باعث اس کے شوہر کا وہ حق سلب ہوگیا جس کی بدولت وہ کم از کم برائے نام بادشاہ یروشلم بن گیا تھا۔ اس کی بیوی کی بہن ازابل اس وقت تک زندہ تھی جس نے اپنے پہلے شوہر ہمفری سے' جو تورون (اٹلی) کا نواب تھا' طلاق حاصل کر کے ۱۱۹۲ء میں شہر صور کے رئیس کونراڈ کے ساتھ بڑے اطمینان سے شادی کر لی تھی۔ اس طرح سے المریق کی وارثہ کے ساتھ شادی ہو جانے کی بنیاد پر کونراڈ نے بیت المقدس کی سلطنت کا دعویٰ کیا۔ اور اس مسئلہ کا تصفیہ شاہان انگلستان وفرانس پر منحصر رکھا۔

انگریزی بیڑے کا سفر لزبن اور مسینا تک

یہ دونوں بادشاہ اب مشرق کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ رچرڈ خشکی کے راستہ سے سفر کر کے جنوا پہنچا تھا اور اس کے جہازوں کا بیڑا خلیج بسکے سے گزر کر شہر لزبن میں لنگر انداز ہوا تھا جہاں اس کی فوجوں نے ایک اور صلیبی لڑائی تیار پائی۔ مسلمانوں کے امیر نے شہر سنت ماریا کا محاصرہ کر لیا تھا[1] جو لزبن سے چالیس میل کے فاصلے پر تھا۔ پرتگیزوں نے انگریزوں

[1] سنت ماریا کو عرب مورخین شنتمر لکھتے ہیں۔ اور یہ واقعہ ۵۸۶ھ کا ہے۔ اسپین میں ان دنوں طوائف الملوکی تھی اور بنی امیہ کا دور تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر ختم ہو چکا تھا۔ ۴۷۹ھ میں یوسف بن تاشفین کی سلطنت اندلس (اسپین) میں قائم ہوئی۔ آخر عبدالمومن نے جو مہدی مغربی ابن تومرت کا نائب تھا اس خاندان کا قلع قمع کر کے ۵۵۷ھ میں غرناطہ پر قبضہ کیا۔ اسی کے بیٹے ابو یعقوب یوسف نے ۵۸۱ھ میں مذکورہ بالا قلعہ پر حملہ کیا اور ۷ ربیع الاول کو وہاں پہنچ کے محاصرہ کر لیا۔ اسی مہینے کی ۲۵ تاریخ کو اتفاقاً اس نے حکم دیا کہ لشکر اسلام شہر کے شمالی اور مغربی اطراف میں جا کے قیام کرے۔ اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بیٹے ابو اسحٰق کو بلا کر حکم دیا کہ تم علاقہ لزبن پر جا کے تاخت کرو۔ ان حکموں کے سمجھنے میں لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور سارا لشکر ابو اسحٰق کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ صبح کو بادشاہ نے نماز فجر پڑھ کے دیکھا تو سوائے ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدد سے اس شہر سے مسلمانوں کا محاصرہ تو اٹھا دیا مگر اس کے بعد خود اپنے مددگاروں (انگریزوں) سے لزبن کی گلیوں میں مجادلہ و مقاتلہ پر مجبور ہوئے۔

اصل میں صلیبیوں کا یہ خیال تھا کہ انھیں ساری دنیا کو لوٹنے کا اختیار حاصل ہے۔ اور جب بہت کچھ خون ریزی ہو چکی تو بڑی مشکل سے انھیں ان کے سرگروہوں نے اس بات پر راضی کیا کہ اپنے ان اختیارات کو اس سرزمین کے واسطے اٹھا رکھیں جو ابھی بہت دور واقع ہے۔

گرمیوں کی فصل ختم ہونے کو تھی۔ رچرڈ سواحل اطالیہ سے اپنی بحری فوج کو ساتھ لے کر بظاہر ایک فاتح کی شان سے شہر مسینا [1] میں داخل ہوا جس سے جزیرہ صقلیہ والے تو خوف زدہ ہوئے اور فلپ بادشاہ فرانس ناراض ہو گیا۔

صقلیہ میں رچرڈ اول کا طرزِ عمل (۱۱۹۰ء)

جزیرہ صقلیہ [2] ان دنوں بلکہ اس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ ایک ایسی

← چند محافظوں کے سارا لشکر روانہ ہو گیا تھا۔ آفتاب کے نکلتے ہی عیسائی قلعہ سے نکل پڑے۔ بادشاہ تلوار لے کے ان پر جھپٹا اور چھ آدمیوں کو مار ڈالا۔ لیکن آخر برچھوں سے چھد کے گرا۔ اس درمیان میں عیسائیوں نے حرم کی بعض عورتوں کو بھی نیزوں سے مار ڈالا۔ بادشاہ گرا ہی تھا کہ دو موحدی سردار زبردست جوانوں کے ساتھ آ پہنچے اور عیسائیوں کو مار کے ہٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سارا لشکر پلٹ آیا اور اپنے بادشاہ کو زخموں سے چور دیکھ کر اس زور سے حملہ کیا کہ قلعہ پر چڑھ گئے۔ دھاوا کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور دس ہزار سے زیادہ عیسائی مار ڈالے۔ اس کے بعد زخمی بادشاہ کو لے کے پلٹے جس نے راستہ ہی میں جان دی اور اس کی لاش مراکش کے شہر تینمل میں لے جا کے دفن کی گئی۔

عرب مورخین کے بیان سے اس کا بالکل پتا نہیں چلتا کہ رچرڈ کی بحری فوج سے عیسائیوں کو اس معرکہ میں کچھ بھی مدد ملی، تاہم یہ پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں نے شنترم سے محاصرہ اٹھایا نہیں بلکہ وہ اس پر قبضہ کرنے کے بعد پلٹے۔ اور پلٹنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کا بادشاہ قریب المرگ تھا' نہ یہ کہ وہ مغلوب ہو کے چلے گئے۔

[1] مسینا جزیرہ صقلیہ کا ایک ساحلی قدیم شہر ہے جو اس کے شمالی جانب اور اطالیہ کے عین مقابل واقع ہے۔

[2] صقلیہ (سسلی) بحیرۂ روم کا سب سے بڑا جزیرہ ہے۔ اسے قاضی اسد بن فرات نے ۸۲۷ء میں فتح کیا۔ صقلیہ پر ۱۰۹۰ء تک مسلمان حکمران رہے حتی کہ اٹلی کے نارمن بادشاہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں سسلی' اٹلی کی عملداری میں ہے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دولت تھا جس کے لیے حریف فرماں روا سازشیں کرتے اور لڑتے تھے۔ فی الحال یہ جزیرہ ٹنکرڈ کے قبضہ میں تھا جو اپولیا کے ڈیوک روجر کا ولدالحرام بیٹا تھا۔ اس کی بہن کانسٹنشیا جو روجر کی صحیح النسل بیٹی تھی' فریڈرک باربروسا کے بیٹے ہنری کے عقد نکاح میں تھی جس کی یہ خواہش تھی کہ اس جزیرہ کو اپنی قلمرو کا ایک حصہ بنا لے۔ ٹنکرڈ نے اسے شکست دی اور عاقبت اندیشی کی راہ سے اتنی اور کارروائی کی کہ ولیم نیک نفس جو اس سے پہلے جزیرہ صقلیہ کا بادشاہ تھا' اس کی بیوہ جونا کو قید کر لیا۔

جونا انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کی بہن تھی' لہٰذا رچرڈ نے فوراً مطالبہ کیا کہ جونا کو رہائی دی جائے' اس کا مہر ادا کیا جائے نیز وہ جائداد اس کے حوالے کی جائے جسے ولیم نیک نفس اس کے باپ ہنری دوم شاہ انگلستان کے لیے نامزد کر کے چھوڑ گیا تھا۔ ان باتوں کی استدعاء کرنے کے ساتھ ہی اس نے لوٹ مار اور سختی بھی کی۔ اور اس کے ہمراہی بھی اس بارے میں اس کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہو گئے' چنانچہ انھوں نے مسینا کی گلیوں میں اہل شہر سے لڑنا شروع کر دیا اور لڑائی کے بعد اس شہر کو لوٹ لیا۔ لیکن مسینا کی دیواروں پر انگریزی جھنڈے کا نصب کیا جانا فلپ آگسٹس کو برا معلوم ہوا۔ اور رچرڈ نے یہ رنگ دیکھ کے یہ کارروائی کی کہ یہ شہر نائٹس ٹمپلرز اور نائٹس ہاسپٹلرز کے حوالے کر دیا۔

رچرڈ اور فلپ آگسٹس میں جھگڑا

ٹنکرڈ سے جو جھگڑا تھا وہ یوں طے ہو گیا کہ ٹنکرڈ نے اپنی شیر خوار بیٹی کی آرتھر ڈیوک آف برطانی کے ساتھ منگنی کر دی جو اس جان کے ہاتھوں مظلوم تھا جسے شیکسپیئر نے شہرت دے دی۔ لیکن ان حامیان صلیب کے یہ تنازعات زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ٹنکرڈ نے اپنی خالص دوستی کا ثبوت دینے کے لیے بادشاہ فرانس کا وہ خط رچرڈ کے ہاتھ میں دے دیا جس میں اس نے ٹنکرڈ سے اس بات کی خواہش کی تھی کہ رچرڈ سے مقابلہ کرنے کے لیے تم مجھ سے اتفاق کر لو۔ رچرڈ نے یہ ثبوت پا کے فلپ آگسٹس پر دغا بازی کا الزام لگایا۔ اس کے جواب میں خود اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ فلپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگسٹس کی بہن اڈیلے کے ساتھ شادی کرنے سے بچنے کے لیے رچرڈ نے جعلی خطوط پیش کیے۔ رچرڈ نے سانکو بادشاہ نوار کی بیٹی برنگاریہ کے ساتھ شادی کا پیغام دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے اس عورت (اڈیلے) سے کچھ واسطہ نہیں جو خود میرے باپ کے نطفہ سے بچہ جن چکی ہے۔ اس طرح وہ دوستی جس کی بدولت ابتدا میں یہ دونوں بادشاہ ایک ہی میز پر کھانا کھاتے اور ایک ہی خیمہ میں سویا کرتے تھے' دشمنی اور باہمی نفرت سے بدل گئی۔

رچرڈ اور جزیرۂ قبرص کے کامنینی بادشاہ میں لڑائی (مارچ ۱۱۹۱ء)

غرض یوں موسم سرما قابل شرم باہمی نزاعوں اور فضول خرچیوں میں گزر گیا جو اس سے کم شرمناک نہ تھیں۔ بہار کے موسم میں بادشاہ فرانس جہاز پر سوار ہو کے عکہ کو روانہ ہوا۔ رچرڈ نے جزیرہ روڈس کی راہ لی اور وہاں بیماری کی حالت میں یہ خبر سنی کہ اس کے ہمراہیوں کے بعض جہاز جزیرہ قبرص کے سواحل پر تباہ ہو گئے، ان کا اسباب لٹ گیا اور ان لوگوں کو خاندان کامنینیا کے شاہزادے آئزک (اسحاق) نے' جو اس جزیرہ کا بادشاہ ہونے کا دعویدار ہے' قید کر لیا ہے۔ ان قیدیوں کے چھوڑنے کے معاوضہ میں اس نے ایک رقم طلب کی۔ لیکن اس کی اس استدعاء کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔

آخر انگریزی جہازوں کا بیڑا الماسول کے سامنے پہنچا جو مذکورہ جزیرہ قبرص کا انتہائی جنوبی شہر ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں عساکر برطانیہ نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

رچرڈ داعیِ حربِ صلیب کے روپ میں

آخر رچرڈ اور آئزک میں ایک معاہدہ ہو گیا جس کی رو سے آئزک اس بات کا پابند ہو گیا کہ ۵۰۰ نائٹوں کو اپنے ہم رکاب لے کے صلیبی جنگ میں شریک ہو۔ اور رچرڈ کی جانب سے اقرار کیا گیا کہ اگر اس شاہزادے کا چال چلن اچھا رہا تو اس کی سلطنت واپس کر دی جائے گی۔ لیکن دہشت نے آئزک کی عقل ٹھکانے نہیں رکھی تھی۔ وہ بھاگ کھڑا ہوا اور شاہ انگلستان کے مقابلہ میں پھر صف آرا ہوا۔ اس لڑائی میں پھر اس نے شکست کھا کے ہتھیار رکھ دیے۔ اور رچرڈ نے حکم دیا کہ اسے ارض فلسطین کے ایک ساحلی قلعہ میں قید رکھا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رچرڈ اور فلپ کی باہمی کشمکش

اسی بندرگاہ لماسول میں رچرڈ کے پاس وہ جہاز آ پہنچا جس میں نوار کی شاہزادی برنگاریہ تھی اور یہیں رچرڈ نے اس کے ساتھ شادی کی۔ اور یہیں وہ گائی آف لوزگنن سے ملا اور اس سے وعدہ کیا کہ میں تمہاری طرفداری کروں گا جس کی قوی ترین وجہ یہ تھی کہ فلپ آگسٹس نے کونراڈ کی جانب داری اختیار کی تھی۔ اس طرح دونوں بادشاہ صرف یہ کام کرنے کے لیے کہ نئے جھگڑوں کے ذریعہ سے قدیم نزاعوں کو اور پیچیدہ کر دیں' عکہ پہنچے۔

رچرڈ کی علالت اور محاصرۂ عکہ

عکہ کا محاصرہ شروع ہوئے اب تقریباً دو سال گزر چکے تھے۔ میدان میں صلیبیوں کا جماؤ تھا جن کے ساز و سامان سے اب بھی شان و شوکت نمایاں تھی۔ اردگرد کی بلندیوں پر ترکی [۱] فوجوں کے ٹھٹھ تھے جن پر صلاح الدین کا سیاہ ''عباسی'' [۲] علم لہرا رہا تھا۔ رچرڈ کو اپنے خیال میں جس قدر موزوں معلوم ہوا اور اس کی بلند حوصلگی نے جہاں تک مناسب سمجھا، اسی قدر وہ راستہ میں ٹھہرتا رہا۔

جو سردار عکہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ان کے ایلچیوں نے جب جزیرہ قبرص کے شہر لماگوسٹا میں اس جزیرے پر رچرڈ کے فوجی قبضے کی مذمت کرنی چاہی تو اس نے انھیں سخت لعنت و ملامت کی اور کہا:

''میں اس لیے نہیں آیا ہوں کہ کامنیا خاندان کے حکمرانوں کو تاج و تخت سے جدا کر دوں اور ان کی سلطنت پر قابض ہو جاؤں۔ بلکہ میری اصلی غرض یہ ہے کہ مسیحی دنیا کی پاک اور مقدس وراثت کے واسطے ترکوں سے لڑوں۔

آخر رچرڈ شہر عکہ میں اس حال میں پہنچا کہ باری کے بخار نے اس کو توڑ دیا تھا' تاہم

---

۱ مسیحی مصنف نے صلاح الدین کی فوجوں کو ''ترکی'' لکھا ہے کیونکہ صلیبیوں کو سب سے پہلے سلجوقی ترکوں سے واسطہ پڑا تھا' جبکہ صلاح الدین عرب نہیں بلکہ کرد تھا۔ (م ف)

۲ سلطان صلاح الدین ایوبی بغداد کے عباسی خلیفہ کی سیادت تسلیم کرتے ہوئے عباسی علم لہراتا تھا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولوالعزمی کا جوش زوروں پر تھا۔ خود اس کی اجازت سے لوگ اسے ایک چٹائی میں لپیٹ کے میدان جنگ میں لے گئے تاکہ بتائے کہ وہ منجنیق جو سنگباری میں آج کل کے توپ خانوں کا سا کام دے سکتی تھی' کس رخ پر لگائی جائے۔

رچرڈ اور فلپ کا عارضی اتفاق اور فتح عکہ

لیکن ابتدا میں دونوں بادشاہوں نے ایک ساتھ مل کے کام نہیں کیا۔ اور محاصرہ کرنے والی فوج کی اس تقسیم کی وجہ سے محصورین کو ایک عرصے تک مقابلہ کرتے رہنے کا موقع مل گیا۔ اس کے بعد جب دونوں بادشاہوں میں اتفاق ہو گیا' قطع نظر اس سے کہ یہ اتفاق حقیقتاً ہوا ہو یا صرف دکھانے کے لیے، دونوں نے متفقہ قوت سے کوشش کی تو محصورین کی طرف سے ہتھیار رکھ دینے کی درخواست پیش ہوئی۔ جو شرائط ان کی طرف سے پیش ہوئیں وہ نامنظور کر دی گئیں۔ ادھر صلاح الدین نے یہ کہہ کے محصورین کا حوصلہ بڑھا دیا کہ مصر سے عنقریب کمک آیا چاہتی ہے۔ وہ کمک نہیں آئی اور صلاح الدین کو مجبوراً اس سے زیادہ سخت شرطیں منظور کرنی پڑیں۔

شرائط جان بخشی

وہ شرطیں یہ تھیں کہ اصلی صلیب کا ٹکڑا صلیبیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ عیسائی قیدی رہا کر دیے جائیں۔ اور کئی ہزار مسلمان اس دو لاکھ اشرفیوں کی رقم کے ادا ہونے تک جس کے لیے ۴۰ دن مقرر کیے گئے تھے بطور یرغمال عیسائیوں کے پاس بھیج دیے جائیں۔ شہر عکہ ان کے قبضہ میں دے دیا گیا۔ ① رچرڈ شہر کے اندر جا کے قصر شاہی میں فروکش ہوا۔ فلپ ٹمپلرز کے مکان میں اقامت گزین ہوا۔ اور دونوں بادشاہوں کے جھنڈے شہر پناہ پر اڑنے لگے۔

---

① عکہ کا محاصرہ اور اس پر صلیبیوں کا قابض ہونا دنیا کے یادگار واقعات میں سے ہے۔ اس کے حالات سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں مسیحیوں کا اخلاق کیسا تھا۔ اور ان کے قول و فعل پر کہاں تک اعتبار کیا جا سکتا تھا۔ اور دوسری طرف صلاح الدین کی اصلی حالت نظر آتی ہے۔ صلاح الدین نے مصر' شام ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بہت سے علاقوں اور شہروں پر قبضہ کیا۔ بڑی بڑی بہادریاں دکھائیں۔ لاطینی سلطنت بیت المقدس کا خاتمہ کر دیا۔ مگر جس لڑائی میں صلاح الدین کی شجاعت' اس کے استقلال' اس کی نیک نفسی' دینی سرگرمی اور دیانت داری و راستبازی کی اصلی تصویر نظر آتی ہے اور صلاح الدین وہ مشہور صلاح الدین اعظم ثابت ہوتا ہے' یہی عکہ کا میدان ہے۔

اس معرکہ کے حالات عیسائی مورخین نے بھی لکھے ہیں۔ مگر اس وضاحت سے نہیں جیسے کہ عربی تاریخوں میں بالخصوص ابن اثیر جزری نے لکھے ہیں۔ ابن اثیر نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صلاح الدین کا طرز عمل یہ تھا کہ ارض شام کے جن جن شہروں پر قبضہ کرتا کمال نیک نفسی اور رحم دلی سے عموماً عیسائیوں کو امن و امان دے دیتا اور شہر پر قبضہ ہوتے ہی انھیں آزادی حاصل ہو جاتی۔ وہ اس قدر بے تعصب تھا کہ خود اس کے خزانہ پر مسیحی عہدہ دار مقرر تھے' جو اس کے ساتھ رہتے تھے اور اس کے دامن میں پرورش پاتے تھے۔ یوں ہر جگہ عیسائیوں کو آزادی ملی تو وہ سب جا کے شہر صور میں جمع ہوئے جہاں فرنگیوں کی حکومت باقی تھی۔ اور صلاح الدین نے کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ وہاں سب نے مل کے ارادہ کیا کہ شہر عکہ پر جا کے قبضہ کریں' جو شام کی سب سے بڑی بندرگاہ اور زبردست شہر تھا۔ (ان دنوں عکہ کی فلسطینی بندرگاہ اسرائیل کے قبضے میں ہے۔ (م۔ف)

یہ خبر صلاح الدین کو پہنچی تو اس نے ارادہ کیا کہ انھیں راستہ ہی میں روکے اور وہاں تک پہنچنے نہ دے۔ مگر ساتھ والے افسران نے محض راحت طلبی سے یہ رائے دی کہ فرنگیوں کے عکہ پہنچنے کے بعد دوسری راہ سے جا کے ہم مقابلہ کریں۔ صلاح الدین ان کے اصلی منشا کو سمجھ گیا مگر غلطی سے اسے یہی مناسب معلوم ہوا کہ ان کی خوشی پوری کرے۔ اگر خود اپنی رائے پر عمل کرتا تو یہ نتیجہ ہرگز نہ پیدا ہوتا جو بعد میں نظر آیا۔

صور محاصرین

۸۔ رجب ۵۸۵ھ کو فرنگی شہر صور سے روانہ ہوئے اور ۱۵ رجب کو عکہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے بعد صلاح الدین وہاں پہنچا۔ اور چونکہ شہر کا راستہ بند تھا لہٰذا عیسائی لشکر گاہ کے گرداگرد اتر پڑا۔ اس کا خیمہ تل کیان نامی ایک ٹیلہ پر نصب کیا گیا۔ اور یہ صورت ہو گئی کہ عکہ کو عیسائی گھیرے ہوئے تھے اور ان کو صلاح الدین گھیرے ہوئے تھا۔

اب لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ خشکی کی طرف سے امرائے شام و مصر کی فوجیں آ آ کے صلاح الدین کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوتی جاتی تھیں۔ اور سمندر کی طرف تمام ممالک یورپ کی فوجیں صلیبی جھنڈے کے نیچے اکٹھی ہوتی رہیں۔ یوں تو چھوٹی چھوٹی بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ مگر جب عکہ والوں کو مدد نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچائی جا سکی تو غرہ شعبان کو ایک سخت لڑائی ہوئی۔ لیکن اس پر بھی عکہ کا راستہ نہ کھل سکا۔ دوسرے دن اس سے سخت لڑائی ہوئی۔ آج ابتدائے یوم میں تو میدان کا رنگ معمولی رہا۔ لیکن ظہر کے وقت صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین نے میمنہ کی طرف سے ایسی سخت یورش کی کہ فرنگی پسپا ہو گئے۔ شہر عکہ کی آدھی شہر پناہ کھل گئی اور اتنا موقع مل گیا کہ شہر میں لشکر اور سامان جس قدر مناسب معلوم ہوا اندر پہنچا دیا گیا۔ اور جن لوگوں کو مناسب سمجھا گیا باہر نکال لیا گیا۔ شام کو تقی الدین واپس آیا جس کے واپس آتے ہی موقع پا کے عیسائیوں نے پھر محاصرہ کر لیا۔ اگر یہ لڑائی رات کو بھی جاری رکھی جاتی تو یقیناً آج ہی مسلمانوں کے موافق لڑائی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

اب عیسائیوں نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان خندق کھود لی جس کے بعد ایک لڑائی ۶ شعبان کو ہوئی۔ اور بعد میں بھی چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ۱۶ شعبان کو عیسائیوں کی ایک جماعت لکڑیاں لانے کے لیے باہر نکلی تھی کہ مسلمانوں میں گھر گئی اور اس میں شامل سب لوگ مار ڈالے گئے۔ اب لڑائیاں تو ہوتی تھیں مگر عیسائی خوف کے مارے لڑتے ہوئے کبھی خندق کے اس پار نہ آتے تھے۔ ناگہاں ان میں خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی قوت اب بھی خطرناک ہے اور اگر مصر کا لشکر بھی آ گیا جس کا انتظار ہے تو غضب ہو جائے گا۔ لہٰذا ۲۰ شعبان کو ان کے سوار اور پیادے ٹڈی دل کی طرح خندق سے باہر نکل کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے ایک زبردست دستے نے تقی الدین پر جو میمنہ کا افسر تھا حملہ کیا۔ وہ لڑا اور زیادہ دباؤ پڑنے سے پیچھے ہٹا تو قلب کی فوج کا زیادہ حصہ اس کی کمک کو چلا گیا۔ اسلامی لشکر کے قلب کو کمزور دیکھ کے ایک دوسرے فرنگی لشکر نے ادھر حملہ کیا اور سب کو ہٹا دیا۔ یہ لوگ لڑتے بھڑتے تل کیسان پر چڑھ گئے۔ خاص صلاح الدین کے خیمہ کے آس پاس لوگوں کو قتل کیا' لوٹا مارا اور ٹیلے کے اس پار اتر گئے اور جو سامنے آیا اسے مار ڈالا۔ لیکن اتنی دیر میں صلاح الدین کی فوج کے قلب اور میسرہ نے انھیں پیچھے سے روکا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمانوں میں گھر گئے اور جتنے فرنگی اسلامی قلب کی طرف بڑھ آئے تھے سب مار ڈالے گئے۔ غنیمت یہ ہوا کہ ان فرنگیوں نے صلاح الدین کے خیمے کو نہیں لوٹا۔ ورنہ قطعاً مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہوتی۔ غرض فرنگی سخت نقصان اٹھا کے واپس گئے۔

مردانہ بھیس میں عیسائی عورتوں کی جنگ

اس لڑائی میں دس ہزار فرنگی مارے گئے جن میں ہاسپٹلرز کا سردار بھی تھا۔ بہت سے گرفتار ہوئے جن میں عورتیں بھی تھیں جو مردانہ بھیس میں اسلحہ سے آراستہ ہو کے مقابلہ کر رہی تھیں۔ لاشوں کو صلاح الدین نے اسی نہر میں ڈلوا دیا جس کا پانی وہ لوگ پیا کرتے تھے۔ ان لاشوں کے سڑنے سے ایسا تعفن پیدا ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آب و ہوا میں ایسی سمیت پیدا ہوگئی کہ صلاح الدین بیمار ہوگیا۔ اور قولنج کا دورہ شروع ہوگیا جس کی کبھی کبھی اسے شکایت ہو جایا کرتی تھی۔ تمام سرداروں اور طبیبوں کی رائے سے اس کا خیمہ زیادہ پیچھے ہٹا کے مقام خروبہ میں نصب کیا گیا۔ اور عکہ والوں کو ہوشیاری و مستعدی کی تاکید کردی گئی۔

اب فرنگیوں کے لیے زیادہ میدان کھل گیا۔ اور اب عکہ بالکل محصور تھا۔ سمندر کی طرف بھی عیسائیوں کے جہاز شہر کو گھیرے ہوئے تھے۔ گرد کی خندق فرنگیوں نے زیادہ گہری کی اور اس کے برابر اسی کی مٹی سے اونچے بند قائم کر لیے۔

مگر عکہ والے برابر بہادری سے لڑتے جاتے تھے۔ ۱۵ شوال کو مصری جہازوں کا بیڑا اور فوج آ پہنچی جس سے ان کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔

اس محاصرے میں ۵۸۵ھ گزر گیا۔ ۵۸۶ھ کے ماہ صفر میں ایک اور سخت لڑائی ہوئی جس میں دونوں جانب بہت آدمی مارے گئے۔ اور صلاح الدین پھر اپنا خیمہ تل کیان پر بڑھا لایا اور روز لڑتا تاکہ عیسائیوں کو شہر پر زیادہ دباؤ ڈالنے کا موقع نہ ملے۔

محصورین و محاصرین کی سائنسی کشمکش

فرنگیوں نے جب دیکھا کہ شہر کسی طرح فتح ہی نہیں ہوتا تو تین زبردست اور عالی شان برج بنوائے جو تھے تو عمدہ قسم کی لکڑی کے مگر لکڑی پر چمڑا منڈھ کے مٹی اور ایسے ایسے مسالے لگائے گئے تھے کہ آگ اثر نہ کرتی تھی۔ ہر ایک میں پانچ درجے تھے۔ اور ہر درجہ میں بہت سے لوگ ٹھہر کے بڑے اطمینان سے اور فصیل والوں کی زد سے بچ کے لڑتے تھے۔ یہ برج تین جانب جب دیوار عکہ کے قریب لے جا کے کھڑے کیے گئے اور ان پر سے چڑھ چڑھ کے عیسائیوں نے لڑنا شروع کیا اور روغن نفط کی ہانڈیاں برسانے پر بھی ان میں آگ نہ لگی تو عکہ والے بہت گھبرائے اور مسلمانان عکہ کا سردار قراقوش مایوس ہوگیا۔ اسی اثنا میں ایک دمشقی شخص نے آ کے کہا آپ منجنیق والوں کو حکم دیجئے کہ جو کچھ میں دوں اسے ان برجوں پر برسائیں۔ یہ شخص ایک اعلیٰ درجے کا کیمسٹ تھا۔ مگر قراقوش اس قدر پریشان تھا کہ غصہ سے جواب دیا "اوروں نے کیا بنا لیا جو تم کچھ بنا لو گے"۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا "تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔ امتحان ہی سہی۔ کامیابی حاصل ہوئی تو سبحان اللہ۔ اور ناکامی تو ہی ہے ہی"۔ قراقوش نے راضی ہو کے منجنیق والوں کو اس شخص کی ہدایت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔ اس کا امتحان ایک برج پر کیا گیا۔ اس شخص نے پہلے روغن دیا کہ ہانڈیوں میں بھر بھر کے برسایا جائے۔ اس سے بہ ظاہر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ فرنگی جو برجوں پر تھے یہ دیکھ کے کہ یہ بے وقوف ایسے تیل کی ہانڈیاں پھینک رہے ہیں جس میں آگ تو درکنار گرمی بھی نہیں ہے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسخرہ پن کرتے تھے۔ اور جب کوئی ہانڈی گرتی تضحیک کی خاطر منہ چڑانے اور ناچنے کودنے لگتے۔ وہ اسی غفلت میں رہے اور سارا برج اس روغن سے بھگو دیا گیا۔ اب اس کے بعد اس نے مشتعل روغن نفط کی ہانڈیاں برسانی شروع کیں۔ اور یکایک سارا برج آگ کی نذر ہو گیا۔ اور جتنے فرنگی اس کے اندر تھے، سب جل کے خاک ہو گئے۔ اس کے بعد یہی عمل دوسرے دن دیگر دو برجوں پر کیا گیا۔ مگر ان میں کسی جان کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ ہانڈیوں کے برسنے کا سلسلہ جاری ہوتے ہی سب لوگ ان میں سے نکل گئے۔

۲۰۔ جمادی الاولیٰ کو صلاح الدین کے لشکر سے پھر ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس میں فرنگیوں نے مصری فوج پر حملہ کیا تھا۔ ابتداء میں مصری بھاگے۔ اور جب فرنگی ان کے خیمے لوٹنے میں مشغول ہوئے تو مصری اور موصلی لشکر آناً فاناً آ پڑے اور انھیں گھیر کے مار ڈالا۔ اس لڑائی میں تقریباً دس ہزار فرنگی مارے گئے۔ اور اس کے نتیجہ میں عیسائی گھبرا اٹھے تھے کہ تیسرے دن بعض شاہان یورپ آ پہنچے اور ان کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور ساتھ ہی لڑائی کا رنگ بھی بدلنے لگا۔ اب فرنگستان کے محاربین کا سیلاب چلا آتا تھا۔ آخر ۲۷ جمادی الآخرہ کو صلاح الدین نے اپنا خیمہ ہٹوا کے پھر خروبہ میں قائم کرا دیا تاکہ میدان وسیع ہو جائے۔ اب یورپ والوں نے عکہ کے گردا گرد بڑی بڑی منجنیقیں قائم کرنی چاہیں، جنھیں محصورین اپنی مستعدی سے کسی طرح قائم نہیں کرنے دیتے تھے۔ مجبور ہو کے عیسائیوں نے ایک نئی تدبیر نکالی۔ وہ یہ کہ شہر پناہ سے فاصلہ پر مٹی کا ایک لمبا تودہ قائم کیا۔ اور اپنی مستعدی سے مٹی آگے ڈال ڈال کے جب اس تودے کو دیوار کے قریب تک بڑھا لائے تو اس کی آڑ میں منجنیقیں قائم کیں۔

فراہمی امداد کے لیے مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی

اب ادھر تو اس قدر سخت دباؤ پڑا اور ادھر عکہ والوں کے پاس کھانے کو کچھ نہیں رہا اور رسد پہنچانا دشوار تھا۔ صلاح الدین نے اسکندریہ اور بیروت کے والیوں کو حکم بھیجا کہ سمندر کے راستہ سے رسد پہنچائیں۔ اسکندریہ والے تو کچھ نہ کر سکے مگر حاکم بیروت نے یہ حکمت اختیار کی کہ لوگ جہازوں میں غلہ اور سامان رسد بھر کے لے چلے۔ اپنی وضع عیسائیوں کی بنائی۔ صلیبیں بلند کیں اور مسطولوں پر صلیبی جھنڈے اڑاتے ہوئے عکہ کو چلے۔ فرنگی جہاز والوں نے اپنے جہاز سمجھ کے مزاحمت نہ کی۔ اور ان جہازوں نے، عکہ میں داخل ہو کے پوری رسد پہنچا دی۔

پوپ کی طرف سے عیسائیوں کی حوصلہ افزائی

اس اثنا میں عیسائیوں کے پاس پوپ کا خط آیا کہ میں نے سارے مسیحیوں کو جنگ کرنے کا حکم دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے۔ لگاتار فوجیں پہنچتی رہیں گی۔ تم گھبرا نہ جانا۔

۱۱ اور ۲۳ شوال کو سخت لڑائیاں ہوئیں جن میں مسیحیوں کا بہت نقصان ہوا۔ اب ان کے کیمپ میں قحط تھا۔ مگر پھر بھی مسلمانوں ہی سے انھیں مدد ملتی تھی جو غلہ لا لا کے ان کے ہاتھ بیچتے تھے اور دولت حاصل کرتے تھے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ٹھہر ہی نہ سکتے تھے۔ اب موسم سرما شروع ہوا۔ اور عیسائیوں نے اپنے جہاز دیگر مقامات میں بھیج دیے' اس لیے کہ انھیں عکہ کی بندرگاہ میں رکھنا دشوار تھا۔ اس کے نتیجہ میں سمندر کی طرف سے عکہ کا راستہ کھل گیا۔ صلاح الدین نے موقع پاتے ہی عکہ کے سردار اور وہاں کی فوج باہر بلا لی۔ اور نئے سرداروں کو نئی فوج کے ساتھ شہر میں بھیج دیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے لوگ آئے تھے اتنے خوف کے باعث گئے نہیں۔ اور اسی چیز نے عکہ کی فوج کو بہت کمزور کر دیا۔ پہلے کے مقابلے میں صرف ایک ثلث فوج شہر میں باقی رہ گئی۔ پہلے اس میں ۶۰ امیر تھے اور اب ان کی جگہ صرف ۲۰ امیر جا کے ٹھہرے۔ صلاح الدین کے خزانے پر جو عیسائی مقرر تھے انھوں نے بھی بعض لشکریوں کو وہاں جانے سے روکا۔ غرض عکہ میں کافی فوج نہیں پہنچنے پائی تھی کہ فرنگیوں کے جہاز پھر آ پہنچے' راستہ بالکل بند ہو گیا اور کسی قسم کی آمد و رفت باقی نہ رہ سکی۔

اب ۵۸۷ھ شروع ہوا۔ اور اس کے شروع ہوتے ہی فرنگستان سے اس قدر کمک آنے لگی کہ گویا یورپ فوجیں اگل رہا تھا۔ جہازوں پر جہاز سپاہیوں سے لدے ہوئے چلے آتے تھے۔ ۱۲ ربیع الاول کو شاہ فرانس فلپ آ پہنچا۔ مگر صلاح الدین کی وہی حالت تھی کہ صبح ہوتے ہی لڑنے کے لیے تیار ہو جاتا اور عیسائیوں کو پوری قوت سے عکہ پر حملہ کرنے کا کسی طرح موقع نہ دیتا تھا۔

حاکم بیروت نے جس کا نام اسامہ تھا صلاح الدین کے حکم کے بموجب کچھ جہاز سپہ گروں اور رسد سے بھر کے عکہ کی طرف روانہ کیے تھے۔ ان کا شاہ انگلستان کے جہازوں سے جو ابھی تک جزیرہ قبرص میں تھا مقابلہ ہو گیا۔ بیروت کے جہاز غالب آئے۔ فرنگی جہازوں پر جتنے سپاہی تھے گرفتار کر لیے اور غلہ اور مال و اسباب چھین لیا۔ اس کے باوجود عکہ کا بچانا روز بروز غیر ممکن ہوتا جاتا تھا۔ اتنی بے انتہا اور لاتعداد صلیبی فوج جمع ہو گئی تھی کہ اس کی روک تھام بہت ہی دشوار تھی۔ عیسائی عکہ پر بھی حملہ کرتے تھے اور صلاح الدین سے بھی لڑتے تھے۔ انھوں نے عکہ کے گرد سات منجنیقیں ان ٹیلوں کی آڑ میں قائم کر دیں اور شہر پناہ کو منہدم کرنے لگے۔

۴ جمادی الاول کو صلاح اور آگے بڑھ گیا اور ان سے بالکل قریب ٹھہرا۔ اب اس کی یہ حالت تھی کہ ادھر عیسائیوں نے عکہ کا رخ کیا اور ادھر صلاح الدین نے سخت یورشیں شروع کر دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے اپنا بحری بیڑا خود غرق کر دیا

۱۴ جمادی الاول کو شاہ انگلستان بھی آ پہنچا۔ اس کے ساتھ ۲۵ بڑے بڑے جہاز تھے جو سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس بادشاہ کے آتے ہی عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس لیے کہ وہ بڑا بہادر، شجاع اور حیلہ جو افسر تھا۔ اس زمانے میں بھی بیروت سے کچھ جہاز رسد اور سات سو بہادروں کو لے کے عکہ کو چلے۔ ان پر خود شاہ انگلستان آ پڑا۔ مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کو اپنی کمزوری اور شکست کا یقین آ گیا۔ یعقوب حلبی جو اس بیڑے کا افسر تھا اس نے خود ہی اپنے ہاتھ سے توڑ کے جہاز ڈبو دیے اور خود بھی سمندر میں ڈوب گیا تا کہ یہ رسد عیسائیوں کے ہاتھ میں نہ جا پڑے اور اس کے رفقا زندہ گرفتار نہ ہوں۔

اب عکہ کی مصیبت کا زمانہ آ گیا تھا۔ پہلی خرابی یہ ہوئی کہ امیر سیف الدین علی بن احمد ہکاری جو عکہ کی فوج میں سب سے زبردست اور اعلیٰ افسر تھا اس نے شاہ فرانس سے مل کے ان شرطوں کے ساتھ شہر ان کے سپرد کر دینے کی درخواست کی کہ جتنے مسلمان اندر ہوں چھوڑ دیے جائیں اور ان کو سلطان کے لشکر میں چلے جانے کی آزادی دی جائے۔ اس کو شاہ فرانس نے نامنظور کیا۔ اب اہل شہر کو اور ناامیدی ہوئی۔ اودھر رات کو دو امیروں نے یہ غضب کیا کہ چند رفقا کے ساتھ چھپ کے نکل گئے اور صلاح الدین کے لشکر سے جا ملے۔ اس خبر کے مشہور ہوتے ہی اہل عکہ اور بدحواس ہوئے۔ تب شہر کے سپرد کرنے کے بارے میں فرانسیسیوں اور صلاح الدین میں مراسلت ہوئی اور صلاح الدین کو بھی مجبور ہونا پڑا۔ شرطیں یہ پیش ہوئیں:

① عکہ میں جتنے مسلمان ہیں اتنی ہی تعداد میں عیسائیوں کے وہ قیدی چھوڑ دیے جائیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں۔

② صلیب اعظم ان کے حوالے کر دی جائے۔

لیکن عیسائی اس پر بھی راضی نہ ہوئے۔

مال کی طمع نے ایک عمدہ منصوبہ ناکام بنا دیا

تب صلاح الدین نے اہل شہر کو خبر کی کہ تم میں جتنے مسلمان ہیں سب ایک بارگی مال واسباب اور کل چیزیں چھوڑ کے لڑتے ہوئے نکل پڑو۔ اور جدھر سے تم نکلو گے اسی طرف میں بھی بڑے زور سے حملہ کروں گا۔ اس کی کوشش ان لوگوں نے کی اور رات کو نکلنا تجویز پایا مگر ہر ایک نے اپنے اسباب ساتھ لینے کی کوشش میں اتنی دیر لگائی کہ صبح ہو گئی جس کے ساتھ ہی نکلنے کا خیال جاتا رہا۔

اب فرنگی ان پر یورش کر رہے تھے اور انھیں نظر آیا کہ آج شام تک شہر پر قبضہ ضرور ہو جائے گا تو انہوں نے شہر پناہ پر چڑھ کے جھنڈیاں ہلائیں۔ یہ اشارہ اس بات کا تھا کہ ہم پر آفت آ گئی۔ ان جھنڈیوں کو ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاح الدین کے ساتھیوں نے دیکھتے ہی رونا شروع کیا اور ایک عجیب کہرام پیدا ہو گیا۔ اور یونہی روتے ہوئے فرنگیوں پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ اب قریب تھا کہ مسلمان خندق کے اندر گھس پڑیں۔ مگر عیسائی فوراً شہر چھوڑ کے ادھر متوجہ ہوئے اور ہجوم کر کے مسلمانوں کو روکا کہ یہ لوگ شہر تک نہ پہنچ پائیں۔

اب سیف الدین علی بن احمد ہکاری نے جب دیکھا کہ صلاح الدین اس کو مدد نہیں پہنچا سکتا تو از خود ہی عیسائیوں سے یہ طے کر لیا کہ شہر میں جتنے لوگ ہیں اپنا جان و مال لے کے امن و امان سے چلے جائیں۔

اور اس کے معاوضے میں فرنگیوں کو دو لاکھ دینار دیے جائیں۔

اور مشہور لوگوں میں سے پانچ سو اسیر دیے جائیں۔

صلیب اعظم واپس کر دی جائے۔

اور چار ہزار دینار حاکم صور کو دیے جائیں۔

اس کو عیسائیوں نے منظور کیا اور قسما قسمی ہوئی اور روپیہ کی ادائی کی مدت دوشنبہ قرار دی گئی۔ یوں شہر کے پھاٹک کھول دیے گئے۔ مگر شہر میں گھستے ہی ان لوگوں نے غدر کیا۔ مسلمانوں اور ان کے مال و اسباب کو روکا۔ سب کو قید کر لیا اور کہا کہ یہ کارروائی ہم نے اس لیے کی ہے کہ تمام شرائط کی تعمیل ہو جائے۔ ادھر صلاح الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ نقد روپیہ، قیدی اور صلیب بھیجو تاکہ ہم ان لوگوں کو چھوڑیں۔

اس نے روپیہ جمع کرنا شروع کیا اور ایک لاکھ دینار فراہم کر لینے کے بعد امراء سے مشورہ کیا۔ سب نے کہا جب تک ان لوگوں سے دوبارہ قسم نہ لے لی جائے کہ وہ شہر والوں کو جو گرفتار تھے چھوڑ دیں گے اور ہاسپٹلرز جن کی راست بازی کا مسلمانوں کو بھی یقین تھا ضمانت نہ دیں نہ بھیجا جائے۔ صلاح الدین نے یہی امور انہیں لکھ بھیجے۔

ہاسپٹلرز نے ضمانت دینے سے انکار کیا اور صاف کہا کہ ہمیں اپنے ہمراہیوں کا اعتبار نہیں۔ اور بادشاہوں سے یہ جواب ملا کہ جب روپیہ، صلیب اور ہمارے قیدیوں کو تم بھیج دو گے تو ہمارا جو جی چاہے گا قیدیوں کے ساتھ کریں گے۔

یہ جواب سنتے ہی صلاح الدین سمجھ گیا کہ وہ لوگ غدر پر آمادہ ہیں۔ پھر کہلا بھیجا کہ جو کچھ روپیہ جمع ہوا ہے اسے ہم مع صلیب اور مسیحی قیدیوں کے بھیجنے کو تیار ہیں اور باقی رقم کی کفالت بھی دینے کو موجود ہیں۔ تم اس کے معاوضہ میں ہمارے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ ہاسپٹلرز کی ضمانت دو اور اپنا عہد پورا کرنے کا حلف دو۔

جواب ملا ہم حلف نہیں دے سکتے۔ تم لاکھ دینار اور قیدی اور صلیب بھیجو۔ اور ہم تمہارے ساتھیوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلپ کی فرانس واپسی

اب فلپ نے یہ خیال کیا کہ میرا عہد پورا ہو گیا' اس نے اس امر کا اعلان کر دیا کہ میرا مصمم ارادہ فرانس واپس جانے کا ہے۔ رچرڈ اپنے اس رفیق سے نہایت غصہ اور توہین آمیز انداز سے رخصت ہوا۔ اور فلپ جہاز پر سوار ہو کے شام کے ساحلی شہر صور پہنچا جہاں اس نے شہر عکہ کا نصف حصہ جو اس کی ملکیت تھا کونراڈ کو دے دیا۔

مقتول مسلمانوں کے پیٹ پھاڑ کر سونا تلاش کیا جاتا ہے

چالیس دن گزر گئے۔ صلاح الدین اصلی صلیب کا ٹکڑا اور دو لاکھ دینار یا تو دے نہ سکا یا اس نے بالقصد یہ چیزیں نہیں دیں۔ رچرڈ نے اسے متنبہ بھی کر دیا کہ اگر اس نے وعدہ پورا نہ کیا تو کیا نتیجہ ہو گا۔ اور ویسا ہی کیا جیسی دھمکی دی تھی۔ چالیسویں دن دو ہزار سات سو مسلمان جو بطور یرغمال صلیبیوں کے حوالے کیے گئے تھے ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھائے گئے جو صلاح الدین کی لشکر گاہ کے سامنے تھی اور اس پر جو کچھ کیا جاتا مسلمانوں کو صاف نظر آتا۔ اور اس مقام پر رچرڈ کی جانب سے اجازت کا اشارہ ملتے ہی ان سب کے سر کاٹ ڈالے گئے۔ اتنے ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ فرنگی سپاہیوں نے مقتولوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کے معدے اور آنتوں کو ٹٹولنا شروع کیا، اس لیے کہ اس زمانے میں اکثر لوگ دشمن کے ہاتھ سے بچانے کے لیے جو کچھ سونا چاندی اپنے پاس ہوتا تھا اسے نگل جایا کرتے اور یہی

← سے جنہیں چاہیں گے چھوڑیں گے اور جنہیں چاہیں گے باقی ماندہ رقم کی وصول یابی تک قید رکھیں گے۔ سب سمجھ گئے کہ وہ بدعہدی و غدر پر آمادہ ہیں' لہٰذا سلطان نے روپیہ وغیرہ بھیجنا نامناسب اور بیکار خیال کیا۔ ۲۷ رجب کو صلیبیوں کے سوار اور پیادے شہر سے باہر نکلے۔ اور مسلمان بھی مقابلہ کو بڑھے' ان پر حملہ کیا اور ان کی جگہوں سے انھیں ہٹا دیا۔ اور اس وقت معلوم ہوا کہ فرنگیوں نے عکہ کے مسلمان اسیروں میں سے صرف امیروں' افسروں اور مالدار لوگوں کو تو روپیہ کی طمع میں رہنے دیا باقی سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ دیکھ کے صلاح الدین نے بھی وہ جمع کیا ہوا روپیہ اپنے لشکر میں خرچ کرنا شروع کیا اور ان کے قیدیوں اور صلیب اعظم کو دمشق بھیج دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی ان فرنگیوں کو مسلمان اور ترکی سپاہیوں کی نسبت تھی' چنانچہ ان کی لاشیں چاک کر کے سونے اور جواہرات کو تلاش کیا گیا۔

مسلمانوں کے پتے کا بطور دوائی استعمال

لاشوں کے اس چیرنے پھاڑنے میں ایک یہ غرض بھی ملحوظ خاطر تھی کہ ان کے پتے نکال لیں' اس لیے کہ مسلمانوں کے پتوں کو صلیبی لوگ ایک دوا سمجھ کے، اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ اس قسم کے قابل نفرت کاموں میں مسیحی لوگ حیرت انگیز اتحاد و یک جہتی سے کام لیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی وقت اور قریب قریب اتنے ہی مسلمانوں کو فلپ آگسٹس کے جانشین ڈیوک آف برگنڈی نے شہر کی دیواروں پر کھڑا کر کے قتل کیا۔

عکہ پر پھر قبضہ ہو جانا ان ''رحمدل'' اور سچے حامیان صلیب کے واسطے گویا عیاشی و اوباشی میں پڑ جانے اور رنگ رلیاں منانے کا اجازت نامہ تھا۔ ان بدفعلیوں سے انھیں باز رکھنا اور روکنا آسان کام نہ تھا۔

رچرڈ کی فتح ارسوف

آخر کار رچرڈ کی فوج سمندر کے کنارے ہی کنارے جنوب کی جانب بڑھی اور بحری فوج کے جہاز بھی ساحل کے قریب ہی قریب روانہ ہوئے۔ ان کے بائیں ہاتھ کی طرف صلاح الدین کی فوج تھی جس کی حکمت عملی یہ تھی کہ دشمنوں کو بغیر کوئی باضابطہ مقابلہ کیے اس ملک کے اندر ہی تباہ کر دے' جس کے قلعوں اور گڑھیوں کو دشمنوں نے تباہ کر دیا تھا۔ اس طریقہ سے حامیان صلیب اور ان کے دشمن دونوں شہر ارسوف کے نواح میں پہنچے۔ یہاں پہنچتے ہی رچرڈ نے دل میں ٹھان لی کہ دشمن (صلاح الدین) سے ایک مقابلہ کرے۔ اس کے میمنہ کا افسر جیکب آف آونیز تھا اور میسرہ کی افسری پر ڈیوک آف برگنڈی۔ اور فوج کے قلب کی سپہ سالاری خود بادشاہ انگلستان کر رہا تھا۔ اس لڑائی میں سپہ سالاری کی بہت کچھ لیاقت اس سے ظاہر ہوئی اور اس نے اپنے سواروں کو نہایت عقل مندی سے لڑائی کے آخری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازک وقت کے ۔لیے روکا اور محفوظ رکھا جن کے سخت حملہ سے ترکوں کی صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ فتح حاصل ہوئی لیکن جیکب آف آونیز میدان میں کام آیا جس کے مارے جانے پر رچرڈ کو فتح کی خوشی سے زیادہ صدمہ ہوا۔ ①

صلاح الدین سے بے نتیجہ مراسلت

اگرچہ پہلے رچرڈ کا ارادہ شہر عسقلان کی طرف جانے کا تھا' لیکن اب وہ یافا کی طرف روانہ ہوا۔ اور فرانسیسی امرا نے اصرار کیا کہ یافہ کی شہر پناہ از سر نو بنی چاہیے۔ اگرچہ صلیبی

① مسلمان مورخین کا بیان ہے کہ جب رچرڈ عکہ سے جنوب کی طرف بڑھا تو عساکر اسلام ان کے ساتھ ساتھ برابر لڑتے ہوئے جاتے تھے اور مسلسل اس کثرت سے تیر برساتے رہتے تھے کہ آفتاب چھپ چھپ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ صلیبیوں کی فوج کے ساقہ یعنی آخری حصہ پر ایسا حملہ کیا کہ بہت سے بہادروں کو مار ڈالا اور بہتوں کو اسیر کیا۔ مقام حیفہ میں ٹھہر کے فرنگیوں نے مقتولین کی تعداد کے برابر جدید فوج عکہ سے طلب کر کے ساتھ لی اور آگے بڑھے۔ عکہ کے شہدائے اسلام کے واقعہ نے صلاح الدین کو اس قدر برہم کر دیا تھا کہ وہ قسم کھا گیا اور اب جو کوئی فرنگی اس کے ہاتھوں گرفتار ہوا اسے بے قتل کیے نہ چھوڑتا تھا اس طرح ہزار ہا فرنگی پکڑ پکڑ کے آتے اور قتل کیے جاتے تھے۔
قیساریہ پہنچ کے، ایک اور لڑائی ہوئی جس میں مسلمان غالب رہے۔ اور فرنگیوں نے قیساریہ میں رات کاٹی۔ صبح کو قیساریہ سے نکل کے چلے تو پھر مسلمانوں نے ایک حملہ کر کے ان کے مقدمتہ الجیش کو کاٹ ڈالا اور بہت سے اسیر کر لیے جن کو قتل کر کے شاہی قسم پوری کی گئی۔
اب وہ ارسوف، پہنچے جہاں مسلمان پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ فرنگیوں کے آتے ہی انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ انھیں سمندر کے کنارے تک مار کے ہٹا دیا۔ لیکن اس کے آخری حصہ پر فرنگی سواروں کا حملہ بلا کا تھا۔ مسلمان شکست کھا کے بھاگے۔ مگر غنیمت یہ ہوا کہ فرنگیوں نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگ رہے ہیں۔ اگر تعاقب کرتے تو مسلمانوں کو بڑی شکست ہوتی اور صلاح الدین کے بنائے کچھ نہ بن پڑتا، تاہم بہت سے مسلمان مارے گئے اور شہر کے قریب ایک جنگل میں گھس گئے۔ عیسائی سمجھے کہ یہ بھی کوئی ان لوگوں کا فریب ہے اور پیچھا کرنے سے رک گئے۔
عیسائیوں کی طرف گند کیر "جیکب آف آونیز" مارا گیا اور مسلمانوں کی طرف سے صلاح الدین کا غلام ایاز طویل کام آیا' جس کی شجاعت کی دور دور دھوم تھی اور جس کے مارے جانے کا صلاح الدین کو بڑا صدمہ ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ایسے محنت کے کاموں میں ہمیشہ جی چرایا کرتے تھے لیکن خیر یہ کام پورا ہو گیا۔ اب رچرڈ نے پھر سرگرمی کے ساتھ لڑائی شروع کرنے کا ارادہ کیا اور صلاح الدین کے پاس کہلا بھیجا کہ جب تک وہ سارا ملک جو بالڈون مجذوم کے زمانہ میں مسیحی سلطنت، بیت المقدس کی قلمرو میں شامل کیا گیا تھا' نہ دیا جائے گا' میں لڑائی سے ہاتھ نہ روکوں گا۔

اس کے جواب میں صلاح الدین نے کہلا بھیجا ''وہ تمام زمینیں جو دریائے اردن اور سمندر کے درمیان واقع ہیں، دے دی جائیں گی۔''

لیکن بہت جلدی یہ بات کھل گئی کہ یہ تمام مراسلت صرف اس غرض کے لیے تھی کہ کچھ دن ٹل جائیں اور ستانے کا موقع ملے۔

آخر رچرڈ نے بیت المقدس پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مینہ اور طوفان کی مصیبتیں اٹھا کے فوج شہر رملہ پہنچی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ چیز جسے وہ انسانی مشقت کا معقول معاوضہ سمجھتے تھے انھیں مل جائے گی۔ مگر اصل میں یہ بات ہونی نہ تھی۔ اس کی مخالفت اہل فوج اور شہر پیسا والوں کی طرف سے پیش آئی جنھوں نے کہا بیت المقدس کا فتح کر لینا گویا اس مہم کا پورا ہو جانا ہے۔ مگر لوگ جب نجات دلانے والے (سیدنا مسیح) کے روضہ پر پہنچ کر اپنا عہد پورا کر لیں گے تو پھر وہ منتشر ہو جائیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی۔

غرض صلیبی جنگجو شہر عسقلان کی طرف واپس چلے۔ جاڑوں کا موسم انھوں نے وہاں قلعہ بندی کی ترمیم و درستی میں اور زیادہ تر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں بسر کیا۔

شاہ انگلستان اور نواب آسٹریا کی باہمی عداوت

محاصرہ عکہ کے زمانے سے ڈیوک آف آسٹریا شاہ انگلستان رچرڈ کو اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی تھی کہ رچرڈ نے آسٹریا کے جھنڈے کی توہین کی تھی یعنی اس نے آسٹریا والوں کے علم کو عکہ کی شہر پناہ پر نصب دیکھتے ہی برہمی کے ساتھ اکھاڑ کے کھائی میں پھینک دیا تھا۔ وہ نفرت جو اس طریقہ سے پیدا ہوئی تھی اس وقت اور زیادہ بڑھ گئی جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ رچرڈ نے حکم دیا کہ فوج کے تمام لوگ مل کے عسقلان کی شہر پناہ کو از سر نو تعمیر کریں۔ ①

نواب آسٹریا نے اس حکم کے جواب میں یہ کہا کہ نہ میں معمار ہوں نہ بڑھئی۔

یہ جواب سنتے ہی شاہ رچرڈ شیر دل نے اس کو ایک ایسی ٹھوکر ماری کہ وہ زمین پر گر پڑا۔

اس کے علاوہ جنوا والوں نے زور دیا کہ کونراڈ کا دعوائے سلطنت بیت المقدس تسلیم کیا جائے۔

گائی کے دعوے کی حمایت میں اہل پیسا اٹھ کھڑے ہوئے۔

فرانس والے اس لیے فوج سے نکل گئے کہ رچرڈ اب انھیں تنخواہ نہیں دے سکتا تھا۔

اور کونراڈ کو اپنی دلی عدوات کے باعث جب تک وہ صلاح الدین سے مل نہ گیا چین نہ آیا۔

ممکن ہے، یہ واقعات محض کہانیاں ہوں۔ مگر ان سب سے اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ فوج میں کیسی بدنظمی ہو رہی تھی اور کیسی پھوٹ پڑی ہوئی تھی۔ اب اس مہم کے خاتمہ کا وقت قریب ہی آ گیا تھا۔

برادر صلاح الدین کو رچرڈ کی بہن کے رشتے کی پیشکش

رچرڈ کو بھی نظر آیا کہ انگلستان واپس جانے میں بھی اتنے بڑے خطرے ہیں کہ ان کی وجہ سے جان جانے تک کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا اب اس نے ترکی سلطان (صلاح الدین) سے

① ارسوف کی شکست کے بعد صلاح الدین کو تردد ہوا کہ عسقلان کے بارے میں کیا کرے، اس لیے کہ وہ ایک زبردست ساحلی شہر اور قلعہ تھا۔ کل ہمراہیوں نے رائے دی کہ اسے تباہ کر دینا چاہیے ورنہ بڑی دشواریاں پیش آئیں گی اور ہم فرنگیوں کو اس کے قبضہ سے روک نہ سکیں گے۔ صلاح الدین اس رائے کے خلاف تھا۔ مگر تمام سرداروں نے اصرار کیا اور کہا ہم اس شہر کے اندر قدم نہ رکھیں گے ورنہ وہی عکہ کا سا حشر ہوگا۔ تب مجبور ہو کے صلاح الدین عسقلان گیا اور اس کو کھود کے بالکل منہدم کر دیا۔ پتھر تک سمندر کے اندر پھینک دیے۔ اور اس قابل بھی نہ رکھا کہ وہاں کوئی شخص کسی دیوار کی آڑ پکڑ سکے یا کسی چھت کے نیچے پناہ لے سکے۔ اس کے بعد رچرڈ نے پہنچ کے اس کی شہر پناہ از سر نو بنوانی شروع کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نامہ و پیام کیا تو دیگر سب دعوے چھوڑ کے صرف شہر بیت المقدس کے قبضہ اور اصلی صلیب کے واپس ملنے کی خواہش کی۔ اصلی صلیب کے دینے کے متعلق اس سے پہلی مراسلت میں سلطان صلاح الدین نے کسی قسم کا عذر نہیں کیا تھا۔ لیکن اب وہ زیادہ دیندار بن گیا تھا یا یوں کہیے کہ اس کا تعصب اتنا بڑھ گیا تھا کہ اب وہ اس بات کو جائز نہیں رکھ سکتا تھا کہ کسی حیثیت سے وہ بت پرستی کا بانی قرار دیا جائے اور اس کے کسی فعل سے دنیا میں ایک لکڑی کے ٹکڑے کی پرستش کی جائے۔

رچرڈ کی بہن جوانا کے سلطان کے بھائی سیف الدین (ملک العادل) کے عقد میں جانے کی بابت جو معاہدہ ہوا تھا اس میں بھی کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔

اب شاہ انگلستان بظاہر اس بات پر راضی ہو گیا کہ گائی کے حقوق سے دست بردار ہو جائے اور ارض مقدس کی (خیالی) لاطینی سلطنت کے تاج و تخت کا حقدار کونراڈ آف طائر کو قرار دے، تاہم ان دنوں جو فرقہ حشیشین کے نام سے مشہور تھا اس کے دو فدائیوں کے ہاتھوں اس نے کونراڈ کو قتل کرا ڈالا [1] کونراڈ کے مارے جانے کے باعث، رچرڈ پر اور زیادہ

---

[1] کونراڈ کو عربی مورخین مرکیس (مارکوئس) لکھتے ہیں۔ اس کے قتل کا اصل واقعہ یہ ہے کہ صلاح الدین نے شاہ انگلستان کی دست برد سے تنگ آ کے حاکم حلب سنان کو لکھا جو باطنیوں اور اسماعیلیوں کا زبردست سردار تھا کہ اپنا کوئی فدائی بھیج کے رچرڈ کو قتل کر ڈالو گے تو تم کو دس ہزار دینار دوں گا۔ سنان نے ایک طرف تو روپیہ کا لالچ کیا اور دوسری طرف یہ ڈرا کہ اگر صلاح الدین کو فرنگیوں سے نجات مل گئی تو وہ ہمارا ہی استیصال کر دے گا۔ لہٰذا اس نے ارادہ کیا کہ بجائے رچرڈ کے کونراڈ کو قتل کر ڈالے، چنانچہ اس غرض کے لیے اس نے اپنے دو فدائی بھیجے جو راہبوں کا بھیس بدل کے اور خدارسی کی باتیں کرتے ہوئے رملہ اور صیدا کے فرنگی حکمرانوں سے ملے جو شہر صور (طائر) میں کونراڈ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ چھ مہینہ تک ان فدائیوں نے زہد و تقویٰ دکھا کے کل عیسائیوں کو اپنا شیدا اور معتقد بنا لیا۔ اتفاقاً ایک دن طائر کے اسقف نے کونراڈ کی دعوت کی۔ وہاں سے کھانا کھا کے وہ واپس جاتا تھا کہ ان دونوں فدائیوں نے، اس پر حملہ کیا اور اسے اپنے خنجروں کے کاری حربوں سے زخمی کر کے بھاگے۔ ان میں سے ایک گرجے میں جا کے چھپ رہا۔ اتفاق کی بات کہ لوگ کونراڈ کو بھی مرہم پٹی کے لیے اسی کنیسہ میں اٹھا کے لائے۔ اسے خلاف امید زندہ پا کے اس فدائی نے پھر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ فرنگیوں میں خیال پیدا ہوا کہ یہ قتل رچرڈ کی سازش سے ہوا حالانکہ یہ اصل میں صلاح الدین کی کوشش کا نتیجہ تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزامات لگے۔ اور گویا اس کی مخالفت میں ایک طوفان بپا ہو گیا۔ لیکن اس پر اس جرم کے عائد کرنے کے لیے کوئی شہادت موجود نہیں تھی۔

ہنری رئیس شیمپین جواب لاطینی سلطنت کا دعویدار ہوا' زیادہ ہر دل عزیز شخص تھا' وہ گاڈ فرے کے تخت پر اس لیے بیٹھا تھا کہ اس نے کونراڈ کی بیوہ سے شادی کر لی تھی۔

جزیرہ قبرص کی سلطنت مل جانے سے گائی کے بھی آنسو پنچھ گئے' یہ سلطنت اس زمانے تک اسی کی نسل میں رہی جب تک کہ ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کے اندر جسٹینین کے کنیسۂ اعظم پر صلیب کی جگہ ہلالی علم نصب نہیں کر دیا گیا۔ ①

رچرڈ کا بیت المقدس کی طرف بڑھنا

عملی طور پر نا اتفاقی اور بری طرح کی افسری اس صلیبی لڑائی کی قسمت کا فیصلہ اس کے خلاف کر چکی تھی۔ لیکن رچرڈ کی نظر میں ابھی تک بیت المقدس کا قبضہ میں آ جانا بہ نسبت اس کے کہ اس کے بھائی جان کو اس کے کردار کی سزا ملے زیادہ دلکش تھا۔ لہٰذا جون کے مہینے میں پھر اس کا لشکر بیت المقدس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی خبر پہنچتے ہی ترکوں (مسلمانوں) میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ ان میں ہل چل مچ گئی۔ لیکن جب صلیبی جنگجو مقام بیت نوبہ تک پہنچے تو انھیں معلوم ہوا کہ ان کے پاس اتنی فوج نہیں ہے جو اس زبردست شہر کے محاصرہ کے لیے کافی ہو سکے نہ ان کے یہاں کسی قسم کا انتظام کمسریٹ کا ہے۔ ہر وقت اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں ان کی رسد نہ روک دی جائے، نیز یہ کہ ترکوں نے کوسوں تک کے کنویں اور پانی کے تالاب غارت کر ڈالے ہیں۔ ② ان حالات کی طرف سے بے پروا ہو جانا غیر ممکن تھا۔

① دراصل قبرص کی فتح قسطنطنیہ کی فتح (۱۴۵۳ء) کے سوا سو برس بعد ۱۵۷۱ء میں خلیفہ سلیم ثانی کے عہد میں وقوع پذیر ہوئی۔ جسٹینین کے بنا کردہ گرجے ایا صوفیہ کو فتح قسطنطنیہ کے بعد مسجد بنا لیا گیا تھا۔ (م۔ف)

② ۹ جمادی الاولیٰ ۵۸۸ھ کو فرنگیوں نے حصن داروم پر قبضہ کر لیا اور اسے تباہ کر ڈالا۔ پھر بیت المقدس کی طرف بڑھے۔ صلاح الدین بیت المقدس میں موجود تھا۔ مگر موسم سرما کے سبب سے اور لڑائی کا خیال نہ ہونے کے باعث اس نے اپنی تمام فوج منتشر کر دی تھی۔ صرف تھوڑا سا مصری لشکر اس کے پاس تھا کہ رچرڈ کے آ پہنچنے کی خبر آئی۔ سلطان نے فوراً شہر پناہ کے برجوں پر سرداروں کو مامور کر دیا۔ اور ساتھ ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار رچرڈ نے اس بات کی کوشش کی کہ اپنی فوج کو مصر پر چڑھائی کرنے اور قاہرہ کے اوپر حملہ کرنے پر آمادہ کرے۔ اتفاقاً اس وقت وہ ایک ایسی پہاڑی پر تھا جہاں سے لوگوں نے کہا کہ شہر بیت المقدس نظر آتا ہے۔ رچرڈ نے اس طرف دیکھنے سے انکار کیا اور کہا میں شہر بیت المقدس کے دیکھنے کے قابل نہیں ہوں کیونکہ میں اسے بے دینوں کے ہاتھوں سے نہیں چھڑا سکا۔

اب لشکر ٹوٹ گیا۔ کچھ لوگ یافا کو چلے گئے۔ بہت سے لوگوں نے عکہ کی راہ لی۔ مگر صلاح الدین بہت جلد جلد کوچ کر کے یافا جا پہنچا اور اس سختی سے اس کا محاصرہ کر لیا کہ محصورین نے مجبور ہو کے وعدہ کیا کہ اگر چوبیس گھنٹہ کے اندر ہمارے پاس کوئی معقول مدد نہ پہنچ گئی تو ہم ہتھیار رکھ دیں گے۔ مگر چوبیس گھنٹہ کے اندر ہی رچرڈ وہاں جا پہنچا۔ اس نے جیسا سخت حملہ کیا' جیسی بہادری دکھائی اور جیسے جیسے کارہائے نمایاں ظاہر کیے ویسے اس معرکہ سے پیشتر کبھی اس سے ظہور میں نہیں آئے تھے۔ درحقیقت اس موقع پر اس کی بہادری کے نمونے دیکھ کے لوگوں کو حیرت ہوئی۔ محاصرین گھبراہٹ کے ساتھ پسپا ہوئے۔ اور اس کے بعد جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ زبردست عیسائی سواروں کی صرف ایک چھوٹی جماعت نے انھیں شکست دے دی تو وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ لیکن رچرڈ کی بہادری سے اگر بہت سے لوگوں پر خوف طاری ہو گیا تو بعض ایسے بھی تھے جو اس کی بہادری دیکھ کے عش عش کرنے لگے اور قدردانی پر آمادہ ہو گئے۔

مشہور ہے کہ جب رچرڈ کا گھوڑا مارا گیا تو صلاح الدین کے بھائی نے' جس کے بیٹے کو اسی کی خواہش کے مطابق رچرڈ نے نائٹوں کے گروہ میں شریک کیا تھا' عین معرکہ جنگ میں اور لڑائی ہونے کے وقت اس کے پاس ہدیۃً دو گھوڑے بھیج دیے تاکہ ان پر سوار ہو کے وہ از سر نو شجاعت دکھا سکے۔

← ہی چھوٹے چھوٹے گروہ فرنگیوں پر اجالے اندھیرے میں تاختیں بھی کرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کے رچرڈ سے سوائے واپس جانے کے کوئی تدبیر نہیں بن پڑی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیارت بیت المقدس کی اجازت پر معاہدہ صلح

اس میدان میں صلیبیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ① لیکن رچرڈ اس فتح سے سوائے اس کے اور کوئی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا تھا کہ معاہدہ اچھی شرائط اور اس کے حسب دلخواہ طے ہو جائے۔

یہ معاہدہ جو بے وقت ہوا تھا اس کی رو سے تین سال آٹھ مہینہ کے لیے صلح ہوگئی۔

① ابن اثیر نے اس واقعہ کا یہ حال بیان کیا ہے کہ جب فرنگی بیت المقدس کی طرف سے پلٹ کے عکہ آئے تو سلطان نے شہر یافا پر حملہ کیا۔ شہر والوں کو شکست ہوئی۔ انہوں نے قلعہ میں پناہ لی۔ اور شہر کو مسلمانوں نے لوٹا۔ صلاح الدین کے غلاموں نے یہ کیا کہ شہر کے پھاٹکوں پر کھڑے ہو گئے اور جو مسلمان سپاہی کچھ لوٹ کر لایا اس سے زبردستی چھین لیا۔ اس وجہ سے عام لشکر میں ایک قسم کی ناراضی پھیل گئی۔ اب سب نے قلعہ پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جائے' اس لیے وہاں کا سردار اعلیٰ چند فرنگی سرداروں کے ساتھ نکل کے باہر آیا اور ہتھیار رکھنے کی شرائط طے ہونے لگیں۔ اتنے میں رات ہوگئی اور بات چیت صبح پر اٹھا رکھی گئی۔

صبح ہوتے ہی پھر صلاح الدین نے ان لوگوں سے اصرار کیا کہ اب قلعہ خالی کرو۔ لیکن اب انہوں نے اس سے انکار کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ عکہ سے ایک لشکر ان کی مدد کو آ گیا اور خود شاہ انگلستان بھی آ پہنچا۔ مسلمانوں نے شہر سے نکل کے مقابلہ کا ارادہ کیا تو شاہ انگلستان نے تن تنہا حملہ کیا۔ اور اس کا رعب ایسا بیٹھ گیا کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی کو آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی۔ تب رچرڈ دونوں لشکروں کے درمیان ٹھہرا اور مسلمانوں سے کچھ کھانے کو مانگا۔ ادھر سے کھانا پیش کیا گیا جسے گھوڑے سے اتر کے اس نے کھایا۔ اب صلاح الدین نے مسلمانوں کو حملہ کا حکم دیا تو جناح نامی ایک مسلمان سردار سامنے آیا اور کہا: اپنے غلاموں سے کہیے جنھوں نے کل مال غنیمت لیا ہے، اس غرض کے لیے وہ مسلمان سپاہیوں کو زدوکوب کرتے تھے۔ اب وہی جا کے مقابلہ کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ لڑائی کا وقت آئے تو ہم جائیں اور لوٹنے کا وقت آئے تو وہ!

یہ جواب صلاح الدین کو بہت ناگوار گزرا۔ مگر وہ ضبط وتحمل سے کام لیتے ہوئے خاموش رہا اور لڑائی سے باز رہا۔ اور اس کے بعد جب مصری فوج بھی اس کے جھنڈے کے نیچے آ کے جمع ہوگئی تو وہ رملہ کی طرف چلا گیا۔ اور فرنگی یافا پر قابض رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طے یہ پایا کہ عسقلان میں فرنگیوں نے جو شہر پناہ بنا لی تھی وہ منہدم کر دی جائے۔ مسیحی لوگ بلاد یافا اور صور (طائر) اور ان ساحلی علاقوں پر جو ان دونوں شہروں کے درمیان ہیں قابض رہیں۔ اور تمام زائروں کو یہ حق حاصل رہے کہ بغیر کسی قسم کا محصول اور ٹیکس ادا کیے شہر بیت المقدس میں جاسکیں۔ ①

① ابن اثیر کے بیان کے مطابق یہ معاہدہ ۲۰ شعبان ۵۸۸ ھ کو ہوا اور اسی تاریخ سے اس کا نفاذ ہوا۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ جب رچرڈ بہت مجبور و مایوس ہوا تو اس نے ایلچی بھیج کے صلح کی تحریک کی اور وہ شرائط قبول کیں جن سے پہلے اسے انکار تھا۔ صلاح الدین نے خیال کیا کہ یہ بھی کوئی فریب ہے، لہٰذا صاف انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جائے۔ رچرڈ نے پھر اپنے سفیر بھیجے اور مزید اطمینان دلانے کے لیے عسقلان وغیرہ میں جو قلعہ جات تعمیر کرا رہا تھا، ان کو بھی روک دیا۔ آخر رچرڈ نے اس کے بھائی ملک العادل سے سفارش کی درخواست کی۔ تب ملک العادل اور دیگر امرائے عساکر اسلام نے صلاح الدین کو سمجھایا کہ آپ اب صلح قبول کر لیجئے۔ یہ فرنگی حکمران صرف اس لیے صلح چاہتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوتے ہی جہاز پر سوار ہو کے اپنے گھر چلا جائے۔ اور اگر آپ نے نامنظور کیا۔ تو وہ یہیں پڑا رہے گا اور موسم سرما شروع ہوتے ہی واپسی کا راستہ رک جائے گا۔ اور ہم بھی پورے سال تک لڑتے رہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ غرض ان لوگوں کے مجبور کرنے سے صلاح الدین نے صلح قبول کی۔

فرنگیوں کی طرف سے تکمیل معاہدہ کے لیے جو لوگ مقرر ہوئے ان میں بالیان حاکم رملہ بھی تھا۔ جب حلف وغیرہ کی کارروائی ہو چکی تو وہ کہنے لگا:

''اسلام کی جو خدمت آپ نے کی کبھی کسی نے نہیں کی تھی۔ اور نہ کبھی اتنے فرنگی ہلاک ہوئے ہوں گے جتنے اس زمانے میں ہلاک ہوئے۔ ہم شمار کرتے رہے ہیں جتنے آدمی سمندر کی راہ سے ہمارے پاس یورپ سے آئے ان کی کل تعداد چھ لاکھ تھی، جو سب کے سب یہیں ضائع ہوئے۔ بعض کو آپ نے قتل کیا۔ بعض خود مر گئے۔ اور بعض سمندر میں ڈوبے۔ ہر دس میں سے ایک آدمی زندہ بچ کے اپنے گھر واپس نہیں گیا۔''

معاہدہ ہونے کے بعد صلاح الدین نے فرنگیوں کو زیارت بیت المقدس کی اجازت دی جس سے فراغت پا کر وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ سواحل شام پر ایک فرنگی بادشاہ رہا جس کا نام کندھری تھا۔ اس نے فرنگیہ ملکہ شام سے عقد کر لیا تھا۔ وہ نیک نفس اور مسلمانوں کا دوست تھا اور ان سے محبت کرتا تھا۔

صلاح الدین اس کے بعد بیت المقدس گیا۔ اس کی شہر پناہ مضبوط کرائی۔ وہاں ایک مدرسہ ایک کارواں سرا اور ایک شفاء خانہ تعمیر کرا دیا۔ اور ان پر جائدادیں وقف کیں۔ پورے ماہ مبارک رمضان میں یہیں ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رچرڈ زیارت بیت المقدس سے اہل فرانس کو روک دیتا ہے

عکہ میں جو فرانسیسی لوگ موجود تھے' انھوں نے ان حقوق سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ مگر رچرڈ نے برہمی کے ساتھ ان کی درخواست نامنظور کی اور کہا اس مصالحت کے لیے انھوں نے کسی قسم کی کوشش نہیں کی ہے' لہٰذا وہ اس سے فائدہ اٹھانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔ صرف ہمارے دوست ہی شہر مقدس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو زائرین اس معاہدہ کے مطابق بیت المقدس گئے ان میں سالسبری کا بشپ بھی تھا جو صلاح الدین کا مہمان ہوا اور خود اس کی زبان سے اس نے رچرڈ کی بہادری کی تعریفیں سنیں۔ مگر سپہ سالار کی حیثیت سے اس کی تعریف صلاح الدین نے نہیں کی۔ اس کے جواب میں مسیحی مہمانوں نے یہ کہا کہ ایسے دو نبرد آزما دنیا پیدا نہیں کر سکتی جیسے کہ سلطان شام (صلاح الدین) اور شاہ انگلستان (رچرڈ) ہیں۔

تیسری صلیبی لڑائی کا انجام

الغرض یوں تیسری صلیبی لڑائی کا خاتمہ ہوا جس کی اصلی غرض حاصل ہونا تو درکنار لاپروائی کی بدولت بہت سے اچھے اچھے مواقع جو ہاتھ آ گئے تھے وہ بھی ضائع کر دیے گئے۔ ہاں ذلت البتہ اس قدر نصیب ہوئی کہ پرجوش سے پرجوش مسیحیوں کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب پھر اس بارے میں کوشش کرنا سراسر حماقت ہی حماقت ہے۔ ساحل کی بہت سی زمین جس کی دونوں حدوں پر دو مفید شہر آباد تھے' آئندہ کے واسطے میدان جنگ قرار پا سکتی تھی۔ اور ان اثروں کے مٹانے کی بہت کچھ کوشش کی گئی جن کا خیال سلطان صلاح الدین کو طبریہ اور بیت المقدس کی فتح کے بعد ہی سے پیدا ہو گیا۔

← رہا۔ روزے رکھے اور حج کا ارادہ کیا۔ مگر دیگر مہمات نے اس کی اجازت نہ دی۔ ۵ شوال کو دمشق کی طرف روانہ ہوا اور جوردیک نامی ایک ترکی شخص کو اپنی طرف سے امیر بیت المقدس بنا کے چھوڑ گیا۔ راستہ میں بلاد نابلس' طبریہ اور بیروت وغیرہ پڑے جن کی فصیلوں کی مضبوطی کا حکم دیا۔ بیروت میں بیمند حاکم انطاکیہ آ کے ملا جسے صلاح الدین نے خلعت دے کے رخصت کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رچرڈ کی حسرت زدہ واپسی

عکہ میں جہاز پر سوار ہونے کے بعد رچرڈ نے ساحل ارض فلسطین کو جونظر سے غائب ہوتا جاتا تھا' پلٹ کے آخری نگاہ حسرت سے دیکھا اور دونوں بانہیں پھیلا کے کہا ''اے سب سے زیادہ پاک سرزمین! تجھے میں اس قادر مطلق کے سپرد کرتا ہوں۔ کاش! خدا مجھے اتنی عمر دیتا کہ میں پھر واپس آتا اور تجھے بے دینوں کے ہاتھ سے نجات دلاتا''۔

آسٹریا میں رچرڈ اول کی اسیری

اس کا بیڑہ جس کے جہازوں پر اس کی بیوی اور بہن بھی سوار تھیں، پیشتر ہی روانہ ہو کے بخیر و عافیت جزیرہ صقلیہ پہنچ گیا۔ مگر وہ خود ایک جداگانہ جہاز پر سوار ہو کے اپنے بیڑے کے پیچھے روانہ ہوا تھا۔ ایک مہینہ تک باد مخالف کے تھپیڑے کھانے کے بعد شہر کارفو[1] پہنچا جہاں اس نے چند تاجرانہ جہاز کرائے پر لیے اور گوسا اور زارا کی راہ لی۔ تھوڑی ہی مسافت طے کی تھی کہ پھر طوفان سے سابقہ پڑا جس نے اس کے جہاز کو آسٹریا کے ساحل پر بلاد اکوٹیلیا اور وینس کے درمیان کسی جگہ پر پھینک دیا۔ یہاں اس کے لیے طرح طرح کے خدشے تھے۔

کونراڈ آف ٹائر کے خاندان والے اسے کونراڈ کا قاتل سمجھتے تھے لہٰذا وہ اس کے دوست نہ تھے۔

بادشاہ فرانس اس کے بھائی جان سے ملا ہوا تھا۔

بار بروسا کے بیٹے ہنری ششم کو جو شہنشاہ مغرب تھا' اس سے اس لیے دشمنی تھی کہ وہ صقلیہ کے کونراڈ کا طرفدار ہو گیا تھا۔

← ۲۵۔ شوال کو صلاح الدین دمشق پہنچا جہاں اس کے استقبال کے لیے ایسی تیاریاں کی گئیں اور لوگوں کو ایسی خوشی ہوئی کہ اس کے داخلہ کا دن مدتوں یادگار رہا۔

[1] کارفو یونان کا جزیرہ ہے جو البانیہ کے جنوب میں واقع ہے۔ ان دنوں اسے کیرکائرا کہتے ہیں۔ کارفو یا کیرکائرا شہر جزیرے کے مشرقی ساحل پر ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم معلوم ہوتا ہے کہ رچرڈ نے یہ خیال کیا کہ میں زائروں کا بھیس کر کے اور ڈاڑھی بڑھا کے روانہ ہوں گا تو ان سب خطروں سے بچ کے نکل جاؤں گا۔ وہ قلعہ گورٹز تک پہنچ تھا' جو مینارڈ نام کے کونراڈ کے ایک بھتیجے کے قبضہ میں تھا۔ سفر کی دشواریاں کم کرنے کے لیے اس نے اپنے رفیق سفر بالڈون کو' جو تھبیون کا رہنے والا تھا، ایک یاقوت کی انگوٹھی دے کے مینارڈ کے پاس بھیجا کہ انگوٹھی اس کی نذر کرے اور یہ ظاہر کر کے کہ ہم لوگ زائرین ہیں جو بیت المقدس سے واپس ہو کے اپنے گھر جا رہے ہیں اور اپنے اور ہیوغ نامی ایک سوداگر کے واسطے پروانہ راہ داری حاصل کرے۔

مینارڈ نے اس لعل کو غور سے دیکھا اور سوچ کے کہا: ''ایسا گوہر تو صرف کسی بادشاہ کے پاس ہو سکتا ہے۔ اور جس بادشاہ کا یہ گوہر ہے وہ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس سے جا کے کہو کہ بلا تکلف میرے پاس چلا آئے اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرے''۔

رچرڈ نے اس کے اس وعدے کا اعتبار نہیں کیا اور راتوں رات بھاگ کھڑا ہوا۔ بالڈون اور سات اور آدمی' جو اس کے پیچھے رہ گئے تھے' گرفتار کر لیے گئے۔ وہ یرغمالوں کی حیثیت سے حراست میں رکھے گئے۔

رچرڈ فریساش تک پہنچا تھا کہ اس کے چھ اور رفیق گرفتار ہو گئے اگرچہ خود رچرڈ ایک نائٹ اور ایک لڑکے کو ساتھ لے کے جو اس ملک کی زبان جانتا تھا' نکل گیا۔ شہر ار برگ میں جو ویانا کے قریب تھا' اس نے اس لڑکے کو بازار بھیجا' جس نے عام لوگوں کے سامنے خرید و فروخت وغیرہ میں اس قدر زیادہ روپیہ صرف کیا کہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور جب اس پر زیادہ سختیاں کی گئیں تو اس نے اپنے آقا یعنی رچرڈ کا نام صاف طور پر بتا دیا۔

اب کیا تھا ایک مسلح فوج نے اس مکان کو جس میں رچرڈ تھا گھیر لیا۔ مگر پھر بھی رچرڈ نے یہ کہا کہ سوائے تمہارے سردار کے میں اپنے تئیں کسی اور کے سپرد نہ کروں گا۔ یہ شرط سنتے ہی سردار فوج اس کے گرفتار کرنے کے لیے آ پہنچا۔ یہ سردار لیوپولڈ تھا جس کے دل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالبًا یہ بات آئی ہو گی کہ انتقام کا مزہ اٹھا لے اور رچرڈ نے ارض فلسطین میں اس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اب اس کا بدلہ لے لے۔ لیکن ساٹھ ہزار پونڈ لے کے وہ اس ارادے سے باز آ گیا۔ اور ۲۲ دسمبر ۱۱۹۲ء کو رچرڈ' ہنری ششم کے ایک قیدی کی حیثیت سے ٹاٹیرولیس نامی ایک قصر میں بند کر دیا گیا جس پر سخت پہرہ مقرر تھا۔

کوششیں جو رچرڈ کے چھڑانے کے لیے کی گئیں (۱۱۹۳ء)

رچرڈ کی اسیری کا حال سن کے اس کی عام رعایا کو تو رنج ہوا' لیکن اس کے بھائی جان اور فلپ آگسٹس بادشاہ فرانس کو بڑی خوشی ہوئی۔ جان نے تو تاج و تخت کا دعویٰ کیا اور لڑنے کو تیار ہو گیا۔ لیکن ایک ہی شکست کھا کے التوائے جنگ منظور کر لیا۔

فلپ نے نارمنڈی پر فوج کشی کر دی۔ مگر روئن تک پہنچ کے اس نے بھی شکست کھائی۔ آخر کار شہر ایلائی کے اسقف اعظم اور انگلستان کے اعلیٰ عہدہ دار دربار ولیم لانگ چیمپ کو پتہ لگ گیا کہ رچرڈ کہاں قید ہے۔ یا جیسا کہ کہانیوں میں بیان کیا گیا ہے خود اس کے گویے بلونڈل نے پتہ لگایا۔ فوراً پوپ سے التجا کی گئی کہ درمیان میں پڑ کے اسے رہائی دلائیں۔ شہر بلوا کے پطرس اور شہر باتھ کے مقتدائے دین نے پوپ سیلسٹائن ثالث کو جا کے یاد دلایا کہ رچرڈ جیسے حامی دین مسیحی کے اس پر کیسے کیسے حقوق ہیں۔

پطرس کے ذریعہ سے رچرڈ کی ماں ایلینور نے بھی پوپ کو ایک ایسے مضمون کا خط بھیجا جس میں اپنی مامتا کے جوش میں وہ حد اعتدال سے تجاوز کر گئی تھی۔ اس کی تحریر میں وہ جوش تھا جو ایلیجاہ نے احاب کے مقابل' بپتسما دینے والے یوحنا نے شاہ ہیروڈ کے مقابل اور اسکندر ثالث نے اس شہنشاہ کے باپ کے مقابل استعمال کیا تھا جس نے اپنی شرارت سے مسیحی دنیا کو آزار پہنچایا تھا۔ اس نے لکھا کہ ''ادنیٰ ادنیٰ باتوں کے لیے آپ کے درباری وحشی سے وحشی ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ مگر اس اہم امر کے واسطے آپ نے کسی سب ڈیکن [1] یا اپنے کسی اور ماتحت کو بھی نہیں مقرر کیا۔ اگر آپ خود بھی رچرڈ کی رہائی کے واسطے

[1] ڈیکن اس عہدہ دار کو کہتے ہیں جو کلیسائے مسیحی کا دنیاوی انتظام کرتا ہے اور اس کے ماتحت جو عہدہ دار ہوتے ہیں وہ سب ڈیکن کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلے جاتے تو آپ کے لیے کوئی کسر شان کی بات نہ تھی۔ او خدا والے! اگر تو سچ مچ اللہ والا ہے اور خون کا بنا ہوا پتلا نہیں ہے تو میرے بیٹے کو مجھ سے ملا دے۔ اگر آپ نے غفلت کی تو اس کے خون کی بابت خدا آپ سے جواب طلب کرے گا''۔

اس کے بعد اس نے جو خطوط بھیجے ان میں لکھا:

''آپ کی روح کو کیوں کر قرار آتا ہے جب کہ آپ اپنے گلہ کی ایک بھیڑ کے بچانے میں اس قدر غافل ہیں؟''

اس کے ساتھ یہ بھی لکھا: ''جس شخص کے حق میں ایک کلمۂ خیر زبان سے نکالنا یا ایک لفظ لکھ دینا بھی آپ گوارا نہیں کرتے وہ ایسا شخص ہے کہ آپ کو اس کے لیے اپنی جان تک دے دینے پر آمادہ ہو جانا چاہیے۔''

سچ یہ ہے کہ پوپ سیلسٹائن کو خود ہی رچرڈ کے معاملہ میں بہت جوش تھا۔ لیکن مصلحت وقت دیکھ کے اس جوش کو وہ اس وقت تک ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا جب تک کہ رچرڈ کو آزادی نصیب نہ ہو جائے۔

رچرڈ سچینو کی کونسل کے سامنے

آخر کار تقریباً چار مہینے کے بعد رچرڈ مقام سچینو میں کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ ممکن تھا کہ اسیر بادشاہ یہ عذر پیش کرتا کہ یہ عدالت میرے مقدمہ کا فیصلہ کرنے کی اہل نہیں۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس پر جو جو الزامات لگائے گئے تھے ان کے ایسے معقول جواب دیے کہ ججوں کو اس کی بے گناہی کا یقین آ گیا اور شہنشاہ مغرب اس بات پر راضی ہو گیا کہ کچھ روپیہ وصول کر کے اسے چھوڑ دے۔

یہ روپیہ رعایا پر نئے نئے ٹیکس لگا کر فراہم کیا گیا' پھر بھی یہ خوف لگا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو' اس کا بھائی جان اس کو بدستور گرفتار رکھنے کی رشوت میں اس سے زیادہ رقم دینے پر آمادہ ہو جائے۔ اس صاف دل اور معزز شاہزادہ (جان) نے ہنری ششم (شہنشاہ مغرب) کے پاس پیام بھیجا تھا کہ اگر رچرڈ کو نہ چھوڑا جائے تو میں اس کے زمانۂ گرفتاری کے دوران بیس ہزار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پونڈ ماہوار کے حساب سے ایک معتدبہ رقم آپ کو دیتا رہوں گا۔ لیکن جرمنی کے قلعہ داروں میں اب صبر کی تاب باقی نہیں رہی تھی۔ ادھر شہنشاہ نے خیال کیا کہ اب اس سے زیادہ عرصے تک رچرڈ کو قید رکھنا خالی از دقت نہیں ہے۔ (۱) غرض رچرڈ کو چھوڑ دیا گیا اور معینہ رقم کا جو واجب الادا رہ گیا تھا اس کے لیے چند آدمی بطور یرغمال حراست میں رکھ لیے گئے۔

اب رچرڈ کی رہائی سے پوپ سیلسٹائن کی بھی زبان کھل گئی، چنانچہ اس نے آسٹریا کے ڈیوک اور شہنشاہ ہنری ششم کو لکھا کہ رچرڈ کی رہائی کی بابت جو روپیہ لیا گیا ہے اسے واپس کر دینا چاہیے اور جو لوگ بطور یرغمال قید رکھے گئے ہیں فوراً چھوڑ دیے جائیں۔ شہنشاہ نے اس کی طرف کچھ اعتنا نہ کی۔ لیکن ڈیوک لیوپولڈ کو جلا وطنی اور بیماری کی بدولت جو تجربات ہوئے تھے ان کی بنا پر وہ پوپ کے حکم کی پیروی کرنے کو تیار ہو گیا۔

یوں خدا خدا کر کے چار سال کی آوارہ گردی کے بعد رچرڈ اپنی قلمرو کے ساحل پر اترا۔ اور آتے ہی رعایا سے نئے ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیے، جو اس قسم کے جھگڑوں کے متعلق تھے جو ویسے ہی بیکار و بے فائدہ تھے جیسی کہ وہ مہم تھی جو اسے سمندر پار لے گئی تھی۔

❀❀❀

(۱) رچرڈ کے انگلستان پہنچنے کے متعلق یورپ میں طرح طرح کی کہانیاں مشہور ہیں۔ اور اس کا یہ سفر رستم و اسفند یار کا ہفت خوان بنا دیا گیا۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ یورپ کی حالت ان دنوں اس قدر خراب تھی کہ ہر جگہ اسے جان کا خوف تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۸

چوتھی صلیبی لڑائی

چوتھی کروسیڈ کے اصلی محرکوں کی اغراض

چوتھی صلیبی لڑائی کی داستان بہت مختصر ہے۔ وہ ایک ایسی کوشش کا نتیجہ تھی جو ایک پوپ کی طرف سے محض اس غرض کے لیے عمل میں لائی گئی تھی کہ شہنشاہ جرمنی جس کی ذات سے اسے ہر وقت مخالفت کا اندیشہ لگا رہتا تھا، اس کی فوج کسی اور جانب روانہ کر دی جائے۔

دوسری طرف شہنشاہ جرمنی کی رعایا چونکہ اس کے خلاف ہوگئی تھی' لہٰذا وہ اس نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ غالباً اس دینی جہاد کے ذریعہ سے اس کی رعایا' یعنی جرمن لوگ پھر اس کے طرفدار ہو جائیں گے۔

تیسری طرف یہ صلیبی لڑائی ان سرداران یورپ کی مصلحتوں کا بھی نتیجہ تھی جنھوں نے اپنی ذاتی وجاہت اور وقعت بڑھانے کے لیے ترکوں کی قوت و دولت کے ضعف سے فائدہ اٹھانا چاہا تھا۔ گو اب ان کا یہ جوش ارض فلسطین کے لاطینی عیسائیوں کی خواہش کے بھی خلاف تھا اور ان کی رائے میں بھی مضر تھا۔

سلطان صلاح الدین کی وفات (۱۱۹۳ء) اور اُس کے نتائج

رچرڈ شیر دل کا مدمقابل سلطان صلاح الدین اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکا تھا اور اس کی سلطنت میں تنزل کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ اس کا بھائی سیف الدین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العادل جسے صلاح الدین کے سپاہیوں نے بادشاہ قرار دیا تھا' صلاح الدین کے بیٹوں کے مقابل اپنی جگہ پر قائم رہا۔ اور مرحوم صلاح الدین کی بیٹے' مصر' دمشق اور حلب میں باپ کے جانشین ہوئے۔ اس زمانے میں باوجودیکہ ایک سخت قحط نے عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کا زور توڑ دیا تھا' مگر سینٹ جان کے نائٹوں کو اس بات کی آرزو تھی کہ اس موقع پر حامیان اسلام کو زک دے دیں۔ ان کا پختہ خیال تھا کہ اگر اس موقع پر کوشش کی گئی تو ان کے دشمن یعنی مسلمان لوگ بالکل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اس نئے صلیبی جہاد کے لیے انہوں نے انگلستان اور یورپ میں جو جو کوششیں کیں ان میں انھیں پوپ سیلسٹائن ثالث سے بہت مدد ملی۔ جس اخروی اجر و ثواب کی امید نے گزشتہ معرکہ ہائے صلیب کے سپاہیوں میں جوش پیدا کیا تھا اس کا وعدہ اس موقع پر پوپ سیلسٹائن نے بھی کر لیا۔

فلپ آگسٹس (فرانس) کے سامنے ہزار التجائیں کی گئیں مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔

انگلستان کے شاہ رچرڈ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ بیزنطینی سلطنت (قسطنطنیہ) کی قیصری کے خواب دیکھ رہا تھا اور امید رکھتا تھا کہ ان فتوحات کے صلے میں وہ قیاصرہ کا جانشین بن جائے گا۔ لیکن فی الحال وہ اپنی مفلس رعایا سے روپیہ وصول کرنے کے، کام میں مصروف تھا۔

شہنشاہ ہنری ششم اور صلیبی جنگ کا جوش

لیکن اگر پوپ سیلسٹائن کو اس بات کی امید تھی کہ اس صلیبی لڑائی کی برکت سے اس کا اپنے جانی دشمن سے پیچھا چھوٹ جائے گا تو بھی اس کی قسمت میں مایوس ہونا ہی تھا۔ جزیرہ صقلیہ کے بادشاہ ٹنکرڈ اور اس کے وارث کے مرنے پر بار بروسا کے بیٹے یعنی شہنشاہ جرمنی ہنری ششم نے اپنی بیوی کانسٹنشیا کے حق کی بنا پر اس جزیرے کی سلطنت کا دعویٰ کیا۔ لہٰذا وہ فوجیں جن کو شہنشاہ جرمنی ارض مقدس کے دوبارہ فتح کرنے کے لیے جمع کر سکتا تھا انھیں سے یہ کام بھی لیا جا سکتا تھا کہ جنوبی یورپ میں سلطنت جرمنی کو مضبوط و مستحکم بنا دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مصلحت کی بنیاد پر شہنشاہ جرمنی نے اس مہم کو بہت ہی پسند کیا اور اسی کی تحریک سے تعلقہ داروں' نائٹوں اور مذہبی مقتداؤں کے غول کے غول اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سب نے صلیب کا معرکہ مارنے کا تہیہ کر لیا۔

ہنری ششم کی موت (۱۱۹۷ء)

لیکن خود ہنری کا ارض فلسطین جانے کا ارادہ نہ تھا۔ روپیہ اور فوج دینے کو تو وہ تیار تھا لیکن خود اس کی ذات کے لیے اپنے گھر کے پاس ہی ایک کام موجود تھا۔ وہ بلاد کا پوا اور نیپلز کی فصیلوں کو منہدم کر چکا تھا اور صقلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا کہ ناگہاں خود اپنی بے احتیاطیوں سے اسے ایسا شدید بخار آیا جس نے اس کی شرمناک بدچلنی اور ظالمانہ زندگی کا تیس ہی برس کی عمر میں خاتمہ کر دیا۔

جرمن افواج ارض مقدس میں

اس کے امرا اپنے ہمراہی سپاہیوں کو ساتھ لیے ہوئے ارض مقدس میں ایسے وقت پہنچے جب کہ وہ صلح اور التوائے جنگ کا معاہدہ جو صلاح الدین کے ساتھ ہوا تھا' اس کی مدت تو پوری ہو گئی تھی' لیکن خود لاطینی عیسائیوں کا ارادہ ابھی لڑائی چھیڑ دینے کا نہ تھا' تاہم اہل جرمنی لڑنے کے لیے آئے ہوئے تھے نہ کہ باتیں بنانے کو۔ اور ان کی شجاعت کا امتحان لینا[1] سیف

[1] ورثائے صلاح الدین کی خانہ جنگی: صلاح الدین نے دمشق میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت اس کا بیٹا افضل اس کے پاس تھا۔ باپ کے مرتے ہی وہ دمشق' بلاد سواحل' بیت المقدس' بعلبک' صلخد' بُصریٰ بانیاس' ہونین' تبنین اور تمام علاقہ داروم پر قابض و متصرف ہو گیا۔

اس کا بھائی ملک العزیز چونکہ مصر میں تھا لہٰذا وہ مصر کا بادشاہ بن گیا۔

تیسرا بھائی الظاہر حلب میں تھا وہ اس کا خودسر حکمران بن گیا جس کے ساتھ بلاد حارم' تل باشر' اعزاز' برزیہ' درہ ہائے ساک وغیرہ بھی اس کے قبضہ میں آئے۔

ملک العزیز نے چاہا کہ باپ کی پوری سلطنت پر میں ہی قابض ہوں۔ لہٰذا اس نے ارض شام میں آ کے دمشق پر حملہ کیا اور افضل کو اس میں محصور کر لیا۔ افضل نے تمام خاندانی حکمرانوں کو اطلاع دی' جو مختلف شہروں پر قابض تھے۔ سب سمجھے کہ اگر ملک العزیز نے ملک الافضل کو مغلوب کر لیا تو ہمارا بھی ٹھکانا نہ ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین کا کام تھا جس نے دل میں ٹھان لی تھی کہ خود ہی سبقت کر کے میدان جنگ گرم کر دے۔ عکہ سے ہنوز مدد نہیں پہنچنے پائی تھی کہ مسلمانوں نے شہر یافا پر قبضہ کر لیا۔ یافا کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں باشندے قتل ہو گئے اور اس کا قلعہ جسے رچرڈ اور اس کے سپاہیوں نے بڑی محنت و مشقت سے بنایا تھا بالکل منہدم کر ڈالا گیا۔

اور جب جرمنی سے زائروں کا ایک اور آوارہ گروہ آ گیا تو بیروت کی طرف بڑھنا عیسائیوں کو مناسب معلوم ہوا۔ مگر سیف الدین نے انھیں شہر صور اور صیدا کے درمیان ہی مقابلہ کرنے پر مجبور کر دیا' تاہم اس معرکے میں خود اس کا بہت نقصان ہوا۔ اس کی فوج نے شکست کھائی۔ سپاہی منتشر ہو گئے۔ یافا اور صیدا اور دیگر بلاد پر پھر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ مشہور ہے کہ شہر بیروت میں عیسائیوں کو تین سال کے لیے رسد ملی۔ اور ان فتح یاب مسیحیوں کی ہمت اور قوت ہتھیار بند زائروں کے اس تیسرے گروہ سے اور بھی بڑھ گئی جو مینز کے اسقف اعظم کونراڈ کی ماتحتی میں وارد شام ہوا تھا۔

← ہو گا۔ لہٰذا سب افضل کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

صلاح الدین کا چچا زاد بھائی ملک العادل سیف الدین جو علاقہ گرجستان (جارجیا) کا بادشاہ تھا اپنی قلمرو سے، ملک الظاہر حلب سے، ناصر الدین محمد حماہ سے، اسد الدین شیرکوہ حمص سے، غرض سب آ پہنچے۔

یہ رنگ دیکھ کے ملک العزیز نے انجام پر نظر ڈالی اور صلح منظور کر لی چنانچہ سب کے اتفاق سے یہ طے پایا کہ بیت المقدس اور اس کے قرب و جوار کے مقامات بھی عزیز کے قبضہ میں دیے جائیں۔ اور بلاد جبلہ و لاذقیہ افضل کے قبضہ سے نکال کے تیسرے بھائی ملک الظاہر کو دیے جائیں۔ اور ملک العادل کا جو علاقہ مصر میں تھا وہ ملک العادل کا ہے۔

سلطان صلاح الدین نے ماہ صفر ۵۸۹ھ میں انتقال کیا تھا اور ۵۹۰ھ میں اس کے بیٹوں میں یہ فیصلہ ہوا۔ ۵۹۱ھ میں ملک العزیز نے پھر دمشق کا محاصرہ کر لیا مگر شکست کھا کے واپس گیا' تاہم اب ملک العزیز اور ملک العادل سیف الدین میں موافقت ہو گئی۔ اور ملک العادل نے مع ملک العزیز کے ۵۹۲ھ میں ایک سازش کے ذریعہ سے دمشق پر قبضہ کر کے افضل کو نکال باہر کیا۔ یوں دمشق ملک العادل کے قبضے میں آ گیا۔ اور اب صلیبیوں سے لڑنے والے صرف ملک العادل اور ملک العزیز تھے جن میں سے اول الذکر دمشق اور شام میں تھا اور آخر الذکر مصر میں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعۂ طورون کا محاصرہ (۱۱۹۷ء)

بظاہر ہر پہلو سے صلیبیوں کا ستارۂ اقبال عروج پر تھا۔ لیکن انہوں نے اس سے جو فائدے حاصل کیے تھے ان کو خون ریزی کی ہوس کی بدولت جلد ہی اپنے ہاتھوں سے کھو دیا۔ انہوں نے قلعہ طورون کا جسے اہل شام تبنین کہتے ہیں' محاصرہ کر لیا۔ یہ قلعہ جن پہاڑیوں پر واقع تھا' صلیبیوں نے انھیں نیچے سے کاٹ کاٹ کے اس قدر خالی کر دیا کہ محصورین نے اندیشہ ناک انجام سے خائف ہو کے صرف اس شرط پر قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا کہ انھیں بلا مزاحمت نکل کے اسلامی قلمرو میں چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ یہ شرط منظور کر لی گئی۔ لیکن اس کے بعد بھی انتقام کی دھمکیاں دی گئیں اور فرانس والوں نے محصورین کو یقین دلا دیا کہ اہل جرمنی کا ارادہ تم لوگوں کے معاملہ میں برا ہے' چنانچہ ان بے چاروں نے مجبور ہو کے دل میں ٹھان لی کہ بجائے اس کے کہ اپنے تئیں خود اپنے ہاتھوں سے دشمن کے سپرد کر دیں' وہ مرتے دم تک مقابلہ ہی کرتے رہیں گے۔

غرض انہوں نے وہ سب رخنے بھر کے درست کر لیے جو محاصرہ کرنے والوں نے پہاڑی میں کھود کھود کے ڈال دیے تھے۔ اور اس سختی سے مقابلہ کیا کہ وہ وحشی جو اس سے پہلے ان کا خون پینے کی تیاریاں کر رہے تھے، ان پر قابو پانے سے بالکل مایوس ہو گئے۔ ① وہی قابل شرم کام کہ ایک کا دوسرے کو

① جو معاہدہ اور التوائے جنگ صلاح الدین کے زمانے میں ہوا تھا اور اس کی توسیع ملک العزیز نے نئے معاہدہ کی رو سے کی' اس آخری معاہدے کی مدت کے اندر ہی حاکم بیروت اسامہ اکثر گروہوں کو بھیج بھیج کے مسیحیوں اور زائروں پر تاخت و تاراج کیا کرتا تھا۔ فرنگیوں نے متعدد مرتبہ ملک العادل اور ملک العزیز سے شکایت کی۔ مگر ان دونوں نے ان شکایتوں کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ تب مسیحیوں نے مجبور ہو کے اپنے مغربی سلاطین سے فریاد کی۔ اور ظاہر کیا گیا کہ اگر آپ نے یہ خبر نہ لی تو مسلمان ان باقی ماندہ مقامات پر قابض ہو جائیں گے۔ چنانچہ وہاں سے بہت سی فوجیں آئیں جن میں زیادہ حصہ جرمنوں کا تھا اور اس پر افسر خصلیر (کونراڈ اسقف مینز) نامی تھا۔ ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

....

اس کی خبر سنتے ہی ملک العادل سیف الدین نے مصری اور دیگر سرداروں کی فوجوں کو ۵۹۳ھ میں مقام عین جالوت میں جمع کیا۔ رمضان اور کچھ دن شوال میں وہیں پڑاو ڈالے رہا۔ پھر حملہ کر کے یافا پر قبضہ کر لیا اور اسے مسمار کر دیا۔ فرنگی عکہ سے یافا کو بچانے کے لیے روانہ ہوئے۔ قیساریہ تک پہنچ کے مسلمانوں کے قابض ہو جانے کا حال سنا۔ مگر بجائے اس کے کہ آگے بڑھیں قیساریہ ہی سے پلٹ گئے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کا بادشاہ کندھری کسی چھت سے گر کے مر گیا تھا اور لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی تھی۔ آخر مسلمان بھی پلٹ کے پھر عین جالوت آ گئے۔

اب خبر آئی کہ فرنگی بیروت پر حملہ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ذی قعدہ میں ملک العادل بیروت کے قریب گیا اور ارادہ کیا کہ اس شہر کو بھی مسمار کر دے کیونکہ مسلمان لوگ اس بات سے ڈرتے تھے کہ مسیحیوں کو کوئی ایسا ساحلی مقام مل جائے جہاں وہ قلعہ بند ہو کے لڑ سکیں۔ بحری آمد و رفت کے جاری رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کا ایسی حالت میں ان پر کچھ زور نہ چل سکتا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے زمانے میں عکہ کے محاصرے میں اس کا پورا تجربہ ہو چکا تھا لہٰذا مجبوراً مسلمانوں کی یہ ترجیحی پالیسی قرار پا گئی تھی۔ مگر اس موقع پر اسامہ نے اس کارروائی سے روکا اور ذمہ داری لی کہ منہدم کرنے کی ضرورت نہیں میں بیروت کو عیسائیوں کو حملے سے بچا لوں گا۔

اب فرنگی لشکر عکہ سے آیا اور لشکر اسلام بیروت سے بڑھا۔ مقام صیدا میں لڑائی ہوئی۔ دن بھر دونوں طرف کے لوگ مارے گئے اور رات نے دونوں کو جدا کیا۔ دوسرے دن مسلمان ہٹ گئے اور فرنگیوں نے بیروت پر حملہ کیا۔ اسامہ جس نے شہر بچانے کی ذمہ داری لی تھی مع اپنے تمام لشکر کے ان کی صورت دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوا۔ اور فرنگیوں نے بے لڑے بھڑے ۹ ذی الحجہ کو بیروت پر قبضہ کر لیا۔

لشکر اسلام نے یہاں سے شہر صور (طائر) کی راہ لی' اسے منہدم کیا اور چلے گئے۔

یہ سنتے ہی فرنگی بیروت سے صور پہنچے۔ اور وہاں ٹھہر گئے۔ مسلمانوں کو خیال ہوا کہ فرنگی اب یہیں ٹھہرے رہیں گے اور لڑائی نہ ہو گی لہٰذا مشرقی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا گیا اور مصری فوج کو بھی یہ حکم دیا جانے والا تھا کہ ناگہاں ۱۵ محرم کو خبر آئی کہ فرنگی قلعہ تبنین کا محاصرہ کیا چاہتے ہیں۔ ملک العادل نے فوراً وہاں فوج بھیجی کہ اس قلعہ کو نصاریٰ کی دستبرد سے بچائے۔

فرنگیوں کا لشکر یکم صفر ۵۹۴ھ کو تبنین کے گرد آ کے اترا اور لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ فرنگیوں نے قلعہ کے پیچھے چاروں طرف نقبیں لگا دیں۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب قلعہ مغلوب ہوا چاہتا ہے۔ یہ حال جب ملک العادل کو معلوم ہوا تو اس نے ملک العزیز کو مصر لکھ بھیجا کہ تم خود فوج لے کے آؤ ورنہ فرنگی تبنین کو تباہ کر دیں گے۔ ادھر سے عزیز جلدی جلدی کوچ کرتا ہوا چلا۔ ادھر محصورین کا یہ حال ہوا کہ وہ مغلوب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہونا جو اس سے پیشتر کی صلیبی فوجوں میں کئی مرتبہ نظر آ چکا تھا' اب بھی ظاہر ہوا اور پہلے سے بھی کچھ زیادتی کے ساتھ۔ سرداران فوج راتوں رات چھاؤنی چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ادھر مسیحی سپاہیوں کی جب آنکھ کھلی تو اپنے تیئں بے سردار پایا، لہٰذا اب ان لوگوں میں ایک ایسی مایوسانہ ابتری نمایاں ہوئی کہ اگر دشمن چاہتا تو بغیر لڑے بھڑے ان پر فتح حاصل کر لیتا۔ لیکن اہل اسلام بھی عیسائیوں سے کچھ کم تھکے ہوئے اور خستہ حال نہ تھے۔

پھر جب یہ مسیحی جو اس طرح منتشر ہوئے تھے، دوبارہ جمع کیے گئے تو ان سب کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے پر نافرمانی' بزدلی اور دغابازی کا الزام لگاتا تھا۔

مینز کے کونراڈ نے' جب وہ یافا کی شہر پناہ کو از سر نو تعمیر کرانے کی غرض سے اس شہر کی طرف عجلت کے ساتھ بڑھ رہا تھا' ایک معرکہ میں سیف الدین کے مقابلہ میں فتح حاصل کر لی تھی۔ مگر اس لڑائی سے جس قدر فائدہ کی امید ہو سکتی تھی اتنا ہی نقصان بھی ہو گیا۔

شاہ جرمنی کی وفات اور چوتھی صلیبی مہم کا اختتام

ہنری ششم کی ناگہانی وفات کی خبر نے اس مہم کو ایسا نقصان پہنچایا جس نے اس کا خاتمہ ہی کر دیا' اس لیے کہ وہ تمام حکمران اور سردار جنھیں نئے شہنشاہ کے منتخب کرنے میں کچھ بھی دخل تھا' جرمنی روانہ ہو گئے۔

← ہو جانے کے خوف سے بہت ڈرے۔ نقبوں کو دیکھ کے بدحواس ہوئے تو بعض نے جا کے فرنگیوں سے پناہ مانگی اور اقرار کیا کہ ہمیں جان و مال کے ساتھ نکل جانے کی آزادی دی جائے تو قلعہ تمہارے سپرد کر دیں گے۔ فرنگیوں کا سردار خنصیلر شائد راضی ہو گیا تھا۔ مگر جو مسلمان اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے آئے تھے ان سے فرنگی لشکر کے بعض شامی مسیحیوں نے کہا: ''اگر تم نے قلعہ سپرد کر دیا تو خنصیلر تمہیں گرفتار کر کے قتل کر ڈالے گا، لہٰذا ہوشیار رہو اور فریب میں نہ آؤ۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محصورین واپس جاتے ہی آخر تک لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے اور لڑتے ہی رہے یہاں تک کہ ربیع الاول میں ملک العزیز عسقلان آ پہنچا۔ ادھر مسیحیوں میں بھی بدنظمی ہو گئی' لہٰذا چھوڑ کے واپس چلے گئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یافا پر مسلمانوں کا قبضہ اور صلیبی جنگجوؤں کی مے خوری (۱۱۹۷ء)

جو صلیبی واپس نہیں گئے انہوں نے شہر یافا میں جا کے پناہ لی' جہاں چند ہی مہینوں کے بعد ان کی قسمت کا فیصلہ اس اسلامی فوج کے ہاتھوں ہو گیا جس نے دفعتہً یافا پر حملہ کیا اور ایسی حالت میں جب کہ اہل جرمنی اس بات کا ثبوت دینے کے لیے کہ اُنھیں سینٹ مارٹن کے ساتھ بہت ہی عقیدت ہے، بے انتہا شراب پی کر بدمست اور بے کار ہو چکے تھے' شہر پر قبضہ کر لیا۔

الریق آف لوزگنن بیت المقدس اور جزیرۂ قبرص کا بادشاہ

اتنی سب مصیبتیں نازل ہو چکی تھیں لیکن بیت المقدس کی برائے نام لاطینی سلطنت کے رسوم ابھی تک جاری تھے۔ ہنری آف شیمپین کی وفات کے بعد اس کی بیوہ ازابیلا کو ہاسپٹلرز کے سرگروہ نے یہ مشورہ دیا کہ آپ الریق آف لوزگنن کے ساتھ شادی کر لیجئے جو حال ہی میں اپنے بھائی گائی کا جانشین اور جزیرہ قبرص کا بادشاہ قرار پایا ہے۔ ازابیلا نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جس سے اس کے بارے میں اس کی ناراضا مندی ظاہر ہوتی۔ اور انجام یہ ہوا کہ اب چوتھے شوہر کی معیت میں اس کا لقب ملکۂ بیت المقدس ہی نہیں بلکہ ملکۂ قبرص بھی تھا۔

اصل سیاسی مصلحت

اگر اس وقت کی سیاسی مصلحت کے لحاظ سے قبرص ایک ایسا مقام تصور کیا گیا تھا جہاں ضرورت کے وقت پناہ لی جا سکتی تو اس مصلحت کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ فلسطین کی برائے نام لاطینی سلطنت کا لقب اختیار کرتے رہنے کی اگر کوئی معقول وجہ ہو سکتی ہے تو وہ صرف یہ تھی کہ اس خطاب کے ترک کر دینے سے سارے یورپ میں یہ سمجھا جاتا کہ شکست قبول کر لی گئی جس کے نتیجہ میں ان صلیبی مہمات کا جوش بالکل نیست و نابود ہو جاتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۹

پانچویں صلیبی لڑائی

پوپ انوسنٹ ثالث کا انتخاب (۱۱۹۸ء)

اگر نتائج کے لحاظ سے نہیں تو ابتدائی واقعات کے لحاظ سے پانچویں صلیبی لڑائی ایسی ضرور تھی کہ اس میں اس جوش کا نمونہ نظر آتا تھا' جس نے پطرس راہب اور پوپ اربن دوم کی تقریروں میں بڑا شدید اثر پیدا کر دیا تھا۔ اب سینٹ پیٹر کی کرسی (یعنی مسند پاپائی) پر وہ شخص جلوہ افروز تھا جس کی قوت اس پوپ سے کہیں زیادہ بڑھی چڑھی تھی جس نے کلر مانٹ کی کونسل میں یورپ کے باشندوں میں انتہائی جوش کی آگ بھڑکا دی تھی۔ لوتھر جس کی عمر کل ۳۷ برس کی تھی (اتنا کم سن شاید اور کوئی پوپ منتخب نہ ہوا ہوگا) اور جو کونٹی کے گھرانے والوں میں سے تھا اور جو سینٹ سرجیس اور سینٹ بچوں کا کارڈنل تھا، اس کو تمام کارڈنل (ممبران مجلس پوپ) نے جو اس جلسہ میں موجود تھے، متفق الرائے ہو کر پوپ منتخب کیا۔

اس زمانے میں قسطنطنیہ کی سلطنت بہت ضعیف ہو چکی تھی۔

ارض فلسطین کی لاطینی سلطنت کے قبضہ میں صرف سواحل کی کچھ زمین باقی تھی۔

جزیرہ صقلیہ کا بادشاہ ایک شیر خوار بچہ تھا۔

فرانس کا بادشاہ فلپ آگسٹس اپنی بداطواری کے مواخذہ میں گرفتار تھا۔

انگلستان کے تاج و تخت کا جو شخص امیدوار تھا وہ کینہ پرور اور بدنفس جان تھا جس نے دغابازی کر کے خود اپنے باپ کا کام تمام کیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جگہ نا اتفاقی، فساد اور عناد کا دور دورہ تھا۔ ایسے نازک وقت میں وہ شخص پوپ مقرر ہوا جسے اس خیال سے کہ اس کا کام انسانی کام سے بڑھا ہوا ہے اور اس کا قانون خدا کا بنایا ہوا قانون ہے، ایسا اطمینان تھا کہ اس پر ان تمام طوفانوں کا جو اس کے چاروں طرف برپا تھے کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ وہ اثر و رسوخ جو پوپ جولیو اور گریگری ہفتم اور پرہیز گار گریگری اعظم نے پرہیز گاری کے ذریعہ سے حاصل کیا تھا اور جسے (گو محض پرہیز گاری کے ذریعہ سے نہیں) بہت زیادہ ترقی دے دی تھی، اس نئے کم عمر پوپ کے ہاتھ میں اب اور زیادہ زبردست اور قوی ثابت ہوا جو نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہوا یورپ کی اس ابتر سیاسی حالت کو غور و تحقیق کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

حروب صلیبیہ کی بدولت پوپوں کے روز افزوں اختیارات

اگر صلیبی لڑائی کی ضرورت درپیش نہ ہوتی تو غالباً اس سے پہلے کے، پاپاؤں کے غیر محدود دعوے انوسنٹ سوم کو اس اعلیٰ درجے پر نہ پہنچاتے۔ صرف ان مہموں کی وجہ سے پاپاؤں کو ہر فرقہ اور ملک کے معاملات میں دخل دینے کا موقع حاصل ہو گیا تھا۔

یہ بات ان کے اختیار میں تھی کہ کسی اندرونی باہمی جھگڑے کو ملتوی یا مسترد کر دیں۔

خیرات کے نام سے کوئی نیا ٹیکس لگا دیں۔

چھوٹے چھوٹے رئیسوں کو اس فرمانبرداری کے جوئے سے آزاد کر دیں جو اپنے بادشاہوں کے متعلق ان پر واجب اور ضروری تھی۔

ان سے بھی ادنیٰ درجہ کے زمینداروں کو اس اطاعت سے مستثنیٰ کر دیں جو اپنے سرداروں کے بارے میں ان پر فرض تھی۔

نیز پوپوں کو یہ قدرت حاصل تھی کہ قرض داروں کو اس قرض کے بار سے سبکدوش کر دیں جو ان کے ذمہ واجب الادا تھا۔

صلیبی جہاد ایک ایسا کام تھا جس کا بوجھ، پوپ محض روحوں کی اصلاح کے بہانے سے، سرکش سے سرکش شہنشاہوں اور فرماں رواؤں پر ڈال سکتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ تمام لوگ جنہیں مسیح سے محبت تھی ان سب کا فرض تھا کہ اس روضۂ مقدس کو ''بے دینوں'' کے ہاتھ سے بچانے کے متبرک کام میں شریک ہوں۔ ایسے فرض سے اگر کوئی شخص اعراض یا انحراف کرتا تو ضروری تھا کہ نہ اس کی روح ویسی پاک سمجھی جائے اور نہ اس کا عقیدہ ویسا قوی خیال کیا جائے جیسا کہ ہونا چاہیے، نیز ایسے شخص کو ملامت کرنے بلکہ اسے سزا تک دینے کا اختیار عملی طور پر ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونا چاہیے جو من جانب اللہ مسیح اور سینٹ پال کے قائم مقام تھے اور پوپ کے محترم نام سے یاد کیے جاتے تھے۔

بادشاہ ہوں یا بڑے بڑے سردار اگر وہ اپنے تئیں اچھا مسیحی ثابت کرنا چاہتے تو ان کا فرض تھا کہ صلیب کا معرکہ اختیار کرلیں۔ اور اس معرکہ کے اختیار کرنے سے جو ذمہ داریاں عائد ہو جاتی تھیں ان سے بری ہونا سوائے پوپ کی اجازت کے اور کسی طرح ممکن ہی نہ تھا۔ اس فرض کے ادا کرنے سے پوپ کی اجازت و منظوری کے بغیر اگر کوئی شخص انکار کرتا تو اس کی یہ سزا تھی کہ قوم سے خارج کر دیا جائے اور ایسا حکم اگر دے دیا جاتا اور پھر منسوخ نہ ہوتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ اب اس شخص کا دین و دنیا میں کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔

اس پالیسی کا اثر (جس کے پیدا کرنے کی عمداً کوشش شاید چند ہی پوپوں نے کی ہو گی لیکن وہ اس پالیسی کا لازمی نتیجہ تھا) خاص طور پر یہ ظاہر ہوا کہ شہنشاہوں کی قوتیں ضعیف ہو گئیں، کیونکہ بغیر اس کے انوسنٹ سوم اپنے ہم عصر فرماں رواؤں پر اس قدر قابو پا ہی نہیں سکتا تھا۔ شہنشاہ کونراڈ روز حشر ان کی ہیبت ناک تصویروں سے متاثر ہو کے جنہیں برنارڈ نے اس کی نظر کے سامنے کھینچا تھا، صلیبیوں کی حمایت کے لیے چلا گیا تھا مگر جب واپس آیا تو اپنی ساری شہنشاہی قوت عملی طور پر مسلوب پائی۔

بار بروسا نے پوپ کے حکم کی تعمیل کی مگر اسی تعمیل کی بدولت وہ ایک غیر ملک میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔

اور اب لوتھر پوپ مقرر ہوا تو صلیبی لڑائی ایک ایسے بادشاہ کی طرف سے ہونے والی تھی جو ابھی تک اپنے گہوارے ہی سے باہر نہ نکلا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رومی کلیسا کے دربار کی مالی و دیگر معاملات میں عوامی بے اعتباری

لیکن اگر صلیبی لڑائیوں اور ان غیر محدود اختیارات نے' جو ان لڑائیوں کی بدولت پاپاؤں کو حاصل ہو گئے تھے' ان کو اعلیٰ ترین درجۂ حکومت پر پہنچا دیا تھا' تو اس کے ساتھ ہی انہی کے نتیجہ میں ان کی بیخ کنی بھی شروع ہو گئی تھی۔ پوپ کا رومی دربار مالی معاملات میں کبھی دیانت دار مشہور نہ تھا بلکہ عموماً یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ زر پرستی' رشوت ستانی اور بدفعلیوں کا منبع ہے۔ دفعتہً مسیحی دنیا میں جوش پیدا ہونے کی وجہ سے کل مالی کاروبار پاپاؤں کے سپرد ہو گیا۔ ان مہموں میں چونکہ ناکامی ہوئی اور اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو وہ مصارف کے مقابل میں بہت ہی کم تھا، لہٰذا عام طور پر لوگوں میں یہ شبہات پیدا ہونے لگے کہ صلیبی لڑائیوں کے لیے جو روپیہ وصول کیا جاتا ہے وہ بعض اوقات اور کاموں میں بھی صرف کر ڈالا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسے شکوک غلط ہوں۔ شاید یہ بھی ہوا ہو کہ پاپاؤں نے صرف ایسے ہی امراٗ اور اساقفہ کو تحصیل زر کے کام پر مقرر کیا ہو جو اطالیہ کے رہنے والے نہ ہوں اور وہ روپیہ بھی اطالیہ کے خزانوں میں نہ رکھا جاتا ہو۔ لیکن ان تمام احتیاطوں کے بعد بھی چاروں طرف سے اسی شکایت کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ اور ایسے نازک وقت میں جب کہ صلیبی لڑائیوں کے جوش کی آگ نہایت ہی مشتعل کی جا رہی تھی' ان بدگمانیوں کا بہت ہی برا اثر پڑتا تھا۔

بے اعتباری دور کرنے کے لیے انوسنٹ کی کوششیں

ان بدگمانیوں سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں یہ خیالات اس نئی مہم کو نقصان نہ پہنچا دیں' جس کی کوشش پوپ انوسنٹ صرف ارض پاک کی ''نجات'' کے لیے نہیں' بلکہ کل عیسائیوں کی ''نجات'' کے واسطے کر رہا تھا' قطع نظر اس سے کہ مشرق کے عیسائی ہوں یا مغرب کے۔ پوپ اربن دوم نے کبھی نہ اس سرگرمی سے وعظ و پند کا دروازہ کھولا تھا نہ اس وثوق کے ساتھ ہمیشہ کی خوشی حاصل ہونے کے وعدے کیے تھے اور نہ ایسی سختی سے لوگوں کو ہمیشہ کے لیے مردود ہو جانے کی دھمکی دی تھی جیسی کہ پوپ انوسنٹ نے۔

www.KitaboSunnat.com

چندہ کمیٹیوں کی تشکیل

یا تو وہ ایسے اعلیٰ درجے کے کاموں میں مشغول تھا' یا یکبارگی اسے اس ذلیل کام کی طرف متوجہ ہونا پڑا کہ بد دیانتی کے ان الزاموں کی جواب دہی کرے' جو اس پر لگائے جاتے تھے۔ آخر کار مذہبی چندے کی آمدنیوں کے انتظام کے لیے اسے کمیٹیاں مقرر کرنی پڑیں' اس لیے کہ خیال تھا کہ کمیٹیوں کی بابت لوگوں کو بدگمانی نہیں ہوسکتی۔

پوپ اور اس کے ماتحتوں پر دس فیصد چندہ کا بار

اس کے علاوہ خود پوپ اور اس کے ماتحتوں کو بھی اس بار کے اٹھانے کے لیے تیار ہونا پڑا جسے وہ دوسروں ہی پر ڈالا کرتے تھے۔ پہلے یہ طے پایا کہ ان کی آمدنیوں اور محاصل کا بھی دسواں حصہ ارض مقدس کو ''بے دینوں'' کے ہاتھ سے چھڑانے کی نذر کر دیا جایا کرے۔

تمام ملکوں کے پادریوں پر اپنی آمدنی کا کم از کم چالیسواں حصہ چندہ میں دینا فرض کیا گیا۔

اور جو لوگ پادری نہ ہوں وہ بڑی سے بڑی رقم چندہ میں دے سکیں تو دیں۔

اس طریقہ سے جو رقم جمع ہو وہ کسی محفوظ مقام پر رکھی جائے اور اس کی مقدار روم لکھ بھیجی جایا کرے۔

اور بے شک وہ شخص بڑا ہی سنگدل ہوگا جو ایسی مذہبی ہمدردی اور ترحم کے کام سے کنارہ کش رہا ہو۔

عصا نہ ہو تو کلیمی......

لیکن انوسنٹ کی تقریر سے ہر مقام کے لوگوں نے جو بے تعلقی ظاہر کی اس سے ایک اور ثبوت اس امر کا ملتا ہے کہ صلیبی جنگ کی اصلی تحریک اس وقت تک موثر نہیں ہوسکتی جب تک کہ تحریک کرنے والے پادری کے جوش کے ساتھ حاکمانہ اختیارات بھی شریک نہ ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی امر پطرس راہب اور اس سینٹ (ولی اللہ) کے زمانے میں بھی ثابت ہوا تھا جس نے پطرس کو ذلیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان دنوں انوسنٹ کی خوش قسمتی سے فلک کے دماغ میں جو اطراف پیرس کے ایک گاؤں نیولی کا پادری تھا، صلیبی جنگ کا سودا سمایا۔ اس نے اپنی زندگی بہ حیثیت پادری کے بھی اگر بدکاری میں نہیں تو سستی اور کاہلی میں ضرور بسر کی تھی۔ لیکن میری ''میگڈالینی'' یا مصر کی ''میری'' کی توبہ کا اس کے دل پر اثر پڑا تھا۔ اس نے دل و جان سے کوشش کی تھی کہ اپنے گناہوں کا کفارہ نفس کشی اور عبادت گزاری کے ذریعہ سے کرے۔ اپنی جہالت دور کرنے کے لیے وہ پطرس نغمہ سنج کے لیکچرز (تقریریں) سننے کے لیے اکثر جایا کرتا تھا۔ اور اس پطرس کی نسبت انوسنٹ کو امید تھی کہ اس کے زمانے کی صلیبی جنگ کی تلقین کرنے والوں میں سب سے اچھا مقرر ثابت ہوگا۔ لیکن خدا کو منظور نہ تھا کہ اس کی یہ امید پوری ہو۔ پطرس مذکور ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوا اور اس سے جانبر نہ ہو سکا۔ لیکن جو کام پوپ نے اس کے سپرد کیا تھا اسے مرتے وقت اس نے فلک کے سپرد کر دیا۔

نغمہ سنج پطرس کی آخری وصیت

پطرس نغمہ سنج کی زندگی میں بھی فلک نے شہر پیرس کے گلی کوچوں میں تقریریں کی تھیں۔ اور اس کی تقریر سے سنگدل اور گناہ گار سے گناہ گار لوگوں کے دل بھی موم ہو گئے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے۔ لیکن اس پر بھی ایسا نظر آیا کہ اس کی سحر بیانی کا اثر زائل ہوا جاتا ہے جس کی وجہ سے مایوس ہو کے، وہ پھر نیولی کے گرجے میں اپنا پرانا مقتدائی کا کام انجام دینے کے لیے واپس چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا تھا، یہاں تک کہ پطرس نغمہ سنج کی آخری وصیت نے اس میں ایک ایسے جوش کے ساتھ جو کسی طرح دبایا نہیں جا سکتا تھا ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ اب وہ دنیا کے سامنے محض ایک ایسے شخص کی حیثیت سے نہیں ظاہر ہوا جو صرف صلیبی جنگ کی ترغیب و تحریص دیتا ہو بلکہ ایسے واعظ کی حیثیت سے بھی جو اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو جسمانی اور روحانی بدکاریوں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روکنے کے لیے سخت ترہیب و تنبیہ کرتا ہو۔

پوپ کی نئی چال

پوپ اربن اور پوپ یوجینیس کی طرح پوپ انوسنٹ سوم نے بھی دیکھا کہ اپنی اغراض کے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ لہٰذا اس نے فلک کو ایک خط لکھا جس میں اس کی کارروائیوں پر اپنی دلی خوشنودی ظاہر کی اور اسے حکم دیا کہ چند سیاہ پوش اور چند سفید پوش راہبوں کو اپنے ہمراہ لے کے اور کپوا والے پطرس کی جماعت مذہبی سے اجازت حاصل کر کے تم سارے یورپ میں دورہ کرو اور لوگوں کو نصیحت کرو کہ توبہ کریں اور اپنی توبہ کے ثبوت میں ارض موعودہ کی طرف فوراً چل کھڑے ہوں۔

وعظ کی تاثیر عام کے لیے ''کرامات'' کے کرشمے

آناً فاناً ہر شہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ایک نیا واعظ پیدا ہوا ہے جس کی سحر بیانی سینٹ برنارڈ سے کم نہیں ہے۔ ہاں اس کی ''کرامات'' البتہ اتنی نہ تھیں جس قدر کہ سینٹ برنارڈ سے ظاہر ہوئی تھیں۔ اور ''کرامتیں'' بھی تو اس قسم کی نہ تھیں جیسی کہ سینٹ برنارڈ دکھایا کرتا تھا۔

مثلاً ایک افسانہ یہ تھا کہ اس نے ایک مرتبہ مکھیوں کو حکم دے دیا تھا کہ ''اے تکلیف دہ مکھیو! تم مر جاؤ''۔ اور اس کی زبان سے ان الفاظ کے نکلتے ہی اتنی مکھیاں مر مر کے چھت سے گر پڑیں کہ ٹوکریوں میں بھر بھر کے انھیں پھینکنا پڑا۔

وہ با مذاق بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ سحر بیان تھا۔ سامعین نے ایک دفعہ اس سے استدعاء کی کہ اپنا کوئی کپڑا بطور تبرک عطا فرمائے۔ اتفاقاً اس وقت ایک فضول گو اور منہ پھٹ شخص اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا' جس نے بک بک کے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ فوراً اس نے سامعین سے مخاطب ہو کے کہا: ''میں نے خود اپنے کپڑوں کو متبرک نہیں کیا ہے' بلکہ ساری برکت اس شخص کے کپڑوں کو دے دی ہے۔ یہ سننا تھا کہ لوگ اس پر جھپٹ پڑے۔ اور ایک لمحہ بھر میں اس کے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئیں اور لوگ خوشی خوشی اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑوں کے ٹکڑے متبرک سمجھ کے پھاڑ لے گئے۔

عظیم واعظ کی وفات

لیکن پھر بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ سچ پوچھئے تو فلک کی تعلیم و تلقین کا وہ اثر نہ تھا جو سینٹ برنارڈ یا پطرس راہب کی تعلیم کا تھا۔ وہ نفس کشی کا حکم دیتا تھا اور اس کی صورت بھی اس کے کلام کی تصدیق کرتی تھی لیکن اس طرح سے نہیں کہ کسی کو اس کے قول کی صحت میں کسی قسم کا شبہ ہی باقی نہ رہے۔ اس کی طرز معاشرت اور اس کی ظاہری حالت اور سب لوگوں کی سی تھی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اسی مہلک بدگمانی کا اسے بھی مقابلہ کرنا پڑا تھا جس کے دور کرنے کی انوسنٹ نے اس قدر سخت کوشش کی تھی۔ اسے لوگوں سے بہت کچھ رقم وصول کرنی پڑی جس کی وجہ سے لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سب روپیہ اس کام میں نہیں صرف کیا جاتا جس میں اسے صرف ہونا چاہئے۔ غرض اس کے اثر و رسوخ میں فرق آنے لگا۔ لیکن افسوس جس مہم کے لیے اس نے ایسی جدوجہد کی تھی اس کا دیکھنا خود اس کی تقدیر میں نہ تھا۔ حامیان صلیب ہنوز وینس ہی میں تھے کہ فلک کو نیولی میں بخار آیا اور اسی بخار میں اس نے سفر آخرت کیا۔ اور بادی النظر میں یہ نظر آیا کہ اس کا خرقہ قسطر قیا والے مقتدائے نصاریٰ مارٹن کو ملے گا۔

پانچویں صلیبی لڑائی (۱۲۰۰ء) کے سردار اور افسر

دیگر واعظوں نے بھی اس مہم پر کمر ہمت باندھی اور ان کی نصیحت نے خاص طور پر فرانس کے چند کم عمر شاہزادوں پر اثر کیا۔ ان میں سب سے زیادہ سبقت تھیوبولڈ نے کی جو شیمپین کا نواب تھا اور جس کی عمر گو ابھی صرف تیس سال کی تھی، مگر ختم ہونے کو آ گئی تھی۔ اس کی رفاقت ٹبلو اا اور چارٹرس کے نواب لوئی نے کی۔

- مانٹ فرٹ کا سائمن جو آنے والے صلیبی معرکے میں البجیسین لوگوں کے مقابلے میں ایک نہایت ہی بے رحم سپہ سالار ثابت ہونے والا تھا۔

پھر بیرن کا والٹر اور سب کے آخر میں ویل ہارڈوئین اور جیوفرے جو شیمپین والوں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر عسکر اور صلیبی لڑائیوں کا مورخ تھا۔

چند ماہ بعد۔ بالڈون نواب فلانڈرس' سینٹ پال کا ہیوغ اور نواب پیرس اور بہت سے روساء نے بھی صلیب کا معرکہ اختیار کرلیا۔

ان سرداروں کے ہمراہیوں کی ایک بہت بڑی فوج تیار ہوگئی۔ لیکن ان سرداروں کے پاس جہاز نہ تھے اور گزشتہ تمام مہموں کے حالات نے اس بات کا یقین دلا دیا تھا کہ خشکی کی راہ سے ملک یورپ کو قطع کر کے ایشیائے کوچک کا سفر کرنا نہایت ہی مخدوش ہے۔ اکیلی ایک ہی سلطنت ایسی تھی جس سے جہازوں کی کمی پوری ہوسکتی تھی۔ اس سلطنت کو صلیبی لڑائیوں سے نقصان نہیں پہنچا تھا۔ ان مسلح زائروں نے اس سلطنت کی تجارت کو وسعت دے دی تھی اور اس کے منافع کو بہت زیادہ بڑھا دیا تھا اور اب سارے یورپ میں مشرق کی چیزوں کی مانگ پیدا ہوگئی تھی جس سے اس وسیع تجارت کے مسلسل باقی رہنے کی بھی امید پیدا ہوگئی تھی۔

لہٰذا ان تمام جنگجو سرداروں کی نظریں وینس ہی پر مرکوز ہوگئیں اور نوابان ٹبلوا' فلانڈرس اور شیمپین کے ایلچی لنٹ ① کے پہلے ہی ہفتہ میں وینس پہنچے۔ اور وینس کے ڈاج (فرمان روا) ہنری ڈینڈالو سے ملے جس کی عمر نوے سال سے زیادہ تھی اور جس کی بینائی اگر بالکل نہیں تو زیادہ تر قسطنطنیہ والوں کے مظالم کی نذر ہوگئی تھی۔ نواب شیمپین کے ایلچی ویل ہارڈوئین نے، ڈاج سے خطاب کر کے کہا

''حضور! ہم نوابان فرانس کی طرف سے آئے ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے بیت المقدس کو فتح کر کے ان توہینوں کا انتقام لیں جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کی کی گئی تھیں۔ جس قسم کی مدد کی انہیں ضرورت ہے وہ اور کسی سلطنت سے نہیں مل سکتی۔ لہٰذا وہ آپ سے استدعاء کرتے ہیں کہ صلیب مقدس کے لیے سیدنا مسیح کے روضہ اقدس کے لیے ہمیں جہاز اور وہ تمام چیزیں جن کی ہمیں اپنی فوج کو سمندر کے اس پار لے جانے کے لیے ضرورت ہو، مہیا فرما دیجیے''۔

---

① مسیحیوں کے بعض فرقوں میں ۴۰ دن تک روزے رکھے جاتے ہیں جن کا زمانہ ایش وڈنسڈے (بدھ) سے شروع ہوتا اور ایسٹر سنڈے (اتوار) پر ختم ہوتا ہے۔ اسی زمانہ صیام کو وہ لوگ لنٹ کہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاج نے پوچھا ''کن شرائط پر؟''

ان لوگوں نے جواب دیا ''جو شرطیں آپ پیش کریں ہمیں منظور ہیں' بشرطیکہ ان کا پورا کرنا ہمارے احاطۂ امکان کے اندر ہو''۔

یہ سب باتیں سن کے ڈاج نے کہا ''اچھا میں آٹھ دن کے بعد اس کا جواب دوں گا۔'' اور آٹھ دن بعد ایلچیوں کو یہ جواب ملا کہ ''وہاں پہنچانے کے لیے، اگر فی گھوڑا چار مارک (چاندی کا سکہ) اور فی آدمی دو مارک ہمیں دیے جائیں تو سلطنت وینس ۴۵۰۰ نائٹوں کے لیے مع ان کے گھوڑوں کے اور ۹۰۰۰ اسکوائروں[1] (نائٹوں کے اسلحہ برداروں) اور ۲۰۰۰۰ پیادوں کے واسطے جہاز مہیا کر سکتی ہے۔ اور اسی رقم میں نو مہینے کی خوراک بھی ان سب لوگوں کے لیے فراہم کر دی جائے گی۔ یہ رقم کل پچاسی ہزار مارک ہوتی ہے۔ ان جہازوں کے سوا یہ جمہوری سلطنت خود اپنی طرف سے پچاس بادبانی جہاز اور ساتھ کر دے گی' جو اس دینی مہم میں شرکت کریں گے۔''

یہ شرطیں بے وجہ نہ تھیں۔ اور ایلچیوں میں سے بعض تو واپس چلے گئے اور بعض نے مزید کمک واعانت حاصل کرنے کی غرض سے جنوا اور پیسا کی راہ لی جہاں انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔

اور ویل ہارڈوئین نے شہر ٹرائے میں پہنچ کے دیکھا تو نواب شیمپین ایک ایسے مہلک مرض میں مبتلا تھا جس سے بچنے کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ اس سے ملنے کی خوشی میں وہ نوجوان نواب اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر چڑھ گیا۔ لیکن یہ آخری سواری تھی۔ چند ہی روز بعد نواب شیمپین نے وفات پائی۔

اور اس کے بعد ہی نواب پیرس بھی دنیا سے رخصت ہو گیا۔

نواب شیمپین اس صلیبی مہم کا افسر اعلیٰ ہونے والا تھا۔ اس نے وفات پائی تو نواب

---

[1] اسکوائر نائٹوں یا اس عہد کے بانکوں کے خاص قسم کے رفقا ہوا کرتے تھے جو ان کے اسلحہ لے کے چلا کرتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برگنڈی سے درخواست کی گئی کہ سپہ سالاری کی باگ آپ اپنے ہاتھ میں لیجئے۔ مگر اس نے انکار کیا۔ آخرکار مانٹ فرٹ کے تعلقہ دار بونی فیس نے یہ خدمت قبول کی۔

لیکن یہ صلیبی فوجیں دراصل دوسرا سال شروع ہو جانے تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکیں اور ان کی باہمی بے ربطی ان کے ہر ضرر رساں نتیجہ سے نمایاں ہو رہی تھی۔

وینس نے شاید زیادہ رقم طلب کی ہو گو ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں نظر آتی۔ لیکن چونکہ اس بات کا یقین تھا کہ سلطنت وینس کسی قسم کی کمی نہ منظور کرے گی' لہٰذا صلیبیوں کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ یا تو مجموعی حیثیت سے وینس کی شرط کو پورا کریں' یا سب کے سب اس سے انکار کر دیں۔ اپنی فوجوں کے تقسیم کر دینے کا صرف یہ نتیجہ تھا کہ ان لوگوں پر زیادہ بار ڈال دیا جائے جو اب بھی وینس سے مدد لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔

لیکن اس بات کا قریب قریب یقین تھا کہ صلیبی جنگجو ان دونوں صورتوں میں وہی صورت اختیار کریں گے جو بدتر تھی۔ لہٰذا بعض لوگ تو خلیج بسکے اور آبنائے جبرالٹر سے ہو کر روانہ ہو گئے۔ کچھ مارسیلز سے جہاز پر سوار ہوئے۔ جو باقی رہ گئے وہ اطالیہ کی جنوبی بندرگاہوں پر پہنچے۔

اور بیچارا ویل ہارڈوئین ان کی اس نااتفاقی پر افسوس کرنے کے لیے وینس ہی میں پڑا رہ گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اپنی اس نااتفاقی کی بدولت انہوں نے اس مہم ہی کا خاتمہ کر دیا تھا۔

وینس کے جہازوں کا بیڑا پورے انتظام کے ساتھ اور ساز و سامان سے آراستہ تیار تھا لیکن ضروری تھا کہ اس کا کرایہ یعنی پچاسی ہزار مارک کی رقم پیشگی ادا کر دی جائے۔ نواب فلانڈرس اور نواب سینٹ پال اور تعلقہ دار مانٹ فرٹ اپنا کل اسباب فروخت کر کے اور اپنی ساکھ سے پورا فائدہ اٹھا کے یعنی قرض لے کے صرف اکاون ہزار مارک جمع کر سکے۔

شہر زارا پر حملہ کر کے باقی ماندہ رقم کی ادائیگی کی تجویز

ڈاج نے اس مشکل کے آسان کرنے کا ایک ایسا طریقہ بتایا جس کے سننے سے صلیبیوں کو ابتداء میں بہت حیرت ہوئی بلکہ برا معلوم ہوا۔ یہ لڑائی جس کی پوپ انوسنٹ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک اور کوشش کی تھی ایک خالص دینی لڑائی تھی جو ''بے دینوں'' کے مقابلے میں تھی اور اس سرزمین کے بچانے کے واسطے تھی جو مسیحی دنیا کی وراثت تھی۔ لیکن وینس کے ڈاج نے یہ تدبیر بتائی تھی کہ چونتیس ہزار مارک کی باقی ماندہ رقم کے معاوضہ میں یہ کام کیا جائے کہ شہر زارا ① جسے اس کے بیان کے مطابق بادشاہ ہنگری نے بے انصافی کر کے وینس کی قلمرو سے چھین کے زبردستی اپنے قبضہ میں کرلیا تھا، فتح کر کے پھر سلطنت وینس کو دے دیا جائے۔

نصف مال غنیمت کی شرط پر وینس کی باقاعدہ شمولیت

موسم گرما گزر گیا۔ اور ولادت عذراء (جناب مریم) کی عید سر پر آ پہنچی تھی کہ فرماں روائے وینس ڈینڈالو نے سینٹ مرقس کے کنیسے میں شہ نشین پر کھڑے ہو کر کہا:

''میں صلیبی جنگجوؤں کا ساتھ دینے کو تیار ہوں، چاہے اس میں مروں یا جیوں''۔

اور یہ کہتے ہی صلیب کا ارغوانی معرکہ اپنی اونچی سوتی ٹوپی میں لگا لیا۔ یہ سماں میں جوش پیدا ہو گیا۔ اب معاملت کی جو جدید صورت قرار پائی وہ اتنی ناگوار نہ تھی جتنی کہ پہلی صورت تھی۔ اب باہم یہ معاہدہ ہوا کہ جس قدر ملک فتح کریں اس میں سے نصف دولت وینس کو دی جائے۔

معزول شہنشاہِ قسطنطنیہ اسحاق اینجلوس (۱۱۹۵ء) کی طرف سے سفارت

اس زمانے میں ایک اور نیا شخص پیدا ہوا۔ تھوڑے زمانے سے قسطنطنیہ کے قیصر کے محل میں بڑا قتل وقمع ہوتا رہا تھا۔ ایک شہنشاہ کے بعد دوسرا شہنشاہ مارا جاتا تھا یا اندھا کر کے قید خانے میں ڈال دیا جاتا تھا۔ یہ اندھا کر کے قید خانے میں ڈال دینے کا سلوک آئزک اینجلوس (اسحٰق اینجلوس) کے ساتھ اسے تخت وتاج سے محروم کرتے وقت اس کے ظالم بھائی الیکسوس نے کیا تھا۔

چونکہ آئزک کی قید میں زیادہ روک ٹوک نہیں کی گئی تھی۔ لہٰذا اس نے موقع پا کے

---

① جنوب مغربی کروشیا کی بندرگاہ زارا بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ ان دنوں زارا کو زاڈار (Zadar) کہا جاتا ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے طرف داروں سے خط کتابت کی اور اس کا بیٹا جس کا نام بھی الیکسوس تھا، پیسا کے ایک جہاز میں چھپ کے سوار ہوا۔ پہلے یہاں سے انکونا پہنچا اور پھر مملکت روم میں پہنچ کر پوپ انوسنٹ کے سامنے گیا اور اپنا دعویٰ پیش کیا۔

پوپ کا دریا مظلوم کی بجائے طاقتوں کا ساتھ دیتا ہے

مگر وہاں اس کی ساعت نہ کی گئی کیونکہ پوپ کو اپنی اس غرض کی تکمیل مقصود تھی کہ مشرقی کلیسا کو مغربی کلیسا کے ماتحت بنا دیا جائے اور اس سلسلے میں اسے بہ نسبت ان مدعیان سلطنت یا تاج و تخت کے اصلی مستحقوں کے، اس شخص سے زیادہ امید تھی جو فی الحال تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔

الیکسوس کے دعویٰ کی ساعت پوپ سے زیادہ اس کے بہنوئی فلپ نے کی جو سوابیا کا سردار تھا اور اس کے ایلچی وینس کی سلطنت اور مغربی مسیحی دنیا سے کمک طلب کرنے کی غرض سے وینس پہنچے تھے۔

اہل وینس کا شہر زارا پر فوج کشی کرنے پر اصرار

یہ بات غیر ممکن نہیں ہے کہ ان ایلچیوں کی التجا سننے کے وقت ڈینڈالو (حاکم وینس) کے دل میں ان فائدوں کا خیال نہ آیا ہو جو اس صلیبی جہاد کے ضمن میں اسے حاصل ہونے والے تھے۔

لیکن اس وقت اس نے صرف اتنا ہی کیا کہ ان کی تسلی و تشفی کی اور ان کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ اس وقت اہل وینس فتح زارا کی دھن میں تھے اور اسی مہم کے خیال پر جمے ہوئے تھے۔

اگرچہ مقتدائے دین مارٹن نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کو ہسار ٹیرولیز الپس کے اس پار اتر کے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ بادشاہ ہنگری کی سلطنت پر حملہ نہ کرنا چاہیے' اس لیے کہ خود اس نے بھی صلیب کا معرکہ اختیار کر لیا ہے۔ لیکن اس کا کہنا سننا بالکل بے سود ہوا۔

اس کو جواب دیا گیا کہ اس ارادے سے ہم جب ہی باز رہیں گے جب ہمیں چونتیس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار مارک کی رقم دی جائے۔

انوسنٹ نے پیٹر آف کیپوا کو بھیجا کہ وہ اہل وینس کو سمجھائے کہ صلیبی جنگجوؤں تو درکنار خود اپنی ملکی فوج کی جمعیت سے بھی وہ زارا پر حملہ نہ کریں اور صلیبی جنگجوؤں کو خود اپنے ساتھ لے کر وہ ارض فلسطین کی راہ لے لیکن اس کا آنا بھی فضول ہوا' اس لیے کہ اس سے کہا گیا کہ جہازوں کا بیڑا موجود ہے' آپ شوق سے جائیے لیکن اس کے سوا آپ کے اور کسی حکم کی تعمیل نہیں کی جا سکتی۔

زارا پر حملہ کے مسئلہ پر لشکر میں پھوٹ

پیٹر اس جواب سے ناراض ہو کے روم واپس چلا آیا۔ آخر ان جھگڑوں کا یہ اثر ضرور ظاہر ہوا کہ بعض لوگوں نے اس صلیبی مہم میں شریک ہونے کا ارادہ فسخ کر دیا۔ چنانچہ مارکوئیس آف مانٹ فرٹ نے بھی عذر کیا کہ مجھے چند ایسی شدید ضرورتیں پیش ہیں کہ فی الحال اس صلیبی فوج کی سپہ سالاری نہیں کر سکتا۔

صلیبی مشن سے انحراف

بہرحال اہل وینس نے صلیبیوں کے ایک حصہ فوج کو اپنے ہمراہ لیا اور جہازوں پر سوار ہو کے بڑی شان و شوکت کے ساتھ زارا کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل زارا کو اس فوج کی صورت دیکھتے ہی مایوسی ہوگئی اور انھوں نے کہلا بھیجا کہ آپ جن شرطوں پر کہیں ہم اطاعت کرنے کو تیار ہیں۔ ڈاج نے جواب دیا کہ میں اپنے امرا اور رئیسوں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔ لیکن وہ تو ادھر مشورے میں مشغول تھا' ادھر سمون (شمعون) آف مانٹ فورٹ نے' جو لا مذہب عیسائیوں کے مقابلے میں ایک دوسرے صلیبی جہاد کا سرغنہ ہونے والا تھا' زارا والوں کو ان کی بزدلی پر لعنت ملامت کی اور انہیں یقین دلایا کہ تمہارے شہر کو فتح کرنا صلیبی مہم کا کوئی جزو نہیں ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاج نے اپنی کونسل سے واپس آ کے جب زارا کے ایلچیوں کو اپنے خیمے میں طلب کیا تو ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ وہ فوراً شہر میں واپس چلے گئے تھے۔ اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ہی شہر کی دیواروں پر مقابلے کے لیے مورچہ بندی ہوگئی۔

ادھر محاصرہ کرنے والے لشکر کو ''دوسیر نے'' کے پادری گائڈو نے متنبہ کردیا کہ تم لوگ صلیب کے سپاہی ہو اور قسم کھا چکے ہو کہ اپنے ہم مذہب مسیحیوں کے مقابلے میں ہتھیار نہ اٹھاؤ گے۔

یہ سنتے ہی ڈینڈالو نے نہایت ہی غضب ناک ہو کے کہا کہ رئیسوں اور تعلقہ داروں نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا چاہیے۔ اس موقع پر شاید چند ہی لوگ تھے جن کو اس کی مخالفت کرنے کی جرات ہوئی اور بعض ایسے بھی تھے جن کے دل میں اس کی مخالفت کا شوق تھا۔

زارا کی فتح (۱۵ نومبر ۱۲۰۲ء) اور تقسیم غنیمت

خلاصہ یہ کہ پانچ روز تک زارا کا محاصرہ رہا اور چھٹے دن شہر فتح ہوگیا۔ شہر پر ڈاج نے قبضہ کرلیا مگر مال غنیمت صرف اپنے دوستوں ہی میں تقسیم کیا۔

صلیبی لڑائی کے التوا اور الیکسوس کو پھر قسطنطنیہ کا شاہنشاہ بنانے کی تجویز

زارا کے فتح ہو جانے سے لوگوں کے دل میں ایسی آرزوئیں پیدا ہوگئیں جو پوری ہونے والی نہ تھیں۔ صلیبیوں نے چاہا کہ فوراً ارض مقدس کے لیے لنگر اٹھا دیں۔ مگر ڈاج اس منصوبے پر جما ہوا تھا کہ اپنے فتح کیے ہوئے شہر کی ایسی حفاظت کردے کہ شاہ ہنگری کی طرف سے کسی حملہ کا اندیشہ نہ رہے۔ موسم سرما سر پر چلا آتا تھا۔ مغربی ایشیا کے ملک ایک سخت قحط میں مبتلا تھے۔ اور ایسے زمانے میں بحری سفر اختیار کرنے سے فاقوں میں مبتلا ہو جانے کا خوف تھا۔ ان حالات کا لحاظ کرتے ہوئے یہی مناسب معلوم ہوتا تھا کہ جاڑوں کا موسم زارا ہی میں بسر کیا جائے۔ مگر یہ رائے جب سب کے سامنے پیش کی گئی تو نہایت سختی سے اختلاف کیا گیا اور بغیر خون خرابا ہوئے تصفیہ نہ ہو سکا۔

ان دنوں مارکوئیس آف مانٹ فرٹ کے آ جانے اور سپہ سالاری کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لینے سے امیدیں تازہ ہوگئیں۔ مگر چاہے جو کچھ ہوا اس صلیبی مہم کی قسمت میں یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ اسے دوبارہ اپنی اصلی غرض سے روکا جائے۔ قسطنطنیہ کے الیکسوس اور سوابین فلپ کے پاس سے ایلچی آ پہنچے جنھوں نے زور دیا کہ اس صلیبی مہم سے آپ لوگوں کی جو غرض ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ارض فلسطین چھیننے کی کوشش کی جائے وہ اس طرح بدرجہ اولیٰ حاصل ہوسکتی ہے کہ الیکسوس کو پھر قسطنطنیہ کے تخت پر بٹھا دیا جائے۔

ان ایلچیوں کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ صلیبی جنگجوؤں نے قسم کھائی ہے کہ ہر طرح سے خدا' سچائی اور عدالت کے کام کو ترقی دیں گے۔ اور ان عہدوں کے پورا کرنے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا کہ وہ حقدار بادشاہ جس کے تاج و تخت کو ایک غاصب نے چھین لیا ہے' پھر اپنے تخت پر بٹھا دیا جائے۔ ایلچیوں نے صلیبی سرداروں سے کہا:

اس میں آپ اپنا فرض بھی ادا کریں گے اور فائدہ بھی متصور ہے۔

الیکسوس کا تخت پر بیٹھتے ہی پہلا کام یہ ہوگا کہ مشرقی کلیسا کو کلیسائے روم کے تابع کر دے۔

اور دوسرا کام یہ ہوگا کہ حتی الامکان صلیبیوں کو اس مقصد کے حاصل کرنے میں مدد دے جو ان کے مدنظر ہے۔

الیکسوس صرف اتنا ہی کرے گا کہ ساری صلیبی فوج کے لیے رسد فراہم کر دے اور نقد چار لاکھ مارک پیش کرے بلکہ یا تو وہ خود آپ کے ساتھ مہم میں شریک ہوگا یا اپنی طرف سے دس ہزار فوج آپ کے ہمراہ کرے گا' جس کے تمام مصارف کا وہ خود متکفل رہے گا۔

الیکسوس کی مجوزہ شرائط منظور کرنے کی مجبوری

ووسیر نے یہ مشورہ سنتے ہی برافروختہ ہوگیا اور بولا:

''صلیبی جنگجوؤں نے صرف اہل اسلام سے لڑنے کا عہد کیا ہے۔ لہٰذا وہ تو ارض شام ہی کو جائیں گے''۔

لیکن اگرچہ اس کے طرفداروں نے اس خیال میں اس کی تائید کی مگر اس کا کسی سے کچھ جواب نہ بن پڑا کہ ارض شام میں یوں جا کے وہ کیا بنا لیں گے؟ اس لیے کہ ارض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسطین اگر فتح ہو سکتی ہے تو یا تو قسطنطنیہ کے ذریعہ سے فتح ہو سکتی ہے یا مصر کے ذریعہ سے۔ اگرچہ اس بارے میں بہت کچھ اختلاف ہوتا رہا اور لوگ الجھتے رہے مگر مارکوئیس آف مانٹ فرٹ اور نواب آف فلانڈرس نے الیکسوس کے ساتھ معاہدہ کر ہی لیا۔ اور طے پا گیا کہ یہ صلیبی فوج اب کدھر کا رخ کرے۔

پوپ کی پے در پے نافرمانیاں اور نوابوں کی من مانیاں

اس فوج کی تعداد جاڑے کے موسم میں ہفتہ بہ ہفتہ کم ہوتی گئی۔ پوپ کے فتوے کا سب کو خوف لگا ہوا تھا، چنانچہ امراء نے مصمم ارادہ کیا کہ پوپ انوسنٹ کی خدمت میں اپنے ایلچی بھیج کر اسے اس بات کا یقین دلا دیں کہ صلیبیوں کا شہر زارا پر حملہ کرنا جس پر آپ کی طرح ہمیں بھی افسوس ہے ان بے وفا نائٹوں کا قصور ہے جو صلیبیوں کو ایسی حالت میں چھوڑ کے کہ وہ اس رقم کو کسی طرح ادا نہ کر سکتے تھے جو اہل وینس کی طرف سے صلیبی سپاہیوں پر واجب الادا تھی' دیگر بندرگاہوں سے روانہ ہو گئے۔ الیکسوس سے جو نیا معاہدہ ہوا تھا اس کا تذکرہ انہوں نے خلاف مصلحت خیال کیا۔

انوسنٹ نے اپنے فتوے کو اگرچہ کیپوا کے پیٹر کے واپس آنے پر ملتوی رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات پر بھی اصرار کیا کہ ان امرا کو اپنے اس گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ اور اہل وینس کے بارے میں تو اس نے اس سے بھی زیادہ سختی کی۔

انہی ایلچیوں کو مجبوراً اس کا ایک خط اہل وینس کے نام لانا پڑا جس میں یہ فتویٰ دیا گیا تھا کہ وہ لوگ ہماری جماعت سے خارج کیے گئے۔

یہ فتویٰ نواب بونی فیس کے ہاتھ میں آیا جس نے بجائے اعلان کرنے کے اسے دبا رکھا اور پوپ انوسنٹ کو لکھا کہ امرائے صلیبی آپ کے تابع فرماں ہیں اور اہل وینس زارا کی مہم کی بابت عنقریب آپ سے معافی کی التجا کرنے والے ہیں۔

مگر جس معافی مانگنے کی خبر دی گئی تھی اس کے مانگے جانے کی نوبت نہ آئی۔ اس پر پوپ انوسنٹ نے اپنا مذہبی فرمان دوبارہ جاری کیا اور کہلا بھیجا کہ اس کا فتویٰ خاص ڈاج

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا تو اس کا کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

اس پر انوسنٹ چونک پڑا اور سخت غضب ناک ہوا جب اس نے سنا کہ زارا فتح کرنے والے اب ایک اس سے بھی بڑا گناہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کی تجویز پر اس نے کلیتہً ناراضی ظاہر کی اور کہا: ممکن ہے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ اپنے بھائی کو اندھا کرنے اور اسے تخت سے اتارنے کا گنہگار ہو۔ لیکن اس کی سلطنت مقدس دربار پاپائی کے زیر حمایت ہے۔ صلیبیوں کا نہ یہ فرض ہے اور نہ یہ ان کا عہد ہے کہ سابق بادشاہ الیکسوس کو جو نقصانات پہنچے ہیں ان کا انتقام لیں۔ بلکہ ان کا اہم اور سب سے مقدس فرض یہ ہے کہ اس بدسلوکی کا انتقام لیں جو ان کے نجات دلاتے والے مسیح کے ساتھ کی گئی جس کی صلیب کا معرکہ وہ اپنے بازوؤں پر لگائے ہوئے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شہنشاہ قسطنطنیہ نے پوپ کی خاص درخواست پر اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ صلیبیوں کے واسطے رسد فراہم کر دے گا۔ اس کے اس وعدے پر اعتبار کرنا چاہیے۔ ہاں اگر وہ اپنا وعدہ پورا نہ کرے تو صلیبی جنگجوؤں کو اختیار ہوگا کہ اس سے جس چیز کے طالب ہوں اسے جبراً وصول کر لیں، اس شرط کے ساتھ کہ اس کی قیمت فوراً ادا کر دیں یا ادائی کا اس سے وعدہ کریں۔

پوپ انوسنٹ کی قسطنطنیہ پر حملے کی مزاحمت کے لیے ناکام کوششیں

ڈینڈ الونہ تو پوپ کی ان دلیلوں کو سن کے اپنا ارادہ فسخ کرنے پر آمادہ تھا اور نہ اس کی دھمکیوں سے ڈر کے۔ روانگی کا دن آ پہنچا تھا اور شمعون آف مانٹ فورٹ جو تعصب کی تاریک خیالی میں پڑا ہوا تھا، بادشاہ ہنگری کے ساتھ شریک ہونے کے لیے جھٹ پٹ روانہ ہو گیا، اس لیے کہ وہ کلیسا کا بہت ہی وفادار دوست تھا۔ دیگر سرداران عساکر صلیبی وینس کے جہازوں کے بیڑے میں سوار ہوئے۔ لیکن ان کے دل میں اتنی امید ضرور تھی کہ جب ہمیں اپنی اس مہم میں کامیابی حاصل ہو جائے گی تو پوپ کے برتاؤ اور طرز کلام میں ایک نمایاں فرق یقیناً پیدا ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پوپ انوسنٹ کو موجودہ شہنشاہ قسطنطنیہ سے ملے رہنے کی چاہے کیسی ہی آرزو ہو مگر اس کی دوستی سے زیادہ اسے اس بات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تمنا تھی کہ مشرقی کلیسا پھر کلیسائے روم کا ماتحت اور تابع فرمان ہو جائے۔

لہٰذا سب کا خیال تھا کہ یہ مطلب تو الیکسوس کی تخت نشینی کے بعد حاصل ہو ہی جائے گا جس کے بعد صلیبی جنگجو پوپ سے برکت ہی نہیں بلکہ وہ تبرکات بھی حاصل کر کے جو قسطنطنیہ کے کنیسوں میں جمع ہیں اور فتح کے بعد ان کے ہاتھ لگیں گے' ارض مقدس کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔

مگر یہ بات ابھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ قسطنطنیہ میں ایک لاطینی سلطنت قائم کی جائے گی۔

صلیبی بیڑے کا قسطنطنیہ پہنچنا (۱۲۰۳ء)

موسم گرما میں' یعنی ان دنوں جب کہ آفتاب برج سرطان میں پہنچتا ہے' صلیبی وینس کے جہازوں پر پانٹس میں لنگر انداز ہوئے جو قسطنطنیہ سے مغرب کی طرف ۹ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ چند روز بعد صلیبیوں کی یہ فوج سقوطری [۱] پہنچی جہاں ان لوگوں کے پاس شہنشاہ الیکسوس کی طرف سے یہ پیام آیا کہ میں ایشیائے کوچک سے گزرنے میں تمہیں مدد دیتا رہوں گا' بشرطیکہ تمہارے آبنائے باسفورس میں قیام پذیر ہونے کے زمانے میں تمہارے ہاتھ سے میری رعایا کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

اس کا جواب اس غاصب سلطنت کے پاس یہ بھیجا گیا کہ تم تخت سلطنت سے اتر پڑو اور ثابت کرو کہ ہمارے اس حکم کی تعمیل میں تمہیں کوئی عذر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا تو تمہارے بھتیجے الیکسوس یعنی اس سلطنت کے اصلی وارث تاج و تخت سے تمہاری خطاء معاف کرا دی جائے گی۔

غاصب الیکسوس کا بھاگ کھڑا ہونا

مذکورہ شہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے اہل وینس شہر قسطنطنیہ کی دیواروں کے سامنے آئے

[۱] سقوطری یا اسکودار (uscudar) قسطنطنیہ (استنبول) کے بالمقابل آبنائے باسفورس کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس بات کا اعلان کیا کہ اسے اپنا بادشاہ تسلیم کریں۔

اس کے جواب میں چونکہ بالکل سکوت کیا گیا بلکہ الٹا تیروں کی بوچھاڑ کی گئی لہٰذا اب سوائے جنگ و پیکار کے کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے نتیجہ میں جو جنگ ہوئی اس میں چند ہی ایسی باتیں ہوسکتی ہیں جن میں ناظرین کو کچھ دلچسپی ہو۔ معرکہ آرائیوں کے اعتبار سے اس لڑائی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ شہنشاہ کے پاس صرف بیس جہاز تھے اور وہ بھی بیکار، کیونکہ اس کی ملکہ کے بھائی نے جو امیر البحر تھا ان سب کے لنگر اور بادبان وغیرہ فروخت کر ڈالے تھے۔ فوج جتنی تھی محض نمائشی تھی، جس میں سپہ گری کے اوصاف میں سے ایک بات بھی نہیں نظر آتی تھی۔

قسطنطنیہ کی بندرگاہ اور قصبہ غلطہ پر بہت ہی جلد حملہ کرنے والوں کا قبضہ ہو گیا۔ اور شہر کا محاصرہ ہو گیا۔ اس کے برجوں میں سے ایک برج پر سب سے پہلا جھنڈا جن لوگوں نے چڑھ کے نصب کر دیا وہ ڈینڈالو حاکم وینس کے لوگ تھے۔ اور خود ڈینڈالو نے گرد کے مکانوں میں آگ لگا کے شہنشاہی فوج کو وہاں پہنچنے سے روک دیا اور اپنی فوج کے لیے مورچہ بندی کا پورا موقع حاصل کر لیا۔ اب لاطینیوں اور یونانیوں کا مقابلہ ہوا۔ قسطنطنیہ کی فوج کی صفیں آراستہ تھیں اور سب لڑنے پر تلے ہوئے تھے کہ اچانک الیکسوس نے واپسی کا حکم جاری کر کے گویا خود ہی شکست قبول کر لی۔ اور اسی رات وہ شہر سے بھاگ کھڑا ہوا۔

اسحٰق اینجلوس جو اندھا کر دیا گیا تھا قید خانے سے نکالا گیا اور تاج شاہی اس کے سر پر رکھا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کا بیٹا الیکسوس بھی اس کے برابر تخت پر بٹھایا گیا۔

صلیبیوں کی موسم سرما قسطنطنیہ میں بسر کرنے کی مجبوری

اب صلیبی لوگ اپنا مملکت یورپ کے اندر کا کام بظاہر ختم کر چکے تھے۔ ان کے ایلچی مصر پہنچے اور سلطان مصر کو پیام دیا کہ ارض مقدس ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ ہم آتے ہی سخت انتقام لیں گے۔ اہل پیسا نے جنھوں نے غاصب الیکسوس کی مدد کی تھی اہل وینس سے دوستی پیدا کر لی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب صلیبی جنگجوؤں میں سے فرانسیسی امرا نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی بابت پوپ سے معافی کی درخواست کی جس کے جواب میں انوسنٹ نے یہ لکھا کہ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ شہزادہ الیکسس نے جن باتوں کا وعدہ کیا ہے انھیں پورا کرے۔

ادھر شہزادہ الیکسوس نے جس رقم کے دینے کی بابت قسم کھائی تھی اس کا ایک حصہ صلیبیوں کو دے کے کہا: آپ لوگ خود ہی جانتے ہیں کہ ابھی رعایا چونکہ موافق نہیں ہوئی، لہٰذا ابھی آپ کے یہاں ٹھہرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس لیے التجا ہے کہ آپ سب لوگ موسم سرما خاص قسطنطنیہ میں یا اس کے قریب وجوار ہی میں بسر کریں۔ اس کے ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ جاڑوں کے موسم میں بحری سفر کرنے کا خیال کرنا بھی حماقت ہے۔ اور اگر آپ لوگ چلے بھی گئے تو موسم بہار کے شروع ہونے تک آپ ترکوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ان وجوہ سے میں حتی الامکان موسم بہار میں آپ کی کامیابی کے لیے کوشش کروں گا۔

شمالی زائرین نے اس رائے پر ناراضی ظاہر کی۔ لیکن اس کا اصلی تصفیہ ڈینڈالو کے ہاتھ میں تھا اور ڈینڈالو نے صاف کہہ دیا کہ ہمارے جہاز اس موسم میں سفر کی بے فائدہ زحمت نہیں اٹھا سکتے۔ غرض فوج جہاں تھی وہیں پڑی رہی اور نئی نئی مصیبتیں شدت سے اور جلد جلد پیش آتی گئیں۔ مذہبی مخالفت بڑھتے بڑھتے باہمی قتل وخون ریزی کے درجے کو پہنچ گئی۔ ایک ایسا اتفاق پیش آیا کہ آٹھ دن تک شہر کے گلی کوچوں اور مکانوں میں آگ لگی رہی۔ ان نقصانات سے رعایا میں جو برہمی پیدا ہوئی تھی وہ اس وقت اور بڑھ گئی جب الیکسوس نے صلیبیوں کی نذر کرنے کے لیے لوگوں سے روپیہ مانگا۔ اور جب اس کے افسروں نے گرجوں کے کلسوں پر لگا سونا اور گرجوں کے اندر کا نقرئی اسباب بھی لے لیا تب تو رعایا آپے ہی سے باہر ہوگئی۔ لوگوں کی برہمی الیکسوس ڈیوکاس نامی ایک شخص کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی جو اپنی کالی اور جھنڈولی بھووں کی وجہ سے مورزوفل کے لقب سے مشہور تھا۔ اس نے جوش وخروش کو ایسی فصاحت و بلاغت سے ظاہر کیا کہ خود نوعمر شہزادہ الیکسوس کے دل پر اس کا نہایت اثر پڑا، چنانچہ وہ ان شرائط کے پورا کرنے میں تساہل اور غفلت کرنے لگا' جن کی تعمیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اس نے اپنے مددگاروں، یعنی صلیبی جنگجوؤں سے وعدہ کیا تھا۔ مگر صلیبیوں نے بھی اس سے صاف صاف کہہ دیا کہ اپنا عہد پورا کرو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

الیکسوس کا تخت سے اُتارا جانا اور قتل ہونا

جس روز صلیبیوں نے الیکسوس کو یہ پیام بھیجا، اسی رات اس نے اپنے آتش بار جہازوں کی ایک ٹکڑی اہل وینس کے جہازوں کے بیڑے کے مقابلے میں بھیج دی۔ یہ بہت ہی خطرناک کارروائی تھی۔ لیکن وینس کے جہاز ران جیسے بہادر تھے ویسے ہی اپنے فن میں ہوشیار بھی تھے۔ انہوں نے اپنے جہازوں کو ہٹا کے ان کے وار کو اسطرح خالی جانے دیا کہ وہ آگ لگانے والے جان ستان جہاز سیدھے سمندر کی طرف نکلے چلے گئے۔ اور ان سے نقصان پہنچا تو صرف پیسا کے کسی سوداگر کے جہاز کو جس میں آگ لگ گئی اور بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ یہ الیکسوس کی آخری حرکت تھی جس کے بعد ہی بلوہ ہو گیا اور اسے تخت سے اتار دیا گیا۔ پھر دو ایک شہنشاہوں کے تخت پر بٹھائے اور اتارے جانے کے بعد مورزوفل تخت و تاج پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی مجاہدین صلیب سے لڑنے کا قصد کیا۔ لیکن لڑائی کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے آزمانے کے لیے اس نئے قیصر نے ڈینڈالو سے خط کتابت کی کہ دیکھوں اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ معمر ڈاج نے اس کے پیام کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ ''میں ایک غاصب شخص سے معاملہ طے کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تم واقعی صلح کے خواہاں ہو تو اپنے مالک الیکسوس کو پھر تخت پر بٹھاؤ''۔

مورزوفل نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ڈینڈالو کے لیے پھر یہ سوال پیش کرنے کا موقع نہ باقی رہے، چنانچہ اسی رات کو قید خانے کے اندر الیکسوس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

اہل وینس و اہل فرانس کی انوکھی سیاست

صلیبی جنگجوؤں کو اپنے اس پرانے دوست کے مار ڈالے جانے پر بہت افسوس ہوا۔ اور ان کے صدمے نے انھیں اس بات پر آمادہ کر دیا کہ برائی کو جڑ ہی سے کھود کے پھینک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں اور مشرقی قیاصرہ کے تخت پر کسی لاطینی شہنشاہ کو بٹھا دیں۔ اس بات پر آپس میں معاہدہ ہو گیا اور طے ہو گیا کہ شہر میں جو مال غنیمت ملے اسے اہل فرانس اور اہل وینس برابر تقسیم کر لیں اور بارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جن میں سے نصف اہل فرانس اور نصف اہل وینس ہوں۔ یہی کمیٹی نئے شہنشاہ کو منتخب کرے۔ اس شہنشاہ کو شہر کا چوتھائی حصہ مع قصر ہائے بلاشیر نائی اور بوکولیون کے دے دیا جائے۔ باقی شہر دونوں متحدہ سلطنتوں میں بٹ جائے۔ سلطنت وینس جو اب تک سلطنت یونان کی ماتحت تھی، مطلقاً آزاد و خود سر کر دی جائے اور اسی طرح لاطینی شہنشاہ کی اطاعت سے بھی آزاد رہے۔ نیز قسطنطنیہ کا لاطینی مقتدائے اعظم اس قوم میں سے منتخب کیا جائے' جس سے منتخب شدہ شہنشاہ کا کوئی تعلق نہ ہو۔

مغربی کلیسا کی مشرقی کلیسا پر فتح اور انتہائی شرمناک مناظر

قسطنطنیہ کا یہ دوسرا محاصرہ بھی اسی طرح دلچسپی سے خالی ہے جیسا پہلا محاصرہ تھا۔ پہلے دن تو یونانیوں کو کامیابی ہوئی مگر اس کے بعد سلسلہ وار ایسی ابتریاں پڑتی گئیں کہ چوتھے دن لاطینیوں کو شہر کے پھاٹکوں کے اندر گھس پڑنے کا موقع مل گیا۔ مورزوفل اپنے محل کے دروازے بند کروا کے بیٹھ رہا۔

تیسری مرتبہ پھر آگ لگی جس نے شہر کو بالکل مسمار کر دیا۔

فتح کرنے والوں کو صبح کے وقت خبر ہوئی کہ غاصب بادشاہ بہت سے اہل شہر کو ساتھ لے کے بھاگ گیا۔

لاطینیوں کو پوری فتح ہوئی۔ صرف قسطنطنیہ کے پادری ہی مقابلہ کرتے رہے۔

لیکن جب، فاتحوں نے تھیوڈورس کارپس کو اہل شہر کے سامنے پیش کیا کہ اسے اپنا شہنشاہ بناؤ اور اس کے جواب میں اہل شہر کی طرف سے سکوت ظاہر ہوا تو پادریوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کی کوشش بیکار رہے۔

یہ دیکھ کے کہ اب اور کچھ نہیں ہو سکتا' پادریوں نے بھی مزاحمت چھوڑ دی اور جب پادری کماتیروس کو لاطینیوں کی فتح کے بعد ان کے وحشیانہ اور خلاف انسانیت افعال کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے کی تاب نہ رہی تو وہ بھاگ نکلا۔

تینوں مغربی بشپوں نے صلیبیوں کو اس بات کی سخت تاکید کر دی تھی کہ وہاں کے گرجوں' پادریوں' راہبوں اور ننوں کی عزت کا بہت کچھ لحاظ کرتے رہنا۔ لیکن ان کی یہ نصیحت بالکل بے نتیجہ ہوئی۔ فتح کے نشہ نے حملہ آوروں کو سب باتیں بھلا دیں اور یہ حامیان صلیب سر سے پاؤں تک زنا کاری اور بدکاری میں مبتلا ہو گئے۔

ایک بدکار عورت نے بے شرمی کا جامہ پہن کے اور اس حالت میں جب کہ شراب کے نشے میں چور تھی، کنیسہ سینٹ صوفیہ اور قیصر جسٹینین کی اس عالی شان متبرک عمارت کے اندر مقتدایان دین کے منبر پر کھڑے ہو کے ایک فحش گیت گایا۔ بدمستی کی حالت میں وہ ساری شراب بھی پی گئی جو قربان گاہ کے ظروف میں بھری ہوئی تھی۔

نذر و قربانی کی اس میز کے انجر پنجر ڈھیلے کر ڈالے گئے جو بے مثل صناعی کا اعلیٰ نمونہ اور بیش بہا ہونے میں مشہور تھی۔

خوب صورت پلپٹ یعنی وہ چبوترہ جس پر پادری کھڑا ہو کے نماز پڑھایا کرتا ہے، اس کی تمام چاندی وغیرہ اتار کر اسے تباہ و غارت کر ڈالا گیا۔

گرجوں کے متبرک خزانوں کا لٹا ہوا مال لاد کے لیے جانے کے لیے گھوڑے اور خچر خاص گرجوں کے اندر لائے گئے اور زیادہ بوجھ کے لادے جانے سے، اگر وہ گر پڑے تو کنیسوں کے نادر ہی انھیں اتنے کوڑے اور چابک مارے گئے کہ گرجوں کی زمین پر ان کے خون کا سیلاب بہ گیا۔

جاہل اور وحشی لوگ تو ان ضروری کاموں میں مشغول تھے مگر جو لوگ زیادہ متقی اور پرہیز گار تھے وہ اپنے مذاق کے موافق گرجوں سے پرانے تبرکات' بزرگوں کی معجز نما ہڈیاں اور ان کے دانت نکال نکال کر اس غرض سے جمع کر رہے تھے کہ انھیں لے جا کے ان بڑے بڑے شہروں کے گرجوں میں رکھیں جو دریائے رائن' لوار اور سین کے کنارے آباد تھے۔

پوپ کا صلیبی جنگجوؤں کے بارے میں ننگا تبصرہ

پوپ کہتا ہے ''یونانی کلیسا کیونکر ہمارے کلیسا کے ساتھ اتفاق کر سکتا ہے؟ اور لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں کر شاگردان مسیح کے رومی دین کی عزت کر سکتے ہیں جب کہ لاطینیوں کے ہاتھوں ایسی ایسی وحشیانہ حرکات اور ایسی ایسی بدکاریاں سرزد ہوتے دیکھ چکے ہیں' جو ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی بنا پر لوگ اگر انھیں کتے سے بھی بدتر خیال کریں تو بھی کچھ بے جا نہیں ہے''۔

یہ خیال بہت صحیح ظاہر کیا گیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ پوپ انوسنٹ نے کلیسائے یونان کی طرفداری میں کوئی ایسی تصویر نہ کھینچی ہو گی جس میں اصل سے زیادہ رنگ دے کے مبالغہ کی شان دکھائی ہو۔ اور نیز یہ کہ جن لوگوں نے اسے ان واقعات کی خبر پہنچائی انہوں نے اپنی پوشیدہ سیاہ کاریوں کو بالکل آشکارا نہ کر دیا ہو گا جن کا اس کے سامنے منہ سے نکالنا داخل معصیت تھا۔

بلجیم کے نواب فلانڈرس بالڈون کا شہنشاہ مشرق منتخب ہونا

اب ان فاتحوں کا پہلا کام یہ تھا کہ کسی کو اپنا سردار منتخب کریں اور مال غنیمت کو آپس میں بانٹیں۔ خاص قصر شاہی کے کنیسے میں بارہ آدمیوں کی ایک کمیٹی نے اجلاس کیا اور روح القدس سے مدد مانگی۔ کمیٹی کے ارکان میں سے جو چھ رکن فرانسیسی تھے وہ سب مقتدایان دین تھے:

(۱) لوسز کا ایبٹ (مقتدا) اور (۲) ٹرائس۔ (۳) سواسون۔ (۴) ہالبرسٹاٹ۔ اور (۵) بیت اللحم کا بشپ (اسقف) اور (۶) وہ پادری جو شہر عکہ کا بشپ منتخب ہوا تھا۔

انہوں نے پہلے تو ڈینڈالو کو منتخب کیا۔ اس کی عقل مندی' اس کی مستعدی اور اس کی لغزش نہ کھانے والی جرات ثابت کر رہی تھی کہ اس شہنشاہی کی باگ ہاتھ میں لینے کے لیے وہی سب سے زیادہ موزوں ہے' جس کے حاصل کرنے میں اس نے سب سے زیادہ کارنمایاں دکھایا تھا۔ لیکن اس ضعیف العمر شخص نے یہ خدمت انجام دینے سے احتراز کیا۔ اور اہل وینس بھی شہنشاہی قوت اور حاکم وینس ڈاج کی قوت کے ایک ہی ذات میں جمع ہو جانے کو اپنی تاجرانہ جمہوری سلطنت کے حق میں برا خیال کرتے تھے۔

اب صرف دو اور ایسے شخص باقی رہ گئے تھے جو اس خدمت کے اہل سمجھے جا سکتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارکوئیس آف مانٹ فرٹ جو کوہ الپس کے دامن کی ایک چھوٹی سی قلمرو کا حاکم تھا۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جس سے اہل وینس کو پرخاش نہیں ہو سکتی تھی اور جو اپنی عمر اور اپنے چال چلن کے لحاظ سے بھی اس قابل تھا کہ اس منصب پہ وہی فائز کیا جائے۔

لیکن اس کے حریف نواب فلانڈرس بالڈون کا عین عالم شباب تھا جس کی عمر ہنوز بتیس ہی سال کی تھی۔ وہ چارلس اعظم (شارلمین) کے خاندان سے تھا۔ فرانس کے بادشاہ کا رشتہ سے بھائی ہوتا تھا۔ ایک زرخیز ملک کا فرماں روا اور ایک بہت بڑی فوج کا سردار تھا۔ لہٰذا منتخب کرنے والوں نے متفق اللفظ ہو کر اسی کو منتخب کیا اور تمام سرداروں میں' جو باہر منتظر کھڑے تھے' اعلان کر دیا گیا کہ نواب فلانڈرس سلطنت مشرق کا قیصر قرار پایا ہے۔

یہ سنتے ہی بونی فیس آف مانٹ فرٹ نے اس کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ پھر اور سب نے ویسا ہی کیا۔ مگر اکیلا ضعیف العمر فرماں روائے وینس ہی ایک ایسا شخص تھا جس نے اس رسم کو نہیں ادا کیا۔ بالڈون کے ساتھیوں نے اسے اپنی ڈھالوں پر اٹھا کے ہاتھوں ہاتھ کنیسہ سینٹ صوفیا میں پہنچایا۔ اور وہاں حسبِ رسم قیاصرہ اسے گھٹنوں تک ارغوانی رنگ کی جرابیں پہنائی گئیں۔ اس کے تین ہی ہفتے بعد پوپ کے وکیل نے آ کے تاج شاہی اس کے سر پر رکھا' کیونکہ ابھی تک کوئی شخص قسطنطنیہ کا لاٹ پادری منتخب نہیں ہوا تھا جس کا یہ اصلی کام تھا۔

ٹامس موروسینی کا قسطنطنیہ کا اُسقف اعظم منتخب ہونا

اہل وینس کے لیے ایک اسقف کا انتخاب بہ نسبت ایک عارضی بادشاہ کے انتخاب کے زیادہ تشویش و تردد کا معاملہ تھا۔ اس بات کا اندیشہ تو اب نہ رہا تھا کہ وینس کسی بڑی سلطنت کا ماتحت ہو جائے گا' لہٰذا مقتدائے دین کے انتخاب کے بارے میں اہل وینس نے اپنی معمولی سرگرمی اور متانت سے کوشش شروع کی۔ کنیسہ سینٹ صوفیا کے باضابطہ مفتی شرع کے منتخب کرنے کے لیے جو کمیٹی مقرر ہوئی تھی' اس کے ارکان وینس کے پادری قرار دیے گئے اور ان کو قسم دی گئی کہ سوائے کسی وینس والے کے کسی اور کو منتخب نہ کریں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کمیٹی میں قرعہ انتخاب ٹامس موروسینی پر پڑا جو یہاں کا لاٹ پادری قرار پایا۔ یہ شخص وینس کے ایک نہایت ہی معزز گھرانے کی یادگار تھا۔ اور پوپ انوسنٹ ثالث کی نظر میں اس کی بہت عزت و حرمت تھی۔

دربار پوپ میں بالڈون اور اہل وینس کی سفارتیں

پوپ نے اپنا کام نہایت ہی ہنرمندی سے انجام دیا۔ غاصب الیکسوس جب قسطنطنیہ کے تخت پر براجمان تھا' اس وقت اس نے پوپ کے ذریعہ سے اس امر کی کوشش کی تھی کہ کلیسائے مشرق کلیسائے مغرب کے ماتحت ہو جائے۔ جب وہ بھاگ گیا تو پوپ نے اس کے بھتیجے الیکسوس کو وہ وعدے یاد دلائے جو پیشتر والے الیکسوس نے اس سلسلے میں کیے تھے اور صلیبیوں کو ابھارا کہ اسے ایفائے وعدہ پر مجبور کریں۔ اس نے صلیبیوں سے کہا کہ اس کے سوا اور کسی طریقہ سے وہ اپنے آپ کو اس جرم سے بری نہیں کر سکتے کہ جو فوجیں محض ارض پاک کو دشمنوں سے چھیننے کے لیے فراہم ہوئی تھیں' انھیں اس غرض سے ہٹا کے ان سے دوسرا کام لیا گیا۔

اب پوپ کو نئے قسم کے معاملات نپٹانے تھے۔

بالڈون کا خط

شہنشاہ بالڈون نے اس سے استدعا کی کہ آپ اس معاہدے کی تصدیق کر دیں جو وینس کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اور مغربی یورپ والوں کو اس امر کی ہدایت فرمائیں کہ وہ سب اس مشرقی لاطینی سلطنت کی حمایت کریں اور تازہ فوجیں روانہ کریں جنھیں ان ملکوں میں آ کے' جو فی الحال اس لاطینی سلطنت کے قبضے میں آئے ہیں' بہت کچھ فائدہ ہو گا۔

اور یہاں کے لاطینی کلیسا کو اور بہت سے پادری بھیج کے قوی بنائیں۔

اہل وینس نے بھی پوپ سے زارا پر حملہ کرنے کی بابت معافی مانگی تھی اور ملتجی ہوئے تھے کہ ہم نے جو شہر قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اس پر آپ اپنی رضامندی ظاہر فرمائیے۔ اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لکھا کہ ہمیں اس بات کا یقین نہ تھا کہ اہل زارا دراصل آپ کی حمایت میں ہیں۔ اور اس سبب سے ہم نے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جماعت دینی سے اپنے خارج کیے جانے کے حکم کے متعلق اس وقت تک خموشی اختیار کیے رہیں جب تک کہ آپ کو اصل حقیقت سے واقفیت نہ ہو جائے۔ قسطنطنیہ میں ہم نے جو کچھ کیا وہ ہمارا نہیں بلکہ الیکسوس کا قصور تھا کیونکہ جب اس نے آتشبار جہاز ہمارے بیڑے کی طرف بھیجے تو ہمارے لیے اپنی اور اپنے شرکا کی سلامتی کے واسطے ضروری ہو گیا کہ الیکسوس کو اس قابل ہی نہ رہنے دیں کہ وہ اور کسی قسم کا نقصان پہنچا سکے۔

جواب میں انوسنٹ ثالث کا خط

اس خط کو دیکھ کر جو مسرت انوسنٹ کو ہوئی، اس کا اظہار اس نے نہایت تحمل کے ساتھ اور بہت ہی محدود الفاظ میں کیا۔ اس نے جواب میں لکھا:

میں بہت خوشی کے ساتھ اپنے اس حکم کو جو اہل وینس کے قوم سے خارج کیے جانے کی بابت نافذ کیا تھا' منسوخ کرتا ہوں۔ اور میری نظر میں ڈینڈالو کی اس بہادری اور عقل مندی کے سبب سے کوئی کم وقعت و عزت نہیں ہے کہ اس کی اس درخواست کو منظور کروں جسے اس نے بہت بڑی آرزوؤں کے ساتھ پیش کیا ہے کہ اپنے صلیبی جنگ میں شریک ہونے کے عہد سے اسے بری کیا جائے۔ اس کا سا بہادر جس نے نوے برس کی عمر میں موسم سرما کو بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کیا ہے، اسے اس صلیبی جنگ کو اپنی خدمات سے محروم نہ رکھنا چاہیے۔ اس کی شرکت اس مہم میں مسیحیوں کی کامیابی اور خود اس کی شہرت کا ذریعہ ہو گی۔

ان تعریف و توصیف کے کلمات کے ساتھ جو ایک حکم کی شان رکھتے تھے اس نے یہ بھی لکھا کہ میں نے اس لاطینی سلطنت کی سرپرستی خاص طور پر اختیار کی۔ اور مغربی سلاطین کو بھی ہدایت کر دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی ترقی و بہبود کی کوشش کریں۔ اس کے بعد لکھا: میں نے اپنے تئیں مجبور پایا تھا کہ اس جور و ستم اور ان بدفعلیوں کی بابت جو صلیبیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عیسائیوں کے ایک شہر کے لوٹنے میں ظاہر ہوئیں سخت ناراضی ظاہر کروں۔ لیکن ساتھ ہی میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ میرے سامنے لوگوں نے اس فتح کے حالات بیان کرنے میں بہت کچھ حاشیے بھی چڑھائے تھے۔ اور جو امور یونانیوں کے سپرد کیے گئے تھے ان میں انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ مدد دینے کے بجائے انہوں نے بہادران صلیب کی مزاحمت کی' اس سے بھی بڑھ کے یہ کہ حتی الامکان ان کے برباد کر دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے بے وجہ مذہبی نااتفاقی پیدا کر رکھی تھی۔ اور جب ان سے اتفاق کی خواہش کی گئی تو انہوں نے کچھ بھی توجہ نہ کی۔ اور اسی کی ان کو یہ سزا ملی کہ ان کی وراثت اور لوگوں کے ہاتھ میں گئی' جن کی ذات سے بھلائی کی امید تھی۔

لیکن اب پوپ انوسنٹ نے اگر اس سلطنت کے انتظامات ملکی میں اس قدر رعایت کی تو اسی قدر انتظامات شرعی کے معاملات میں سختی بھی کی جسے اہل وینس خاص اپنا حصہ سمجھتے تھے۔ پوپ نے اہل وینس اور اہل فرانس کو اس معاملے میں سخت الزام دیا کہ انہوں نے کلیسائے مشرق کی جائداد میں سے اس قدر حصہ علیحدہ کر لینے کے بعد جو لاطینی پادریوں کے مصارف کے واسطے کافی ہوسکتا، باقی کل جائداد آپس میں تقسیم کر لی۔

موروسینی کے انتخاب کو بھی اس نے جائز نہیں رکھا تھا۔ لیکن اہل وینس کا اسے اس قدر پاس ولحاظ تھا اور موروسینی کی اس کی نظر میں اس قدر وقعت تھی کہ اب جائز طور پر یعنی اپنی طرف سے بھی اسی کو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری مقرر کر دیا جسے ان لوگوں نے منتخب کیا تھا اور عجیب عجیب قسم کے اختیارات اس کے ہاتھ میں دے دیے۔ ان اختیارات کی وجہ سے وہ بہت سے ایسے استغاثوں کا بھی فیصلہ کر سکتا تھا جن کا تصفیہ کرنا خود پوپ کا کام تھا۔ لیکن دراصل ان اختیارات کی وجہ سے یہ بات اور بھی واضح طور پر ظاہر ہوئی تھی کہ وہ پوپ کا ماتحت ہے اور اس کا یہ رتبہ اور اس کے یہ اختیارات پوپ ہی کے عطا کیے ہوئے ہیں۔

پانچویں صلیبی جنگ سے پوپ اور اہل وینس کو کیا فوائد حاصل ہوئے

اس طرح سے اس عظیم الشان صلیبی جنگ سے' جس کے واسطے انوسنٹ نے کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تھی، جو کچھ نتائج ظاہر ہوئے وہ ان نتائج کے بالکل مخالف تھے جن کی اس صلیبی معرکہ آرائی سے امید تھی۔ شام کے سلطانوں کی قوت پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں پڑا۔ ارض فلسطین تک ان جنگجوؤں میں سے ایک متنفس بھی نہیں پہنچنے پایا تھا۔ لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو انوسنٹ کے لیے شکایت کا کوئی موقع نہ تھا۔ اس مہم کے ذریعہ سے اس کی قلمرو اور حکومت کو بہت وسعت حاصل ہو گئی تھی۔ اور اس مہم نے اس مذہبی بغاوت کا قلع قمع کر دیا تھا جس نے سیدنا مسیح کی غیر مرئی عبا کا ایک ایک تار الگ کر رکھا تھا۔

لیکن اگر پوپ نفع میں رہا تھا تو وینس کو اس سے زیادہ اہم اور کہیں زیادہ دیر پا حقوق حاصل ہو گئے تھے۔ زارا فتح کرنے کے ذریعہ سے اس نے اپنی وسیع تاجرانہ سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ اس کے کارخانے جو قسطنطنیہ سے ملی ہوئی آبادی پیرا میں تھے ان کی حفاظت کے لیے دولت وینس کو صرف اپنے بیڑوں کے قائم رکھنے کی ضرورت تھی۔ اس کے مقابلے میں لاطینیوں کو اس بات کی ضرورت تھی کہ خشکی کی طرف کے حملوں سے اپنی حفاظت کرنے کے لیے تیار رہیں۔ بحیرۂ ایجین کے زرخیز جزیروں میں وینس کے مقبوضات موجود تھے اور ہر بندرگاہ پر اس بحری سلطنت کا جھنڈا اڑتا نظر آتا تھا۔

علاوہ بریں اس ترقی تجارت کی وجہ سے وینس میں پوپ کی فرمانبرداری سے آزاد ہو جانے کا خیال پیدا ہونے لگا تھا۔ پوپ انوسنٹ نے وینس والوں کے اس رجحان کو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا اور اس کو نیست و نابود کر دینے کی فکر میں تھا۔

ہنری ڈینڈالو کے جانشین زیانی نے بغیر پوپ کی اجازت حاصل کیے، وینس کے کنیسہ سینٹ فیلکس کے پیش نماز کو زارا کا مقتدائے اعظم مقرر کر دیا۔ اس پر انوسنٹ کو طیش آ گیا، چنانچہ اس نے نہایت سخت الفاظ میں ان تمام حکمت عملیوں پر اعتراض کیا جو اس صلیبی جنگ میں اہل وینس کا طرز عمل رہی تھیں۔ اس نے کہا:

> "یہ ٹھیک ہے کہ صلیبی فوج سے انہوں نے زارا فتح کر لیا۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر سلطنت قسطنطنیہ تک کو تہ و بالا کر دیا، مگر وہی مذہبی فوج جس نے ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ایسی فتوحات حاصل کیں اگر ارض مقدس میں جا پہنچتی تو کیا کچھ نہ کرتی؟ اگر صلیبی جنگجو اپنا عہد پورا کرتے تو کیا ملک مصر پر قبضہ نہ ہو جاتا اور مسجد عمر اور مسجد اقصیٰ ① ہی پر پھر صلیب نصب نہ ہو جاتی بلکہ سارا ملک شام اہل اسلام سے صاف نہ ہو جاتا؟ یہ نتیجہ جو حاصل نہیں ہوا تو یہ صرف اہل وینس کا قصور تھا جس کا اور کوئی ذمہ دار نہیں ہو سکتا' لہٰذا تمھارے مقرر کیے ہوئے مقتدائے اعظم کو میں منظور نہیں کر سکتا۔ اور اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے فوراً باز نہیں آ گئے تو تمھارے حق میں بہت برا ہوگا''۔

مگر اس کا کچھ ثبوت نہیں ملتا کہ اہل وینس نے پوپ کے اس فرمان پر توجہ بھی دی یا نہیں۔

---

① حرم بیت اللہ کے اندر مسلمانوں کی دو مقدس عمارات ہیں: مسجد اقصیٰ اور اس کے شمال میں قبۃ الصخرہ۔ مسجد اقصیٰ وہ مقام ہے جہاں نبی ﷺ نے نماز میں انبیاء کی امامت کی تھی اور قبۃ الصخرہ کے اندر وہ چٹان (صخرہ) ہے، جس پر سے نبی ﷺ معراج آسمانی کو تشریف لے گئے تھے۔ اہل یورپ قبۃ الصخرہ کو غلط طور پر ''مسجد عمر'' کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس مقام کو صاف کر کے نماز پڑھائی اور جہاں سادہ سی مسجد بنوائی تھی وہاں آج مسجد اقصیٰ ایستادہ ہے جس کی باب مغاربہ والی دیوار کو یہودی ہیکل سلیمانی کی باقیات سمجھتے ہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۰

قسطنطنیہ کی لاطینی سلطنت

یونانیوں اور لاطینیوں کا اختلاف

ہم یہ بتا چکے ہیں کہ اہل یونان اور مغربی یورپ کے لاطینی اور ٹیوٹانک فرقوں کے چال چلن میں کس قدر فرق تھا۔ مغربی یورپ میں بے چینی اور طمع بڑھی ہوئی تھی جس کی بدولت برابر آپس میں کشت و خون ہوا کرتا تھا۔ اس کے خلاف مشرقی قیصروں یعنی قسطنطنیہ والے سلاطین کی رعایا صلح جو اور فرمانبردار تھی۔ یہ لوگ اگر کام لیتے تھے تو مکر و فریب کے اسلحہ سے۔ اس میں شک نہیں کہ صلیبی پہلے جن لوگوں میں گئے تھے ان کی حالت نہایت ہی ابتر تھی۔ لیکن وہ ملک جس میں اب ان کا ورود ہوا تھا وہ ویسا ہی عیسائی ملک تھا جیسے کہ اٹلی یا فرانس تھے۔ اسی قدر نہیں بلکہ یہ ملک بعض ایسے قدیم گرجوں پر نازاں تھا جو بہ لحاظ تقدس کے میلان' وی آنا اور خود رومتہ الکبریٰ کے گرجوں پر بھی فوقیت رکھتے تھے۔ اس سرزمین میں وہ قانون جاری تھا جس کا اثر یورپ کے ہر فرقے کے قانون پر پڑا ہوا ہے۔ یہاں نرسین' بنی ڈکٹ یا اسکاٹ لینڈ کے کولمبا کے زمانے سے کہیں پیشتر انٹونی اور باسل نے رہبانیت کے اصول کو رواج دیا تھا۔ اور یہی وہ مقام تھا جہاں اس وقت سے کسی خاص گرجے میں جا کے رسوم مذہبی بجالانے کی بنیاد پڑ گئی تھی' جب کہ دین مسیحی ہنوز عالم طفولیت میں تھا۔

قدیم شہنشاہی تہذیب منسوخ کرنے کی کوشش

مغربی یورپ کے حامیان صلیب نے خیال کیا کہ وہ اس قدیمی تہذیب کو اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیلاب سے فنا کر دیں گے۔ کسی کو اس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ یہاں عیسائیوں سے یا آ کٹیولیس اور قسطنطین اعظم کے پرانے ملک کے لوگوں سے سابقہ ہے۔ ان کی نظر میں یہ سرزمین بھی شام و مصر کی طرح کفرستان بنی ہوئی تھی۔ اس کے باشندے بالکل وحشی اور ان کے اسقف اور پادری ایک جھوٹے مذہب کے ماننے والے تھے جن پر رحم کرنا گناہ عظیم تھا۔ اگر صلیبیوں سے زیادہ عقل رکھنے والے اس ملک کو فتح کرتے تو وہاں کے باشندوں سے میل جول پیدا کر کے ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرتے اور اس طریقہ سے ان میں ایک نئی روح پھونک کے ان کی اس ابتر حالت کو سنبھالا دیتے۔

مگر بالڈون اور اس کے مددگاروں نے ایک نہ مٹنے والا خط کھینچ کر گزشتہ عہد کو حال کے زمانے سے الگ کر دیا۔ کل عہدے' منصب اور جاگیریں ضبط کر لی گئیں اور فاتحوں کے درمیان تقسیم ہو گئیں۔ یہ قلمرو اب اگر ایک شہنشاہ کے زیر نگین تھی بھی تو یہ شہنشاہ ایسا نہ تھا جو خود مختار ہو بلکہ اس کی حیثیت محض سرداروں کے ایک سرگروہ کی سی تھی۔ اس کے امرا اگرچہ اس کے ماتحت تھے لیکن اصل میں ایسے صاحب اثر تھے کہ خود بادشاہ کی بحالی و معزولی اپنے ہاتھ میں سمجھتے تھے۔

المختصر بالڈون (نواب فلانڈرس) اور اس کے ساتھیوں نے تجویز کیا کہ قسطنطنیہ میں بھی وہی کارروائی کریں جو گاڈفرے اور اس کے ساتھیوں نے ارض فلسطین میں کی تھی۔ جسٹینین کے مجموعہ قوانین کے عوض وہاں ایسیز آف جروسلم یعنی "قانون بیت المقدس" جاری ہوا۔ اور کسی یونانی شخص کو اجازت نہ تھی کہ اس قانون کی تعمیل کرانے والوں میں شامل ہو یعنی اسے کسی مقتدر عہدے پر مامور کیا جائے۔

یونانی لاٹ پادری کے ساتھ پوپ کا طرز عمل

جو تغیر ملکی معاملات میں کیا گیا وہی مذہبی معاملات میں بھی عمل میں آیا۔ پوپ نے بغیر کسی پس و پیش کے موروسینی کے انتخاب کو ناجائز اور کالعدم قرار دے دیا' قطع نظر اس سے کہ انتخاب خود بخود ہوا' یا سلطنت کی مقرر کی ہوئی مجلس دینی کے ذریعہ سے ہوا۔ اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامنظور کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس انتخاب کے سبب سے پوپ کے اختیارات میں فرق آتا تھا۔ یہ خیال نہیں رکھا گیا کہ اس کارروائی سے اس پادری کے اختیارات پر حملہ کیا گیا تھا جس کا تخت حکومت قریب قریب اتنا ہی قدیم تھا جتنا کہ خود انوسنٹ کا تخت تھا۔

کیتھولک پوپ کا انتہائی فرقہ وارانہ طرز عمل

یونانی پادری اپنے گرجوں میں سے اس طرح نکال دیے گئے گویا وہ بعل ① دیوتا کے پجاری یا مسلمانوں کے امام تھے۔ وہ سب لوگ مجبور کیے گئے کہ اپنے طریقہ عبادت ونماز کو چھوڑ کے کلیسائے روم یعنی کیتھولک مذہب کے اصول کے موافق نماز ادا کیا کریں۔

شہنشاہ نے پوپ سے استدعا کی کہ پادریوں کی جماعتیں وہاں بھیجی جائیں گویا ''کافروں'' کو اپنے دین میں لانا مقصود تھا۔ علاوہ ازیں ڈومنیقی فرقے کے پیش نماز اور سسترقی گروہ کے راہب بہم پہنچائے گئے تاکہ وہ دمشق کے قدیمی طریقہ گوشہ نشینی میں مناسب اصلاح وترمیم کریں۔

پوپ انوسنٹ سوم درحقیقت بہت خوش تھا۔ اس کے خطوط ہر جگہ جاتے اور دینداروں کو آمادہ کرتے تھے کہ وہ سب ان پادریوں کی مدد کریں جو قسطنطنیہ کے گرجوں میں خدا کی کتاب کی تعلیم دے رہے ہیں اور ان لوگوں کی غلط فہمی دور کریں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ

① قدیم سلطنت بابل میں بعل کا مندر سب سے بڑا تھا۔ اور بعل ہی کی ان لوگوں میں پرستش کی جاتی تھی جس پر بطور چڑھاوا خوبصورت اور حسین عورتیں چڑھائی جاتی تھیں۔ بعل کے بت کے نیچے بڑا بھاری آتش خانہ تھا۔ اس کی گرمی سے جو لوگ چڑھائے جاتے جل مرتے تھے۔ اہل بابل نے غیر قوموں کے لاکھوں آدمیوں کو پکڑ کے اسی بعل پر چڑھا دیا۔ کسی زمانے میں بعل کی پرستش مغربی ایشیا کا فیشن ایبل اور مہذب مذہب تھا۔ پارسیوں نے اس مذہب کو تباہ و برباد کیا۔ اور اسی کی یادگار وہ صابئین تھے جو عرب میں سیدنا رسالت مآب ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھے اور ستارہ پرست خیال کیے جاتے تھے۔ وہ ستاروں کو بھی پوجتے تھے، اور اسی عقیدے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ موجودہ علم ہیئت ونجوم کو پہلے پہل انھیں لوگوں نے ایجاد کیا۔ بابل میں بعل کے پجاری نہایت ہی مقدس ومحترم خیال کیے جاتے تھے۔ اور بادشاہ تک ان سے اور ان کے اثر سے ڈرتے تھے۔ (مترجم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روح القدس کا اقنوم باپ اور بیٹے سے ظاہر ہوا ہے۔

انوسنٹ کہتا تھا کہ

''سماریہ اب پھر بیت المقدس میں واپس آ گیا ہے۔'' یعنی مسیحی ہدایت، پھر جاری ہوگئی۔

''خدا تعالیٰ نے شہنشاہی یونان کا غرور توڑ دیا اور انھیں گمراہی سے ہدایت کے راستے پر لے آیا۔ لادینی سے نکال کے انھیں رومن کیتھولک کے موافق کیا اور نافرمانی چھوڑ کے اب وہ خدا کے فرماں روا بندے بن گئے ہیں''۔

اسے یقین دلایا گیا تھا کہ اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ پیرس کے نوجوان مشرق میں بھیجے جائیں تاکہ یہاں آ کر وہ علوم مشرقی حاصل کریں اور ان کے خیالات میں پختگی ہو۔ اس کے مقابل فلپ آگسٹس نے یونانی نوجوانوں کو اس غرض سے پیرس میں بلایا کہ وہاں وہ مغرب کے آداب مذہبی کی تعلیم پائیں۔

پوپ اور بادشاہ دونوں اس تبادلۂ خیالات کو فروغ دینے کی کوشش میں منہمک تھے جس کا انجام یہ ہونے والا تھا کہ خود سرانہ حقوق مذہبی کی بنیاد مٹ جائے اور مذہبی فرماں رواؤں (پاپاؤں) کے سچے ہونے کا خیال پختہ ہو جائے۔

اس طریقے سے جو انتظام کیا گیا تھا، وہ ایڈیسا کی لاطینی حکومت سے، کچھ تھوڑے ہی زیادہ دنوں تک قائم رہا۔ اصل میں یہ کام ایسا تھا جیسے پرانے کپڑے میں کسی نئے کپڑے کا پیوند لگایا جائے، یا پرانی چمڑے کی بوتلوں میں نئی شراب بھری جائے جس کا نتیجہ سوائے ان کے پھٹ جانے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ مفتوح قوم کے ساتھ اس سلطنت کا جو برتاؤ تھا، اس کی بنا پر وہ اس سے زیادہ دیرپا نہیں ہوسکتی تھی جتنی کہ بیت المقدس کی لاطینی سلطنت دیرپا ثابت ہوئی تھی۔ اور اس رویے نے بجائے خود ان تمام رقابتوں اور عداوتوں کو ظاہر کیا جن سے مغربی یورپ کی تمام چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی بدنامی ہو رہی تھی۔

قبل اس کے کہ مورو سینی قسطنطنیہ میں پہنچے جھگڑا شروع ہوگیا۔ ہنوز وہ روم میں تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوپ نے اسے متنبہ کیا کہ مدبران وینس کے منصوبوں سے کوئی تعلق نہ رکھنا اور اپنے نئے مستقر میں پہنچ کے، ابنائے وینس کو دیگر لوگوں پر ترجیح نہ دینا۔ جب وہ وینس پہنچا تو اسے مجبور کیا گیا کہ اپنے اس عہد کو توڑ ڈالے اور قسم کھا کے اقرار کرے کہ صرف اہل وینس کنیسہ سینٹ صوفیا کے کانزن یعنی ارکان دینی مقرر ہوں گے اور حتی الامکان اس بات کی بھی کوشش کرے کہ اس کے بعد جو شخص قسطنطنیہ کا مقتدائے اعظم مقرر ہو وہ وینس والوں ہی میں سے ہو۔ اس سازش کی خبریں فرانس کے پادریوں میں بدظنی پیدا کر دینے کے لیے کافی تھیں۔

اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ مورو سینی جب قسطنطنیہ کے ساحل پر پہنچا تو ایک متنفس نے بھی اس کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ یونانیوں کی نظر میں وہ سیاہ رو ڈاڑھی مونڈا مقتدائے اعظم، نیز اس کے ساتھ والے کمینہ صورت ڈاڑھی مونڈے پادری دونوں قابل نفرت تھے۔ غرض مورو سینی کو بالکل تنہا چھوڑ دیا گیا۔ پادریوں کو اس نے دھمکی دی کہ اگر میری عظمت تسلیم نہ کرو گے تو میں تمھیں جماعت دین سے خارج کر دوں گا۔ لیکن سب نے یکساں طور پر اس دھمکی کی طرف سے بے پروائی کی بلکہ اس کی اور تحقیر کی۔

سلطنت یونان کا سرداران صلیبی میں تقسیم ہونا

اس میں شک نہیں کہ ان فاتحوں نے اپنے واسطے ایک ایسی قلمرو کو فتح کیا تھا جس کی حالت فی نفسہ بہت ہی ضعیف تھی اور اس کے باہم تقسیم کرنے میں ویسے ہی جھگڑے ہوئے جیسے کہ لوٹ کا مال تقسیم کرنے کے لیے ڈاکوؤں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔ قسطنطنیہ فتح ہوئے ابھی پورے تین مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ شہنشاہ قسطنطنیہ اپنی فوج لے کے اپنے باجگزار بونی فیس آف مانٹ فرٹ پر چڑھ دوڑا جو اب سالونیکا (تھسلی) کا حاکم تھا۔ اور یہ جھگڑا جو اس وقت ٹل گیا، اس سے اس کی سلطنت کی آئندہ تاریخ کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ اب اس معاہدے کے پورا کرنے کا وقت آ گیا تھا جو فتح سے بھی پہلے کیا گیا تھا۔

ضعیف العمر ڈینڈالو رومانیہ کا بادشاہ ہو گیا اور اپنی اس نئی قلمرو میں اس نے وفات پائی اور اس کام کو اپنے ہموطنوں کے ہاتھ میں چھوڑا کہ بر اعظم کے سواحل، بحیرۂ ایڈریاٹک کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزائر اور مجمع الجزائر یونان میں اپنے قومی کارخانوں کی زنجیرہ بندی کر کے اپنی تاجرانہ شہنشاہی کو مضبوط اور وسیع کریں۔ اس کام میں اس قدر سرمائے کی ضرورت تھی کہ سلطنت وینس کے محاصل اس کو پورا نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا یہ تاجرانہ جمہوری سلطنت مجبور ہوئی کہ اپنے اصول کے خلاف اس طریقے کو اختیار کرے کہ اپنے مقبوضات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دے اور ان میں سے ہر ایک حصہ کا ایک جداگانہ شخص کو سردار یا فرمان روا قرار دیا جائے۔

بالڈون کے سپہ گر رقیب بونی فیس کی نظر میں کریٹ کی سلطنت کے مقابلے میں مقدونیہ کے علاقہ تھسلی کی حکمرانی زیادہ دلکش تھی۔ لیکن اسکی ہوس اس سے بھی پوری نہ ہوئی۔ اس کے سپاہی تھیبس' ایتھنز اور ارگوس کے پھاٹکوں میں داخل ہوئے۔ کارنتھ اور ناپولی والوں نے ذرا مزاحمت کی تھی مگر بہت جلد مغلوب ہو گئے۔

بلوا کا نواب نیقیہ کا رئیس مقرر ہوا۔ نواب سینٹ پال کو شہر دمتریا کی امارت ملی جو ایڈریانوپل (ادرنہ) سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر جنوب کی جانب واقع ہے۔ اور ویل ہارڈوئین کے جیوفرے کو جواب رومانیہ اور شیمپین کا سپہ سالار تھا، لبِ دریائے ہبروز رہنے کو مکان ملا۔

نیقیہ' طرابزون اور دیوراز و میں نئی سلطنتوں کا ظہور (۱۲۰۴ء)

لیکن قسطنطنیہ کے قیصروں کی قوت لاطینی صلیبیوں کے ہاتھوں پامال ہی نہیں ہوئی تھی بلکہ بہت سے حصوں میں بٹ گئی تھی۔ بدنصیب مورزوفل جسے لاطینیوں نے گرفتار کیا تھا، تھیوڈوشیا کے گروہ سے (جو کہ قدیم سلطنت کی یادگار باقی تھے) خارج کر دیا گیا۔ ہاں تھیوڈور لاسکریس یعنی اس الیکسوس کا داماد' جس نے اسحاق اینجلوس کو تخت سے اتارا تھا' اس نے پہلے تو اپنے تئیں نیقیہ کا خودمختار فرمان روا قرار دیا، پھر چند روز بعد شہنشاہ بن بیٹھا۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں وہ باسفورس سے لے کے دریائے میانڈر کے کناروں تک کل علاقے پر قابض ہو چکا تھا۔ سلطنت کے اور حصے بھی اسی طرح نئے قیصروں کے مقابلے میں علم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت بلند کیے ہوئے تھے۔

اُدھر طرابزون [1] کے صوبہ داروں نے ابتداء میں تو اپنا لقب نہیں بدلا مگر جلد ہی وہ اپنے اپنے صوبے کے بادشاہ بن بیٹھے اور اپنی زمانہ مابعد والی سلطنت کی بنیاد ڈال دی۔ ایسی ہی ایک زبردست قوت ایپائرس میں پیدا ہوگئی اور اس کا مستقر اس شہر دیورازو میں تھا جسے بوہیمانڈ کی تاریخ سے خاص تعلق ہے۔

اب ان لاطینی فاتحوں کو بھی ماتحت فرماں روا مامور کرنے کے طرز حکومت کی مضرت محسوس ہونے لگی' اس لیے کہ اس فرماں روائی اور باغیانہ سرکشی میں صرف نام ہی کا فرق ہے۔ اور یہ اندیشہ جو پیشتر ہی سے نظر آنے لگا تھا اس کی اس وقت پوری پوری تصدیق ہوگئی' جب ان ماتحت حاکموں کی متحدہ فوجوں نے ایک ساتھ مل کے خاص قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ مگر یہ شورش بہت جلد فرو ہوگئی اور ان سرداروں کی فوجوں کے منتشر ہو جانے سے ثابت ہوگیا کہ ان میں اتفاق کی قوت بہت ہی کم تھی۔ اور جب میدان جنگ میں چند مقابلے ہوئے' تو کھل گیا کہ ان میں ایسی قوت نہیں ہے کہ ہمیشہ غالب ہی رہیں۔

کالوجان کے حکم سے تھریس میں لاطینیوں کا قتل عام

دریں اثنا لاطینیوں پر طوفان ایک ایسے مقام سے آیا جہاں سے اس کے آنے کا انھیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اہل بلغاریہ کا سردار جان یا کالو جان پہلے بالڈون سے ہمسر کی حیثیت سے ملا تھا اور نہایت پر جوش دوستی ظاہر کی تھی۔ لیکن اس برتاؤ کے جواب میں جب اس سے کہا گیا کہ نواب فلانڈرس (بالڈون) کو وہ اپنا شہنشاہ سمجھے تو اس کی دوستی دشمنی میں بدل گئی اور وہ اہل یونان کا طرفدار ہوگیا۔ اس کے بعد بالڈون کا بھائی ہنری بہت سی فوج ہمراہ لے کر ہلسپانٹ کے اس پار اتر گیا تو کالوجان نے قتل عام کا حکم دیا اور لاطینی لوگ بلا

[1] میانڈر/طرابزون: شمال مشرقی ترقی کی بندرگاہ طرابزون بحیرہ اسود کے کنارے واقع ہے جبکہ دریائے میانڈر (غزل ارماک) وسطی ترکی کے پہاڑوں سے نکل کر کمان کی شکل میں بہتا ہوا بحیرۂ اسود میں جا گرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تامل تھریس کے قصبوں اور گاؤں میں قتل کیے گئے۔

بادشاہ بالڈون کی گرفتاری (اپریل ۱۲۰۵ء)

بالڈون نے فوراً اپنے بھائی کے پاس ایک قاصد دوڑایا کہ واپس چلے آؤ۔ لیکن وہ واپس نہیں آنے پایا تھا کہ بالڈون ایک سو چالیس بانکے "نائٹوں" اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور ضعیف العمر ڈینڈالو اس کے بعد چلا۔ یہ فوج اتنی کم تھی کہ اس کا لے جانا اندیشہ سے خالی نہ تھا۔ لیکن اس کی قواعد دانی اور اصول جنگ سے ماہر ہونے کی بدولت اس قلت کا مداوا ہو سکتا تھا۔ لوگوں کو اپنے گروہ سے الگ ہونے کی سخت ممانعت تھی۔ مگر نواب بلوا نے اس حکم کا لحاظ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن یکا یک اس پر آ پڑا۔ نواب بلوا میدان میں مارا گیا اور خود شہنشاہ بالڈون بھی گرفتار ہو گیا۔ مگر فوج نواب ویل ہارڈوئین کی عقل مندی، بہادری اور لیاقت کی بدولت بچ گئی جس کا نہایت ہی خوبی سے واپس آنا صلیبی لڑائیوں کی ساری تاریخ میں سچی افسرانہ جواں مردی کا بے نظیر واقعہ ہے۔

لاطینی بادشاہ کے جیل میں قتل کا معمہ

لیکن اب یہ برائے نام سلطنت رہ گئی تھی۔ اب لاطینیوں کی شہنشاہی صرف پرومانطمیس (باسفورس) کے سواحل کی چند گڑھیوں اور خاص دارالسلطنت سے عبارت تھی۔ کالوجان پورے عروج پر تھا۔ وہی پوپ جس کی نسبت چند ہی روز پیشتر اس نے نہایت حسن عقیدت کا اظہار کیا تھا، اسی نے اب اسے خوشامد کے لہجے میں لکھا کہ اپنے دشمنوں کے حال پر ترس کھاؤ اور شہنشاہ بالڈون کو قید سے آزاد کر دو جس کے جواب میں اس نے کہا کہ آپ کے حکم کے آخری حصے کی تعمیل کرنا انسانی قوت سے باہر ہے۔ اور سبب یہ کہ بالڈون اس سے پیشتر ہی قید خانے میں مر چکا تھا مگر اس کا کسی کو پتہ نہ لگا کہ کیونکر مرا۔ ہاں ایسے افسانے بہت سے مشہور ہوئے جن میں بیان کیا جاتا تھا کہ اس بے کس قیدی پر بے انتہا مظالم ہوئے۔ اور چونکہ لوگوں کے عام معتقدات میں تھا کہ بڑے لوگ مر سکتے ہی نہیں، لہٰذا بیس سال بعد علاقہ فلانڈرس میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا دعویٰ تھا کہ میں ہی اس ملک کا اصلی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجدار ہوں۔ اس نے لوگوں کو اپنا اس قدر معتقد اور گرویدہ کر لیا تھا کہ باوجودیکہ جھوٹا ثابت ہو گیا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا مگر ان کا بدستور یہی اعتقاد قائم تھا۔ سکندر اعظم اور بالڈون دونوں کے کارناموں کا نوعمری ہی میں خاتمہ ہو گیا۔

بالڈون کا بھائی ہنری شہنشاہ قسطنطنیہ

بالڈون کے چھوٹے بھائی ہنری نے دس سال سے زیادہ سلطنت کر کے چوالیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ گو اس کی سلطنت کی ابتدا بہت ہی تاریکی اور ابتری کے زمانے میں ہوئی اور دوران سلطنت میں بہت سے ہنگامے ہوئے اور ابتریاں پڑیں مگر پھر بھی بالذات اسی کی سلطنت کا زمانہ لاطینی سلطنت کی تاریخ میں ایک ایسا زمانہ ہے جو وحشیانہ ظلم و تعدی سے کسی حد تک بری نظر آتا ہے۔ بارہ مہینے تک تو اپنے بھائی کے قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس کے بعد جب اسے اس بات کا یقین ہوا کہ بالڈون نے فی الحقیقت وفات پائی تو اس نے شاہی لقب اختیار کیا۔

ان دنوں ضعیف العمر ڈینڈالو قسطنطنیہ میں مر چکا تھا۔

مانٹ فرٹ کے بونی فیس کے مطیع و منقاد ہونے کا جھگڑا یوں طے ہوا کہ ہنری نے اس کی بیٹی ایگنس کے ساتھ شادی کر لی۔ اس نے بھی ڈینڈالو کی وفات کے تھوڑے ہی عرصے بعد دنیا سے رحلت کی۔ وہ ایک لڑائی میں کالو جان کے مقابل لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس کے دوست جیوفرے آف ویل ہارڈوئین کا نام بھی تاریخ کے صفحوں پر سے غائب ہو گیا ہے۔

کالو جان کا قتل ہونا

لیکن اب بلغاریہ کے سردار کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ اہل یونان بیشتر کالو جان کو ایک ایسا شخص سمجھتے تھے جس سے انہیں امید تھی کہ پھر انہیں اگلی آزادی دلا دے گا اور پرانے قوانین کو از سر نو جاری کرائے گا۔ مگر اس کے طرز عمل سے انھیں یہ معلوم ہوا کہ وہ نہایت وحشی اور ظالم ہے جسے، سلاطین مشرق کی طرح مفتوح فرقوں کی قتل و غارت میں مسرت حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ [1] اس ظالم کے ظلموں ہی سے ان کے خیال میں یہ بات آئی کہ شاید لاطینی شہنشاہ ان کا دوست ہو جائے۔ اس بات کی انہوں نے جیسے ہی استدعاء کی شہنشاہ ہنری تھوڑی سی فوج لے کر میدان جنگ میں آموجود ہوا۔ کالو جان فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر اس کا یہ بھاگنا لاطینی فوج کے خوف سے نہ تھا بلکہ زیادہ تر اس کا یہ سبب تھا کہ اس کے افسروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بلغاریہ کا یہ حاکم عین اس زمانے میں جب کہ وہ تھسلی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا خود اپنے خیمے کے اندر مار ڈالا گیا۔ اس کے جانشین دوری لاس سے ہنری نے صلح کر لی۔

ہنری یونانیوں کی محرومیوں کا ازالہ کرتا ہے

نیقیہ اور ایپائرس کے یونانی حکمرانوں کے ساتھ ایک عہد نامہ کر کے ہنری امن و امان کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اس کی قلمرو بھی ایک معتد بہ وسعت رکھتی تھی۔ اپنی باقی ماندہ زندگی اس نے نیک نیتی کے ساتھ عدل گستری و خوش انتظامی کی تدابیر سوچنے میں بسر کی۔ یہ اصول کہ کسی خدمت سے کوئی گروہ محروم رکھا جائے، جو عموماً صلیبیوں کو نہایت ہی عزیز تھا، اسے صراحتاً ناقص معلوم ہوا اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ یونانیوں ہی کے ذریعہ سے حکومت کرے۔ یونانیوں کو سلطنت کے بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہونے کی اجازت دے دی گئی اور اہل یونان ہی زیادہ تر ان عہدوں پر مقرر بھی ہو گئے۔

کسی فرقے کی سرپرستی کی بجائے مذہبی آزادی

مشرقی طریقہ ادائے رسوم مذہبی کے ترک کرانے اور لوگوں کو ایک خاص طریقۂ عبادت گزاری پر مجبور کرنے کے ظلم کی بھی اس نے مخالفت کی مگر صرف اس طرح کہ اگر کوئی

---

[1] یہاں مسلمانوں کے خلاف مسیحی مصنف کا تعصب پھر ابل پڑا ہے اور اس نے ''سلاطین مشرق'' پر بے بنیاد اور جھوٹا الزام لگا دیا جبکہ ایسی قتل و غارت کا وصف محض سلاطینِ یورپ بالخصوص صلیبی سرداروں میں پایا جاتا تھا۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ اس کے سامنے پیش ہو جاتا تو روکتا مگر خود سے دخل نہ دیتا۔

پوپ کی برتری کے معاملے کو ہنری نے اس خوش اسلوبی سے کمزور کیا کہ کنیسہ سینٹ صوفیا میں اپنا تخت اس نے اسقف اعظم کی کرسی کے داہنے ہاتھ پر نصب کرایا۔

ہنری کی وفات (۱۲۱۶ء) اور آف پطرس کورٹنے کی عبوری بادشاہی

ہنری نے تھسلی میں وفات پائی اور اس کی ذات پر نوابان فلانڈرس کی نسل نرینہ کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ہنری کی بہن یولاندہ کی بیٹی ہنگری کے بادشاہ اینڈریو کے عقد میں تھی۔ لاطینیوں کو خیال ہوا کہ اگر کوئی زبردست شخص شہنشاہ منتخب کیا جائے تو شاید ان کی سلطنت بچ جائے' لہٰذا سب کی نظر اینڈریو ہی کی طرف گئی' مگر اس نے ان کی درخواست نامنظور کی۔ بدقسمتی سے اس تاج کو کورٹنے کے پطرس نے جو اوزیر کا نواب اور یولاندہ کا شوہر تھا' قبول کیا۔ اس نے ایک ایسے صلیبی معرکے میں ناموری حاصل کی تھی جو ترکوں اور اہل اسلام کے مقابلے میں نہیں بلکہ علاقہ پراونس (فرانس) کے ان ملحدین کے مقابلے میں لڑا گیا تھا جو البی جانسین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

پطرس کو ایک ایسی فوج تیار کرنے کے واسطے جو اسے اس کے نئے دارالسلطنت تک بہ حفاظت پہنچا دے مجبوراً اپنی ریاست کا زیادہ حصہ بیع یا رہن کر دینا پڑا۔ اور جب وہ رومتہ الکبریٰ پہنچا تو پوپ ہونوریس ثالث نے اس احتیاط سے کہ کوئی ایسی بات مجھ سے نہ ظاہر ہو جائے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ میں نے اسے پرانے شہنشاہی شہر ''قسطنطنیہ'' کا فرمان روا تسلیم کر لیا ہے' اسے ایک ایسے گرجے میں لے جا کے تاج شاہی پہنایا' جو شہر رومہ کی شہر پناہ کے باہر تھا۔

نئے بادشاہ پطرس کی گرفتاری اور موت

سمندر کے اس پار اترنے کے ذرائع بہم پہنچانے کے لیے اسے اہل وینس کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ انہوں نے اس کی درخواست تو منظور کی لیکن انھیں شرائط پر جو بالڈون اور اس کے شرکاء کے ساتھ طے ہوئی تھیں۔ شرط یہی تھی کہ وہ شہر ڈیوراز و کو فتح کر کے اہل وینس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دے دے جس طرح کہ بالڈون نے شہزارا کو فتح کر دیا تھا۔ اسے بوہیمانڈ سے زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جب ڈیورازو سے اس نے کوچ کیا تو ایسے پہاڑوں میں جا پھنسا جہاں راستہ مل نہ سکا اور ادھر ادھر پہاڑوں سے ٹکراتے ٹکراتے ہی وہ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھ پوپ کا نائب بھی دشمنوں کے ہاتھوں قید ہو گیا۔

پوپ نے فوراً شاہ ایپائرس کو دھمکی دی کہ میرا غضب تجھ پر نازل ہو جائے گا۔ لیکن چند ہی روز میں کھل گیا کہ پوپ کی یہ تشویش اپنے وکیل کی وجہ سے تھی نہ کہ شہنشاہ کے سبب سے۔ پوپ کا وکیل تو رہا ہو گیا۔ مگر پطرس غالباً قید خانے ہی میں قتل کر ڈالا گیا۔ یوں ہنری کے بعد جو شخص اس کا جانشین ہوا اسے وہ شہر بھی دیکھنا نہ نصیب ہوا جس کا وہ قیصر مقرر کیا گیا تھا۔

قسطنطنیہ کی بادشاہی ایک جوا

پطرس جن دنوں قید خانے کی مصیبت میں مبتلا تھا اس کی بیوی یولاندہ کے بطن سے عین رنج والم اور حزن و غم کی حالت میں بالڈون پیدا ہوا۔ یہی وہ بدنصیب بچہ تھا جس پر لاطینیوں کا شاہی خاندان ختم ہونے والا تھا۔ یولاندہ کو موت نے بہت جلد حزن و الم سے نجات دلا دی اور لاطینی امراء کو پھر کسی شخص کے شہنشاہ منتخب کرنے کی زحمت پیش آئی۔

علاقہ نمور جو یولاندہ کا ورثہ تھا اس کے بڑے بیٹے فلپ کو ملا۔ وہ ایسا بے وقوف نہ تھا کہ اپنی اس مستقل وراثت کا مبادلہ ایک ایسی سلطنت سے کرتا جو محض نام کی سلطنت تھی۔

بادشاہ رابرٹ اور خانہ جنگی

قسطنطنیہ کا شہنشاہ بننے کی درخواست یولاندہ کے دوسرے بیٹے رابرٹ سے کی گئی جو جرمنی اور ڈینیوب کے راستے سے اپنے بہنوئی شاہ ہنگری کی قلمرو میں سے ہوتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا۔ قسطنطنیہ کے اسقف اعظم نے جسٹینین کے کنیسے میں اسے تاج شہنشاہی پہنایا۔ لیکن اس رسم کے انجام پاتے ہی بلوے ہونے لگے اور ابتریاں شروع ہو گئیں جن کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہیں آتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب بونی فیس کے بیٹے اور جانشین دمیتریوس کو اس کی سلطنت تھسلی سے نکال دیا گیا۔ اور ایشیا کی سرزمین کا جو حصہ ابھی تک لاطینیوں کے پاس تھا اس پر نیقیہ کے بادشاہ جان واطاطزیس نے جو تھیوڈور لاسکاریس کا داماد تھا' قبضہ کر لیا۔

ابتری کی اصل وجہ

اس سیاسی ابتری کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ تمام فتوحات یونانیوں کو فرانس ہی کے سپاہیوں کی مدد سے حاصل ہوئی تھیں' جنھوں نے یہاں آ کے دشمن کی فوج میں نوکری کر لی تھی۔ اب صلیبیوں نے یہ وضع اختیار کر لی تھی کہ جو شخص زیادہ رقم دیتا تھا اسی کی طرف سے لڑتے تھے یا جو سپہ سالار کامیاب ہوتا تھا اسی کے ساتھ شریک ہو جاتے تھے۔

بادشاہ رابرٹ شہید عشق ہوتا ہے

میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی ذلت پر ایک اور ترقی یہ ہوئی کہ ایوان شاہی میں بدفعلیاں شروع ہو گئیں۔ اور رابرٹ ایک عورت کے مار ڈالے جانے کے غم و غصہ میں' جس کے شوق میں وہ اپنی منگیتر واطاطزیس کی بیٹی چھوڑنے کو بھی تیار ہو گیا تھا' سلطنت چھوڑ کے روم پہنچا' تاکہ پوپ کے قدموں میں گر کے اپنے دل کو تسلی دے۔ وہاں اس سے کہا گیا کہ اپنے دارالسلطنت میں واپس جا کے اپنا فرض منصبی ادا کرے۔ مگر جو اہانت اس کی ہوئی تھی اس کو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ آخر موت نے آ کر اسے پوپ کے ارشاد کی تعمیل سے نجات دلا دی۔

جان برین شہنشاہ قسطنطنیہ

جس وقت رابرٹ دنیا سے رخصت ہوا' اس وقت یولانده کے چھوٹے بیٹے بالڈون کی عمر دس برس کی تھی۔ لاطینیوں نے دیکھا کہ اگرچہ موجودہ سلطنت قسطنطنیہ گزشتہ سلطنت کا صرف ایک دھوکہ ہے' پھر بھی وہ بالڈون ایسے کم سن بچے کے ہاتھ میں نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے طے کیا کہ تاج شہنشاہی قبول کرنے کی درخواست جان آف برین سے کریں جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دنوں اپنی زوجہ میری کے حقوق کی بدولت بیت المقدس کا برائے نام بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ میری ازابیلا اور کونراڈ آف مانٹ فرٹ کی بیٹی اور شاہ المریق کی نواسی تھی۔

اس تجربہ کار بہادر کو جس کی عمر اس زمانے میں اسی برس سے بھی زیادہ تھی اور جس سے عنقریب فریڈرک دوم کی صلیبی جنگ میں پھر ملاقات ہوگی، ترغیب دی گئی۔ اور وہ اس شرط پر لقب شہنشاہی اختیار کرنے پر راضی ہوا کہ بالڈون کی شادی اس کی چھوٹی بیٹی کے ساتھ کر دی جائے اور بالڈون ہی اس کے بعد تخت شہنشاہی پر بٹھایا جائے۔

لیکن ضعیف العمری یا راحت طلبی نے اس میں سے مستعدی اور پھرتیلے پن کی صفت سلب کر لی تھی۔ منتخب ہونے کے دو سال بعد یعنی ۱۲۳۱ء میں وہ قسطنطنیہ پہنچا۔ لاطینی بیان کرتے ہیں کہ قسطنطنیہ کے محاصرے کے زمانے میں واطاطزیس اور ازان حاکم بلغاریہ کی فوجوں کے ساتھ مل کے اس نے بڑے بڑے کارنمایاں کیے تھے۔ مگر ان واقعات کا یونانیوں کی روایتوں میں کہیں پتہ نہیں ہے۔

بالڈون دوم کی گداگرانہ بادشاہی (۱۲۶۱ء)

اس کی وفات کے بعد بالڈون دوم کی ذلیل و حقیر سلطنت شروع ہوئی جس نے پچیس سال سلطنت کی اور اس مدت میں سے زیادہ زمانہ اسی کام میں صرف ہوا کہ وہ غیر ملکوں میں جا جا کے لوگوں کے سامنے اپنی مصیبتیں بیان کرتا۔ لوگوں سے اپنے حال پر ترس کھانے کی خواہش ظاہر کرتا' اور اپنی ضرورتوں کے لیے بھیک مانگتا تھا۔ اسے اگر کامیابی ہوئی بھی تو اس سے زیادہ ذلت نصیب ہوئی۔ لیونز کی کونسل میں جس میں فریڈرک دوم جماعتِ دین سے خارج کیا گیا تھا' اگر بالڈون دوم کو پوپ کے داہنے بازو پر بیٹھنے کی عزت دی گئی تو ڈوور میں اس سے جواب طلب کیا گیا کہ بلا اجازت اسے ایک خود مختار سلطنت میں داخل ہونے کی کیونکر جرات ہوئی۔

انگلستان میں اسے سات سو مارکس (اشرفیوں) کی رقم ملی۔

روم میں پوپ نے اس کے ساتھ بہت کچھ رعایت کی اور اس کے موافق ایک صلیبی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی کی تحریک کی اور اس کا اعلان بھی کر دیا۔

رحم دل لوئی بادشاہ فرانس اس کی مصیبت کی داستان سن کر آبدیدہ تک ہو گیا۔ لیکن اس کی فوج روانہ ہوئی تو مصر کی طرف نہ کہ قسطنطنیہ کی طرف۔

تاہم اپنی نمور کی موروثی تعلقہ داری اور کورٹنے کی سرداری کو فروخت کر کے اس نے تیس ہزار فوج جمع کر لی اور اسے لے کے وہ مشرق میں آیا۔

لیکن اس کے بعد ہمیں اس کی تاریخ میں یہ تماشا نظر آتا ہے کہ وہ سلطان قونیہ کا دوست ہے اور اپنی بھانجی اس کے سامنے پیش کر رہا ہے کہ اس کے ساتھ شادی کرے۔

بت پرستوں کے سنگ انہیں کا ہم رنگ

اس کے ساتھ ہی وہ کومان فرقہ والوں کا بھی دوست تھا اور ان بت پرستوں ایسے مراسم بجالانے میں پس و پیش نہیں کرتا تھا۔

بالڈون مسیح و مریم کے تبرکات فروخت کرتا ہے

اس کی ضرورتوں نے اسے اور زیادہ زیر بار کیا۔ اور اب اسے ان تبرکات کا خیال آیا جو ابھی تک قسطنطنیہ کے کنیسوں میں باقی تھے۔ ان میں سب سے زیادہ بیش قیمت وہ کانٹوں کا تاج تھا جو مسیحیوں کے نجات دہندہ ''سیدنا مسیح'' کو پہنایا گیا تھا۔ اس کے معاوضے میں بالڈون دوم نے لوئی نہم سے دس ہزار سکے نقرئی پائے۔ دیگر تبرکات مثلاً وہ کرتا جو سیدہ مریم نے بیت اللحم کے غار میں سیدنا مسیح کو پہنایا تھا۔ وہ برچھی اور اسپنج جو کالوری کی پہاڑی پر سیدنا مسیح کے جسم میں لگائے گئے تھے۔

عصاہائے موسیٰ کی لوٹ سیل

اور سیدنا موسیٰ کے عصا اس نے بہت ہی کم قیمت پر فروخت کر ڈالے۔ یہ سب تبرکات بک کے فرانس میں پہنچے اور پیرس کے کنیسے میں لگائے گئے جو اس وقت تک اس ولی کا رتبہ پانے والے بادشاہ فرانس کے سلیقے اور مذاق کو ظاہر کر رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵۵ء میں واطاطزیس کی موت

اسی اثنا میں واطاطزیس کی قوت ہر جانب بڑھ گئی تھی۔ اور اب اس امر کے واسطے کہ پوپ اس کے حال پر اپنی مہربانی کا اقرار کرے، صرف اس بات کی ضرورت تھی کہ وہ رومن کیتھولک مذہب کے اس عقیدے کو تسلیم کر لے کہ روح القدس کا نزول اجلال ہوتا ہے۔ لیکن اس نے اس امر کو تسلیم نہیں کیا یہاں تک کہ ۱۲۵۵ء میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی موت سے لاطینی شہنشاہ کو کسی قدر اطمینان نصیب ہوا۔ لیکن جب بالڈون نے اس بات کے دریافت کرنے کے واسطے اپنے ایلچی بھیجے کہ میکائیل پیلیولوگس جو واطاطزیس کے پوتے جان کا سرپرست قرار پایا تھا اس کے ساتھ کیا رعایت کرے گا تو میکائیل نے بالکل بے رخی سے انھیں جواب دیا کہ میں ایک چپہ بھر زمین بھی نہ دوں گا اور لاطینی قیصر اب صرف اس صورت میں امن و امان سے بیٹھ سکتا ہے کہ اس مقدار میں سالانہ خراج ادا کرتا رہے جتنی کہ شہر قسطنطنیہ کی چونگی اور دیگر شہری محاصل کی آمدنی ہے۔ اور اگر اسے یہ شرط منظور نہیں ہے تو لڑائی کے لیے تیار رہے۔

آسان ترین فتح اور مشرق کی مغرب سے آزادی

اس عظیم الشان نزاع کا بہت جلد فیصلہ ہو گیا۔ میکائیل نے قیصر کا خطاب اپنے سپہ سالار الیکسوس اسٹریٹکیو پولوس کو عنایت کیا تھا۔ اور اس کے حکم سے یہ سپہ سالار روانہ ہوا تا کہ دارالسلطنت قسطنطنیہ کے قریب رہ کے اس کی نگرانی کرتا رہے، مگر اس طرح کہ خود کسی خطرے میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اپنے اس عہد کو وہ پورا نہ کر سکا۔ اور جب تھوڑے سے آدمی ہمراہ لے کر وہ قسطنطنیہ کی دیواروں پر چڑھ گیا، جن کی کوئی حفاظت کرنے والا بھی نہ تھا، تو اپنی اس بے عقلی کی حرکت نے اس پر ایسا خوف طاری کیا کہ سر سے پاؤں تک کانپنے لگا۔ لیکن اس نے سپاہیوں کو جو واپسی کا حکم دیا تو انہوں نے کسی طرح حکم کی تعمیل نہیں کی۔

بہر حال اب تو پانسہ پڑ چکا تھا۔ اور نتیجہ ظاہر تھا کہ فتح حاصل ہو گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالڈون کا فرار

یونانیوں نے جیسے ہی یہ نعرہ سنا کہ اپنی پرانی شہنشاہی کو بچاؤ تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس موقع پر جنوا والے اپنے پرانے دشمن اہل وینس سے انتقام لینے پر مستعد ہو گئے۔ اور لاطینی شہنشاہ مع اپنے ماتحت سرداروں کے وینس کے جہازوں کے بیڑے میں سوار ہو کے بھاگا تو پہلے ایوبیا (یونان) میں گیا اور پھر اطالیہ جا پہنچا۔ یوں مشرقی شہنشاہی کا دارالسلطنت اپنے مغربی فاتحوں کی غلامی سے چھوٹ گیا۔

بالڈون تیرہ سال شہنشاہی خطاب کے سہارے جیا

لیکن بالڈون اس کے بعد تیرہ برس تک خالی شہنشاہی کا خطاب لیے ہوئے چاروں طرف پھرتا رہا۔ جہاں ہزاروں نے اس پر ترس کھایا، ہزاروں نے اسے برا بھلا کہا۔ لیکن عملی حیثیت سے دیکھئے تو اس کے مقدمے میں کسی نے ہاتھ تک نہیں ہلایا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے فلپ نے اس کا لقب اختیار کیا اور چند روز بعد بالڈون کی پوتی کیتھرائن کے ذریعے سے اس کے شوہر چارلس آف والوا کے پاس پہنچا جو فرانس کے بادشاہ گورے فلپ کا بھائی تھا۔

مشرقی کلیسا کی مغربی کلیسا سے نفرت اور بُعد کے اسباب

پوپ انوسنٹ سوم کو ارض مقدس کی واگزاری اور لاطینی سلطنت بیت المقدس کے از سرنو قائم ہو جانے کے علاوہ جس چیز کی سب سے زیادہ تمنا تھی' وہ یہ تھی کہ کلیسائے یونان کلیسائے روم میں ضم ہو جائے۔ اس بات کو بھی وہ سمجھتا تھا کہ اس غرض کے حاصل ہونے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ سرزمین مشرق (قسطنطنیہ) اور سرزمین مغرب (روم) کے باشندوں میں میل جول پیدا ہو۔ ان تمام حسرتوں اور آرزوؤں کا خون اس صلیبی لڑائی نے کر دیا جس کی خود اسی نے تحریک کی تھی۔ خاص اس صلیبی لڑائی میں اور نیز ان واقعات میں جو اس کے بعد پیش آئے ایسی کوئی بات نہیں تھی جو ان دونوں مختلف ملکوں کے باشندوں کو ایک دوسرے کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا نہ بنا دیتی۔ اس دشمنی کی بنا پر ایک تو یہ ظالمانہ زبردستی سے گناہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گار سمجھے جاتے تھے کہ وہ پوپ کو اس اعلیٰ رتبہ پر فائز نہیں مانتے تھے جو کہ پوپ دنیا سے تسلیم کرانا چاہتے تھے اور جو عقیدہ نیقیہ کی کونسل میں مسیحیت قرار دیا گیا تھا اس میں صرف ایک لفظ کا اضافہ کرنے سے انکار کرتے تھے۔

دوسرا ظلم یہ تھا کہ جن لوگوں نے مشرق کے عوام کو تعلیم دی تھی اور ان کی خبر گیری کی تھی ان کو نکال کے ان کی جگہ اجنبی لوگ مقرر کیے تھے جنھوں نے اس طریقۂ عبادت کی قطعی ممانعت کر دی جو قدامت کی وجہ سے ان میں ہر دل عزیز ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ صریح بے انصافی ہوئی کہ ہر اعلیٰ عہدے ٗ ذمہ داری دیے گئے اور سود مند ملازمت سے، یونانی علیحدہ کر اور ان میں ایسا قانون جاری کیا گیا جو ان کی خواہشوں ٗ امیدوں اور عادتوں میں سے ہر ایک چیز کے خلاف تھا۔

چوتھا وحشیانہ غیظ وغضب جس کی وجہ سے قسطنطنیہ کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہیں اور اس کے متبرک مقامات قصابوں کے مذبحوں کا نمونہ بنا دیے گئے۔

ان سب پر طرہ یہ ہوا کہ وہ تمام چیزیں جو اعلیٰ درجے کی صنعت کا نمونہ تھیں اور جن پر بہت کچھ روپیہ صرف کیا گیا تھا اور جو بے مثل و بے نظیر تھیں اور ان کا پھر بننا غیر ممکن تھا ٗ یا توڑ ڈالی گئیں یا جلا دی گئیں۔

شہنشاہوں کے مقبرے زبردستی کھولے گئے اور لوٹ لیے گئے۔

قدیم کاریگروں کی تمام اعلیٰ درجے کی کاریگریاں جن پر انھیں ناز تھا ٗ برباد کر ڈالی گئیں۔

ان لوگوں میں سے صرف ایک وینس والے ایسے تھے جنھیں برباد کرنے کی نسبت چرا لے جانے میں زیادہ دلچسپی تھی ٗ چنانچہ لے سیپو کے گھوڑے (مجسمے) جو سمندر پار اتار کے وینس پہنچائے گئے اس وقت تک وینس کے کنیسہ سینٹ مرقس کی ڈیوڑھی پر لگے ہوئے ہیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کو لاطینی مسیحی دنیا کے قوانین ٗ رسوم اور سلطنت سے سخت نفرت ہو گئی۔ اور اس وقت تک مشرقی اور مغربی کلیسا کے درمیان ایک ایسا دریا حائل ہے جسے نہ آج تک کوئی شخص اپنی کوشش سے پاٹ سکا ہے اور نہ اس پر پل بندھ سکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۱

چھٹی صلیبی لڑائی

چھٹی صلیبی لڑائی کے خصائص

جس حماقت کی بدولت محاربین صلیب نے ہر موقع پر اپنی فتوحات کے منافع ہاتھ سے کھوئے یا مٹا دیے تھے' وہی حماقت چھٹی صلیبی معرکہ آرائی میں بھی اسی شان سے ظاہر ہوئی۔ لیکن ان لوگوں کی تنگ نظری اور بے جا ضد کی عیب پوشی اس بادشاہ کی عقل مندی و میانہ روی سے بہت کچھ ہو جاتی ہے جس کا نام اس مہم کا جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ اس بادشاہ کی ذات میں یورپ کی پرانی اور نئی تہذیبیں پہلو بہ پہلو نظر آتی ہیں۔ فریڈرک دوم اور گریگری نہم کے مابین جو جھگڑا ہوا وہ متعدد حیثیتوں سے بالکل ویسا ہی تھا جیسا جھگڑا بعد میں لیودہم اور لوتھر کے درمیان ہوا تھا۔

ارض فلسطین میں قیامت خیز زلزلہ

جس قحط سالی کی بنیاد پر ڈینڈالو نے شہر زارا کی فتح کے بعد پانچویں صلیبی لڑائی کے شرکاء کو مشورہ دیا تھا کہ ارض فلسطین کے بحری سفر کو آئندہ موسم بہار پر ملتوی رکھیں' اس نے ارض پاک کے لاطینی الاصل مسیحیوں کو اتنا پریشان نہیں کیا جتنا کہ اس زلزلے نے پریشان کیا جس نے شہر کے شہر مسمار کر دیے تھے اور جو قیامت کی علامت سمجھا گیا۔

سعدی شیرازی صلیبیوں کا قیدی مزدور

مگر باوجود اس کے یہ زلزلہ آثار قیامت خیال کیا گیا' شہر عکہ کی شکستہ دیواروں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا گیا۔ اور مشہور ہے کہ جن قیدیوں سے اس مرمت میں کام لیا گیا ان میں ایران کا مشہور شاعر سعدی بھی تھا۔ [1]

سیف الدین کی صلح کی پیشکش مسترد (۱۲۰۴ء)

حقیقت یہ تھی کہ دونوں فریق بہت ناتواں ہو رہے تھے اور سب کا دل تھوڑا ہو گیا تھا۔ اور ملک العادل سیف الدین نے یہ خبر سن کے کہ قسطنطنیہ پر بونی فیس' ڈینڈ الو اور بالڈون کا قبضہ ہو گیا' چھ سال کے واسطے مسیحیوں سے صلح کر لی۔ یہ چھ سال گزرنے نہیں پائے تھے کہ المریق اور اس کی زوجہ کے مرنے سے بیت المقدس کی برائے نام سلطنت ازابیلا کی بیٹی میری اور کونراڈ آف ٹائر کو ملی۔ امراء نے یہ دیکھ کر کہا کہ وہاں کوئی ایسا لائق شخص موجود نہیں ہے جو میری کو اپنے عقد میں لے' فرانس کے بادشاہ فلپ آگسٹس سے استدعاء کی کہ وہی میری کے واسطے کوئی شوہر ڈھونڈ نکالے۔ اس نے جان آف برین کو تجویز کیا جس نے وعدہ کیا کہ میں دو ہی سال کے اندر اندر ایک زبردست فوج لے کر ارض فلسطین کو چلا جاؤں گا۔

جب ملک العادل سیف الدین نے سنا کہ اس طریقے سے دشمنوں کی قوت بڑھ گئی ہے تو اس نے میعاد صلح کی توسیع کرنی چاہی اور یہ شرط پیش کی کہ جو دس قلعے تم منتخب کرو، وہ اپنے قول پر قائم رہنے کی ضمانت کے ساتھ تمہیں دینے کے لیے میں تیار ہوں۔ اس کی اس تحریک کو چونکہ ٹیوٹانک نائٹوں اور ہاسپٹلرز نے پسند کیا تھا' لہٰذا ٹمپلرز اور پادریوں نے نا منظور کیا۔ اور آخر میں فیصلہ یہی ہوا کہ پیغام جنگ دے دیا جائے۔

جان آف برین جب ارض فلسطین کو روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ رکاب صرف تین سو نائٹ تھے۔ انگلستان میں یہ حالت تھی کہ بدنصیب جان پوپ کا مخالف بنا ہوا تھا اور ملک محض اس کی شامت سے پوپ کے عتاب [2] میں مبتلا تھا۔ یہ رنگ دیکھ کے فرانس کا بادشاہ بجائے ایک ایسی مہم پر جانے کے' جس کے لیے دور دراز سفر کرنا پڑے، پوپ کے اس عتاب سے جو اس کے دشمن پر تھا، فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور یہ تو کچھ ایسا موقع تھا کہ خود پوپ

---

[1] اس اسیری کا حال خود شیخ سعدی نے اپنی متداول کتاب گلستان میں لکھا ہے۔

[2] پوپ جس بادشاہ پر عتاب کرتا اس کی قلمرو میں نہ پادری نماز میں شریک ہو سکتے اور نہ دیگر رسوم مذہبی گرجے میں ادا کر سکتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوسنٹ سوم نے بھی روضہ اقدس کی مہم کی حمایت کے بجائے عیسائی لادینوں کو سزا دینا زیادہ ضروری خیال کیا تھا' لہٰذا جان آف برین کی میری کے ساتھ شادی ہوتے ہی اور دونوں کے ارض مقدس کے برائے نام بادشاہ و ملکہ قرار پاتے ہی لڑائی چھڑ گئی۔ سیف الدین کے مقابلے میں شاید اس نے ٹنکرڈ جیسے کارہائے نمایاں دکھائے ہوں لیکن کچھ ایسی مجبوریاں پیش آئیں کہ اسے عاجز آ کے پوپ کو لکھنا پڑا کہ لاطینی سلطنت ضعیف ہوتے ہوئے محض سلطنت کا ایک خیال رہ گئی ہے۔ اور اس میں کچھ دم نہیں رہا ہے۔

اس کی التجاؤں پر پوپ کے دل میں پھر پرانا صلیبی جہاد کا جوش پیدا ہوا۔ اور اب انوسنٹ نے وہی سبز باغ دکھانا شروع کیے جنھوں نے البی جنس (ایک لامذہب مسیحی فرقہ) کے مقابلے میں صلیبی معرکہ آرائیوں کو ویسا ہی دلچسپ بنا دیا تھا جیسا کہ اہل اسلام کے خلاف صلیبی لڑائیوں کو۔ اور اپنے اس خط میں جسے اس نے عام لوگوں کی طرف خطاب کر کے شائع کیا تھا اس نے یہ بھی تحریر کیا کہ ''اب مسلمانوں کی حالت چراغ سحر کی سی ہو رہی ہے اور عنقریب گل ہوا چاہتی ہے''۔

اعداد کے سہارے پوپ کا خلافِ اسلام جھوٹا پروپیگنڈہ

اس نے یہ بھی لکھا کہ ''سلطنت اسلام کو قائم ہوئے ۵۶۶ سال گزر گئے۔ یہ ایسی تعداد ہے جو یورپین اعداد حروف کے حساب سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ سلطنت وہی درندہ ہے، جس کا ذکر غیر متلو انا جیل [1] میں آیا ہے''۔

پوپ کا سیف الدین کو مغرورانہ خط

اس سے چند ہی روز پیشتر وہ سلطان حلب سیف الدین کو ایک خط لکھا چکا تھا جس

[1] انجیلیں بہت سی ہیں مگر موجودہ مجموعہ اناجیل وہ ہے جو ایک عجیب طریقے سے ان میں سے منتخب کر لیا گیا تھا۔ بہت سی انجیلیں ایک اونچی سی میز پر رکھ کر میز کو زور زور سے جھٹکے دیے گئے۔ جو انجیلیں نیچے گر گئیں وہ متروک یا غیر متلو (جن کی تلاوت نہ کی جائے) قرار پائیں اور باقی چار انجیلیں جو میز پر جمی رہیں وہ عہد نامہ جدید (بائبل) میں شامل ہیں۔ وہ انجیلیں جو ان کے علاوہ ہیں ان کو رومن کیتھولک بہ حیثیت روایات یا غیر متلو آیات ربانی کے تسلیم کرتے ہیں جن کو اپاکلیفہ کا نام دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس نے سلطان کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اس نے عیسائیوں کے ساتھ بہت ہی اعتدال سے کام لیا اور ان کے مذہب کا بہت لحاظ رکھا۔ اب اس نے سیف الدین سے استدعاء کی کہ آپ فوراً بے لڑے بھڑے ارض فلسطین کو خالی کر دیجئے کیونکہ اس سرزمین کی وجہ سے آپ کو بجائے نفع کے بہت زیادہ زحمتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

رابرٹ آف کورسون

اب انوسنٹ سوم جس صلیبی جہاد کا جوش پیدا کرنا چاہتا تھا اس کے لیے رابرٹ کورسون نامی ایک انگریز نے' جسے پوپ مذکور نے اپنا وکیل قرار دیا تھا' فرانس میں جوش و خروش کے ساتھ وعظ کہنا شروع کیا۔ یہ فلک آف نیلی کا شاگرد تھا اور اپنے استاد کا پورا مذہبی جنون اور تھوڑی بہت فصاحت و بلاغت اس نے ورثے میں پائی تھی۔ اور اگر ان لوگوں کی تعداد کا لحاظ کیا جائے جو محض اس کی تبلیغ کی بدولت زائروں کے گروہ میں شامل ہو گئے تو کہا جا سکتا ہے کہ اسے تھوڑی کامیابی نہیں ہوئی، تاہم جو تعلقہ دار اور نائٹ ان مہموں میں شریک تھے وہ اس جوش سے تنگ آ گئے تھے جس کی بدولت لولے' لنگڑے، اندھے اور کوڑھی لوگوں کو بھی دعوت دی جاتی تھی کہ آئیں اور جوش دکھا کے خدا کی بادشاہت کو حاصل کریں۔

اس کے علاوہ جو الزام فلک کے زمانے میں اس پر لگایا گیا تھا وہی اب اس کے شاگرد پر زیادہ سختی کے ساتھ لگایا گیا۔ رابرٹ پر اس بات کا الزام لگایا گیا تھا کہ جو روپیہ صرف ارض مقدس کے چھڑانے کے واسطے دیا جاتا ہے اسے وہ اور کاموں میں صرف کرتا ہے۔ لیکن پوپ ہونوریس سوم رابرٹ کا دوست ثابت ہوا اور ۱۲۱۸ء میں اس نے رابرٹ کو البانو کے اسقف اعظم پیلاجیوس کا شریک کر کے اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔

لاطران کی چوتھی کونسل (۱۲۱۵ء)

پہلی صلیبی مہم کی نسبت بعد کی مہمات کی تیاری میں بہت زیادہ وقت لگا

کلر مانٹ کی کونسل کے بعد پہلی صلیبی لڑائی کے واسطے چند ہی مہینوں میں فوج جمع بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گئی تھی اور روانہ بھی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد کی مہموں میں اس غرض کے پورے ہونے میں برسوں گزر جاتے تھے۔ لاطران کی چوتھی کونسل میں پوپ انوسنٹ نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں خود حامیان صلیب کے ساتھ میدان کارزار کو جاؤں جس کی وجہ سے اس لڑائی کے نائٹوں نے اپنے گیتوں میں اسے اپنا مستقل مزاج اور صاحب جرات رہنما بتایا۔ لیکن جب اس کے بعد پورا ایک سال گزر گیا تب کہیں جا کے اس قوم کے بادشاہ نے جس نے پہلی صلیبی لڑائی کے حامیوں کا راستہ روکنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا' خود مشرق کا سفر کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

پر جوش اینڈریو بہت جلد تھک کر لوٹ آیا

اس سے مراد ہنگری کا بادشاہ اینڈریو ہے جسے اب وینس کے جہاز پہلے جزیرہ قبرص میں اور پھر وہاں سے ارض فلسطین کو لے گئے۔ لیکن وہاں پہنچ کے کوہ طبور کی بلندی کے ایک قلعہ پر حملہ کرنے میں جب اسے ناکامی ہوئی تو اس کی ہمت پست ہو گئی اور اس نے اپنے وطن ہنگری واپس آنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور وہ اس شان سے وطن پہنچا کہ میدان جنگ میں تو کچھ بھی ناموری نہیں حاصل کی مگر ہاں تبرکات بہت سے لایا جنھیں اس نے آرمینیا اور یونان میں جمع کیا تھا۔

دوسرے سال ایک اور فوج جو کولونیا میں جمع کی گئی تھی اور جس نے اثنائے راہ ملک پرتگال میں پہنچ کر یہ کارنمایاں کیا تھا کہ شہر القصر کو مسلمانوں کے قبضے سے چھین لیا' ارض مقدس میں پہنچی اور یہاں آ کے ٹمپلرز اور ٹیوٹانک نائٹوں کے ساتھ شریک ہو گئی' جنھوں نے کوہ کارمل پر قلعہ بندی کر رکھی تھی یہ جنگجو بہادر اب اتنے دنوں بعد الریق اول کی حکمت عملی کی طرف مائل ہوئے جس کا قول تھا کہ ارض فلسطین کو مملکت مصر کے ذریعے سے اپنے قبضہ میں لانا چاہیے' چنانچہ فوراً شہر دمیاط [۱] کا محاصرہ شروع ہو گیا اور یہ قلعہ بہت جلد قبضے میں آ گیا۔ سیف الدین کی وفات کی وجہ سے مصر میں جو ہنگامے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ان سے

[۱] دمیاط دولت مصر کا ایک شہر ہے جو دریائے نیل کے دہانے پر واقع ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیحی جنگجوؤں کو اور مدد مل گئی۔ ① اور سیف الدین کے بیٹے کامل' سلطان مصر کو ارض عرب میں جا کے پناہ لینی پڑی۔

قدیمی معمول کے مطابق کامیابی نے صلیبیوں میں غرور اور سستی پیدا کر دی۔

اب نئی فوجیں فرانس سے آ گئیں جو نوابان نیور اور مارش کی سرداری میں تھیں۔

انگلستان سے ولیم لانگ سورڈ اور ارل آف سالسبری کی سرداری میں اور فوجیں آئیں۔

اور اطالیہ سے اسقف البانو اور رابرٹ آف کورسون کی ماتحتی میں صلیبی لشکر آیا۔

ان فوجوں کے پہنچ جانے سے صلیبیوں کی قوت اور بڑھ گئی۔ رابرٹ آف کورسون تو جہاز سے اترتے ہی بیمار پڑا اور مر گیا۔ باقی ماندہ سب سردار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے تھے کہ شام کے سلطان قوار دین (مراد ملک العادل کا بیٹا ملک الاشرف ہے' نام ہمیں اس وقت معلوم نہیں ہو سکا لیکن غالباً اس کا بگاڑا ہوا نام ہے) نے اپنے بھائی ملک الکامل کو مصر

① سیف الدین کا لقب جو عربی مورخین میں مشہور ہے الملک العادل ہے۔ اس نے جمادی الآخرہ ۶۱۵ھ کو انتقال کیا۔ اس کی زندگی ہی میں صلیبیوں نے مصر پر حملہ شروع کر دیا تھا اور دمیاط میں اس کا بیٹا الکامل جسے اس نے اپنی وصیت کے مطابق حاکم مصر مقرر قرار دیا تھا' صلیبیوں کو روکے ہوئے تھا کہ العادل کی موت کی خبر آئی اور معلوم ہوا کہ امرائے مصر کامل کو معزول کر کے اس کے بھائی فائز کو تخت نشین کیا چاہتے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی کامل واپس گیا اور چونکہ اپنے رفقاء میں سے کسی پر اسے اعتماد نہ تھا لہٰذا مملکت مصر ہی کو چھوڑ کے باہر چلا گیا جہاں اس کے دوسرے بھائی اشرف نے مل کے اس کی ہمت بندھائی۔ کامل نے صلیبیوں کو اس مضبوطی سے روکا تھا کہ اس کی موجودگی میں یہ بھی امید نہ تھی کہ مسیحی دمیاط تک پہنچ سکیں گے کیونکہ پہلے تو اس نے دریا کے دہانے پر ایسی زنجیریں نصب کرا دی تھیں کہ جہاز نیل میں نہیں آ سکتے تھے۔ اور بڑی دشواری کے بعد جب مسیحیوں نے قابو پا کے وہ زنجیریں توڑیں تو کامل نے ایک پل ایسا بندھوا دیا کہ مسیحیوں کے لیے اسے عبور کرنا غیر ممکن ہو گیا۔ لیکن اب اس کے جانے کے بعد صلیبیوں نے موقع پا کے دمیاط کا محاصرہ کیا جس کی ابتدا ۱۰ ذیقعد ۶۱۷ھ سے ہوئی۔ شہر والوں کی نہ زیادہ تعداد تھی نہ ان کے پاس رسد کا سامان تھا۔ اس پر بھی انہوں نے جس استقلال سے مقابلہ کیا اس پر مورخین حیرت ظاہر کرتے ہیں۔ غرض متواتر نو مہینے تک شب و روز مقابلہ کر کے ۲۷ شعبان ۶۱۶ھ کو انہوں نے ہتھیار رکھ دیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس بھیج کر تخت پر بٹھا دیا۔ آخر کار محاصرہ پھر کسی قدر سرگرمی اور خوش نصیبی کے ساتھ شروع ہوا۔

صلح کے لیے مسیحیوں کو حیرت انگیز پیشکش

ملک الاشرف نے یہ دیکھ کر کہ دمیاط کے نکل جانے سے کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی، پہلے تو بیت المقدس کی شہر پناہ منہدم کرا دی۔ پھر محاصرہ کرنے والوں کو صلح کا پیام دیا جس میں وعدہ کیا کہ میں بیت المقدس کی دیواریں پھر بنوا دوں گا اور اصلی صلیب بھی مسیحیوں کو دے دوں گا۔ اور قلعہ جات کرک اور مانٹریل کے سوا' جن کے ذریعہ سے حجاج مکہ کی حفاظت کی جا سکے گی' سارا علاقہ ارض فلسطین بھی مسیحیوں کے سپرد کر دوں گا۔

اس پیشکش کے تسلیم کرنے سے صلیبیوں کا مجنونانہ انکار

اس طریقے سے صلیبیوں کو وہ تمام چیزیں مل جاتی تھیں جن کی انھیں خواہش ہو سکتی تھی۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ بادشاہ جان آف برین' ٹیوٹانک نائٹوں اور فرانسیسیوں نے ان شرطوں کے منظور کر لینے پر اصرار کیا تھا' ٹمپلرز، ہاسپٹلرز اور اطالیہ والوں نے ان کے قبول کرنے سے انکار کیا اور سلطان کی پیش کردہ شرائط نہایت حقارت کے ساتھ نامنظور کر دی گئیں۔

فتح دمیاط اور ۶۷۰۰۰ مسلمانوں کی شہادت

شہر دمیاط فتح کر لیا گیا اور مسیحیوں نے لوٹ مار اور خون ریزی شروع کر دی۔ لوٹ مار میں تو ان لوگوں نے بہت زیادتی کر رکھی تھی مگر خون ریزی میں وبا نے ان سے زیادہ کام کیا۔

مشہور ہے کہ جس وقت شہر دمیاط پر صلیبیوں نے قبضہ کیا ہے تو کل ستر ہزار محصورین میں سے صرف تین ہزار زندہ رہ گئے تھے۔ اور ان بدنصیبوں کی جان بخشی بھی کی گئی تو اس شرط پر کہ وہ خود گلی کوچوں اور مکانوں کو اپنے عزیز و اقارب کی لاشوں سے صاف کر دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاہرہ کی طرف مسیحیوں کا کوچ (۱۲۲۰ء)

اب پھر ہر چیز صلیبیوں کے اختیار میں آ گئی۔ لیکن موسم سرما انہوں نے بیکاری میں گزر جانے دیا۔ بہار کا موسم آیا تو جان آف برین کی رائے کے خلاف پوپ کے وکیل نے مصر کے فتح کر لینے پر اصرار کیا۔ صلیبیوں نے جب قاہرہ کی طرف کوچ کیا تو راستے ہی میں تھے کہ ملک الکامل نے پھر وہی شرائط جو دمیاط کے محاصرے کے زمانے میں پیش کی گئی تھیں پیش کر دیں، مگر صلیبیوں نے پھر یہ درخواست نامنظور کی۔

اہل مصر کا انوکھا دفاعی حربہ

ان دنوں دریائے نیل میں پانی بہت جلد جلد بڑھتا جاتا تھا۔ اہل مصر نے پانی کے پھاٹک کھول دیے جس کی وجہ سے یکایک صلیبیوں کے کیمپ میں سیلاب آ گیا اور ان کے خیمے اور مال واسباب تمام چیزیں بہہ گئیں جس کے بعد اس کی باری آئی کہ خود پوپ کا وکیل صلح کی التجا کرے۔ اس نے اپنی درخواست میں شہر دمیاط کے خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔ مسلمانوں کی لشکر گاہ میں جو سردار اس بات پر جمے ہوئے تھے کہ دشمن کو بالکل غارت کر دینا چاہیے انھیں اس درخواست کو نامنظور کرنے پر راضی کرنا سلطان کامل کے لیے کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن اس نے انھیں سمجھایا کہ ایسی حالت میں جب کہ ارض شام پر تاتاریوں کی یورش کا خطرہ ہے، کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے یورپ کے صلیبیوں کو اور اشتعال آئے اور وہ پھر یلغار کر کے اس طرف چل کھڑے ہوں۔ اور ایسے دشمن سے جو ویسا ہی محاصرہ پھر کر سکتا ہو جیسا کہ ابھی چند مہینے پیشتر کیا تھا' اور جس کے نتائج نظر آ چکے ہیں' شہر دمیاط کے ہاتھ آ جانے کو بہت غنیمت سمجھنا چاہیے۔[1]

---

[1] یہ زمانہ نہایت نازک تھا۔ صلیبیوں کی ہیبت نے مسلمانوں میں تہلکہ ڈال دیا تھا۔ مسلمانان مصر آمادہ تھے کہ وطن چھوڑ کے ہجرت کر جائیں۔ شام والے الگ پریشان تھے۔ یورپ سے مزید لڑنے والوں کا سیلاب چلا آتا تھا۔ اور مشرق کی طرف سے اس سے بڑا ہولناک سیلاب تاتاریوں اور چنگیز خان کا تھا جو حدود ایران میں داخل ہو چکے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باربروسا کا پوتا فریڈرک دوم

بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ سلطان مصر کو پوری کامیابی ہوئی اور پورا غلبہ حاصل ہو گیا۔ لیکن اب اسے ایک اور ہی مزاج کے دشمن سے سابقہ پڑنے والا تھا۔ فریڈرک دوم، بدنام ہنری ششم کے بیٹے اور فریڈرک باربروسا کے پوتے کو' جس کی عمر کا اٹھارہواں سال تھا' پوپ نے اس غرض سے طلب کیا کہ وہ آ کر اس شہنشاہی تاج کو پہنے جو ہنری الملقب بہ شیر ببر کے بیٹے اوتھو آف برنسوک سے اس کی بدعملیوں کے باعث چھین لیا گیا تھا۔ یہ ایک پرانا معاملہ تھا۔ پوپ اور اینٹی پوپ (مسند پاپائی کے باطل مدعی) کا جھگڑا معاصر شہنشاہوں کی معرکہ آرائیوں سے بھی زیادہ سخت تھا۔ اور اس جھگڑے میں پوپ نے فطرتاً اسی فریق کی طرف داری کی تھی جس سے کلیسا کو زیادہ فائدہ پہنچنے کی امید ہو سکتی تھی۔

← ان حالات کو دیکھ کے ملک الاشرف نے، جو حکمران شام تھا، بیت المقدس کی شہر پناہ مسمار کرائی۔ ادھر کامل نے جس کے روکے صلیبی نہ رک سکتے تھے' اشرف کو شام میں اور دوسرے بھائی ملک معظم کو لکھا کہ مدد کرو۔ یہ دونوں بھائی فوجیں لے کے روانہ ہوئے۔ پہلے اشرف پہنچا۔ پھر صلیبی دمیاط سے آگے بڑھ کر ایک خلیج میں اترے ہوئے تھے۔ سامنے کامل کا لشکر تھا اور مسلمانوں کو یاس تھی۔ مذکورہ شرائط اشرف نے پیش کیں جو نامنظور کی گئیں بلکہ کہا گیا کہ تین لاکھ اشرفیاں بیت المقدس کی فصیل گرانے کے جرمانے میں دو۔ اتفاقاً مسلمانوں نے مسیحیوں کی چند کشتیاں پکڑ لیں جس سے ان کا ذرا حوصلہ بڑھا اور پھر بعض مسلمانوں نے جو ملکی انجینئری میں کمال رکھتے تھے دریائے نیل کا پانی اس طرح کاٹ دیا کہ مسیحیوں کے لشکر میں سیلاب آ گیا۔ اب انھیں کہیں پناہ میسر نہ تھی۔ گھبرا کے الٹے پھرنے اور دمیاط میں آنے کا ارادہ کیا کہ ناگہاں ایک عظیم لشکر نمودار ہوا۔ مسلمان دیکھ کے گھبرائے کہ مسیحیوں کی تازہ مدد آ گئی۔ مگر وہ لشکر قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ملک المعظم کا لشکر ہے۔ اس نے ان کا پشت کا راستہ بھی روک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو ساری ارض فلسطین کے لینے پر بھی صلیبی راضی نہیں تھے' یا خود ہی درخواست کی کہ ہم دمیاط آپ کے حوالے کرتے ہیں اور لڑائی سے بھی توبہ کرتے ہیں۔ آپ ہمیں خالی جان بچا کے واپس چلے جانے دیجئے۔ اس میں بھی کامل کو تامل ہوا تو زیادہ خوشامد کی گئی۔ آخر کچھ اوپر بیس شاہان یورپ اور ان کے بڑے اساقفہ جن میں پوپ کا نائب بھی تھا، بطور کفالت کامل کی لشکر گاہ میں آئے اور قلعہ دار دمیاط کو لکھا کہ فوراً بلا عذر شہر مسلمانوں کے سپرد کر دو۔ یہ معاہدہ ۷ رجب ۶۱۸ھ کو ہوا۔ اور یوں چھٹی صلیبی جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رچرڈ شیر دل کا بھتیجا اوتھو اس خاندان سے تھا جس نے پاپایانِ روم کے ساتھ بہت کچھ وفا داری کی تھی۔ اس کا رقیب فلپ، ہوہن اسٹوان کے نوابی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا جس کے ہاتھوں پاپاؤں کو بہ نسبت دوستی کے زیادہ تر دشمنی برداشت کرنی پڑی تھی۔ فریڈرک بار بروسا کے زمانے کی باتیں انوسنٹ ثالث کے دل کو اچھی طرح یاد تھیں، جس کے سامنے دونوں مدعیوں نے اپنے اپنے تاج پوشی کے حقوق پیش کیے تھے۔ ان پر خوب سنجیدگی سے اور مدت دراز تک غور ہوتا رہا تھا۔ لیکن جو فیصلہ ہوا وہ مشتبہ نہ تھا۔ اوتھو کے حریف فلپ کی نسبت تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ وہ کلیسا کا ایک ضدی ستانے والا رہا ہے اور ان دنوں بھی ایسی ہی تدبیریں کر رہا ہے کہ پوپ کو حکومت صقلیہ سے محروم کر دے۔ ان وجوہ سے ضروری ہے کہ اسے پوری قوت حاصل کرنے سے پہلے ہی دبا دیا جائے۔

غرض اسی سبب سے پوپ نے اوتھو کی نسبت ان باتوں کا اعتراف کیا کہ ''وہ بذات خود کلیسا کا معتقد ہے۔ ماں کی طرف سے انگلستان کے شاہی خاندان سے ہے۔ باپ کی طرف سے ڈیوک آف سیکسنی کی اولاد میں ہے۔ اور وہ دونوں کلیسا کے مطیع و منقاد فرزند تھے لہٰذا اسی کو ہم بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اسی کو اس بات کی اطلاع دیتے ہیں کہ تاج شہنشاہی اپنے سر پر رکھے''۔

تاہم انوسنٹ کا کام یہ تھا کہ کٹھ پتلی کے تماشے کی طرح کبھی اس کو بادشاہ بناتا اور کبھی اس کو۔ اوتھو کا عہد جرمنی میں سخت جھگڑے، فساد اور بدنظمی کا زمانہ تھا اور وہ خود بھی اس کوشش میں لگا رہا کہ کسی تدبیر سے پوپ روم کی حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار کے پھینک دے۔ اسی لیے اب پوپ کی نظر جوان فریڈرک کی طرف پھری جو ان دنوں صقلیہ کی بہشت میں دھوپ کھانے کے مزے اڑا رہا تھا اور جس کے طبعی اوصاف سے بہت کچھ امیدیں کی جا سکتی تھیں۔ لیکن بعد کے زمانے میں اس کے غصے کے جوش نے ان اوصاف کو دھندلا کر دیا۔

۱۲۱۲ء میں فریڈرک شہر فرینک فرٹ میں شہنشاہ منتخب کیا گیا اور ۱۲۱۴ء میں بوونیز کی لڑائی نے اوتھو کی قوت کے پرخچے اڑا۔ پوپ کی اس مہربانی کا شکریہ فریڈرک دوم نے یوں ادا کیا کہ صلیبی جنگ کا عہد کرتے ہوئے کہا کہ میں بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھیننے کے بعد ایک فوج جمع کر کے چڑھائی کروں گا مگر جب تک اس کا حریف اوتھو زندہ تھا' اس عہد کا پورا کرنا اس کے امکان میں نہ تھا۔

انوسنٹ سوم مرنے سے دو برس پہلے ہی اس متکبرانہ سلطنت اور لگاتار محنت کا تقاضا کرنے والی شہ نشین سے علیحدہ ہو گیا۔ اور میانہ رو اور رحمدل ہونوریس سوم اس کی گدی پر بیٹھا۔ اس پوپ نے بڑی شائستگی کے الفاظ میں محبت اور دوستی کی شان دکھاتے ہوئے فریڈرک سے درخواست کی کہ اب آپ روضہ اقدس مسیح پر سے مسلمانوں کا قبضہ اٹھانے کے لیے کوچ کیجیے۔ لیکن گو آسمان صاف نظر آتا تھا مگر تاریکی کی کچھ پرچھائیاں اب بھی اس میں چھپی ہوئی تھیں۔ فریڈرک نے پوپ کی منظوری حاصل کیے بغیر فرینک فرٹ کی ایک دعوت میں اپنے مذہبی مقتداؤں اور رعایا سے قول وقسم کر کے جرمنی کے تاج کے لیے اپنے بیٹے ہنری کو منتخب کر لیا۔ اس کارروائی پر' جس سے یہ منشا ظاہر ہوتا تھا کہ جزیرہ صقلیہ کی حکومت سلطنت جرمنی کے ساتھ ملا دی جائے' پوپ ہونوریس نے ناراضی ظاہر کی۔ فریڈرک نے چھوٹتے ہی یہ عذر کیا کہ میرا یہ منشا نہ تھا بلکہ اگر میں مر جاؤں اور میرا کوئی جائز وارث نہ ہو تو پھر صقلیہ کی حکومت بھی پوپ ہی کے قبضے میں ہو جائے گی۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب پوپ نے سینٹ پیٹر کے کنیسے میں اسے اور اس کی ملکہ کو تاج شاہی پہنایا تو فریڈرک نے اقرار کیا کہ آئندہ سال کے ماہ مارچ میں میری فوج کا ایک حصہ صلیبی جنگ کے لیے تیار ہو جائے گا اور اس کے بعد اگست کے مہینے میں میں خود بھی چل کھڑا ہوں گا۔

لیکن فریڈرک کے لیے اپولیا (اٹلی) کے فتنہ انگیز تعلقہ داروں کی سرکوبی اور صقلیہ پر مسلمانوں کے حملے کی روک تھام، جنھوں نے قیامت کی سی ہل چل ڈال رکھی تھی' ایسے کام موجود تھے جو اس کو اپنے ہی ملک میں رکھنے اور اس کا دامن پکڑنے کے لیے کافی بلکہ کافی سے بھی کچھ بڑھے چڑھے تھے۔ پھر بھی اس مقصد (یعنی صلیبی جنگ) کے لیے چالیس جہازوں کا ایک بیڑا روانہ کر دیا گیا۔ اور جب یہ خبریں آئیں کہ شہر دمیاط بھی قبضے سے نکل گیا تو اس پر یہ خیال قائم کیا گیا کہ فریڈرک کی سستی و کاہلی سے خداوند تعالیٰ ناراض ہے۔

یہ صاف ظاہر تھا کہ فلسطین کے رومی مسیحیوں کی قسمت صرف اسی طرح جاگ سکتی تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یورپ سے ایک بڑی بھاری فوج کسی ہوشیار افسر کی ماتحتی میں جاتی۔ مگر ان عجیب و غریب لغویات کا مداوا نہیں کیا جا سکتا جنھوں نے کئی بار وہ تمام فائدے اگل پھینک دیے جو ممکن تھا کہ کسی صلیبی جنگ کے ذریعے سے حاصل کر لیے جاتے۔ بہر حال ایسا لشکر ایک مہینہ کیا ایک سال میں بھی جمع نہ کیا جا سکا۔

شہر ورولی میں ایک جلسہ ہوا اور اس میں قطعی فیصلہ ورونا کی آئندہ کونسل پر اٹھا رکھا گیا۔ مگر اس دوسری کونسل کا اجلاس کبھی ہوا ہی نہیں۔

جب پھر شہر فرنٹنو میں مارچ ۱۲۲۳ء میں پوپ اور شہنشاہ میں ملاقات ہوئی تو اس پر اتفاق ہوا کہ لڑائی کا سامان کرنے میں ابھی دو سال اور صرف کیے جائیں اور فریڈرک جس کی ملکہ مر چکی تھی' ایولانٹ سے شادی کر لے جو برائے نام بادشاہ یروشلم جان برین کی بیٹی تھی اور اس طریقے سے اپنے سسر شاہ یروشلم کا وارث بن کے خود اپنے حقوق کے باقی و برقرار رکھنے کے لیے صلیبی جنگ پر روانہ ہو۔

برین کا بادشاہ جان جو اس بحث کے وقت موجود تھا، فوراً ایک ایسی خدمت بجا لانے کے لیے روانہ ہوا جس میں اسے کامیابی کی امید تھی، گو وہ کامیابی ویسی نہ ہو جیسی پطرس راہب' برنارڈ یا فلک آف نیلی کو حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا تھا۔ اور شاہ جان اپنی کوشش کے نتیجے میں بس اتنا ہی کر سکا کہ پوپ کو رپورٹ دی کہ فرنٹنو کے معاہدے میں جو زمانہ معین کیا گیا ہے، اس کے اندر محاربین صلیب کا روانہ ہو جانا غیر ممکن ہے۔

سان جرمانو میں ایک نیا معاہدہ کیا گیا جس کی رو سے فوج کی روانگی اور دو سال کے لیے ملتوی کر دی گئی۔ اس کے چار مہینے بعد فریڈرک نے ایولانٹ سے شادی کی اور ساتھ ہی اس ادھیڑ بن میں پڑ گیا کہ اپنے سسر کو اس کی اس شاہی سے محروم کر دے' جو محض خیال میں تھی' چنانچہ اس نے دعویٰ کیا کہ برین کا جان صرف بیوی میری کے حقوق کی بنا پر بادشاہ بنا تھا، لہٰذا اس کی بیوی کے مرتے ہی یہ شاہی خطاب اس کی بیٹی کو منتقل ہو گیا ہے اور اس سے مجھ کو' اس لیے کہ میں اس کا شوہر ہوں۔ اس حساب سے فریڈرک ہی (یعنی میں ہی) نیپلز' صقلیہ اور یروشلم کا بادشاہ ہوں۔ جان کو بڑا غصہ آیا۔ مگر انتقام صرف اسی قدر لے سکا کہ نو عمر شہنشاہ پر بہت ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بری طرح کی بدکاریوں کے سخت الزام لگائے قطع نظر اس سے کہ وہ سچے تھے یا جھوٹے۔

فریڈرک شہر رومہ میں پوپ ہونوریس کے ہاتھ سے تاج پہن کے جب رخصت ہوا تھا' اس وقت پوپ مذکور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ "کسی پوپ کو کسی شہنشاہ سے اتنی محبت نہ ہوئی ہوگی جتنی کہ مجھے اپنے فرزند فریڈرک سے ہے"۔ مگر اس کی پاپائی کے اختتام سے پیشتر جو واقعہ ۱۲۲۷ء میں پیش آیا، اس پر اس نیک نفس پوپ کو اپنے اس محبوب فرزند کی شان میں کچھ کم سخت کلمات لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔

کارڈنل اگولنو کے استحقاق پاپائی کا جھگڑا اب تک باقی تھا جو پوپ انوسنٹ ثالث کا ایک رشتہ دار تھا۔ اب اس نے اپنی حکمرانی کا تہرا تاج اسی برس کی عمر میں اپنے سر پر رکھا۔ یہ پوپ جس نے گریگوری نہم کا لقب اختیار کیا ایک ایسی فصاحت بیان کی وجہ سے' جس میں اس زمانے میں کوئی اس کا ہمسر نہ تھا، اور قوانین کتب الہامی اور تمام پوپوں کے فتووں میں تبحر حاصل ہونے کی وجہ سے گریگوری اعظم کی سخت خلوت نشینی اور گریگوری ہفتم کی مستقل مزاجی کا جامع تھا۔ جس بادشاہ سے اسے سابقہ پڑنے والا تھا وہ ایک نوعمر حکمران تھا جس کی عمر صرف ۳۳ سال کی تھی۔ وہ ایک ایسا نوجوان بادشاہ تھا جس کی تمام آرزوؤں اور ہوسوں اور جس کی کل دلچسپیوں اور لیاقتوں میں سے کوئی چیز بھی گریگوری میں نہ تھی۔

جزیرہ صقلیہ میں فریڈرک پیدا ہوا تھا اور وہیں اس کی نشو ونما ہوئی تھی۔ اس خوب صورت جزیرے کی بے انتہا شان و شوکت' اس کی مزیدار دھوپ کے لطفوں اور اس کے مرغزاروں کی نزہت و تازگی میں اس کا شباب عیش و عشرت کے ساتھ بسر ہوا تھا۔ نغمہ و سرود' شاعری و مصوری اور اعلیٰ درجے کی انشا پردازی' جس نے پرانے علوم کے خزانے اس کے قدموں میں لا کے ڈال دیئے' اس کے مشاغل رہے تھے۔ مغنی کی دھنوں اور شریف نائٹوں اور مہ جبیں عورتوں کی صحبت چھوڑ کے وہ ان لوگوں کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا تھا' جنھوں نے مشرقی درس گاہوں اور فلسفہ اسکندریہ وایتھنز کی تعلیم پائی تھی۔ اس کی زندگی کو عصمت و بے گناہی سے کوئی علاقہ ہی نہ تھا۔ اس کے ذوق کی زیادہ صحیح تصویریوں دکھائی جاسکتی ہے کہ وہ ایسا آزاد مشرب تھا جس نے عام طور پر نہیں تو کم از کم اپنی ذات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حد تک عابدوں اور راہبوں کے اخلاقی دستور العمل کو الگ پھینک دیا بلکہ اس کے نزدیک سارا مکروہ اور وحشیانہ شور وغل اور ساری غیر مہذب اور گنواروں کی سی برائیاں کلیتہً قابل نفرت نہیں تھیں۔

اپنے اس جنوبی باغ فردوس میں بیٹھ کے فریڈرک ایک ایسی آزادی کے ساتھ جو اس دور کے مذہبی جوش وخروش میں اندیشہ سے خالی نہ تھی، یہ کہنے کی بھی جرات کرسکتا تھا کہ اگر خدا نے میرے اس خوش سواد وطن کو دیکھا ہوتا تو فلسطین وشام کی اس بنجر زمین کو خاص اپنے مقبول لوگوں کے لیے ہرگز نہ منتخب کرتا۔

نیز یہاں اس کی طبیعت پر پڑنے والے اثرات غالباً اس میں ایسا ذوق پیدا کر رہے تھے جو پوپ اور اس کے پیرووں کی نظر میں دینی بے ادبی اور کلمات کفر سے بھی زیادہ ناپسندیدہ اور خطرناک تھا۔ اس کے گرد ایسی خلقت آباد تھی جو مختلف ممالک سے آ کے جمع ہوئی تھی۔ ان سب لوگوں کو اس خطے کی لطیف اور نرم آب و ہوا نے ایک دوسرے کے ذوق میں سمو کے حلیم و بردبار بنا دیا تھا۔ نارمن لوگوں نے یہاں آ کے اپنے شمالی ذوق کی درشت مزاجی کسی حد تک چھوڑ دی تھی اور اس رنگین مزاجی کو بھی اختیار کرنے لگے تھے جس میں فریڈرک نے بہت کچھ ترقی کی تھی۔ اہل جرمنی تک کی وضع اور زبان میں کسی نہ کسی قدر تہذیب کی آب وتاب پیدا ہوگئی تھی۔

ان کے مقابل ایک گروہ یہودیوں کا تھا۔ وہ جس طرح دولت مندی میں مسیحیوں سے بڑھے ہوئے تھے اسی طرح تہذیب وتعلیم کے لحاظ سے بھی ان سے زیادہ شائستہ تھے۔ اور ایک جماعت مسلمانوں کی تھی، ان میں بھی تہذیب وشائستگی کی کمی نہ تھی۔ [1] یہ دونوں مختلف المذہب فریق اس بات پر نازاں تھے کہ فریڈرک کی رعایا ہیں اور وہ امن وامان کے ساتھ

---

[1] بحیرہ روم کے سب سے بڑے جزیرے صقلیہ (سسلی) پر مسلمانوں نے ۸۲۷ء سے ۱۰۹۰ء تک حکومت کی تھی، پھر ان کی باہمی نااتفاقی سے فائدہ اٹھا کر نارمن مسیحی اس پر قابض ہو گئے تھے۔ بارھویں صدی عیسوی میں شریف ادریسی جس نے چاندی کے گلوب پر دنیا کا نقشہ تیار کیا، صقلیہ کے شاہ راجر کے دربار سے منسلک تھا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حکومت کو قبول کرتے تھے۔

مختصر یہ کہ فریڈرک مختلف مذاہب اور مختلف طبائع کی حامل رعایا کے ساتھ یکساں طور پر پیش آنے کا سبق پا رہا تھا جو اس دور میں خطرناک تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں رفتہ رفتہ وہ خوف ناک وسیع النظری پیدا ہوتی جاتی تھی جو صدیوں بعد اب موجودہ تمدن کے زمانے میں کیتھولک مذہب کا دستور العمل بنی ہے۔ ایک حکمران کی حیثیت سے وہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے میل جول کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ سکتا تھا۔ اور اسے نظر آتا تھا کہ ایک ایسی شہنشاہی جو خودسر امراء کی شان وشوکت کے باوجود ان کے وہم و خیال میں بھی نہ گزری ہو اس طریقے سے حاصل کی جا سکتی ہے کہ تجارت کو آزادی دی جائے اور اسے دنیا کے تمام حصوں میں پھیلایا جائے۔

ایک عالم و فاضل شخص کی حیثیت سے وہ فلسفہ کی تعلیم کو ترقی دے سکتا تھا جو چاہے کسی نوعیت کی ہو مگر ذہنوں کو غور و فکر پر ابھارتی اور اس بات کا عادی بناتی تھی کہ جملہ مسائل کا تصفیہ استدلال اور مشاہدے سے کیا جائے نہ کہ محض اس بات سے کہ فلاں شخص کی یہ رائے ہے۔

بہر حال اور کوئی صورت خیال میں نہیں آ سکتی جو اس سے زیادہ گریگوری نہم کی طبیعت و ذوق کے خلاف و متضاد ہو۔ ایک کی خوش دلی، مسرت اور آزادانہ حکومت' دوسرے کی راہبانہ تیرگی اور ذاتی خودسری کے اس قدر متضاد واقع ہوئی تھی کہ ہم آہنگی کی کوئی تدبیر نہ ہو سکتی تھی۔

ممکن ہے کہ فریڈرک نے اپنے وعدے کے وفا کرنے میں سستی کی ہو' مگر اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ اس نے کبھی عہد شکنی کا ارادہ کیا ہے ہو' ہاں اس کے دل میں یہ خیال البتہ تھا کہ اگر بغیر تلوار کا وار کیے مطلب نکل آئے تو خون کے سمندر میں نہ کودنا چاہیے۔ سلطان مصر اور اس میں کچھ دوستانہ نامہ و پیام بھی ہوا تھا۔ اور انھیں تعلقات کی بنیاد پر اسے امید تھی کہ اچھا نتیجہ حاصل ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حالت میں ان تعلقات سے یہی نتیجہ حاصل ہوا کہ پوپ گریگوری نہم کی برہمی بڑھ گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جب کہ پوپ میں صبر کی تاب باقی نہیں رہی تھی' فریڈرک نے آخر کار اپنا لشکر برنڈوزیم (اٹلی کا موجودہ شہر برنڈیزی) میں جمع کیا جہاں ایک بخار کی شکایت پیدا ہوئی اور فی صد دس آدمی نذر اجل ہو گئے' چنانچہ خود اسے بھی باوجودیکہ اپنے بیڑے کو لے کے روانہ ہو چکا تھا، تین دن بعد مجبوراً بندرگاہ اوٹرانٹو میں واپس آنا پڑا۔

سینٹ میخائل کے دن (جو عیسائیوں میں ایک متبرک دن ہے) پوپ نے فریڈرک کو اپنی دینی جماعت سے خارج کر دیا۔ پوپ نے اپولیا کے اسقفوں سے جو شہنشاہ فریڈرک کی رعیت تھے ایک ملاقات کے موقع پر بیان کیا کہ ''کلیسا نے فریڈرک کے بچپن اور اس کے ایام طفولیت کے زمانے میں اسے نہایت شفقت کے ساتھ پرورش کیا' تاکہ ٹرائیو کے ان سانپوں اور زہریلے جانوروں کو قتل کرے جنہیں خود کلیسا نے اپنی ناسمجھی سے، سینے سے لگا کے اور پال پال کے بڑا کر دیا تھا۔ اس نے فریڈرک کو اپنے کندھے پر چڑھایا اور ان لوگوں کے ہاتھوں سے بچایا جنھوں نے اسے قتل کر ڈالا ہوتا۔ اور کلیسا کو یہ امیدیں تھیں کہ وہ دین کی حمایت اور اعانت کرے گا۔ مگر ان سب آرزوؤں میں اس نے دھوکہ کھایا۔ فریڈرک جان بوجھ کے اپنی فوج کو برنڈوزیم میں لے آیا تاکہ لوگ موسمی بخار میں مبتلا ہو جائیں۔ پھر اس کے بعد صرف دکھانے کے لیے ارض فلسطین کے سفر کا نام لیا اور بیماری کا جھوٹا بہانہ بنا کر واپس چلا آیا تاکہ پوٹیولی کے حماموں میں مزے اڑائے''۔

سینٹ مارٹن کے دن اور پھر کرسمس کے دن اس کے دینی برادری سے باہر کیے جانے کی تجدید پورے رسوم وضوابط کے ساتھ کی گئی۔ پوپ کا حکم تھا کہ یہ فتویٰ ان تمام گرجوں میں شائع کیا جائے جو اس کے ماتحت ہوں۔ پیرس کے ایک پیش نماز نے' جس کو اعتراف تھا کہ سوائے ایک قسم کا نزاع ہونے کے مجھے اس معاملے کی اصلی نوعیت سے واقفیت نہیں ہے' اس فتوے کو اس حیثیت سے شائع کیا کہ یہ کسی ایسے شخص کے ملزم ٹھہرائے جانے کا فتویٰ ہے جس نے دین کے کسی ناجائز کام کا ارتکاب کیا ہوگا۔ فتوے کے الفاظ یہ تھے:

''میں ظالم کو دینی برادری سے خارج کرتا ہوں۔ اور جس پر ظلم کیا گیا ہے اس کو معاف کرتا ہوں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریڈرک نے اس کی چارہ جوئی پوپ سے نہیں کی بلکہ مسیحی دنیا کے حکمرانوں سے فریاد کی کہ وہ حقیقتاً بیمار ہو گیا تھا اور پوپ نے ایسا حکم جاری کرنے میں اس پر ظلم کیا ہے۔ اس کی فریاد یہ تھی:

''دین عیسوی کی فیاضی جو تمام چیزوں کو اپنے پاس جمع کر سکتی تھی' خود اپنی جڑ اور اصلی تنے کے اندر خشک ہو گئی۔ مگر ٹہنیاں خشک نہیں ہوئی ہیں۔ پوپ نے انگلستان میں سوائے اس کے کہ تعلقہ داروں کو شاہ جان کی مخالفت میں برانگیختہ کیا اور اس کے بعد سب کو موت یا تباہی کے سپرد کر دیا' اور کیا کیا؟ ساری دنیا اس کی حرص و طمع کا خراج دے رہی ہے۔ اس کے نائب ہر جگہ موجود ہیں۔ اور جن ملکوں میں انہوں نے کچھ نہیں بویا تھا وہاں فصل کاٹ رہے ہیں''۔

اس طریقے سے گو اس نے پوپ ہی جیسا پر جوش لہجہ اختیار کیا مگر اس سے کلیتہً قطع تعلق کر لینے اور صلیبی جنگ کا جو عہد کیا تھا اس کو ایک بیکار نقالی سمجھ کے توڑ دینے کا خیال بظاہر کبھی اس کے دل میں نہیں گزرا۔ اس نے ذمہ داری ظاہر کی کہ میں نہایت عجلت کے ساتھ اپنی فوجیں جمع کروں گا اور اس مہم پر روانہ ہو جاؤں گا۔

مگر اس بات کا اقرار کرنے کے باعث پوپ کی جانب سے وہ ایک اور نئی مصیبت میں پڑ گیا' اس لیے کہ اس کے بعد جو مقدس ہفتہ آیا اس میں پوپ نے ہر اس مقام کو بھی اپنے حلقے سے خارج کر دیا جہاں سے فریڈرک کا گزر ہو جائے۔ لیکن اس دینی جماعت سے خارج کیے جانے کے حکم کی اگر کہیں توہین کی جاتی تو اس کی رعایا فوراً اس سے تعلقات منقطع کر لیتی۔

شہنشاہ نے استقلال سے مہم کی تیاری کی اور سامان فراہم کر کے برنڈوزیم پہنچا۔ وہاں پوپ کے ایلچیوں سے ملاقات ہوئی' جنھوں نے اسے سختی کے ساتھ منع کیا کہ کلیسا کے خلاف آپ جس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں اس کے متعلق جب تک قابل اطمینان جواب نہ دے لیں اطالیہ سے قدم باہر مت نکالیے۔

اس کے مقابل فریڈرک نے یہ کارروائی کی کہ خود تو اوٹرانٹو کو روانہ ہو گیا اور اپنے سفیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوپ کے پاس اس غرض کے لیے روانہ کر دیے کہ مسیحی برادری سے خارج ہونے کے اس فتوے کو واپس لے۔ مگر ان لوگوں کی درخواست حقارت کے ساتھ نامنظور کی گئی۔

فریڈرک کا طالمیس (بندرگاہ عکہ) میں اُترنا

ستمبر کے مہینے میں شہنشاہ فریڈرک دوم شہر عکہ کی بندرگاہ میں پہنچ کے لنگر انداز ہوا۔ مگر پوپ کے نائب یہاں اس سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ اور شہنشاہ نے یہاں اپنے آپ کو اس حالت میں پایا کہ مقتدائے شہر اس کو مورد عتاب خیال کرتا تھا اور اس کے معتقدین بھی اس سے کھنچے کھنچے رہتے ہیں۔ اسقف اعظم اور ممتاز فوجی سردار اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ شہنشاہ کے ناپاک جھنڈے کے نیچے کوئی کام نہ کرنے پائے۔ لیکن ٹیوٹانک نائٹوں نے، جن کا سردار اعظم شہر سالزا کا ہرمن تھا' اور نیز زائرین روضہ اقدس نے شہنشاہ فریڈرک کے ساتھ عموماً دوستی کا برتاؤ کیا۔

وہ مستعد ہوا کہ خود حملہ کر کے شہر یافا پر قبضہ کر لے، چنانچہ اس نے تمام محاربین صلیب کو اپنی مدد کے لیے بلایا جس پر نائٹ ٹمپلرز نے یہ واضح کیا کہ اگر کوئی حکم آپ کے نام سے جاری ہوگا تو ہم کو ساتھ دینے سے انکار ہے، چنانچہ فریڈرک نے قبول کیا کہ اچھا خدا اور ملت مسیحی کے نام پر آپ لوگ کام کریں۔ لیکن اس حالت میں جب کہ امت مسیحی کی باہمی پھوٹ سے دشمن کو بڑی بھاری تقویت حاصل ہوگئی تھی' سلطان معظم فرماں روائے دمشق مر گیا۔ [۱] اس میں اور سلطان مصر ملک الکامل میں رقابت تھی۔ اس کے مرنے کے بعد

[۱] ان دنوں مصر کا حاکم ملک الکامل اور دمشق کا حاکم ملک المعظم تھا۔ یہ دونوں ملک العادل ابوبکر بن ایوب کے بیٹے تھے اور باہم رقابت رکھتے تھے۔ ملک المعظم کا نام عیسیٰ تھا۔ اس نے بروز جمعہ ۳۰ ذی قعدہ ۶۲۴ھ کو وفات پائی۔ وہ اپنی ذات میں بڑا عالم و فاضل شخص تھا۔ اسے فقہ حنفیہ' نحو اور علم لغت میں ایسا تجربہ حاصل تھا کہ مشہور زمانہ ہو رہا تھا اور صدہا طالب علم اس کے سرچشمہ علم و فضل سے سیراب ہوتے تھے۔ مشہور لغت صحاح جوہری اسی کے حکم سے تصنیف ہوئی۔ اور اسی نے مسند امام احمد بن حنبل کو نئی فقہی ترتیب سے مدون کرایا تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کر دی کہ مجھے سفید اور سادے کپڑے کا کفن دیا جائے جس میں سنہرے تار نہ ہوں۔ قبر مطابق تابوت کے بغلی بنے یعنی لحد جو کہ مسنون ہے اور وہ کھلے میدان میں ہو ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک الکامل کو زیادہ آزادی حاصل ہو گئی اور شہنشاہ فریڈرک سے دوستی پیدا کرنے کا جو اسے شوق تھا' وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ مگر فریڈرک اپنی طرف سے اس کوشش میں لگا رہا کہ باہمی نامہ و پیام کا کچھ نتیجہ ضرور ظاہر ہو۔

کہتے ہیں' ابتدا میں تو وہ اس بات کا طالب تھا کہ لاطینی سلطنت کو ارض فلسطین کا پورا علاقہ واپس کیا جائے مگر انجام میں جو کچھ قرار پایا وہ یہ تھا (اگر عربی مورخین کا بیان قابل اعتبار ہے) کہ صرف چند شہر اس سلطنت کے ہاتھ آئے۔

غرض صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہو گئے۔ اس کی رو سے پورا شہر بیت المقدس شہنشاہ کے حوالے کیا گیا' سوائے ہیکل سلیمانی (مسجد اقصیٰ) یا مسجد عمر کے' جس کی کنجیاں مسلمانوں کے قبضے میں رکھی گئیں' مگر خاص شرائط کے ساتھ عیسائیوں کو اس میں جا کے عبادت کرنے کی اجازت مل سکتی تھی۔ اس کے علاوہ شہر یافا' بیت اللحم اور ناصرہ بھی مسیحیوں کو دیے گئے۔ ①

← جس پر کوئی عمارت نہ تعمیر کی جائے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا داود الملقب بہ ملک الناصر تخت نشین ہوا جس کی عمر صرف ۲۰ سال کی تھی۔ بھائی کے مرنے کی خبر سنتے ہی ملک الکامل مصر سے فوج لے کے شام آ پہنچا تاکہ دمشق پر قبضہ کر لے۔ الناصر کو یہ خبر پہنچی کہ چچا ملک الکامل چڑھے چلے آتے ہیں تو دوسرے چچا ملک الاشرف کو خبر کی جو علاقہ گرجستان (جارجیا) کا فرماں روا تھا۔ ملک الاشرف کمک کو آ گیا اور چچا بھتیجے میں پیہم مراسلت ہونے کے بعد صلح ہو گئی۔

① یہ معاہدہ ابتدائے ماہ ربیع الاول ۶۲۶ھ میں ہوا تھا۔ شہنشاہ فریڈرک کو مسلمان مورخین انبرور لکھتے ہیں۔ جو لفظ ایمپرر کا معرب ہے۔ انھیں اصلی نام نہیں معلوم ہوا۔ اور چونکہ لقب ''انپر ور'' ہے جو فرانسیسی زبان میں انگریزی لفظ ایمپرر کا تلفظ ہے لہٰذا اسی نام سے مسلمان بھی اسے یاد کرنے لگے اور سمجھے کہ یہی اس کا اصلی نام ہے۔ اس معاہدے سے عربی تاریخوں میں بھی اتفاق کیا گیا ہے۔ بیت المقدس اور اس کے گرد کے چند گاؤں مسیحیوں کو دیے گئے۔ اور باقی بلاد مثل شہر خلیل' نابلس' غور اور طبریہ وغیرہ مسلمانوں کے قبضے میں رہے۔ مسلمانوں کو یہ چیز نہایت ناگوار ہوئی۔ اور اصل میں یہ خرابی صرف اس وجہ سے تھی کہ مصر و شام کے مسلمان حکمرانوں میں نااتفاقی اور پھوٹ تھی' چنانچہ اس معاہدے کے چھ ہی مہینے بعد اس ملک الاشرف نے اپنے بھتیجے الناصر کو مغلوب کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا جو اس کی کمک اور مدد کے لیے آیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریڈرک بیت المقدس میں

فریڈرک کے لیے اس صلح کا نتیجہ ایک اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ اس کارروائی سے اسے اس بات کا موقع مل گیا کہ فوراً اپنی قلمرو کو واپس جائے' جہاں پوپ کی فوج اپولیا کو برباد کر رہی تھی اور اندیشہ تھا کہ خود صقلیہ پر حملہ نہ کر دے۔ اب فریڈرک کے لیے ارض مشرق میں صرف ایک کام باقی رہ گیا تھا یعنی روضہ اقدس مسیح کی زیارت۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ وہاں بھی پوپ ہی کا ڈنکا بج رہا تھا۔ جیسے ہی فریڈرک شہر کے، پھاٹک کے اندر داخل ہوا تو یہ صورت نظر آئی کہ جیسے شہر مقدس ہی نہیں' روضہ اقدس میں بھی پوپ کا فرمان امتناعی پہنچ گیا ہے۔ اور مسلمان کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ ایک مسیحی شہنشاہ کی صورت دیکھتے ہی عیسائیوں نے تمام گرجوں کے دروازے بند کر لیے اور عبادت یک قلم موقوف ہو گئی۔

فریڈرک ایک اتوار کو اپنا شاہانہ لباس پہن کے اور بہت سا جلوس ساتھ لے کے بیت المقدس کی بادشاہت کا تاج پہننے کے لیے روضہ پاک کے گرجے میں گیا۔ اس رسم میں شرکت کرنے کے لیے سارے گرجے میں کوئی پادری موجود نہ تھا۔ کیپوا اور پالرمو کے اسقف اعظم علیحدہ کھڑے تھے۔ آخر فریڈرک نے قربان گاہ پر سے تاج اٹھا کے خود اپنے ہاتھ سے سر پر رکھ لیا جس کے بعد اس کے حکم سے اس کے دوست سالزا کے ہرمن نے ایک خطبہ پڑھا' جس کے ذریعے سے شہنشاہ نے پوپ کی خطا یہ کہہ کر معاف کر دی کہ میری بابت رائے قائم کرنے میں اس نے سختی کی اور مجھے قوم سے خارج کر دیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر پوپ کو اصلی واقعات معلوم ہوتے تو وہ میرا مخالف نہ رہتا بلکہ موافق ہو جاتا۔ اس کے بعد اپنے اس خطبے میں اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں از سر نو امن و امان پھیلا کے مسیح کے جھوٹے دوستوں' اور مجھ پر الزام لگانے اور گالیاں دینے والوں کو شرمندہ کروں گا۔ اور خدا سے، نیز اس سے جو دنیا میں اس کا نائب ہے، عجز و انکسار کے ساتھ پیش آتا رہوں گا۔

مسلمانوں سے فریڈرک نے نہایت ہی اچھا سرٹیفکٹ حاصل کیا۔ جس قصر میں شہنشاہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرا ہوا تھا اس کے قریب ہی کی ایک مسجد میں مؤذن نے مینار پر چڑھ کے اذان دی۔ اور اس میں یہ جملہ بڑھا دیا تھا کہ "یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسیح بن مریم خدا کے بیٹے تھے؟"

قاضی شہر نے یہ جملہ سنتے ہی مؤذن کو آیندہ اذان دینے کی ممانعت کر دی۔

جب پھر اذان کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان نہ دی تو فریڈرک کو اس بات کا خیال ہوا کہ آج مسلمانوں نے اذان کیوں نہیں دی؟ اور جب اس کا سبب معلوم ہوا تو خود ہی قاضی کو ملامت کی کہ میری وجہ سے آپ نے اپنے فرض مذہبی کے ادا کرنے میں کیوں تامل کیا؟ پھر کہا "اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو وہاں ایسا بے جا امتیاز نہ پائیں گے۔"

کہتے ہیں کہ فریڈرک نے شہر کے اس کتبے کو دیکھ کے برا نہیں مانا جس کا مضمون یہ تھا کہ "صلاح الدین نے اس شہر کو ان لوگوں سے پاک کیا جو بہت سے خداؤں کی پرستش کرتے ہیں"۔

اور اس کے ساتھ کے اہل اسلام جب نماز پڑھتے اور رکوع و سجود میں جاتے تو ان کی اس کارروائی کو دیکھ کے بھی اس کی تیوری پر بل نہ آتا تھا۔

مسیحیوں کی بابت اس کے جیسے خیالات تھے وہ اس واقعے سے ظاہر ہوتے ہیں کہ جب اس نے مقدس گرجے کی کھڑکیاں بند دیکھیں جو اس غرض سے بند کی گئی تھیں کہ چڑیاں اندر آ کے متبرک چیزوں پر بیٹ نہ کریں تو اس نے کہا "مانا کہ تم چڑیوں کو اندر نہ آنے دو گے لیکن سوروں کا کیا علاج ہو گا؟"

پوپ گریگوری نہم کا اس معاہدے کو باطل قرار دینا

فریڈرک نے اپنی اس کامیابی کا حال جو در حقیقت قلم کے ذریعے سے ہوئی تھی نہ تلوار کے ذریعے سے یورپ کے فرماں رواؤں کو بہت ہی تعلّی اور مبالغے کے ساتھ لکھا تھا۔ مگر اس بات کی اسے خبر نہ تھی کہ مسیحیوں اور مسلمانوں دونوں کی اس نے کس قدر دل آزاری کی تھی۔ ایک چمڑے کے کاغذ پر چند الفاظ لکھ دینے سے اس مسیحی شہنشاہ نے اپنے لوگوں کو اس امید سے بالکل محروم کر دیا کہ "بے دینوں" کو قتل کر کے وہ اپنے گناہ بخشوا لیں گے۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھی الفاظ سے مسلمانوں کے سلطان نے بھی اپنی رعایا کو نصرانیوں کو قتل کرنے کے ذریعے سے فردوس بریں حاصل کرنے سے باز رکھا۔

بیت المقدس کے مقتدائے اعظم کی جانب سے پوپ کو ایک خط پہنچا جس میں اس نے شہنشاہ کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور اسے دغا باز' مرتد اور ڈاکو کے الفاظ سے یاد کیا تھا۔ مگر گریگوری اس عہد نامے کو نامہ مذکور کے پہنچنے سے پیشتر ہی یہ کہہ کر باطل قرار دے چکا تھا کہ اس کی رو سے مسیح اور شیطان کے درمیان ملاپ کرانے اور خدا کے گھر کو محمد (ﷺ) کی پرستش [1] کی چیز قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس نے لکھ بھیجا کہ رائے کی غلطی سے اور ہمارے نجات دلانے والے کی مرضی کے خلاف ایک صلیب کا مخالف' ایمان کا دشمن اور وہ مردود جو قابل جہنم ہے' ہادی بنا لیا گیا ہے' تاکہ دین مسیحی کی بے انتہا تخریب اور ان شہیدوں کی تذلیل ہو' جنھوں نے ارض مقدس کو مسلمانوں سے پاک کرنے کی کوشش میں اپنی جانیں دی ہیں۔

شہنشاہ کا صلیبیوں کے ساتھ یورپ واپس آنا

لیکن فریڈرک بھی اپنی جگہ نہایت ہی ثابت قدم اور مستقل مزاج بادشاہ تھا۔ وہ بیت المقدس سے یافا اور یافا سے طالمیس (عکہ) واپس آیا۔ وہاں یہ سن کے' کہ نائٹوں کا ایک نیا گروہ تیار ہو رہا ہے' اس نے حکم دے دیا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی شخص اپنی قلمرو میں سپاہی جمع نہ کرے۔ اس نے عکہ شہر کے تمام مسیحیوں کو فصیل شہر کے باہر والے وسیع میدان میں جمع کیا اور اپنی اس رائے کا جو مقتدائے اعظم' ٹمپلرز اور ان کے معاونوں کی نسبت تھی نہایت آزادی کے ساتھ اعلان کر دیا۔ اور اس بات کی بھی تاکید کر دی کہ اب کل زائرین زیارت کر کے فوراً یورپ کو واپس چلے جائیں۔

---

[1] یہ پوپ کا صریح جھوٹ تھا کہ مسلمان (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کی عبادت کرتے ہیں۔ مسلمان صرف ایک معبود اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نبی ﷺ کو صرف اللہ کا رسول اور اپنا رہنما و مقتدا مانتے ہیں۔ اس کے برعکس مسیحی اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی درجہ دے کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اس رائے کے اظہار میں اس سے ہرگز لغزش نہ ہوئی۔ اس کے تیراندازوں نے گرجوں پر قبضہ کر لیا اور دو راہب جنھوں نے منبر پر چڑھ کے اس پر الزام لگایا تھا' ان کی گلی کوچوں میں تشہیر کی گئی۔ اسقف اعظم اپنے محل میں بند کر دیا گیا اور شہنشاہ کے احکام کی تعمیل ہونے لگی۔

فریڈرک دوم نے یورپ واپس آ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پوپ نے اس کے خلاف بغاوت پھیلانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ ادھر دربار یورپ کی فوجیں جان آف برین کے زیر فرماں تھیں جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ غالباً اسی نے شہنشاہ فریڈرک کی موت کی خبر اڑادی تھی اور جس کو یہ دعویٰ تھا کہ میرے سوا کوئی شہنشاہ نہیں۔

فریڈرک نے پوپ کے پاس اپنے ایلچی روانہ کیے جن کا قافلہ سالار شہر سالزا کا ہرمن تھا۔ ان کی درخواست تذلیل و توہین کے ساتھ نامنظور کی گئی۔ اور فریڈرک کو لیبجنشنز یعنی شہر لیون کے غریب آدمیوں اور دیگر ملحدوں کے ساتھ جو عیسائیوں کی نظر میں مسیحی کلیسا کے بدترین دشمنوں میں شمار کیے جاتے تھے' پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ خارج از جماعت ہونے کا صدمہ سہنا پڑا۔ یہ پھل اس شخص کو ملا جس نے ارض فلسطین میں لاطینی سلطنت قائم ہونے کے واسطے رچرڈ شیر دل سے بھی زیادہ کارنمایاں کیا تھا اور ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹنے پائی۔!!!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۴

ساتویں صلیبی لڑائی

رچرڈ ارل آف کارنوال (انگلستان) کا حملہ

بڑی بڑی چڑھائیاں جو صلیبی لڑائیاں کہلاتی ہیں ان کے علاوہ اگر ہم ان چھوٹی مہموں کو بھی صلیبی لڑائیوں کے نام سے موسوم کر دیں، جن کے لیے ان بڑی مہموں کے بیچ بیچ میں لوگ ارض مقدس میں جانے اور لڑنے کے لیے جمع ہوئے، تو صلیبی لڑائیوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی، تاہم جو چڑھائی رچرڈ ارل آف کارنوال نے کی، جو انگلستان کے ہنری سوم کا بھائی تھا اور اس کے بعد رومی لوگوں کا بادشاہ ہو گیا، وہ بھی فریڈرک دوم کی مہم سے کچھ کم نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے ہمارے خیال میں اسے ان شوریدہ سری کی منحوس مہموں میں ساتواں نمبر دینا چاہیے۔

پوپ کے تحصیلداروں پر بے جا تصرف کا الزام

جو جوش پہلے صلیبیوں میں تھا اسے زمانے نے دھیما کر دیا تھا۔ لیکن فریڈرک کے واپس آنے کے بعد کے واقعات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں یہ خیال پھر تازہ ہو گیا تھا کہ جو روپیہ ارض فلسطین کو مسلمانوں کے قبضے سے نکالنے کے واسطے جمع کیا گیا تھا، اسے اور کسی کام میں صرف نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ ضروری تھا کہ وہ اسی کار خیر میں لگایا جاتا۔ تغلب و تصرف کا یہ خیال ایسا عام ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص ان لوگوں سے جو پوپ کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے کام پر مامور تھے یہ کہہ دیتا کہ ہم بجائے اس کے کہ خود جا کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاد کریں چندہ دے کر لڑائی کی زحمت کو اپنے سر سے ٹالنا نہیں چاہتے تو وہ لوگ برا مان جاتے تھے اور اس جواب کو گالی سمجھتے تھے۔

فریڈرک کی صلح کو سبوتاژ کرنے کے لیے زائرین کے قتل کی افواہیں

مصر کے سلطان ملک الکامل نے فریڈرک دوم کے ساتھ جو صلح کی تھی وہ محض عارضی تھی' اور صرف دس سال کے لیے تھی۔ لیکن اس مدت کے اندر ہی دونوں جانب سے اس معاہدے کے خلاف کارروائیاں عمل میں آئیں۔ مشہور ہے کہ ہزاروں مسیحی عکہ سے بیت المقدس جاتے ہوئے قتل کیے گئے [1] اور گریگوری نہم اور فریڈرک کے پاس' جن میں مقام انگنی میں ملاپ ہو گیا تھا' ایلچی بھیجے گئے کہ اور ایک صلیبی لڑائی کے لیے تیاری کی جائے۔

پوپ اور شہنشاہ کا جدید صلیبی لڑائی سے انکار (۱۲۳۰ء)

اس بنا پر صلیبی لڑائی کا حکم تو دے دیا گیا لیکن صرف دکھانے کے لیے' کیونکہ جب فرانس کے امراتھیو بالڈ نواب شیمپین اور بادشاہ نیور اور ہیوغ ڈیوک آف برگنڈی کی سربراہی میں اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے لیون میں جمع ہوئے تو پوپ کی طرف سے انھیں حکم ہوا کہ اس گفتگو کو ملتوی رکھو اور اپنے اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ لوگوں نے اس حکم کی تعمیل سے صاف انکار کیا۔ لیکن جب وہ سب باتوں کا بندوبست کر چکے اور روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو ان کے پاس فریڈرک کے ایلچی پہنچے اور استدعاء کی کہ جب تک میں بھی تمہیں کافی مدد نہ دے سکوں روانگی کو ملتوی رکھو۔ مگر اس استدعاء کی بھی پذیرائی نہ ہوئی۔

فرانسیسی صلیبیوں کی عکہ پہنچ کر شرمناک ناکامی

اور گو فریڈرک نے اپنے افسروں کو حکم دے دیا کہ صلیبیوں کو کسی قسم کی مدد نہ دیں مگر یہ امراء اپنے ارادے پر مستقل رہے اور رفتہ رفتہ عکہ جا ہی پہنچے۔ لیکن ان کے وہاں پہنچنے

[1] یہ پادریوں کا جھوٹا پروپیگنڈہ تھا جسے انہوں نے پہلی صلیبی مہم اور دیگر مہمات میں یورپ کے عیسائیوں میں انتقام کا اندھا جوش پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے ہی سلطان کامل بیت المقدس پر قبضہ کر کے داؤد کے منارے کو منہدم کر چکا تھا۔ اور ان صلیبیوں کو بھی گاڈ فرے ڈی بوئیلون اور اس کے ساتھیوں کی سی سخت مشکل کا سامنا تھا۔

خلاصہ یہ کہ ان کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس ناکامی سے بچنے کے لیے انھوں نے کچھ ہاتھ پاؤں بھی ہلائے یا نہیں۔

انگلستان کے صلیبی دمشق اور مصر کے تنازع سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۱۲۴۰ء)

علاقہ کارنوال کے رچرڈ اور ولیم لانگ سورڈ (جس سے خود ارل آف سالسبری نہیں بلکہ اس کا بیٹا مراد ہے) کی ماتحتی میں انگلستان کے صلیبی جنگجو ڈوور سے جہازوں پر سوار ہو کے فرانس کو روانہ ہوئے۔ وہ مملکت فرانس کا سفر طے کر کے مارسیلز پہنچے اور باوجودیکہ پوپ نے انھیں روکنا چاہا لیکن وہ وہاں سے جہازوں پر سوار ہو کے چل ہی کھڑے ہوئے۔ فرانسیسی صلیبیوں کے مقابلے میں انھیں کہیں زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ لوگ جب عکہ پہنچے تو انہوں نے ان معاہدوں کی بدولت جو مسلمانوں اور مسیحیوں میں ہوئے تھے اور جن پر عمل دونوں میں سے ایک بھی نہ کرتا تھا' دونوں گروہوں کی حالت نہایت ہی ابتر پائی۔ مگر اس نزاع نے جو سلطان مصر اور سلطان دمشق کے مابین نئے سرے سے پیدا ہو گیا تھا ان صلیبیوں کو بہت ہی نفع پہنچایا۔ جب رچرڈ کوچ کر کے شہر یافا پہنچا تو صلح کا پیام دیا گیا۔ اور اس کے نتیجے میں جو معاہدہ سلطان مصر سے ہوا اس کی شرائط اس معاہدے کی شرائط سے بھی اچھی تھیں جو فریڈرک دوم سے کیا گیا تھا۔

اہل خوارزم کا صلیبی مقبوضہ فلسطین پر حملہ (۱۲۴۲ء)

ملک فلسطین پھر مسیحیوں کے ہاتھ آ گیا اور دو سال تک بالکل انھیں کے ہاتھ میں رہا جس کے بعد اس لاطینی سلطنت پر ایک ایسے دشمن نے چڑھائی کی' جو بے رحمی میں ان سے بڑھا ہوا تھا جن سے اس وقت تک صلیبیوں کو سابقہ پڑا تھا۔ ان نیم وحشی بے رحموں [1] نے'

[1] مصنف کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مسیحی تعصب پھر ابل پڑا ہے۔ اس نے ترکوں کو بے رحم اور وحشی قرار دے کر ان پر عیسائی زائرین کے قتل عام کا جھوٹا الزام لگا دیا جس کی غیر جانبدار مورخین ہرگز تائید ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھیں چنگیز خان تاتار① کے وحشت خیز میدانوں سے لایا تھا' ملک خوارزم کے ترکوں کو جو انھیں کے سے جنگجو تھے' ان کے ملک سے بھگایا تو پناہ ڈھونڈنے والے اہل خوارزم ارض فلسطین میں آ دھمکے۔

بیت المقدس کی فوج چونکہ بیت المقدس کو چھوڑ کے چل دی تھی' لہٰذا ان جنگجوؤں نے آتے ہی خون ریزی شروع کر دی۔ جو زندہ ملے قتل کیے گئے۔ مردے قبروں سے نکال کے باہر ڈال دیے گئے۔ اور ہزاروں زائرین جو شہر میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور شہر پناہ کی دیواروں پر صلیبی علم نصب کیے ہوئے تھے ان جنگجوؤں کے ہاتھوں قربانی کے جانوروں کی طرح ذبح ہوئے۔ اس تہلکے کے زمانے میں ٹمپلرز اور اہل شام② میں اتفاق ہو گیا اور ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی جس میں ٹمپلرز اور ہاسپٹلرز کے کل افسر کام آئے۔ صرف ۳۳ ٹمپلرز اور ۳ ٹیوٹانک نائٹ زندہ بچے تھے۔

اہل خوارزم کا سلطان مصر سے اتحاد اور جلد ہی اختلاف

ان دنوں اہل خوارزم اور سلطان مصر میں ملاپ تھا۔ لیکن اس موافقت کو بہت ہی کم قیام نصیب ہوا کیونکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان میں باہم دشمنی ہو گئی جس کے نتیجے میں اہل خوارزم نے شکست کھائی اور منتشر ہو گئے اور ان جنگجوؤں کے سخت حملے کا طوفان خدا خدا کر کے ختم ہوا۔

❁❁❁

← نہیں کرتے۔ جنونی صلیبی ڈیڑھ سو برس سے فلسطین' شام اور مصر کی سرزمین پر جو دہشت گردی اور خونریزی کرتے آ رہے تھے' اس کے پیش نظر اگر ترک مسلمانوں نے شام و فلسطین اور بیت المقدس کے مظلوم مسلمانوں کو ظالم صلیبیوں کے پنجے سے چھڑانے کے لیے کوئی کارروائی کی تو اس پر مصنف کا واویلا بے جواز ہے اور مسیحی زائرین کے قتل عام کا الزام تو محض پروپیگنڈہ ہے۔

① منگولیا کو تاتار (انگریزی میں ''ٹارٹار'' بھی کہا جاتا ہے' چنانچہ چنگیز خاں کی قوم منگول (عربی میں ''مغول'') یا تاتاری کہلاتی ہے ''مغول'' اردو فارسی اور انگریزی میں ''مغل'' کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

② اہل شام سے مصنف کی مراد ساحل شام کے عیسائی ہیں جن میں مقامی بھی تھے اور زیادہ تر یورپی صلیبی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ۱۳

آٹھویں صلیبی لڑائی

لیون کی کونسل

جو افراتفری اہل خوارزم نے پیدا کی تھی اس کی وجہ سے پوپ انوسنٹ چہارم کی یہ رائے ہوئی کہ صلیبیوں کو پھر ایک دفعہ جمع کر کے روانہ کرنا چاہیے۔ ایک کونسل میں جس کا انعقاد شہر لیون (فرانس) میں ہوا تھا' بیریطوس کے اسقف نے نہایت مؤثر الفاظ میں ارض مقدس کے مسیحیوں کی مصیبت بیان کی اور قرار پا گیا کہ ارض مقدس کو مسلمانوں کے قبضے سے نکالنے کے واسطے، پھر ایک مرتبہ کوشش کی جائے۔ پوپ ہونوریس نے فرماں روائے انگلستان ہنری سوم کو لکھا کہ اپنے زمانہ ماضی کے شیر دل تاجدار کی طرح آپ کو بھی صلیب ہاتھ میں لینی چاہیے۔ لیکن ہنری کے لیے سلطان مصر یا خوارزم کے جنگجوؤں کو شکست دینے سے زیادہ ضروری مہم خود اپنی قلمرو کے قریب ہی در پیش تھی۔ ہاں شاہ فرانس لوئی نہم کے دل میں اس آگ کے بھڑکانے میں پوپ کو زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔

فرانس کا متصوف بادشاہ لوئی نہم (۱۲۴۷ء)

یہ ولی صفت بادشاہ جو فقیرانہ مزاج اور عبادت کیش بادشاہوں کا نمونہ تھا' اپنے باپ لوئی ہشتم کے مرنے پر دس برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس کی ماں بلانش نے جو قسطلہ (کیسٹائل) کی تھی اور جس کے ہاتھ میں اس کی طفولیت کے سبب سے مہمات سلطنت کی باگ تھی' اپنے اس وارث سلطنت فرزند کی تربیت نہایت سختی کے ساتھ کی اور اس تعلیم کو لوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بے حد سرگرمی سے قبول بھی کیا۔

عنفوان شباب میں چند دوشیزاؤں (خوب صورت لڑکیوں) کے حسن نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ اس نے شوق و آرزو کی نظر سے ان کی طرف دیکھا۔ اتنی سی بات پر ماں نے اس سے کہا: ''بجائے اس کے کہ تمہارے دل میں معصیت کا شوق پیدا ہو' میں تمہارے مر جانے کو بہتر سمجھتی ہوں''۔

اس کی طبیعت کا فطری رجحان تو اسے زاہد خشک اور عابد گوشہ نشین ہی بنا دیتا' مگر ملکی مصلحت نے اسے شادی کرنے پر مجبور کیا اور اس کی دلہن پراونس کی شاہزادی مارگیرٹ ساس کے بتائے ہوئے متقیانہ اصول سے اپنے شوہر کے ساتھ نہایت ہی سختی کی زندگی بسر کرتی تھی۔

لوئی کی نفس کشی و تصوف کی داستان

جوں جوں لوئی نہم کی عمر بڑھتی گئی اسی قدر وہ نفس کشی میں بھی ترقی کرتا گیا۔

سخت سے سخت جاڑے میں وہ رات کو اٹھ بیٹھتا اور اپنے کمرے میں ٹہلا کرتا تھا۔ کپڑوں کے نیچے وہ بالوں کا ایک کھردرا اور موٹا کپڑا پہنتا تھا جس سے نفس کشی کے لحاظ سے دیکھئے تو اسے خاصی تکلیف پہنچا کرتی تھی۔

برس بھر میں صرف ایک مرتبہ پھل کھاتا تھا۔

جمعہ کے دن نہ کبھی کپڑے بدلتا تھا اور نہ ہنستا تھا۔

ایک فولادی زنجیر کو جو کوڑے کا کام دیتی تھی، ایک ہاتھی دانت کے ڈبے میں بند کر کے وہ ہر وقت اپنی کمر میں باندھے رکھتا تھا اور اس سے ہر ہفتے میں ایک مرتبہ اپنے شانوں کو زخمی کر کے خون نکالتا تھا۔

اور جب لنٹ (ایام صیام) کا زمانہ آتا تو ہفتے میں تین بار وہ بے تلے کا جوتا پہن کے ان (گرجوں) کی زیارت کے لیے جو کوسوں کی مسافت پر تھے' پا پیادہ جاتا تھا۔

وہ دن بھر میں دو تین بار بلکہ بعض اوقات چار مرتبہ بھی ''نماز'' پڑھتا تھا' پھر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت سے جی نہ بھرتا تھا۔

سفر کرتا تو اس کا پادری راستے میں اسے ''نماز'' پڑھاتا ہوا لے جاتا تھا۔

خانقاہ نشین راہبوں تک نے کوشش کی کہ اس کا یہ زہد و اتقاء اور نفس کشی، جو بینی ڈکٹ، ڈومنی یا فرانسیس کے اصول و ضوابط سے بدرجہا زیادہ بڑھے ہوئے تھے، کم ہو جائیں، مگر لوئی نہم نے اس کا جواب دینے کے لیے ان سے سوال کیا کہ ''اگر میں اس کا دو چند وقت شکار اور قمار بازی میں صرف کرتا تو بھی کیا ایسے ہی الزام کا مستوجب ہوتا؟'' مطلب یہ کہ کثرت عبادت کا الزام بدکاری و معصیت کے الزام کے برابر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا بہتر ہے کہ بجائے معصیت کے مجھے یہی الزام دیا جائے۔

کیسی ہی لعنت و ملامت اور طعن و تشنیع کی جاتی، اس کی منکسر مزاجی میں ہرگز فرق نظر نہ آتا۔ ایک مرتبہ ایک عورت جو اس کے سامنے اپنے مقدمے کی پیروی کرنے کو آئی تھی چلا اٹھی: ''آپ فرانس کے بادشاہ نہیں ہیں بلکہ صرف پادریوں اور راہبوں کے بادشاہ ہیں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ فرانس کی سلطنت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس منصب سے آپ کو ہٹا دینا چاہیے''۔

اس کا جواب لوئی نے یہ دیا کہ ''تم سچ کہتی ہو۔ خدا کو یہی پسند آیا کہ مجھے بادشاہ بنائے، مگر یہ بہتر ہوتا کہ اللہ جل شانہ میرے عوض کسی ایسے شخص کو بادشاہ مقرر فرماتا جو اچھے طریقے سے اس سلطنت میں فرماں روائی کرتا''۔ یہ کہہ کے اس نے بہت کچھ روپیہ دے کے اس عورت کو رخصت کر دیا۔

اور روپیہ تھا بھی ایسی چیز جس سے اس بادشاہ کو بہت ہی کم رغبت تھی۔ اور اس کی ضرورت بھی اسے، سوائے ان موقعوں کے جب اسے کوئی متبرک چیز خریدنی ہوتی، بہت کم پیش آیا کرتی تھی۔ مگر ہاں تبرکات کے بارے میں وہ نہایت ہی حریص تھا۔ اس نے وہ اصلی کانٹوں کا تاج، جو سیدنا مسیح کو پہنایا گیا تھا اور جو قسطنطنیہ کے کنیسہ سینٹ صوفیا میں تھا، دس ہزار روپیہ دے کے بڑے شوق سے مول لیا تھا۔ ایسے شخص کی نظر میں خدا کی مطلق فرمانبرداری اور دین مسیحی کی ہر چیز اور ہر مسئلہ پر اعتقاد رکھنا اور اس کی پابندی کرنا انسانیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بہترین اوصاف تھے۔

دین مسیحی کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہ تھا جس پر اس کے خیال میں ذرا سا بھی شک کیا جا سکے بلکہ اس کے اعتقاد میں دین کا ہر مسئلہ تسلیم کرنا واجب تھا۔ ایک روز اس نے اپنے داروغہ سے گفتگو کرتے ہوئے جو شہر روان ویل کا حاکم تھا، اس کے ہمراہ ارض فلسطین میں آیا تھا اور جس کے لکھے ہوئے بے مثل وقائع اس وقت تک اسے اور اس کے زمانے کو زندہ کیے ہوئے ہیں، پوچھا: ''تمھیں اپنے باپ کا نام معلوم ہے؟''

اس نے عرض کیا ''جی ہاں یاد ہے۔ اس کا نام شمعون تھا''۔

لوئی نے دوبارہ کہا ''یہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا؟''

داروغہ نے کہا: ''اس لیے کہ میری ماں نے بارہا مجھ سے اس کا تذکرہ کیا ہے''۔

یہ سن کے بادشاہ نے جواب دیا: ''تب تو تمہیں دین کی بھی تمام باتوں کا معتقد ہونا چاہئے جن کی تصدیق ہمارے خداوند کے رسولوں نے کی تھی۔ جیسا کہ تم ہر اتوار کو ان بھجنوں میں سنتے رہے ہو جو گائے جاتے ہیں''۔

اس کے مشرب میں بحث و مباحثہ کی کوئی گنجائش نہ تھی اور نہ کسی حالت میں اس کی کچھ ضرورت تھی۔ اس نے نہایت ہی دلی مسرت کے ساتھ حاکم روان ویل سے ایک نائٹ کا واقعہ بیان کیا جس نے ایک ایسے موقع پر جب کہ چند یہودیوں اور کلگنی کی خانقاہ کے راہبوں میں جھگڑا ہو رہا تھا' راہبوں کے افسر سے کچھ کہنے کی اجازت مانگی۔ ذرا مشکل سے اس کی اجازت دی گئی۔ اور وہ پرانا سپاہی (نائٹ) بیساکھیوں کے بل پر کھڑا ہوا (کیونکہ وہ لنگڑا تھا) اور اس نے یہودی مقتدا کو اپنے قریب بلا کے پوچھا ''تم سیدہ مریم کو مانتے ہو جن کے بطن سے ہمارے نجات دلانے والے عیسیٰ مسیح پیدا ہوئے تھے؟ اور نیز اس کو تسلیم کرتے ہو کہ جس وقت وہ خدا کی ماں بنی تھیں' اس وقت باکرہ تھیں؟''

یہودی نے فخر سے جواب دیا کہ ''میں ان میں سے ایک بات کو بھی نہیں مانتا''۔

یہ جواب سن کے نائٹ نے کہا: ''پھر تم بڑے بے وقوف ہو کہ ان باتوں کا تو اعتقاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے اور ایک مسیحی خانقاہ میں آئے ہو! لہٰذا اپنی اس حماقت کا ثمرہ بھی لو"۔ یہ کہہ کے اپنی بغل کے نیچے کی بیساکھی اٹھا کے اس زور سے یہودی کی کنپٹی پر ماری کہ وہ تیورا کے گر پڑا۔ اور اس کے تمام رفقاء یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

خانقاہ مسیحی کے مقتدا نے اس حماقت پر ملامت کی تو اس نائٹ نے جواب دیا:

"آپ مجھ سے بھی زیادہ بے وقوف ہیں کہ ایسے لوگوں کو جمع کیا ہے جن کی بحث سن کے بے چارے، مسیحی گمراہ اور بے دین ہو جائیں"۔

حاکم روان ویل کہتا ہے کہ اس حکایت کے اخلاقی نتیجے کو بادشاہ نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا: "کسی کو چاہے وہ اپنے مذہب کا کتنا ہی بڑا عالم ہو یہودیوں سے بحث نہ کرنی چاہئے۔ اگر سپاہی سنے کہ دین مسیحی پر حملہ کیا جاتا ہے تو اسے چاہئے کہ نہایت تیز دھار کی تلوار سے اپنے دین کی حمایت کرے۔ اور اس تلوار کو قبضے تک بے ایمانوں کے پیٹ میں پیوست کر دے"۔

کسی زمانے کی تاریخ ہمیں اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم اس زمانے کے لوگوں میں سے کم از کم بعض کے حالات سے واقف نہ ہو جائیں۔ اس اصول کے مطابق لوئی کے حالات میں ان تفصیلی واقعات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے جنھیں ہم صرف ایک ٹھنڈی سانس لے کے یا ایک دفعہ مسکرا کے پڑھ جاتے ہیں۔

بادشاہ نے ایک دن حاکم روان ویل سے پوچھا: "مقدس پنج شنبہ کے دن تم غریبوں کے پاؤں دھلاتے ہو؟"

حاکم روان ویل نے کہا: "جی نہیں۔ اور نہ کبھی ایسے لوگوں کے پاؤں میں دھلاؤں گا"۔

اس پر بادشاہ نے کہا: "یہ جواب تو تم نے برا دیا کیونکہ خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے جو کچھ کیا ہے اسے تم کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے، اس لیے کہ وہ جو عالم کا خداوند اور مالک ہے اس نے متبرک پنج شنبہ کے دن اپنے شاگردوں کے پاؤں دھلائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں نے جو تمہارا مالک اور استاد ہوں یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس رسم کو تم سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ادا کیا کرو۔ حاکم روان ویل! میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ اسی مالک کی محبت کے لحاظ سے، نیز میرے خیال سے تم اس رسم کے پابند ہو جاؤ''۔

ایک اور وعظ میں' جس کی نرمی نے اس کی طوالت کے عیب کو مٹا دیا ہے' بادشاہ نے حاکم روان ویل کو ملامت کی تھی جب کہ اس کی زبان سے اتنا نکل گیا تھا کہ ''کوڑھی ہونے کے بجائے مجھے یہ پسند ہے کہ میں بدترین گناہوں کا مرتکب ہو جاؤں''۔

المختصر لوئی ایک ایسا شخص تھا کہ اگر اسے اس عقیدے کی تعلیم نہ دی گئی ہوتی کہ بے اعتقادی' لا مذہبیت حتیٰ کہ عقائد میں شبہہ کرنا بھی (مگر جو شبہہ اعتقاد کے قوی کرنے کے لیے کیا جائے وہ اس کے نزدیک ایسا نہ تھا کہ قابل تعزیر ہو) بے دین اور شکی شخص کو اس قابل نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ مسیحی فیاضی اور رحم دلی کا برتاؤ کیا جائے، تو وہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت کرتا مگر اسے اسی عقیدے کی وجہ سے تمام یہودیوں اور ''کافروں'' [1] کے ساتھ دلی نفرت تھی اگرچہ ممکن تھا کہ یہ نفرت کسی یہودی یا ''کافر'' کو سخت مصیبت یا تکلیف میں مبتلا دیکھ کے صبح کے کہرے کی طرح آناً فاناً کافور ہو جاتی۔ مگر باوجود اپنے تعصب' تنگ خیالی' سخت رہبانیت اور متواتر وعظ و نصیحت کے اس میں ایک بہت اعلیٰ درجے کی نرم مزاجی تھی جس کی بدولت ہزارہا آدمی اس کے والہ و شیدا تھے' چاہے انہوں نے اس کے نقش قدم پر چلنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہو۔

ایک ایسے زمانے میں' جب کہ لغو بیانی اور بات بات پر قسم کھانے کا مرض عالمگیر ہو رہا تھا' اس کی زبان سے کبھی کوئی ایک بھی لفظ ایسا نہ نکلتا تھا جو گرفت کے قابل ہو۔ حاکم روان ویل اپنی لطیف عبارت میں اس کی نسبت لکھتا ہے کہ ''نہ میں نے کبھی اس کی زبان سے کوئی فحش لفظ سنا اور نہ کبھی ڈیول (شیطان) کا نام اس کی زبان پر آیا'' جس کو اب اس زمانے میں لوگ بات بات پر لیا کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی عادت ہے جس کی نسبت مجھے

[1] یہ الفاظ متعصب مسیحی مصنف نے مسلمانوں کے لیے بار بار استعمال کیے ہیں اور مولانا شرر نے اسی طرح ان کا ترجمہ کر ڈالا۔ ہم نے احتیاطاً انھیں واوین میں لکھ دیا ہے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین واثق ہے کہ خدا کی خوشنودی کے بجائے اس کی ناراضی کی مستوجب ہے"۔

ان صفتوں کے علاوہ وہ بہت صائب الرائے اور مستقل مزاج تھا جس کی وجہ سے مذہبی معاملات میں وہ نہایت ہی قوی الاعتقاد اور ثابت قدم تھا۔ اور اسی بنیاد پر لوگ اس کی ضعیف الاعتقادی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔

خود اپنی ملامت کو وہ بڑے تحمل کے ساتھ سن سکتا تھا۔ لیکن جو لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اس کے زہد و اتقاء اور اس کی رہبانیت سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے شاہی حقوق یا اس کے پڑوسیوں کے حقوق میں تصرف کریں، انھیں بہت جلد معلوم ہو جاتا تھا کہ انہوں نے دھوکا کھایا اور وہ اس سے اپنا یہ مطلب حاصل نہیں کر سکتے۔

جب پوپ گریگری نہم کا فریڈرک دوم سے دوبارہ اور آخری مرتبہ جھگڑا ہوا اور پوپ نے فریڈرک دوم کو تخت شاہی سے معزول کر کے اس کا تخت و تاج لوئی کے بھائی رابرٹ کو دینا چاہا تو اس نیک دل اور حلیم الطبع بادشاہ نے پوپ کی اس درخواست کا جواب مندرجہ ذیل الفاظ میں دیا:

"پوپ کی یہ نخوت و جرأت کس بنیاد پر ہے کہ اس بادشاہ کو اس کے حقوق سے محروم کرتا ہے جس سے بڑا اور عظیم الشان فرمان روا مسیحی دنیا میں نہ ہونا تو درکنار وہ اپنا کوئی ہمسر و ہمتا بھی نہیں رکھتا؟ اور وہ ایسا بادشاہ ہے کہ اس پر جتنے الزام لگائے گئے ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوا۔ بفرض محال یہ الزامات اگر ثابت ہو جاتے تو بھی سوائے اجماع یا کسی عام کونسل کے اور کوئی قوت اسے تخت و تاج سے معزول نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے معاملات پر اس کے دشمنوں کا فیصلہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اور اس کا سب سے بڑا سخت دشمن خود پوپ ہے۔ ہماری نظر میں اس وقت تک وہ صرف بے گناہ ہی نہیں بلکہ بہت اچھا ہمسایہ ہے۔ اور ہمیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اس کی دنیاوی وفاداری، یا اس کے اعتقاد مذہبی میں بہ حیثیت کیتھولک مسیحی ہونے کے کیوں شک کیا جائے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح کے واسطے سمندر میں بھی اور خشکی پر بھی نہایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہادری سے لڑا۔ ایسی بڑھی چڑھی پابندی تو ہم نے خود پوپ میں بھی نہیں پائی جس نے اس زمانے میں جب کہ وہ صلیبی جنگ پر گیا ہوا تھا' اس کو پریشان کرنے اور محض شرارت سے اس کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کی' باوجودیکہ اس وقت وہ خدا کے کام میں بدل و جان مصروف تھا''۔

لوئی نہم کا معرکہ صلیب اختیار کرنا (۱۲۴۵ء)

اب اس کام کے لیے' جو اس عہد کے مذہب کے مطابق کار خیر تھا' اس سیدھے سادے مگر مستقل مزاج' حق دوست اور انصاف پسند بادشاہ نے بے خوف وخطر اپنے جسم و جان کو ہلاکت میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ حالانکہ وہ اوصاف' جن کی کسی جنرل یا فوجی سردار کے لیے ضرورت ہوتی ہے' ان میں ایک صفت بھی اس کی ذات میں نہیں پائی جاتی تھی۔

فریڈرک' جس کا وہ نہایت ہی طرفدار تھا' اس بارے میں وہ اس کے اس قدر برعکس تھا کہ خیال کرنے سے حیرت معلوم ہوتی ہے۔

اس کی نظر میں غیر مذہب کے فلسفیوں اور شاعروں کے علوم' ان کا علمی مرتبہ اور ان کا تمدن' اسی طرح ہر زمانے کے شعراء کا کلام' علم موسیقی اور اس قسم کی ہر چیز نہایت ہی نفرت کے قابل تھی۔

تجارت' حرفت اور علم کے ذریعے سے مختلف اقوام میں میل جول پیدا ہونا کبھی اس کے وہم وگمان میں بھی نہ آتا تھا۔ جب تک وہ اپنے ملک میں تھا حتی الامکان نہایت عدل و انصاف سے سلطنت کرتا رہا۔ مگر جب ''فرائض مذہبی'' نے اسے معرکہ صلیب اختیار کرنے اور دوسرے ملک میں جانے پر مجبور کیا تو وہ پچاس ہزار آدمی اپنے ہمراہ لے کے چل کھڑا ہوا۔

اس نے فوجی تدابیر اور حربی حکمت عملیوں سے بالکل کام نہیں لیا بلکہ محض اس اعتقاد کے ساتھ سفر شروع کیا کہ خدا' جس کی خدمت گزاری کے لیے میں نے کمر باندھی ہے' وہی میری طرف سے لڑے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو سمجھنا چاہئے کہ یہ خود میرے گناہوں اور میری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔

اس کی ماں نے اس ارادے سے اسے بہت روکنا چاہا' لیکن اس نے اس کی طرف سے کان بہرے کر لیے اور مطلق سماعت نہ کی۔

اس ارادۂ جنگ کی ابتداء یوں ہوئی کہ ایک مرتبہ وہ علیل ہو گیا تھا اور اس بیماری میں ایسی ردی حالت ہو گئی کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ جو ملازم ہر وقت پاس رہا کرتے تھے ان میں سے کسی نے مردہ سمجھ کر اسے چادر اوڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد دوسرے خادم نے اس کے منہ سے چادر ہٹائی تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور کہہ رہا ہے:

''خدا نے مجھے مردوں میں سے اٹھا بٹھایا۔ لاؤ مجھے صلیب دو''۔

غرض یہ صلیبی معرکہ اسی وقت اس کی تقدیر میں لکھا گیا تھا مگر بہ ظاہر اس کے نو مہینے بعد اس نے پیرس کی پارلیمنٹ میں علانیہ معرکۂ صلیب اختیار کیا۔ اسی سال بڑے دن کے زمانے میں اپنے اہل دربار کو اس نے حسب معمول نئے خلعت دیے جن میں دونوں مونڈھوں کے درمیان سرخ صلیب بنی ہوئی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اہل دربار کو یقین ہو گیا کہ اب ان کی جان کسی طرح نہیں بچ سکتی اور انھیں بادشاہ کے ساتھ خواہ مخواہ جانا پڑے گا۔

فرانس سے لوئی کی روانگی

مہم کی تیاریاں کرنے میں دو برس اور گزر رے۔ اور ۱۲ جون ۱۲۴۸ء کو سینٹ ڈینس کی خانقاہ میں پوپ کے سفیروں نے لوئی کو زائرین کا عصا مع اوری فلیم (یہ ولیوں کے متبرک جھنڈے کا نام تھا) پوپ کی طرف سے لا کے پیش کیا۔ ماہ اگست کے آخر میں وہ جہاز پر سوار ہو کے فرانس سے روانہ ہوا۔ آٹھ مہینے جزیرہ قبرص میں بسر ہوئے' جہاں شہنشاہ فریڈرک نے اس کے اکثر ہمراہیوں کو اپنا مہمان رکھا۔ اس مہمان نوازی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوئی نے فریڈرک کی سفارش کرتے ہوئے پوپ کو ایک خط لکھا' جس کا مضمون یہ تھا:

''جس شخص نے صلیبی جنگجوؤں کے ساتھ ایسا سلوک اور ایسا دوستانہ برتاؤ کیا ہے اس کا قصور معاف کر دیجیے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خط دربار پوپ میں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا گیا۔

دوسرے سال موسم بہار میں جہاز پر سوار ہو کے وہ مصر کو روانہ ہوا۔ اس کا بیڑا جیسے ہی شہر دمیاط سے گزر کے آگے بڑھا' اس کے ایلچیوں نے سلطان مصر کے سامنے جا کے اپنے بادشاہ کے جاہ و جلال کی بڑی ہی ہیبت ناک تصویر کھینچی' تاکہ وہ صرف خبر ہی سن کے سر اطاعت جھکا دے۔ مگر سلطان نے یہ جواب دیا:

''میں حق پر ہوں۔ اور جو شخص ناحق مجھ سے لڑے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اکثر یہ ہوا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں کو چند سپاہیوں نے مل کے شکست دے دی ہے''۔ ①

دمیاط پر صلیبیوں کا قبضہ

ایک نہایت ہی نمایاں کامیابی کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ پچاس ہزار صلیبی شان و شوکت اور دھوم دھام سے دریائے نیل کی شاخ دمیاط کے کنارے اتر کر آگے بڑھے۔ مسلمانوں کی جو فوج دمیاط کی محافظ تھی ایسی خائف و بدحواس ہوگئی کہ سب لوگ قلعہ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر مذکور پر قبضہ کر لیا گیا لیکن بیکار' اس لیے کہ وہاں کے آباد ہونے والوں نے شہر کے اس حصے میں جہاں مال تجارت اور غلہ وغیرہ بھرا ہوا تھا آگ لگا کے بعجلت تمام قاہرہ کی راہ لی تھی۔ فتحوں کا جیسا اثر ہوتا ہے ویسا ہی اثر اس فتح کا بھی اہل صلیب پر ہوا۔ لوئی کا زہد و اتقا تو بدستور قائم رہا لیکن اس کے خیمے سے قریب ہی اس کے ہمراہی حد سے گزری ہوئی عیاشی اور سیہ کاری میں مشغول تھے۔

صلیبی فوج کا قاہرہ کی طرف بڑھنا

اسی دوران میں تھوڑے زمانے کے بعد انگلستان کے دو سو نائٹ ولیم لانگ سورڈ کی سرداری میں آ پہنچے اور اس فوج سے آ ملے۔ آخر کار نومبر کے مہینے میں طے ہوگیا کہ اس تباہ کر دینے والی فوج کو قاہرہ کی طرف کوچ کرنا چاہیے اگرچہ دشمن کے حملوں کی وجہ سے اس

① سلطان مصر الصالح نے قرآن کی اس آیت سے استشہاد کیا تھا: ''کتنے ہی قلیل گروہ اللہ کے حکم سے کثیر گروہوں پر غالب آ گئے۔'' (البقرہ ۲: ۲۴۹) (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج کا آگے بڑھنا کچھ آسان نہ تھا۔ لیکن نہر اسمون پر پہنچ کے انھیں رکنا ہی پڑا۔ جن گزر گاہوں کے بنانے کی انہوں نے کوشش کی تھی انھیں دشمنوں نے برباد کر ڈالا اور ان کی منجنیقوں کو مسلمانوں نے گریک فائر (آتش یونان) [۱] کی پچکاریاں مار مار کے جلا ڈالا۔ آخر کار کسی بدوی نے بہت کچھ رقم لے کے انھیں ایک ایسا مقام بتا دیا جہاں وہ نہر پایاب تھی۔ یہ لوگ نہر کے اس پار اترے تو دشمن کی فوج جو اس کنارے پر تھی بھاگ کھڑی ہوئی۔

اس موقع پر اہل صلیب اگر ضابطہ اور تحمل سے کام لیتے تو انھیں بہت کچھ کامیابی حاصل ہوتی۔ لیکن بادشاہ کے بھائی نواب آرٹوا نے اصلی حصہ فوج کے پہنچنے کا انتظار نہ کیا اور یہ رائے دی کہ ہمیں چاہیے کہ یونہی دشمن کو دباتے ہوئے چلے چلیں۔ ٹمپلرز کے سردار نے بہت سمجھایا کہ دشمن کے اس ظاہری خوف زدہ ہو جانے پر بھروسا کرنا حماقت ہے۔

لیکن اس کی کون سنتا تھا؟ بلکہ کونٹ آف آرٹوا نے اس پر الٹا الزام لگا دیا کہ یہ ہمیں جان بوجھ کے فریب دینا چاہتا ہے۔

اس کے جواب میں ٹمپلرز کے سردار نے نہایت ہی تحمل و بردباری کے ساتھ کہا: ''ہم لوگ اپنا گھر بار اور مال و اسباب چھوڑ کے جو اس ملک میں چلے آئے ہیں جو دشمنوں کا ہے تو آپ کے خیال میں کیا اس غرض سے آئے ہیں کہ خدا کے کام میں دھوکا دیں؟ اور اپنی نجات سے دست بردار ہو جائیں؟''

بشپ آف سالسبری نے بیچ میں پڑ کے صفائی کرانی چاہی لیکن اس کی سفارش پر عمل کرنا تو در کنار، اسے بھی ذلیل کیا گیا۔

غرض بالکل بے ترتیبی سے دوڑتے اور لپکتے ہوئے اہل صلیب شہر منصورہ میں داخل ہوئے۔ ان کی اس ابتری کو مملوک لوگوں [۲] نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا اور اس طرح اچانک

---

[۱] گریک فائر دراصل نفت یا معدنی تیل تھا جو رس رس کر سطح ارض پر آ جاتا تھا۔ (م۔ف)

[۲] اس زمانے کے مسلمان فرماں روایان مصر مملوک کہلاتے تھے' اس لیے کہ وہ غلام ہوتے تھے۔ مملوک عربی میں غلام کو کہتے ہیں۔

☆ مولانا شرر کو غلط فہمی ہوئی' جنگ منصورہ کے وقت مصر پر ابھی ایوبی خاندان کے ملک الصالح کی حکومت ←

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر آ گرے جس طرح شکاری جانور چڑیا پر آ پڑتا ہے۔

مسلمانوں کی کچھ فوج اس مہم پر روانہ کی گئی کہ کونٹ آف آرٹوا کی فوج میں اور صلیبیوں کی اصلی فوج میں جو بادشاہ کے ہمراہ تھی باہم رابطہ نہ رہے اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ ہو۔ شہر میں اہل صلیب پر مکانوں پر سے کھولتے ہوئے پانی کی بارش کے ساتھ ساتھ پتھر ڈھیلے اور جلتی ہوئی لکڑیاں برسنے لگیں۔ کونٹ آف آرٹوا اس سے پہلے کہ اپنی اس حماقت کا نتیجہ دیکھے' مارا گیا۔ اور اس کے بعد ولیم لانگ سورڈ نے جان دی۔

اگر بادشاہ کی فوج مدد کو نہ آ جاتی تو کونٹ کی فوج بھی بالکل تباہ و برباد ہو گئی ہوتی۔ گو شاہ لوئی ایک فوجی جنرل کی حیثیت سے کچھ نہ تھا مگر اس خطرناک اور نازک گھڑی میں اس نے نہایت ہی جرأت اور بہادری سے کام لیا تھا۔ دونوں فریقوں نے خطرناک نقصان برداشت کیا تھا مگر بادشاہ فرانس کا شہر دمیاط جانے کا راستہ بند ہو گیا اور ایک عجیب مہلک مرض اس کی لشکر گاہ میں پھیلنے لگا۔ لوئی نے دشمن کے پاس پیام صلح بھیجا اور پیش کش کی کہ دمیاط لے کے شہر بیت المقدس کی حکومت اسے دے دی جائے۔ یہ صورت نامنظور ہوئی۔

اور اب واپس ہونا لازمی تھا۔ لیکن دریا کے پاس اور نہر کے سامنے، اسے ایک سخت لڑائی لڑنا پڑی جس میں صلیبیوں کا بہت نقصان ہوا۔ بادشاہ کی ثابت قدمی کو تو لغزش نہیں ہوئی لیکن جو کچھ طاقت تھی ختم ہو چکی تھی۔ ایسے حملے کرتے کرتے جو انگلستان کے بادشاہ رچرڈ کی شجاعت کی یاد دلاتے تھے' لوئی غش کھا کے گر پڑا۔ آنکھ کھلی تو دشمن کے ہاتھ میں قید تھا۔

حاکم رُوان ؤیل کا بیان ہے کہ صلیبیوں میں بعض ایسے بھی تھے جنہیں واپس جانے کا خیال بھی نہایت شاق تھا۔ اس وقت کے جوش کا اندازہ اسی حکایت سے ہو سکتا ہے جو شاتل کے جیمز کی بابت جو سواسون کا اسقف تھا، مشہور ہے کہ اس نے اتنا کہا کہ "میں اپنے وطن واپس جانے سے خدا کے پاس چلے جانے کو بہتر سمجھتا ہوں" اور ترکوں پر حملہ کر دیا۔ گویا تن

← تھی' البتہ سرکار دربار اور فوج میں مملوک بہت بااثر ہو چکے تھے' چنانچہ کچھ عرصہ بعد ۱۲۴۹ء میں آخری ایوبی حکمران توران شاہ کے قتل کے بعد مملوک برسر اقتدار آ گئے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنہا ان کی ساری فوج کا مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔ ترکوں نے چشم زدن میں اسے خدا کے پاس پہنچا دیا اور سرکاٹ کے اس کا نام بھی شہیدوں کی فہرست میں درج کرا دیا۔

بظاہر اس صلیبی لڑائی کا انجام تباہی اور بربادی معلوم ہوتا تھا۔ لوئی کی ملکہ حمل سے تھی کہ شہر دمیاط میں اسے شوہر کے قید ہو جانے کی خبر پہنچی جس کی وجہ سے مدتِ حمل پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا۔ اس بچے کا نام اس نے ترستان (ابن غم) رکھا۔

خود لوئی کو بڑی بڑی سختیاں جھیلنی پڑیں۔ لوئی کے ساتھیوں میں سے بعض نے اپنا مذہب چھوڑ دیا اور اسے ان کے اسلام قبول کرنے کا سانحہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا پڑا۔ لیکن زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو ثابت قدمی و استقلال سے اپنے مذہب پر قائم رہے۔ ان سب کی گردن ماری گئی۔ اور بادشاہ کو ان کے اس طرح مارے جانے کا منظر دیکھنے کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ لیکن وہ نہایت ہی استقلال کے ساتھ خدا پر بھروسا کیے رہا اور دشمنوں کے مقابلے میں اس جرأت سے کام لیا کہ گویا اپنی جان عزیز نہ تھی۔

اسے اس شرط کیساتھ پیام صلح دیا گیا کہ ''شام کے کل قلعے جو مسیحیوں کے ہاتھ میں ہیں' ہمارے سپرد کر دو''۔

اس نے یہ جواب دیا کہ ''وہ قلعے میرے نہیں ہیں کہ میں دے دوں۔ جس چیز کا مالک بیت المقدس کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے فریڈرک دوم ہے، وہ میں کیوں کر دے سکتا ہوں؟''

اسے دھمکی دی گئی کہ ''اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہیں سخت جسمانی تکلیف دی جائے گی اور شہروں شہروں تشہیر کیے جاؤ گے''۔

اس کا جواب نہایت خاموشی سے اس نے یہ دیا کہ ''میں تمہارا قیدی ہوں۔ میرے ساتھ جو چاہو کرو''۔

آخر کار اس بات پر تصفیہ ہوا کہ شہر دمیاط چھوڑ دیا جائے۔ اور بادشاہ لوئی اپنی رہائی کے لیے معاوضے میں دس لاکھ بزانٹ (اس زمانے کا سکہ) اور پانچ لاکھ فرانسیسی اشرفیاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے امراء کی رہائی کے معاوضے میں ادا کرے۔ اپنی ذات کے لیے اتنی رقم دینے میں تو اسے کچھ پس و پیش ہوا۔ مگر دوسری رقم فوراً اس نے منظور کر لی۔ اس کی زبان سے نکلا کہ ''فرانس کے بادشاہ کو اپنی رعایا کی آزادی خریدنے میں بالکل پس و پیش نہ کرنا چاہیے''۔ اس بے نفسی سے متاثر ہو کے ترکوں کے فرماں روا توران بادشاہ نے بھی یہ کام کیا کہ اس کی ذات کے معاوضے کی رقم سے پانچواں حصہ یعنی دو لاکھ بزانٹ چھوڑ دیے۔

توران شاہ کا قتل

سلطان توران شاہ کا یہ آخری کام تھا۔ اس کے بعد ہی وہ مار ڈالا گیا۔ (۱) اور اس کے مارے ڈالے جانے سے مسیحی قیدیوں کی حالت اور خطرناک ہو گئی۔ اس کے بعد لوئی سے حلف اٹھانے کو کہا گیا تو اس نے انکار کیا اور کہا: ''جن الفاظ میں مجھ سے حلف لیا جاتا ہے ان کا زبان پر لانا میرے اعتقاد میں کفر ہے''۔ اس کا یہ انکار صلیبی اسیروں کے حق میں اور بھی سم قاتل ہو گیا۔ آخر یہ دشواری بھی دور ہوئی اور ایسی سختیاں جھیلنے کے بعد بادشاہ کو رہائی نصیب ہوئی کہ (اگر حاکم روان ویل کا اعتبار کیا جائے) مسلمان تک کہتے تھے کہ ہم پر ایسی سختیاں کی جاتیں تو ہم اپنے پیغمبر محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیتے۔ (۲)

---

(۱) توران شاہ کا شاہی لقب الملک المعظم تھا۔ اس کے مارے ڈالے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے باپ ملک الصالح کے چند بہادر اور صاحب اثر غلام تھے جن میں سب سے زیادہ سر برآوردہ عمرس' قلاوون قراسنقر' اقطاری اور ایبک تھے۔ توران شاہ کے تعینات کردہ نئے امراء نے ان لوگوں پر حکومت شروع کی تو انھیں ناگوار ہوا اور آمادہ ہوئے کہ توران شاہ ہی کا خاتمہ کر دیں۔ وہ فرنگیوں کو شکست دے کے واپس آیا تو دریا کے کنارے ایک برج کے قریب اپنی مجلس میں بیٹھا تھا اور شاہی بجرہ آنے کو تھا کہ عمرس نے ایک تلوار ماری۔ بادشاہ بھاگ کے برج میں گیا تو اس میں آگ لگا دی۔ اس سے گھبرا کے توران شاہ دریا میں پھاند پڑا۔ تب ظالم غلاموں نے اسے تیروں کا نشانہ بنایا۔ الغرض یوں پانی کے اندر اس نے جان دی۔ اس کے بعد اس کے باپ کی صاحب اثر ملکہ شجرۃ الدر تخت پر بیٹھی اور اس کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہوا۔ اور اس کے دستخط سے فرامین شاہی جاری ہوئے۔ (ابن خلدون)

(۲) لوئی کے خوشامدی دوست حاکم روان ویل کا مسلمانوں کی نسبت ایسا خیال بے سرو پا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوئی کو ابھی یہ منظور نہیں تھا کہ باقی ماندہ فوج کو لے کر اپنے وطن لوٹ جائے۔ اس نے شاہ انگلستان ہنری کو مکرر لکھا تھا کہ جس قدر جلدی ہو سکے کافی تعداد میں فوج ہمراہ لے کر میری مدد کو آؤ۔ اسے یقین تھا کہ ہنری میری اس استدعاء کو ضرور قبول کرے گا' خصوصاً جب کہ اس نے اس سے اس بات کا بھی وعدہ کیا تھا کہ اس کے معاوضے میں فرانس کا علاقہ نارمنڈی میں تمہیں دے دوں گا۔ علاوہ ازیں اس کا خیال تھا کہ خود نائب مسیح (پوپ) اپنے اور شہنشاہ فریڈرک کے درمیان کا جھگڑا طے کر چکا ہوگا اور اپنے وفا دار بچوں (یعنی اہل صلیب) کی مدد کے لیے بذات خود آ پہنچے گا اور ان کی سرگروہی و رہبری کر کے انھیں ایسی کوشش پر آمادہ کر دے گا جس میں یقینی کامیابی ہوگی۔

اس کے بھائیوں کونٹ آف آنجو اور کونٹ آف پواٹو نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا' تاہم اس نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے وفادار داروغہ کو ساتھ لے کے شہر ناصرہ کی زیارت کو روانہ ہو گیا۔ روضہ اقدس مسیح کی زیارت سے، جس کی اسے بے حد تمنا تھی' اس نے دل کڑا کر کے انکار کیا۔ اگرچہ نیک دل سلطان دمشق نے اسے روضہ پاک کی زیارت کرنے کی خود ہی اجازت دے دی تھی لیکن لوئی نے اس سعادت کے حاصل کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس شہر کے فتح کرنے کی آرزو میں' جس میں سلاطین یورپ اب تک ناکام ہوتے آئے تھے' میں بھی ناکام رہ جاؤں اور بعد والے پر جوش شاہان مغرب اس کو پورا کریں۔

وہ انگلستان کے رچرڈ کی طرح بے عزت تو نہیں' مگر حقیر ہو کے یورپ واپس آیا۔ یا یوں کہیے کہ ایسی شہرت اور ناموری حاصل کر کے آیا جس کی بدولت چند ہی روز بعد اس کا نام بھی ولیوں (Saints) کی طولانی فہرست میں درج ہو گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۴

نویں صلیبی لڑائی

صلیبی لڑائیوں کی پوری تاریخ ایسے ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو نہ کسی جنگی سپہ سالار کی سمجھ میں آ سکتے ہیں اور نہ کسی مدبر سلطنت کی سمجھ میں کیونکہ ان لڑائیوں میں نہ کبھی فن جنگ کے قواعد سے کام لیا گیا اور نہ ایسی تدبیروں سے جو دانائی وفراست پر مبنی ہوں۔ ان وحشیانہ لڑائیوں کو اگر ہم اس دنبالہ دار تارے (شہاب ثاقب) کی رفتار اور اس کی وقتی چمک دمک سے تشبیہ دیں جو اپنی انتہائی شان وشوکت پر پہنچ کے تاریکی کے سمندر میں ڈوب جاتا اور غائب ہو جاتا ہے' تو بے جا نہ ہوگا۔ جیسا کہ اس تاریخ کے گزشتہ صفحات میں نظر آ چکا ہے' ان لڑائیوں کے ذریعے سے کسی طرح کی مستقل کامیابی تو برائے نام بھی نہیں ہوئی مگر ہاں ان کا تسلسل اتنے عرصے تک رہا کہ گروہ کے گروہ تباہی و افلاس میں مبتلا ہو گئے اور لاکھوں گھر بے چراغ ہو کے غم کدے بن گئے۔

صلیبی محاربین کے اچھے اور برے اوصاف

لیکن جن اوصاف کے اعتبار سے ابتدائی حروب صلیبیہ میں لوگوں کو ایک قسم کی شہرت و ناموری حاصل ہوئی وہ اوصاف آخر تک بدستور قائم رہے۔

اس میں تو کلام نہیں کہ یہ لوگ نہایت نڈر اور راسخ العقیدہ تھے اور مصیبتوں کو نہایت تحمل کے ساتھ برداشت کرتے تھے جیسا کہ بہادروں کا شیوہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب کبھی انھیں فتح ہو جاتی تھی تو دشمنوں پر ویسا ہی ظلم و جور بھی کرتے تھے جیسا کہ ان کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہوتا تھا۔ (۱)

لیکن یہ اوصاف ایسے ہیں کہ انھیں اگر کسی عقل مند فرماں روا کی دانائی سے قطع نظر کر کے دیکھیے تو نہایت ہی آب وتاب دکھاتے اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ لیکن عقل کی عینک لگا کے نظر ڈالیے تو وہ سب باتیں بالکل فضول اور بے کار ثابت ہوتی ہیں۔

حقیقی دانائی ارض فلسطین پر قابض لاطینی مسیحیوں کی قسمت ہی میں نہ تھی۔

نااتفاقی کی بدولت ان میں ہمیشہ باہمی نزاع رہتا تھا۔ اور بعض اوقات تو اسی نفاق کی بدولت باہمی جنگ وجدال کی نوبت آ جاتی تھی۔

بیشک اہل وینس اور پیسا اور جنوا کے باشندوں میں باہم صلح تھی لیکن محض دکھانے کے لیے۔ جب کسی دو فریقوں میں نزاع ہوتا تو جس فریق کی جانب داری ٹمپلرز کرتے تھے، ہاسپٹلرز یا ٹیوٹانک نائٹ ہمیشہ اس کے مخالف گروہ کا ساتھ دیتے۔ اسی مذہبی اختلاف کی بدولت ۱۲۵۹ء میں ٹمپلرز اور ہاسپٹلرز میں ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ عکہ کے ٹمپلرز میں سے شاید ہی کوئی زندہ بچا ہو۔ باہمی قتل وقمع کرتے کرتے یہ حامیان صلیب، مسلمان جلادوں کی اس قتل گاہ میں جا پہنچے جہاں وہ لوگوں کی گردن مارا کرتے تھے۔

مملوک سلطان بیبرس (۲) کے سپاہیوں نے شہر ناصرہ پر قبضہ کر لیا اور ان تمام مسیحیوں کو بھی قتل کر ڈالا جو بدقسمتی کے باعث میدان جنگ سے صحیح سالم بچ کے نکل آئے تھے۔ (۳)

---

(۱) مصنف کے اس دعوے کے برعکس تاریخ تو شہادت دیتی ہے کہ جیسے مظالم صلیبیوں نے موقع پا کے کیے ویسے مسلمانوں نے ان پر کبھی نہ کیے۔

(۲) سلطان بیبرس غلام بادشاہوں یا مملوکوں میں سے تھا۔ اس کا لقب ملک الظاہر تھا اور بڑا نیک نفس، پابند شرع، صاحب سطوت و جبروت اور بہادر تھا۔ اس نے اپنے دور میں وہی شان دکھا دی جو کبھی سلطان صلاح الدین کے عہد میں نظر آئی تھی۔ شام کے اکثر وہ مقبوضات جو فرنگیوں کے قبضے میں باقی تھے، اس نے بڑی بہادری سے چھین کے اپنے قبضے میں کر لیے۔

(۳) وہ مسیحی مقتولین تو شریک جنگ رہے تھے لٰہذا مارے گئے۔ اس کے برعکس صلیبی جنگجو ہمیشہ نہتی اور شہری مسلم آبادیوں کا قتل عام کرتے رہے ہیں اور اب بھی عراق، چیچنیا اور افغانستان میں خونریزی سے باز نہیں آ رہے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارسوف کے قلعے پر نوے ہاسپٹلرز قبضہ کیے ہوئے تھے۔ ان میں سے آخری شخص اس وقت مرا ہے جب دشمن (مسلمان) دھاوا کر کے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ چکے تھے۔

قلعہ سفید کو ٹمپلرز نے اس شرط پر خالی کر دیا کہ محصورین قلعہ جن کی تعداد ۶۰۰ تھی، صحیح سالم کسی ایسے مسیحیوں کے شہر میں پہنچا دیے جائیں جو وہاں سے قریب تر ہو' لیکن سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔ ①

آخر کار یورپ میں خبر پہنچی کہ بوہیمانڈ ششم انطاکیہ سے نکال دیا گیا اور اس کا شہر بے دینوں کے قبضے میں ہے۔ لوئی نہم کو اب بھی ارمان تھا کہ متبرک مقامات کو ''بے دینوں'' کے قبضے سے چھڑائے۔ لیکن جب گزشتہ تباہیاں یاد آتیں تو ڈر جاتا کہ کہیں پھر اس کے گناہوں اور اس کی افسرانہ کمزوریوں کی وجہ سے مسیحی فوج کو ذلت نصیب نہ ہو۔ اس کے اس پس و پیش پر پوپ کلیمنٹ چہارم کو مایوسی ہوئی اور انگلستان کے ہنری سوم کو اس نے بے حد اصرار کر کے اس امر پر مجبور کیا کہ معرکۂ صلیب اختیار کر کے اپنے دینی فرائض کو انجام دے۔

مقام ایوشام میں جب ارل آف لائسٹر یعنی مانٹ فورٹ کے شمعون کو شکست فاش ہوئی تھی، اس واقعے کو تین سال گزر چکے تھے اور اس ملک میں اگرچہ لڑائی نہیں چھڑی تھی مگر پوری طرح امن و امان بھی قائم نہیں تھا۔ لہٰذا یہ بات واقعی قابل حیرت ہوئی کہ ایسے نازک وقت میں اس ولی عہد نے جو چند روز بعد بادشاہ ایڈورڈ اول ہونے والا تھا اس نئے صلیبی جہاد میں شریک ہونے کا عہد اختیار کر لیا۔ مگر درپردہ اس میں یہ مصلحت بھی تھی کہ وہ لوگ انگلستان سے باہر نکل جائیں جن کی ذات سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں ولی عہد یا اس کے باپ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا دیں۔ ایڈورڈ نے اس امر کا بہت خیال رکھا کہ ارل آف گلوسسٹر جس کی ذات سے اسے سب سے زیادہ اندیشہ تھا اگر ناموری میں نہیں تو کم از کم ان

---

① اسلام میں عہد شکنی جائز نہیں، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کی کسی حرکت پر طیش میں آ کر عکہ کے اُن ۲۷۰۰ مظلوم مسلمانوں کا انتقام لیا ہو جنہیں شاہ انگلستان رچرڈ نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اس سے پہلے صلیبی درندے بیت المقدس میں ۷۰ ہزار اور دمیاط میں ۶۷ ہزار بے گناہ مسلمانوں کو بھی شہید کر چکے تھے۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکلیفوں اور مصیبتوں میں ضرور اس کے ساتھ رہے' جو لازمی طور پر ارض مشرق میں پیش آنے والی تھیں۔

غرض لوئی نہم ساٹھ ہزار فوج اور نواب فلانڈرز' نواب برطانی' نواب شیمپین اور دیگر امراء کو ہمراہ لے کر فرانس سے روانہ ہوا' جہاں پھر پلٹ کے آنا اس کی تقدیر میں نہ تھا۔ اس کے جہازوں کو طوفان نے تھپیڑے دے کر جزیرہ سارڈینیا میں پہنچا دیا۔ وہاں پہنچ کے طے ہوا کہ اہل صلیب کو پہلے ٹیونس کی راہ لینی چاہئے۔

جزیرہ صقلیہ کا بادشاہ چارلس آف آنجو اس فکر میں تھا کہ ٹیونس کا جو خراج اس کے ما سبق بادشاہوں کو ادا کیا جاتا تھا اس کے حقوق بحال کرائے۔

کہتے ہیں دیندار لوئی کو وہ نامہ و پیام یاد آیا جس کے ذریعے سے مسلمان بادشاہ ٹیونس نے اس سے دین مسیحی قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا اسے خیال ہوا کہ وہاں اتنی بڑی فوج جا کے ڈیرے ڈالے گی تو وہ آزادی و جرات کے ساتھ اپنے نئے عیسائی مذہب کا علانیہ اظہار کر دے گا۔

ٹیونس میں وبا کا حملہ اور لوئی کی وفات (۱۲۷۰ء)

یہ فوج جہازوں پر سے اتری اور شہر قرطاجنہ کی جگہ پر خیمہ زن ہوئی تھی کہ اچانک ایک وبا شروع ہوئی جس نے منجملہ دیگر صدہا اہل فوج کے خود بادشاہ لوئی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس کی ساری زندگی ایک ''عبادت'' تھی اور آخر وقت بھی عبادت ہی تھی' مگر اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے مشرکانہ عبادت کس کام کی؟ خدا کی مرضی پر راضی ہو کے وہ بستر خاک پر ہاتھ پاؤں پھیلا کے لیٹ گیا' اور اس کے ان الفاظ پر کہ ''خداوند میں تیرے گھر میں داخل ہوں گا اور تیرے مقدس حرم میں عبادت کروں گا'' روح پرواز کر گئی۔

انگلستان کے ولی عہد ایڈورڈ کا ناصرہ پر قبضہ (۱۲۷۱ء)

آخر جب اس لشکر گاہ میں انگلستان کا ایڈورڈ پہنچا تو اسے نظر آیا کہ موسم سرما سے قبل ارض فلسطین پہنچنے کا خیال قابل تعمیل نہیں ہے' لہٰذا اس نے ارادہ کیا کہ صقلیہ واپس چلا جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہاں بیٹھ کے موسم بہار کا انتظار کرے۔ پھر موسم بہار میں جب وہ شہر عکہ پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے نام کے ساتھ اس کی ہیبت بھی یہاں پہنچ کے لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گئی تھی۔ اور جس طرح رچرڈ پلین ٹاجنٹ کے نام سے لوگ کانپتے تھے ویسے ہی اس کے نام سے بھی کانپ رہے تھے۔ مسیحی لوگ فوراً اس کے جھنڈے کے نیچے آ کھڑے ہوئے اور اس نے سات ہزار آدمیوں سے شہر ناصرہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔

ایڈورڈ کا انتہائی ظلم اور اس پر فدائی حملہ

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بھی اسی بے رحمی کے ساتھ کشت و خون کیا جیسی بے رحمی کے لیے کہ عام صلیبی لڑائیاں بدنام ہیں اور سچ بدنام ہیں۔ یہ روایت اگر صحیح ہو تو بھی ارض فلسطین میں اس کی پہلی فتح تھی اور یہی آخری فتح بھی تھی۔ مرض نے اس کی مہم کو روکا اور باطنیوں کے ایک فدائی کے خنجر نے اس کی زندگی ہی کو بیکار کر دیا۔ اس فدائی کو امیر یافا نے ایک نامہ بر کی حیثیت سے اس کے پاس بھیجا تھا جس نے یہاں اثنائے گفتگو میں اسے امید دلائی تھی کہ میں اسلام چھوڑ کے دین عیسوی قبول کر لوں گا۔ کاری زخم کھانے پر بھی ایڈورڈ نے اس فدائی کو زمین پر دے مارا اور ایسی چھری ماری جو اس کے دل کے آر پار ہو گئی۔ لیکن فدائی کا خنجر یقیناً زہر میں بجھا ہوا تھا اور اس کے زہر کے اثر کو پھیلنے سے روکنا کسی معمولی لیاقت کے ڈاکٹر کا کام نہ تھا۔ زخم کے کنارے احتیاط کے ساتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے علاوہ اسے اپنے شباب کی قوت اور اپنی سلیقہ شعار بیوی ایلینور کی تیمار داری سے مدد ملی۔ بعد کے زمانے کے قصہ گویوں نے یہ کہانی بنا لی کہ اگر اس کی بیوی خود اپنے ہونٹوں سے زخم کے زہر کو نہ چوس لیتی تو وہ قطعاً مر جاتا۔

ایڈورڈ کا یورپ واپس آنا (۱۲۷۲ء)

اب صاف نظر آتا تھا کہ ارض مقدس میں اور کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ ایڈورڈ کو ہر وقت یہ خیال لگا رہتا تھا کہ نہیں معلوم کس وقت انگلستان میں میرے موجود ہونے کی ضرورت اٹھ کھڑی ہو، چنانچہ دس برس کے واسطے صلح کر لی گئی۔ انگلستان کے محاربین صلیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہازوں پر سوار ہو کے وطن کی طرف روانہ ہوئے۔

سالہا سال سے یورپ نہایت سرگرمی کے ساتھ ارض مقدس پر قبضہ کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ لیکن ان تمام کوششوں سے جو کچھ نتیجہ حاصل ہوا اس کی ان نشانوں سے زیادہ وقعت نہ تھی جو سمندر کے کنارے کی ریت پر مدوجزر کی وجہ سے پڑ جاتے ہیں۔

آخیر میں پھر تھوڑی دیر کے لیے اس کی اس وقت امید بندھی جب لی اشیر کا مقتدائے اعظم تھیو بالڈ' جو انگلستان کے ایڈورڈ کا دوست تھا' شہر عکہ سے اس واسطے طلب کیا گیا کہ گریگوری دہم کا لقب اختیار کر کے مقدس پطرس حواری کی مسند خلافت پر اجلال فرمائے (یعنی اسے پوپ قرار دیا گیا) اس وقت اتنی ضرور امید بندھی کہ شاید اس گزشتہ خواب کی تعبیر سچی ظاہر ہو جائے۔ تھیو بالڈ نے وہ تکلیفیں اور مصیبتیں خود اپنی آنکھ سے دیکھی تھیں جو ارض فلسطین کے لاطینی مسیحیوں کو برباد کیے ڈالتی تھیں' لہٰذا اس نے اسی گرمجوشی سے جو پوپ انوسنٹ سوم یا اربن دوم کی شان کے مناسب تھی' شاہان یورپ سے استدعاء کی کہ ارض مقدس کو مخالفین کے پنجے سے نجات دلائی جائے۔ شہر لیون میں ایک نئی کونسل منعقد ہوئی جس نے قرار دے دیا کہ ایک نئی صلیبی لڑائی چھیڑی جائے۔ ہپس برگ کے روڈالف نے جو ہنوز مستقل طور پر شہنشاہ قرار نہیں پایا تھا، عہد کیا کہ میں اس جنگ صلیبی میں شرکت کروں گا۔ اس کے ساتھ ہی میکائل پیلیولوگس نے بھی عہد کیا جو اس سے تیرہ برس پیشتر (۱۲۶۱ء میں) قسطنطنیہ میں لاطینی شاہی خاندان کا خاتمہ کر چکا تھا۔ لیکن لیون کی کونسل کے دو ہی برس بعد گریگوری دہم دنیا سے رخصت ہوا۔ اور اس کے ساتھ ارض فلسطین کی نئی فتوحات کے خواب وخیال بھی خاک میں مل گئے۔

یروشلم کی برائے نام سلطنت کے دعوے

خود ارض مقدس کی یہ حالت تھی کہ وہاں بدنصیب باقی ماندہ مسیحی اگلے زمانے کی طرح اب بھی اسی لکیر کو پیٹ رہے تھے۔

جزیرہ قبرص کے ہیوغ سوم نے شہر طائر (صور) میں بیت المقدس کا تاج پہنا تھا۔

ٹمپلرز نے زور دیا کہ ہیوغ کو نہیں بلکہ آنجو کے چارلس کو یروشلم (بیت المقدس)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بادشاہ منتخب ہونا چاہیے۔

ہاسپٹلرز نے ذرا زیادہ عقل سے کام لیا اور کہا کہ اس جھگڑے کو اس وقت تک ملتوی رہنا چاہیے جب تک کہ ہم اس سلطنت کو پھر اپنے قبضے میں نہ کر لیں جس کی تاجداری کے لیے یہ بحث ہو رہی ہے۔

اس کے چند سال بعد جب قبرص کے ہنری دوم نے اپنے تئیں بادشاہ یروشلم کے برائے نام لقب سے ملقب کیا تو ٹمپلرز کے سرگروہ اعلیٰ نے نکولس چہارم کے دربار میں لاطینی مسیحیوں کی مصیبتیں بیان کیں اور کہا: ''ان ظلموں کا اگر معاوضہ ہو سکتا ہے تو صرف مسلمانوں سے خون سے''۔

لیکن پرانے طلسم کا زور اب ٹوٹ چکا تھا۔ نکولس کچھ آدمی دینے پر تو ضرور تیار ہوا لیکن وہ ایسے لوگ تھے جو اول درجے کے بدمعاش اور مجرم تھے اور مہذب سوسائٹی سے نکالے ہوئے تھے۔ کسی قسم کی مالی مدد دینے سے نکولس نے قطعاً انکار کیا۔ دیگر مقامات میں بھی ٹمپلرز کے سرگروہ کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اور جب وہ ارض فلسطین کو واپس آیا تو اس کی ہمراہی فوج میں صرف اطالیہ کے ڈاکو اور چور اچکے بھرے ہوئے تھے۔ [1]

عکہ کا قبضے سے نکل جانا (۱۲۹۱ء)

مسلمانوں کی دعوت صلح صلیبی مسترد کرتے ہیں

آخری بیکسانہ لڑائی عکہ میں ہوئی۔ اور موقعوں کی طرح اس موقع پر بھی ٹمپلرز کی جرأت کا ستارہ دھندلا رہا۔ سلطان [2] نے چاہا کہ ٹمپلرز کے سردار کو کچھ دے دلا کے کام نکال لے مگر اس نے رشوت لینے سے قطعاً انکار کیا۔ سلطان کو بھی اس کی چنداں پروا نہ تھی کہ فقط سیدھی ہی انگلیوں سے گھی نکالے۔ اس کے مملوک نبرد آزما ٹمپلرز سے کچھ کم بہادر نہ تھے۔ اور پھر ان کی تعداد ٹمپلرز سے بدرجہا زیادہ تھی۔

---

[1] اسی قماش کی افواج کے ذریعہ آن سلیبی درندے ممالک اسلامیہ پر دھاوا کیے ہوئے ہیں۔

[2] یہ سلطان مصر و شام و حجاز سیف الدین قلاوون جس نے ۱۲۷۹ء سے ۱۲۹۰ء تک حکومت کی۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنری دوم بہانہ کرکے فرار

غرض حملہ شروع ہوا۔ اثنائے جنگ میں یروشلم کے برائے نام بادشاہ یعنی جزیرہ قبرص کے ہنری دوم نے ٹیوٹانک نائٹوں سے درخواست کی کہ آج ایک دن کے لیے تم لوگ میرے کام کو انجام دے دو' کل صبح کو میں واپس آ جاؤں گا۔ اس کی یہ استدعاء منظور کی گئی۔ مگر قبل اس کے کہ سپیدۂ صبح نمودار ہو' ہنری اپنے مستقر جزیرہ قبرص کو روانہ ہو گیا۔

اب حملہ آوروں نے زیادہ جوش و خروش کے ساتھ دھاوا کیا۔ مسیحی لوگ دل ہار چکے تھے۔ ٹمپلرز کے سردار کا کام ایک زہر میں بجھے ہوئے تیر نے تمام کر دیا۔ اور باقی ماندہ سات نائٹس جو اس گروہ کی یادگار تھے جس نے ہزاروں خطروں کا بہادری اور کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا تھا' جہاز پر سوار ہو کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر تو قبضے سے نکل گیا لیکن محاصرہ کی مصیبت کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا تھا۔

شکست خوردہ صلیبی جنگجوؤں کی خودکشی

شکست خوردہ لوگ گھبرا کے سمندر کے ساحل پر پہنچے لیکن اس وقت ایک طوفان نے ایسا تلاطم پیدا کر رکھا تھا کہ جہازوں پر سوار نہ ہونے پائے۔ اسی اضطراب کی حالت میں دشمن آ پہنچے۔ اور متعصّبانہ ضعیف الاعتقادی [1] کے ہاتھوں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے خون سے سمندر کے پانی کو سرخ بنا دیا۔

---

(1) متعصّبانہ ضعیف الاعتقادی صرف یورپ کے حملہ آور جنونی صلیبیوں میں تھی' ورنہ مسلمان جو اپنی سرزمین کے دفاع میں اور ظالم اور وحشی صلیبیوں کو فلسطین اور مصر و شام کے ساحلوں سے دور بھگانے کے لیے لڑ رہے تھے' ایسی مجنونانہ ضعیف الاعتقادی سے یکسر پاک تھے۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۵

صلیبی لڑائیوں کے بعد کا حال

صلیبی جوش کا اختتام اور پوپوں کی انتہا پسندی کا فطری ردعمل

صلیبی لڑائیاں ختم ہو گئیں۔ ایندھن کے لیے شہتیر تو بڑے بڑے جمع ہوتے رہے مگر یہ بات قیاس سے باہر تھی کہ وہ آگ پکڑیں۔

بڑے بڑے سپاہ گر اور سورما اس مذہبی لڑائی سے دست بردار ہو گئے اور اپنے شغل کے واسطے دوسری جگہ میدان جنگ ڈھونڈھنے لگے۔

ٹیوٹانک بانکے اپنی لتھوانیا اور پولینڈ کی خشک و بے گیاہ سرزمینوں کو واپس گئے۔

ہاسپٹلر نائٹس پہلے تو جزیرہ قبرص میں جا کے ٹھہرے۔ پھر وہاں سے نکل کے جزیرہ روڈس پہنچے جہاں مسیحی یونانیوں اور اہل اسلام سے سخت معرکہ آرائیاں کر کے انہوں نے سارے جزیرے پر قبضہ کر لیا اور اپنی اس دنیاوی جنت میں بیٹھ کے ستانے لگے۔

ارض فلسطین واپس جانے کی تمنا ایڈورڈ اول کے دل میں ابھی تک باقی تھی، جو اپنے وصیت نامے کی رو سے تیس ہزار پونڈ ایسے بہادروں کے فراہم کرنے اور ان کی گزر بسر کے لیے چھوڑ گیا جو ارض مقدس میں جا کے اس کی یہ آرزو پوری کریں۔ لیکن غالباً سب سے پچھلی شعاع اس پرانی آگ کی ان الفاظ میں چمک دکھاتی ہے جو مرتے وقت ہنری پنجم کی زبان سے نکلے تھے جس نے کہا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''بادشاہوں کا لازمی فرض ہے کہ یروشلم کی دیواریں تعمیر کریں۔ اگر میری عمر وفاء کرتی یا مجھے اپنی زندگی میں اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوتا تو اس کام کو میں خود ہی انجام دیتا۔''

اب بھی یہ کام ایسا تھا کہ اس میں ناقابل برداشت دشواریاں تھیں۔ کئی مرتبہ انجام پا چکنے کی وجہ سے اس مہم کا پورا ہونا ممکن ضرور نظر آ گیا تھا لیکن اس کے انجام دینے کے واسطے ایسے عقلمند اور متحمل المزاج مدبر کی ضرورت تھی' جو ایسی حکمت عملی سے کام لے کہ اس کی ہر کارروائی میں رعایا کو اپنی بہبود نظر آئے اور جو فاتح و مفتوح دونوں کو ملا کے ایک قوم بنا دے۔ اس حکمت عملی کو' جیسا کہ ہمیں نظر آ چکا ہے' ابتدائی زمانے کے صلیبیوں نے نامنظور کیا اور سوائے شہنشاہ ہنری کے' جس نے قسطنطنیہ میں اس خیال کو ظاہر کیا تھا' آخری زمانے کے صلیبیوں نے بھی پسند نہ کیا۔ اور غالباً یہ امر بے وجہ نہ ہو گا اگر ہم یہ خیال کریں کہ اس معاملے میں گاڈ فرے اور ٹنکرڈ کے ہمراہیوں کی بہ نسبت انگلستان کا ہنری پنجم زیادہ عقلندی' انصاف اور رحمدلی سے کام لینا چاہتا تھا۔

فرانس اور انگلستان میں صلیبیوں پر پابندیاں' گرفتاریاں اور جائیدادوں کی ضبطی

مسیحیوں اور مسلمانوں دونوں کے خون سے ارض فلسطین کی آب پاشی پوری طرح ہو چکی تھی۔ اب یورپ بالخصوص فرانس کی سرزمین اس گروہ کا خون پینے پر آمادہ تھی' جس نے ارض فلسطین میں لاطینی سلطنت کے قائم کرنے میں اسی قدر کوشش کی تھی جس قدر کہ اس کی بربادی کے واسطے کی۔ اس گروہ سے نائٹ ٹمپلرز مراد ہیں جن کے مٹانے میں جس ظلم و تعدی اور بیگانوں کی سی ناانصافی سے کام لیا گیا اس کا نمبر ان تمام ناانصافیوں' دروغ بیانیوں اور ظلموں سے بڑھا چڑھا ہے جو جھوٹا حلف اٹھانے والے بادشاہوں اور ناخدا ترس مدبروں کے ہاتھ سے عمل میں آئے ہوں گے۔

بے شک ان لوگوں نے بڑے بڑے ظلم کیے تھے۔ لیکن وہ ایسے جرائم تھے جو علانیہ طور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کیے گئے تھے اور جن میں سارے صلیبی جنگجو شریک تھے، سوائے فرانس کے لوئی کے جو اپنے وقت کا ولی تھا اب جو ان کی خدمات کی ارض فلسطین میں ضرورت نہیں رہی تو ظالم' خونریز اور چور فلپ دی فیئر کو یہ سوجھی کہ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی جائیں۔ اس نے پوپ کلیمنٹ پنجم کو دھمکی دے کے ایسے الزامات عائد کرنے کی منظوری حاصل کر لی جنہیں اس سے قبل وہ خود بھی مہمل' فضول اور ناممکن تسلیم کرتا تھا۔ اور تھا بھی حقیقت میں ایسا ہی' اس لیے کہ جن سورماؤں نے میدان جنگ میں کبھی پیٹھ نہیں دکھائی ان کو مغلوب کرنے کے لیے جھوٹے گواہ پیش کیے گئے۔ جسمانی اذیت دی گئی۔ بھوک پیاس' گھپ اندھیرا اور ایسے قید خانوں کی بیماریاں جہاں کبھی سورج کی کرن نہ پہنچتی تھی' غرض ہر طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کرنے سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ کام لیا گیا۔ بعض سے ایک ایک کر کے' سخت جسمانی تکلیفیں دے کے ایسے جرموں کا اقبال کرایا گیا جن سے اس جسمانی مصیبت سے نجات پاتے ہی انہوں نے پھر انکار کر دیا۔ یوں ٹمپلرز کے آخری افسر اعلیٰ اور اس کے باقیماندہ ہمراہی دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ افسر مذکورہ مرتے دم تک اپنے گروہ کے بے جرم ہونے کا دعویٰ کرتا رہا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جرم جو فلپ اور اس کے خونخوار ساتھیوں نے ان سے منسوب کیے تھے' ان سے یہ لوگ قطعی طور پر بری تھے۔ شاہان فرانس اپنی ناانصافیوں کی بدولت گو زیادہ دولت مند ہو گئے مگر انہی کارروائیوں سے اس بہت بڑے الزام میں زور پیدا ہو گیا جو انقلاب فرانس کے زمانے میں ان گزشتہ سلاطین کے بدقسمت جانشین پر لگایا گیا۔

انگلستان میں بھی ٹمپلرز کے خلاف جو کارروائیاں کی گئیں گو وہ بھی قابل شرم تھیں مگر اس ذلیل طرز عمل کے مقابلے میں خفیف تھیں جس نے فرانس کے بادشاہ اور ججوں کو ذلت کا جامہ پہنا دیا مگر آخر دونوں ملکوں کے لوگوں کو نظر آ گیا کہ ربانی سچائی اور حق کے قائم رکھنے کا بہانہ کر کے دروغ بیانیوں کی جرأت کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

۱۲۰۸ء تا ۱۲۴۹ء البجی شین صلیبی لڑائیاں

صلیبی لڑائیوں کا اصلی نتیجہ اسی کارروائی میں نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کا مسیحی مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہونا اس بات کے لیے کافی گردانا گیا کہ وہ ملک ان سے چھین لیا جائے جو مسیحی دنیا کا ناقابل انتقال ورثہ خیال کیا جاتا تھا۔ ٹمپلرز پر جس بے دینی یا بداعتقادی کا الزام عائد کیا گیا وہ بھی اس کی وجہ ہوسکتا تھا کہ حاکمان عدالت ان کو برباد کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ جن اشخاص پر صحیح یا غلط طور پر کفر کا الزام لگا دیا جائے' وہ ضرور اس بات کے سزاوار ہو جاتے تھے کہ اگر نرمی سے ''عقائد حقہ'' کی پیروی نہ اختیار کریں تو توپ یا تلوار کے ذریعے سے ان کی سرزمین پر قبضہ کر لیا جائے۔ یہ سبق سب نے بہت جلد سیکھ لیا۔

اور جن دنوں ڈینڈالو اور بالڈون قسطنطنیہ میں چند روزہ لاطینی سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے اسی زمانے میں پوپ انوسنٹ وعظ کے ذریعے سے لوگوں کو بہکا رہا تھا کہ طولوز کے نواب ریمنڈ کی رعایا پر بھی صلیبی جنگجوؤں کو چڑھائی کرنی چاہیے۔ وہ لوگ اگر بالفرض مذہب کے زیادہ پابند نہ ہوں تو صلح پسند ضرور تھے۔ اس بات کی کوشش کہ غلطی اور لغزش کو زور اور زبردستی سے دور کیا جائے اپنے لازمی انجام کو ظاہر کر رہی تھی۔ اور برنارڈ اور انوسنٹ جیسے مذہبی لوگوں کی بھی یہ رائے قرار پا گئی تھی کہ مسیحی کلیسا کے بدنصیب دشمنوں کے خلاف ہر جائز ناجائز تدبیر اور ہر قسم کے ہتھیار سے کام لیا جائے۔

مارسیلز کے فلک اور اماری کے آرنلڈ [1] جیسے ناخداترس ظالم عموماً بوڑھوں اور جوانوں' ماؤں اور شیرخوار بچوں کا قتل عام ہوتے دیکھتے تھے اور انھیں ذرا بھی ترس نہ آتا تھا۔

اور مانٹ فورٹ کا شمعون' جس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت تھا' اپنی تلوار کی خونریزی اور اس عدالت کے ظلم سے جو بدعقیدگی کی تحقیقات کرتی تھی، لوگوں کو جور و ستم کا نشانہ بنتے دیکھتا اور وحشیوں کی طرح ہنستا اور خوش ہوتا تھا۔

اس قابل عبرت عالم آشوبی کے زمانے میں فریڈرک دوم جو پوپ کا دشمن اور مسلمان فلسفیوں کا دوست تھا وہ بھی اس خلاف حق جھگڑے میں شریک ہوگیا۔ مسلمانوں کے علم' ہنر'

---

[1] ایک آرنالڈ یا ریجنالڈ (عربی میں ارناط) قلعہ کرک پر قابض صلیبی سردار بھی تھا جو حاجیوں کے قافلوں کو لوٹتا اور مسلمانوں کو بیدردی سے قتل کیا کرتا تھا۔ صلاح الدین ایوبی نے اسے اپنے ہاتھوں قتل کرنے کی قسم کھائی تھی، چنانچہ فتح حطین (۱۱۸۷ء) کے بعد اپنی قسم پوری کی۔ (م۔ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب اور طرز معاشرت کی جو کچھ قدر و منزلت اس کے دل میں تھی اسے ان صلیبیوں اور دیگر ملحدانہ خیال والے بدمعاشوں نے' جو ان عاقبت نا اندیش عشرت پرستوں کو ہر وقت گھیرے رہتے تھے' بالکل مٹا دیا۔

لوگ سچ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اصول وانصاف' معاہدوں کی وقعت اور انسانیت کا اس بے رحمی کے ساتھ خون نہیں کیا گیا جیسا کہ البجی شین کی صلیبی لڑائی کے زمانے میں ہوا۔ بنیری کی فصیل کے سامنے پوپ کا نائٹ کھڑا پکار رہا تھا:

''قتل کیے جاؤ' خدا اپنے لوگوں کو خود ہی پہچان لے گا''۔

اور یہی وہ آسان طریقہ کسی دیرینہ مخالفت کے طے کرنے کا تھا جو منطقی طور پر پطرس راہب اور خانقاہ کلیرو و کے ''ولی'' برنارڈ کے وعظ ونصیحت سے اخذ کیا گیا تھا۔

بچوں کی صلیبی لڑائیاں

جو مورخ صلیبی لڑائیوں کے زمانے کے ہر واقعے کا کوئی نہ کوئی سبب بتانا چاہتا ہو ممکن ہے کہ ان لڑائیوں کو وہ ایسے واقعات پر مبنی قرار دے جن کے اسباب کچھ اور ہی ثابت کیے گئے ہوں۔ وہ جذبات جو بڑے بڑے گروہوں کو کسی خاص غرض کے لیے مجتمع کر دیتے ہیں ہمیشہ کسی نہ کسی حد تک ضرور مفید ہوا کرتے ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں پرجوش برہمیوں کا ایک سلسلہ جاری تھا اور لوگ مستعد ہو کے لڑنے مرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

پاستورالی لوگوں میں' جو (اپنی مفروضہ سادگی کی وجہ سے) گڈریوں کے لقب سے نامزد کیے گئے ہیں' جوش کے پیدا ہونے اور صلیبی لڑائی کے واسطے ان کے تیار ہو جانے کا واقعہ جس نے قسطلہ (اسپین) کی بلانش کو بھی چند روز تک دھوکے میں رکھا' شائد محض اتفاقی طور پر اس زمانے میں ظاہر ہوا جب کہ لوئی نہم مصر میں قید تھا۔ لیکن یہ منجملہ ان ہزارہا واقعات کے تھا جن کی نسبت ٹھیک کہا گیا ہے کہ ضعیف الاعتقادی میں ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔

اسی قسم کے واقعات میں غالباً وہ مہمیں بھی شامل ہیں جو بچوں کی صلیبی لڑائیوں کے نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مشہور ہیں اگرچہ یہ لڑائیاں صرف اس غرض سے لڑی گئی تھیں کہ بے دینوں کے ہاتھ سے اصلی صلیب لے لی جائے۔ یہ غمناک داستان چند ہی الفاظ میں بیان کی جا سکتی ہے کہ کس طرح ۱۲۱۲ء میں فرانس میں اسٹیفن نامی ایک لڑکے کی ماتحتی میں تیس ہزار بچے جمع ہوئے۔

ونڈوم کے گرد خیمہ زن ہوئے۔

ایک مہینے کے بعد وہ کس طرح شہر مارسیلز پہنچے اور وہاں پہنچتے پہنچتے ان میں سے دس ہزار بچے کھو گئے یا راستہ بھول کے کسی اور طرف نکل گئے۔ کس طرح وہ بحیرۂ روم کے کنارے کھڑے خوش اعتقادی سے انتظار کر رہے تھے کہ اس سمندر کا پانی پھٹ کے انہیں راستہ دے دے گا۔

کس طرح دو تاجروں نے ترس کھا کے محض خدا کی راہ میں بغیر کسی معاوضے کے انہیں ارض فلسطین پہنچانے کے لیے اپنے جہازوں پر سوار کیا۔

اور کس طرح ان پانچ ہزار لڑکوں نے جو مناجاتیں' گیت گاتے ہوئے جہازوں پر سوار ہوئے تھے' سفر کے ختم ہونے پر اپنے تئیں اسکندریہ اور الجزائر کے ان بازاروں میں پایا جن میں غلام بکا کرتے تھے۔

اسی مہم کا ایک ضمیمہ ان بیس ہزار جرمن لڑکوں اور لڑکیوں کی داستان مصیبت ہے جو اسی سال ایک کاشتکار کے لڑکے مسمی نکولس کی ماتحتی میں کولون سے روانہ ہوئے جن میں سے صرف پانچ ہزار جنوا (اٹلی) پہنچے۔ باقیوں میں سے بعض تو اپنے گھروں کو واپس چلے آئے اور بعض برنڈزی پہنچ کے جہاز پر سوار ہوئے اور فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر پھر اس کے بعد پتہ نہ لگا کہ کیا ہوئے۔ جو لڑکے جنوا پہنچے تھے وہ اچھے رہے' اس لیے کہ وہاں کے حکام نے ان کو اپنے علاقے میں بسا دیا جن میں سے اکثر دولت مند ہو گئے۔ بہتوں نے ناموری حاصل کی اور بعض کے خاندان آج بھی اس سرزمین پر معزز حالت میں موجود ہیں۔

صلیبی لڑائیوں کے یورپی تہذیب وتمدن پر اثرات

لیکن جس طرح ان صلیبی لڑائیوں کے اغراض مختلف تھے ویسے ہی ان کے نتائج بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف ظاہر ہوئے۔ ہمیں تصویر کا صرف ایک رخ نہ دکھانا چاہیے۔ ان لڑائیوں کا جو اثر یوپ کی دنیاوی قوت کی ترقی پر ہوا' وہ تو ہم دیکھ ہی چکے۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان لڑائیوں نے چار صدیوں سے زیادہ زمانے تک اسلامی قوت کو قسطنطنیہ سے آگے نہیں بڑھنے دیا اور یورپ کو ایسی مصیبتوں سے بچا لیا جن کے صرف بیان کرنے سے بھی ہمارے روئیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ [1]

اگر تعلقہ داروں کے ذرائع آمدنی اور قوت کو ان لڑائیوں نے ضعیف کر دیا تو انھوں نے بادشاہوں کی حکومت کو مستحکم بھی کر دیا اور بڑے بڑے شہروں کے باشندوں کے ساتھ ان کے تعلقات پیدا کر دیے۔ انہیں تعلقات نے اس طرز سلطنت کو مٹایا جس کی وجہ سے ہر قریہ اور ہر گاؤں کا ایک جداگانہ سردار ہوتا تھا اور اپنے اس قریہ اور گاؤں میں وہ پورے شاہی اختیارات رکھتا تھا۔

غلامی کو ان معرکوں نے رفتہ رفتہ بالکل معدوم کر دیا۔ [2] اور ان سرداروں کو جو ادنیٰ قسم کی حقیقی یا فرضی بدسلوکی پر بگڑ کھڑے ہوتے اور خانہ جنگی پر آمادہ ہو جاتے تھے' قانون کا پابند بنا دیا۔

ان لڑائیوں کی ذاتی طور پر اگرچہ کوئی وقعت نہ تھی اور نہ ان کے ذریعے سے ارض فلسطین میں یا کسی اور مقام پر کوئی مستقل سلطنت قائم ہو سکتی تھی' تاہم ان لڑائیوں سے یورپ کی عام دولت مندی پر ایسا اچھا اثر پڑا اور اس نے ایسی ترقی کی جو کبھی اس کے بہی خواہوں کے خواب و خیال میں بھی نہ گزری تھی۔

---

[1] مصنف کا اشارہ چودھویں صدی عیسوی کے اوائل سے لے کر پہلی جنگ عظیم (۱۸۔۱۹۱۴ء) تک عثمانی ترکوں کی فتوحات اور جنوب مشرقی یورپ پر ان کی طویل حکمرانی کی طرف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عثمانی فتوحات مشرق وسطیٰ میں یورپی صلیبیوں کی درندگی کا ردعمل اور قدرت کا انتقام تھیں یہ اسلامی حق اور مسیحی باطل کی کشاکش تھی جس میں حق غالب رہا۔ (م ف)

[2] یہ بھی مصنف کا جھوٹ ہے۔ اہل یورپ نے سولھویں صدی عیسوی سے افریقی باشندوں کو پکڑ کر غلام بنانے اور امریکہ میں لے جانے کا جو مکروہ دھندا شروع کیا وہ چار صدیوں تک جاری رہا اور ایک کروڑ سیاہ فام افریقی غلام گوروں کے وحشیانہ مظالم سہتے رہے۔ یورپی عیسائیوں کے اس جرم عظیم کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لڑائیوں نے یونانی اور لاطینی کلیساؤں اور پوپ کی مشرقی رعایا اور اس کی مغربی قوموں کے درمیان کا بعد ضرور بڑھا دیا لیکن انہیں لڑائیوں کی بدولت مشرق اور مغرب کے لوگوں کے یکجا ہونے سے وہ تبادلہ خیالات ہوا اور عقل انسانی کی ایسی ترقی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے ہماری موجودہ تہذیب [1] کو قرون وسطیٰ کے مذہبی اور اخلاقی اصولوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

[1] یورپ کی موجودہ مادر پدر آزاد تہذیب جس پر مصنف کو فخر ہے اس کا تازہ شاخسانہ جرمنی کے دو بہن بھ ہیں جنہوں نے ''از دواجی زندگی'' گزارتے ہوئے چار بچے بھی پیدا کر لیے۔ اس کا انکشاف مارچ ۲۰۰۷ء میں ہوا جب لوگوں نے ان کی اس روش پر اعتراض کیا اور معاملہ عدالت تک جا پہنچا۔ اس شرمناک حرام کاری پر انہیں فخر ہے اور یہ ''فخر'' مغرب کو ''مبارک'' ہو! (م ف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلیب وہلال کی کشمکش

دہشت گرد وظالم وسفاک صلیبیوں نے صدیوں پہلے سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خونریز صلیبی جنگوں کا ایک سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا پر صلیب غالب آ جائے اور اسلام کا سورج غروب ہو جائے، جو کہ ایک دیوانے کا خواب ہے اور ناممکن ہے۔ صلیب کے عروج وغلبہ کے لیے انہوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کا جو بازار گرم کیا، الامان والحفیظ۔ ظلم وسربریت اور بربادیوں کی صلیبی آندھیاں تھیں کہ جس مسلم خطے سے گزر جاتیں انسانی جانوں کا وجود وہاں سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتا اور ہر طرف خون ہی خون اور کٹے پھٹے انسانی لاشے بکھرے نظر آتے۔ صلیبی ایسے وحشت ناک مناظر سے ڈرنے کی بجائے مزید شیر ہو جاتے اور ظلم وستم کی چکی کی رفتار کو مزید تیز کر دیتے۔ ان مظالم، سازشوں، مکروہ منصوبہ بندیوں اور دجالی چالوں کے باوجود اسلام کا سورج آج بھی پوری آب وتاب سے چمک دمک رہا ہے۔

اس کتاب میں ایک صلیبی انگریز کے قلم سے صلیبیوں کے مکروہ اور گھناؤنے چہرے سے نقاب کشائی کی گئی ہے اور ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف روا چالوں، سازشوں، خفیہ وسربستہ رازوں سے پردہ اُٹھایا گیا۔ آپ کو اس کتاب میں صلیبیوں کی اسلام دشمن کارروائیاں، صلیبی جنگوں کی تفصیل اور اسلام کو مٹانے کی مذموم وناکام کوششوں سے آگاہی ہوگی۔

آج بھی یورپ وامریکہ نے مختلف ناموں اور حیلوں بہانوں سے عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف قدیم صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ اس کتاب میں دیکھیں گے کہ وقت اور ہتھیار بدل گئے ہیں لیکن صلیبیوں کے اہداف آج بھی وہی ہیں اور اس بات کی سمجھ آ سکے گی کہ امریکہ، اسرائیل، برطانیہ اور عالم کفر صلیبی جنگوں کو کیسے جاری رکھے ہوئے ہے اور اس کے درپردہ مکروہ خطرناک عزائم ومقاصد کیا ہیں اور اس کتاب میں کس حد تک کامیاب ہو چکا ہے۔ اور ایسے حالات میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟

محمد طاہر نقاش

دَارُالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

DARULIBLAGH